اُصول نظائر شرع محمدی

یعنے

انتخاب معہ کلیات و جزئیات مسائل وراثت بنا بر مذہب اہل سنت و شیعہ و معاہدات و مضامین متفرقہ

مع

انتخابات اُن فتاووں کے جو عدالتہائے دیوانی تابع احاطہ ملک بنگالہ در باب مسائل مذکورہ صادر ہوئے

بالحاق

تنبیہات متضمن توضیح و تشریح

مؤلفہ

ولیم ہی میگناٹن صاحب

حسب ارشاد جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی دام اقبالہ کے

لالہ کنھیا لال سب اسسٹنٹ سرجن نے

بانتظام محکمہ صدر دیوانی عدالت ممالک مغربی کے زبان اُردو میں ترجمہ کیا

واسطے فائدہ عام کے

نسخہ مطبوعہ گورنمنٹ سے بصحت تمام نقل ہوکر

بار چہارم

مقام کانپور

مطبع نامی منشی نول کشور میں طبع ہوا

۱۹۰۷ء

1907

بخدمت شائقین قوانین

علاوہ تمام فنون اور علوم درسی اور غیر درسی کے جن میں سے ہر ایک علم کی کتب کا کافی ذخیرہ مطبوعہ مطبع ہذا فروخت کے لیے برخرخ ارزان موجود ہے قانون کی کتابوں کا بھی ذخیرہ کثیرہ بخط فارسی و ہندی و دیوناگری و انگریزی موجود ہے مگر چونکہ اس کتاب کے تمثیل پیچ کے متعلق فقط انہیں کی صفحہ سادہ تھے اسلیے ان چند مضمون میں صرف اردو زبان کی مصنفہ اور مترجمہ کتب قانون درج کیجاتی ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور کتب سے بھی شائقین کو بسہولت آگاہی حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
قوانین متعلقہ فوجداری — ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء مجموعہ ضابطہ فوجداری۔	[illegible]
مجموعہ قوانین تعزیرات ہند۔ یعنی ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء مترجمہ گورنمنٹ بنظر ثانی و اضافہ ایکٹ ہائے ۱۸۶۳ء و ۱۸۷۰ء و ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۹۶ء و فہرست جرائم بہ ردیف حروف تہجی و اضافہ لغایت سنہ ۱۸۹۸ء۔	[illegible]
مفید العدالت۔ جدید الطبع یہ وہی مجموعہ ہے جسمیں ترتیب وار دفعات تعزیرات ہند کی شرح اس خوبی سے ہے کہ جدول ضمیمہ ایکٹ ۱۸۷۲ء میں ہر دفعہ کو پوری عبارت سے داخل کیا ہے اور اختیارات حکام و تشریحات و مستثنیات و تعریف جرائم و سزا و ضروری امور کے بیان سے مقدمہ کو آخر تک ختم کر دیا ہے اور اسقدر مقبول ہوا کہ چار مرتبہ طبع ہو چکا تھا۔ بالفعل مؤلف مجموعہ نے جدید اسکی نظر ثانی کر کے باضافہ نظائر و ترمیمات مرتب	[illegible]
فرمایا تھا چنانچہ بعد اضافہ نظائر و ترمیمات تاریخ سنہ ۱۹۰۲ء میں بار اول طبع ہوا ہے۔	للعہ
مجموعہ ضابطہ فوجداری۔ یعنی شرح ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۸۶ء و ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۸ء مع نظائر و احکام و سرکلرات جوڈیشل کمشنر بہادر اودھ مؤلفہ سید غلام حمید خان سب جج مرحوم	عہ
مجموعہ ضابطہ فوجداری۔ یعنی ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء مع دستخط سترکرہ صاحب جوڈیشل کمشنر اودھ مرتبہ پنڈت کشن لال صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ۔	[illegible]
مجموعہ ضابطہ فوجداری۔ یعنی ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء ترمیم شدہ لغایت جنوری سنہ ۱۸۹۲ء مع خلاصہ فہرست۔	[illegible]
ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۹۳ء ہمدرد ان مبارک الوطن مع قواعد مرتبہ گورنمنٹ ہند۔	[illegible]
مجموعہ سرکلرات پولیس۔ مجاریہ صاحب انسپکٹر جنرل بہادر	[illegible]
ممالک مغربی و شمالی و اودھ مرتبہ سید محمد تقی صاحب مطبوعہ سنہ ۱۸۹۹ء ترمیم شدہ لغایت سنہ ۱۸۹۶ء	[illegible]
آئینہ سراغرسانی مؤلفہ شیخ ولی حیدر صاحب سابق پولیس افسر ممالک مغربی و شمالی و اودھ متضمن فرائض و مشکلات پولیس و الزامات جو اس سے منسوب کیے جاتے ہیں مع طریق جیوری پر دفن و طریقہ کار روائی وغیرہ۔	[illegible]

قوانین متعلقہ دیوانی

نام کتاب	قیمت
مجموعہ ضابطہ دیوانی یعنی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء ترمیم شدہ مع خلاصہ و فہرست مرتبہ ترمیمات لغایت یکم جنوری سنہ ۱۸۹۴ء	[illegible]
ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء استعمال جائداد۔	[illegible]
ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء قانون معاہدہ۔	[illegible]
ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ء قانون شہادت۔	[illegible]
ایکٹ سنہ ۱۸۷۷ء متعلقہ رجسٹری	[illegible]

فہرست مضامین اصول شرع محمدی

باب اور فصل کی فہرست

اصول شرع

مضمون	صفحہ

نظائر

فہرست مضامین نظائر مسائل شرع

مضمون — صفحہ

بائع

بیماری

اُصُولِ شرعِ محمّدی

ورا ثت ومعاہدات اور امور متفرقہ کے بیان مین

پہلا باب

اصول وراثت

فصل پہلی

کُلّیات

ہر قسم کی جائداد پر بلا تخصیص ورثہ پہونچتا ہی۔

۱- ازروے شرع محمدی کے ہر قسم کی جائداد پر عام اس سے کہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ خواہ موروثی ہو یا مکسوبہ ورثہ پہونچتا ہی۔

خلف اکبر۔

۲- خلف اکبر ہونیکی وجہ سے زیادہ نہین ہو سکتا بلکہ جتنے بیٹے ہون سب کو ورثہ برابر پہونچتا ہی۔

دختر کا حق بشمول پسر کے

۳- اگر در ترکہ دختر اور پسر کو شمول پہونچے تو دختر کا حصہ پسر کے حصہ سے نصف ہوگا-

وصیت بحق وارثون کے

۴- اگر ایک پسر یا کسی وارث کے حق مین بمضرت وارثون کے وصیت کیجائے تو ایسی وصیت بلا رضامندی اور بیٹیون یا وارثون کے نافذ نہین ہوسکتی-

مکر قرضہ و جائداد

مکر قرضہ و جائداد موصی بہ-

۵- مطالبہ دیون کا وصیت پر مقدم ہی اور قبل تقسیم ورثہ کے وصیت کا نفاذ ہونا چاہیے مگر شرط یہ ہی کہ جائداد موصی بہ ترکہ وصی کے ایک ثلث سے زائد نہو-

محجوب الارث ہونے کے سبب-

۶- غلامی اور قتل انسان اور اختلاف دین اور اختلاف متابعت حاکم کے سبب سے ارث کا استحقاق زائل ہوجاتا ہی-

استثنا-

۷- لیکن جو شخص دین محمدی کے پیرو نہون وے اپنے اہل مذہب کے وارث ہوسکتے ہین اور جو شخص دین اسلامی کے پیرو ہین اُنکے نسبت اختلاف دار مانع ارث نہین ہی-

وارث ہونا متعدد شخصون کا زمانہ واحد مین-

۸- شخص متوفی کا ترکہ اُسکے مختلف قرابت دارون کو بقدر سہام معین کے زمانہ واحد مین ملسکتا ہی اور یہ جائز ہی کہ بزمانہ واحد کچھ ترکہ وارثان اعلی کو پہونچے اور کچھ اسفل کو-

بذریعہ قائم مقامی کے حق وراثت حاصل نہین ہوتا-

۹- جو شخص اپنے باپ کے سامنے فوت ہو اُسکا بیٹا قائم مقام اُسکا نہین ہوسکتا ہی یعنے جس طرح کہ خود پسر متوفی بحالت زندگی کے حقدار ہوتا اُس طرح بیٹا اسکا حقدار نہوگا بلکہ اگر پسر متوفی کا کوئی بھائی موجود ہو تو وہ بیٹا محروم الارث ہوگا مثلاً زید دادا اور بکر باپ اور عمر بیٹا ہو اور بکر اپنے باپ زید کے سامنے مرجاوے تو عمرو کو اپنے پدر بکر کی

قائم مقامی کا استحقاق حاصل نہ رہیگا بلکہ متوفے کا ترکہ زید کے دیگر پسران کو پہونچیگا۔

بیٹے اور پوتے کے واسطے حصہ خاص معین نہین ہی بلکہ حصہ اُنکا بلحاظ تعداد و دیگر وارثون کے قرار پاتا ہی۔

۱۰۔ بیٹے اور پوتے اور اُنکی اولاد نسبی کے واسطے گو اُس اولاد کا واسطہ مورث سے کتنا ہی بعید ہو کوئی حصہ خاص معین نہین ہی قاعدہ کلیہ یہ ہی کہ جو کچھ جائداد بعد دینے حصون دیگر مستحقین کے بچے وہ بیٹے اور پوتے اور اولاد مذکور کا حق ہی لیکن درصورت ہونے دخترون کے ہر دختر کو بہ نسبت پسر کے حصہ کے نصف حصہ ملتا ہی مثلاً اگر باپ و ماں اور شوہر یا زوجہ یا بیٹیان وارث ہون تو پسران کو قلیل حصہ ملتا ہی لیکن اگر بیٹیان اور دیگر حصہ دار جائز نہون تو کُل جائداد پسران کو پہونچتی ہی۔

تفصیل اُن وارثون کی جو ورثہ پانے سے محروم نہین ہو سکتے۔

۱۱۔ والدین و اولاد و شوہر اور زوجہ بقطع نظر تعداد اور بُعد یا قرب دیگر وارثون کے ہر حال مین حصہ پانے کے مستحق ہین۔

قواعد دائم درباب حصہ بھائیون و بہنون کے۔

۱۲۔ قاعدہ کلیہ یہ ہی کہ بھائی کو بہن سے دوچند حصہ ملے مگر یہ قاعدہ برادران اور ہمشیرگان اخیافی کی نسبت صادق نہین آتا۔

حصص ذوی الفروض۔

۱۳۔ جو شخص صرف ذوی الفروض ہین نہ عصبہ اُنکے حصون کا تعین ہو سکتا ہی لیکن جو لوگ کہ علاوہ پانے سہام معینہ کے بھی عصبہ ہو سکتے ہین اُنکے حصہ کے باب مین کوئی قاعدہ کلیہ قرار نہین پا سکتا بلکہ ایسے حصہ کا تعین ہر صورت خاص پر موقوف ہی۔

ذکر حصص عصبات۔

مثلاً چونکہ زوجہ و شوہر صرف سہام معین کے مستحق ہین لہذا کُل صورتون مین حصہ اُنکا مقرر ہی مگر بیٹیان اور بہنین بعض صورتون مین سہام معین کی مستحق ہین اور بعض صورتون مین عصبہ ہین

اور باپ اور دادا بھی بعض صورتون مین عصبہ ہوتے ہین لہذا اُنکے حصص کا تعین دیگر وارثون کی تعداد اور اُنکے بعد اور قرب پر منحصر ہے۔ ـلـ

ـلـ اگر بیٹے موجود نہون تو بیٹیان ذوی الفروض ہین اور علیٰ ہذا القیاس در صورت موجود نہ ہونے بھائیون کے بہنین بھی ذوی الفروض ہین مگر بحالت ہونے بیٹے یا بھائی کے بیٹیان اور بہنین صرف عصبہ ہوتی ہین اور اگر بیٹے یا پوتے موجود ہون تو دادا اور باپ ذوی الفروض ہوتے ہین اور جب صرف بیٹیان ہون تو وہ عصبہ اور نیز ذوی الفروض ہونگی۔

فصل دوسری

ذوی الفروض اور عصبات کے بیان مین

بیوہ کا حصہ۔ ۱۴۔ اگر متوفی یا اسکے پسر کی اولاد موجود ہو تو گو اولاد پسری کا واسطہ کتنا ہی بعید ہو بیوہ کو ترکۂ شوہر سے آٹھوان حصہ ملتا ہے اور اگر کچھ اولاد نہ ہو تو ایک ربع۔

شوہر کا حصہ۔ ۱۵۔ اگر شوہر یا اسکے پسر کی اولاد موجود ہو تو گو اولاد پسری کا واسطہ کتنا ہی بعید ہو شوہر کو زوجہ کے ترکہ سے چوتھائی حصہ پہونچتا ہے اور اگر کچھ اولاد نہو تو نصف۔

دختر کا حصہ۔ ۱۶۔ اگر بیٹا نہو اور صرف ایک ہی دختر ہو تو دختر کو ترکے سے شرعًا نصف حصہ پہونچتا ہے۔

دو یا زیادہ دخترون کا حصہ۔ ۱۷۔ اگر بیٹا نہو اور دو یا زیادہ بیٹیان ہون تو حصہ انکا ترکے سے شرعًا دو ثلث ہوگا

پسر کی دختر کا حصہ۔ ۱۸۔ اگر پسر موجود نہو اور نہ دختر اور نہ پوتا تو پوتیان مثل دخترون کے حصہ پاینگی یعنی ایک پوتی ہو تو اسکو نصف حصہ ملیگا اور دو یا دو سے زیادہ ہون تو دو ثلث ملینگے۔

ایضًا ۱۹۔ اگر صرف ایک بیٹی ہو تو پوتیون کو چھٹا حصہ پہونچتا ہے اور اگر دو یا دو سے زیادہ بیٹیان ہون تو پوتیون کو کچھ نہین ملیگا۔

پسر کی دختر کا حصہ — ۲۰- اگر پوتا یا پرپوتا موجود ہو تو پوتیون کو بمقدار نصف اُس حصہ کے ملتا ہی جو پوتے یا پرپوتے کو ملے۔

بھائی اور بہن کا حصہ — ۲۱- اگر بیٹا یا پوتا یا اسی سلسلہ مین اور اولاد ہو یا باپ یا دادا موجود ہون تو بلالحاظ بعید ہونے اولاد مذکور کے بھائیون اور بہنون کو متوفی کی جائداد سے کچھ حصہ نہین پہونچتا ہی۔ ؎

ایضاً — ۲۲- برادران حقیقی کے موجود ہونے کی حالت مین ہر بہن کو بمقدار حصہ بھائی کے نصف حصہ ملیگا اور چونکہ بھائی ایسی صورت مین عصبہ ہوتے ہین لہذا تعین اُنکے حصہ کا حسب حال صورت خاص کے ہوگا۔

ایضاً — ۲۳- اگر بیٹے اور پوتے اور بیٹیاں اور پوتیان موجود نہون اور حقیقی بھائی بھی نہو لیکن صرف ایک بہن ہو تو اُسکو جائداد سے نصف حصہ ملیگا۔

ایضاً — ۲۴- اگر بیٹے اور پوتے اور بیٹیاں اور پوتیان نہون اور حقیقی بھائی بھی نہ ہو لیکن دو یا دو سے زیادہ بہنین موجود ہون تو اُنکو جائداد سے دو ثلث ملینگے۔

ایضاً — ۲۵- اگر بیٹیاں یا پوتیان موجود ہون لیکن بھائی نہون تو بہنون کو بعد ملنے حصہ بیٹیون اور پوتیون کے باقی جائداد ملیگی یعنی اگر صرف ایک بیٹی

؎ اگر متوفی کا دادا موجود ہو تو حسب طریق اہل سنت اسکے برادران حقیقی اور علاتی محجوب الارث ہونگے اور اہل تشیع جو مطابق رائے دو خلفاء کے عمل کرتے ہین انکی رائے اس باب مین مختلف ہی دادا اور دادی کا لفظ اُن کل مورثان اصول پر حاوی ہی جنکو متوفی کے ساتھ بغیر واسطے کسی عورت کے قرابت حاصل ہو۔

یا پوتی ہو تو جائداد سے نصف اور درصورتیکہ دو یا دو سے زیادہ ہون تو ایک ثلث ملیگا۔

براداران و ہمشیرگان اخیافی و علاتی۔

۲۶- براداران اور ہمشیرگان اخیافی اور علاتی مین یہ فرق ہو کہ براداران اور ہمشیرگان علاتی کو بحالت موجود ہونے حقیقی بھائی اور بہنون کی جائداد سے ترکہ نہین پہونچ سکتا لیکن برادران اور ہمشیرگان اخیافی لشمول برادران حقیقی کے مستحق ارث ہوتے ہین۔

ہمشیرگان علاتی۔

۲۷- اگر متوفی کی صرف ایک ہی حقیقی بہن ہو تو ہمشیرگان علاتی درصورت نہونے برادر حقیقی کے مستحق چھٹے حصے کی ہونگی۔

ایضاً

۲۸- اگر متوفی کی دو یا دو سے زیادہ ہمشیر ہون تو خواہران علاتی درصورت نہونے برادران حقیقی کے کچھ حصہ نہ پائینگی۔

ایضاً

۲۹- لیکن اگر علاوہ خواہران علاتی کے اُنکا برادر حقیقی بھی ہو تو ہر ہمشیر کو بقدر نصف حصہ برادر مذکور کے ملیگا۔

براداران و ہمشیرگان اخیافی کو مساوی حصہ ملیگا لیکن قاعدہ کلیہ یہ کہ ذکور کو بہ نسبت اناث کے دوچند حصہ ملنا چاہیے اُنکی اولاد سے متعلق ہوگا۔

۳۰- براداران و خواہران اخیافی کی صورت مین عورت اور مرد کا حصہ مساوی ہوتا ہی مگر برادران اور ہمشیرگان حقیقی اور علاتی کی حالت مین ایسا نہین ہو سکتا اور قاعدہ کلیہ کہ ذکور کو بہ نسبت اناث کے دوچند حصہ ملنا چاہیے براداران اور ہمشیرگان اخیافی کی اولاد سے متعلق ہوگا۔

ایک بھائی یا ایک ہمشیر اخیافی اور دو یا دو سے زیادہ بہن یا بھائی اخیافی۔

۳۱- اگر ایک بھائی یا بہن اخیافی موجود ہو تو اُسکو چھٹا حصہ پہونچتا بشرطیکہ متوفی یا اُسکے بیٹے کی اولاد یا باپ یا دادا انہون اور

اگر دو یا دو سے زیادہ بھائی یا بہنین ہون تو اس صورت مین اُن کو ترکہ کا ثلث ملیگا۔

باپ — ۳۲- اگر متوفی کا ایک بیٹا یا پوتا یا اسی سلسلہ مین کوئی اور اولاد ہو تو باپ کو چھٹا حصہ پہونچیگا۔

ماں — ۳۳- اگر متوفی یا اُسکے بیٹے کی اولاد یا دو یا دو سے زیادہ بہن اور بھائی موجود ہون تو ماں کا چھٹا حصہ پہونچیگا۔

ایضاً — ۳۴- اگر شوہر یا زوجہ مر جائے اور اُسکے یا اُسکے بیٹے کے اولاد نہو مگر صرف ایک بھائی یا بہن موجود ہو تو ماں کو درصورت موجود ہونے دادا کے تیسرا حصہ ملیگا اور اگر باپ موجود ہو تو بعد دینے حصص احد الزوجین کے باقی جائداد سے ایک ثلث پہونچیگا۔

دادا — ۳۵- اگر باپ موجود ہو تو دادا کو جائداد سے کچھ حصہ نہین پہونچتا ہے۔

دادا کا حصہ — ۳۶- اگر متوفی کا ایک بیٹا یا پوتا یا اسی سلسلہ مین کوئی اور اولاد ہو اور باپ موجود نہو تو دادا کو چھٹا حصہ پہونچیگا۔

نانی اور دادی جدات — ۳۷- اگر ماں موجود ہو تو نانی کا کچھ حق نہین ہے اور بحالت موجود ہونے باپ کے دادی کو کچھ حق نہ ملیگا۔

استثنا — ۳۸- اگر دادا موجود ہو تو جدات کا کچھ حق نہین ہے الا خاص دادی مستحق ترکہ ہوگی کیونکہ اُسکی قرابت دادا کی جہت سے نہین ہے۔

حصہ جدات صحیحہ اور فاسدہ — ۳۹- نانی کو نواسہ کے ترکہ سے چھٹا حصہ ملتا ہے اور اگر باپ نہو تو دادی بھی چھٹے حصے کی مستحق ہے۔

۴۰ - اگر دو یا تین جدات مساوی درجے کی موجود ہون تو ہر ایک ترکے کے ایک سدس مین حقدار مساوی ہوگی -

دو یا دو سے زیادہ جدات کا حصہ -

۴۱ - بحالت موجود ہونے جدۂ قریبہ کے جدۂ بعیدہ محروم ہوگی -

بحالت موجودگی جدۂ قریبہ جدۂ بعیدہ محروم رہیگی -

۴۲ - نانا اور نانا کی مان مستحق ترکہ نہین ہین کیونکہ وہ نہ ذوی الفروض مین داخل ہین نہ عصبات مین اور انکو مورثان فاسد کہتے ہین -

مورثان فاسد -

فصل تیسری

ذوی الارحام کے بیان مین

ذوی الارحام صنف اول۔

۴۳ — اگر بیٹا یا دختر یا پوتا یا پوتی یا اسی سلسلہ مین کوئی اور اولاد یا باپ یا دادا یا ذکور سے کوئی اور وارث نسبی یا مان یا نانی یا دادی یا اناث سے کوئی وارثۂ نسبی یا زوجہ یا شوہر بھائی یا برادر علاتی یا اخیافی یا حقیقی یا برادران حقیقی یا علاتی یا اخیافی کے بیٹے یا ہمشیرہ علاتی یا اخیافی یا حقیقی یا چچا یا چچا کا بیٹا اسی سلسلہ مین کوئی اولاد اور موجود نہون تو دختر اور دخترون کی اولاد کو ورثہ پہونچیگا اور واضح ہو کہ منجملہ اشخاص مذکورۃ الصدر کے بیٹیان اور پوتیان ذوی الارحام صنف اول کہلاتی ہین اور مابقی ذوی الفروض یا عصبات ہین۔ ؎

؎ جن وارثون کا ذکر اس جگہ کیا گیا ہے منجملہ اُنکے ذکور سے باپ اور دادا وارث نسبی اور شوہر اور برادر اخیافی اور اناث سے بیٹی اور پوتی اور زوجہ اور مان اور دادی اور ہمشیرۂ حقیقی اور علاتی اور اخیافی ذوی الفروض ہین اور حصہ اُنکا باعتبار ہر صورت کے

ذوی الارحام صنف دوم۔

۴۴۔ درصورت نہونے وارثان مذکورۃ الصدر کے اس قسم کے اجداد اور جدات وارث ہوتے ہین جو ذوی الفروض اور عصبات مین داخل نہون اور انکو ذوی الارحام صنف دوم کہتے ہین۔

ذوی الارحام صنف سوم۔

۴۵۔ اگر اشخاص مذکور الصدر نہون تو ہمشیر کی اولاد اور بھائی کی بیٹیان اور برادران اخیافی کے بیٹے ترکہ پائین گے اور انکو ذوی الارحام صنف سوم کہتے ہین۔

ذوی الارحام صنف چہارم۔

۴۶۔ اگر وارثان مذکور الصدر بھی نہون تو عمات اور اعمام اخیافی اور ماموں اور خالہ وارث ہونگے اور انکو ذوی الارحام صنف چہارم کہتے ہین۔

ذوی الارحام کی اولاد۔

۴۷۔ درصورت موجود نہونے ان وارثون کے جنکا ذکر اوپر ہوا ہی عمات اور اعمام اخیافی اور ماموں اور خالہ کی اولاد حصہ پائیگی۔

استثنا نسبت اُس غلام کے جو آزاد کیا گیا ہو

۴۸۔ جو قواعد کلیہ کہ اوپر بیان ہوے ہین اُنکے مطابق عصبات کے بعد ذوی الارحام وارث ہوتے ہین مگر ان قواعد کی نسبت یہ استثنا ہی کہ اگر ترکہ کسی ایسے غلام کا ہو جو آزاد کیا گیا ہو تو اسکا مالک اور مالک کے وارث بترجیح ذوی الارحام متوفی کے ورثہ پائینگے۔

قواعد وراثت ذوی الارحام صنف اول

۴۹۔ قاعدہ درباب وراثت ذوی الارحام صنف اول کے یہ ہے کہ انکو بلحاظ درجۂ قرابت کے حصہ پہونچتا ہی اور درصورت مساوی ہونے درجے کے اُن شخصون کو جو بواسطۂ کسی وارث کے دعویدار ہون بمقابلہ

مختلف ہوتا ہی اور بعض خاص صورتون مین جیسا کہ بیان ہو چکا ہی دختر کے سے بالکل محروم رہتے ہین اور باقی وارث صرف عصبہ ہین اور انکے واسطے کوئی حصہ خاص مقرر نہین ہو۔

اِن شخصون کے ترجیح حاصل ہی جو بذریعۂ شخص غیر وارث کے دعویدار ہون شلاً
پوتی کی بیٹی اور نواسی کا بیٹا مساوی درجے کے قرابت دار ہین مگر پوتی
کی بیٹی کو اِس وجہ سے ترجیح ہی کہ پوتی خود بھی وارث ہی اور نواسی
وارث نہین ہی اگر مساوی درجے کے چند وارث ہون اور جن شخصون کے
ذریعہ سے وے دعویدار وراثت ہون وہ باعتبار اِستحقاق وراثت
یکسان ہون مگر انکی کسی پیڑھی مین ذکور اور اناث کا اختلاف ہو تو
ترکہ بلحاظ اِس اختلاف کے تقسیم ہوگا اور جس پیڑھی سے یہ اختلاف
شروع ہو اُسکا لحاظ رکھا جائے شلاً نواسے کی نواسیان بمقابلۂ نواسی کے
دو نواسون کے دوچند پائینگی کیونکہ نواسے کی نواسیون کا مورث مرد تھا
اور اُسکا حصہ نسبت عورت کے دوچند ہی۔ ؎

قاعدہ وراثت ذوی الارحام صنف دوم۔

۵۰- اگر ذوی الارحام صنف دوم کو ایک ہی جانب سے قرابت
حاصل ہو تو اُنکو بھی حسب طریقۂ مندرجۂ بالا بلحاظ اُنکے قرب اور اشخاص
درمیانی کے استحقاق اور عدم استحقاق وراثت کے ورثہ پہونچیگا اور
اشخاص مذکورین مرد اور عورت کا بھی لحاظ کیا جائیگا اور اگر وہ ایک ہی
جانب سے قرابت دار ہون تو واسطہ داران پدری کو دو ثلث اور

؎ ابو یوسف کی یہ رائے ہی کہ جب دے شخص جو درمیان مورث اور
دعویدارون کے واسطہ ہین باعتبار وراثت یکسان ہون تو دعویدارون مین مرد اور
عورت کا لحاظ کیا جا دیگا نہ اشخاص درمیانی مین اگرچہ قاعدہ بہت صاف ہی
لیکن اکثر تسلیم نہین کیا گیا ہی۔

واسطہ داران مادری کو ایک ثلث بلالحاظ جنس دعویدارون کے پہونچیگا۔

قاعدہ وراثت ذوی الارحام صنف سوم۔

۵۱ - جو قاعدہ کہ ذوی الارحام صنف اول کے واسطے معین ہو وہی صنف سوم سے بھی متعلق ہو مثلاً برادر زادے کی دختر اور بھانجی کا بیٹا متوفی سے مساوی درجہ کی قرابت رکھتے ہین لیکن برادر زادے کی دختر کو ترجیح ہوگی کیونکہ برادر زادہ وارث عصبہ ہو اور جبکہ وارثون کی قرابت مساوی ہو تو ایسی حالت مین وہی قاعدہ جو صنف اول کی نسبت قرار پایا ہو ایسی صورت سے بھی متعلق ہوگا۔ ملہ

قاعدہ وراثت ذوی الارحام صنف چہارم۔

۵۲ - ذوی الارحام قسم چہارم کی نسبت اسقدر لکھنا ضرور ہو کہ درصورت مساوی ہونے جہات قرابت کے اعمام اور عمات حقیقی کو سوتیلون پر ترجیح ہو اور اعمام اور عمات علاتی کو بمقابلہ اخیافی کے ترجیح ہو اور اگر ذریعۂ قرابت مساوی مثلاً حقیقی ماموں اور خالہ دعویدار ہون تو مرد کو بہ نسبت عورت کے از روے قاعدہ دوچند حصہ پہونچیگا لیکن اگر ایک دعویدار صرف باپ کی جانب سے قرابت رکھتا ہو اور دوسرا صرف

ملہ اس قاعدے کی تمثیل اس طور پر ہوسکتی ہو کہ اگر نانا اور نانا کی مان دعویدار ہون تو چونکہ نانا کا واسطہ متوفی سے زیادہ قریب ہو لہذا نانا کی مان ترکہ نہ پائیگی اور اگر نانا کی مان اور نانا کا باپ دعویدار ہون تو ایسی حالت مین یہ دونون باعتبار قرابت اور جہت کے مساوی ہین اور ایک ہی شخص کے واسطے سے دعویدار ہین پس اس صورت مین درباب تقسیم ترکے دعویدارون کی جنس پر لحاظ کرکے مرد کو بہ نسبت عورت کے دوچند حصہ دینا چاہیے۔

مان کی طرف سے تو ایسی صورت مین دعویدار آخرالذکر کو بمقابلۂ دعویدار مقدم الذکر کے ترکہ نہ پہونچیگا مگر شرط یہ ہی کہ دعویدارون کی جہات قرابت مختلف نہون مثلاً اخیافی خالہ کو بمقابلۂ علاتی خالہ کے ترکہ پہونچیگا لیکن اگر دعویدارون کی قرابت کی جہت مختلف ہو مثلاً ایک دعویدار حقیقی پھوپھی ہو اور دوسری حقیقی خالہ تو ایسی حالت مین پھوپھی کو ترجیح نہوگی گو اسکو بسبب واسطہ پدری کے دو حصہ ملینگے۔

۵۳ — دربابِ وراثت اولاد ذوی الارحام یعنی ماموں اور خالہ کی اولاد کے قواعد ذیل لکھے جاتے ہین اور واسطہ دار کی قرابت کا لحاظ متوفی کے ساتھ مقدم ہی اگر قرابت مساوی ہو تو اُس شخص کو جو بذریعہ وارث کے دعویدار ہو بہ نسبت اُس شخص کے ترجیح ہوگی جو وارث کے ذریعہ سے دعویدار نہو اور ایسی حالت مین دعویدارون کے مرد اور عورت ہونے کا لحاظ نہوگا مثلاً چچا کی دختر کو بمقابلۂ پھوپھی کے پسر کے ترکہ پہونچتا ہی مگر شرط یہ ہی کہ پھوپھی کو متوفی کی مان اور باپ کی جانب سے واسطہ پہونچتا ہو اور چچا کو صرف مان کیطرف سے لیکن اگر حقیقی پھوپھی کا بیٹا اور حقیقی یا علاتی خالہ کا بیٹا دعویدار ہو تو خالہ کا بیٹا بمقابلۂ پھوپھی کے بیٹے کے ترکے سے محروم نہوگا اور صرف فرق اسقدر ہی کہ واسطہ داریدری کو دو ثلث اور واسطہ دار مادری کو ایک ثلث پہونچتا ہی اور اگر قرابت کے واسطہ اور جہات یا اُن شخصون کی جنس جنکے ذریعہ سے دعوے ہو اختلاف نہو تو ایسی حالت مین خود دعویدارون کی جنس کا لحاظ ضرور ہی۔

قاعدہ وراثت بہ نسبت ذوی الارحام کی اولاد کے۔

قاعدۂ وراثت درباب اولاد ذوی الارحام کی اولاد کے۔

۵۴ - جو قاعدہ کہ اولاً صنفِ اول سے متعلق ہی اُسی کے مطابق اولاد ذوی الارحام کے وارثون مین ترکہ تقسیم ہوتا ہی مثلاً برادر عمزاد کی دو نواسیون کو بمقابلۂ دو بیٹیون چچا کی نواسی کے دوچند حصہ پہونچیگا مگر شرط یہ ہی کہ چچا کی قرابت مساوی ہو اور اگر جملہ دیگر امور مساوی ہون تو دعویدارون کی جنس کا لحاظ ضرور ہی - [1]

---

[1] درباب مسئلۂ وراثت ذوی الارحام کے مراتب مندرجۂ ذیل پر لحاظ کرنا ضرور ہی - اول یہ کہ متوفی سے اُنکے درجۂ قرابت مین کسقدر بُعد ہی - دوم تنقیح اِس امر کی ضرور ہی کہ دعویدارون مین سے کوئی شخص وارث کی اولاد ہی یا نہین اگر وارث کی اولاد ہو تو وہ قابل ترجیح ہی - سوم یہ دیکھنا چاہیے کہ دعویدار حقیقی واسطہ دار ہین یا علاتی یا اخیافی - چہارم جہت قرابت کا بھی لحاظ ضرور ہی یعنے یہ کہ واسطہ پدری ہی یا مادری پنجم یہ کہ بواسطۂ جن شخصون کے دعوی کیا جاوے وے مرد ہین یا عورت لیکن اس پہلے امر کی نسبت اختلاف رائے ہی بعض عالمون کا قول ہی کہ اگر دعویدار باعتبار دیگر امور کے مساوی ہون تو صرف اُس شخص کی جنس پر لحاظ کرنا ضرور نہین ہی جسکے واسطے سے دعوی کیا جائے بلکہ تصفیہ ارث کا بلحاظ جنس خود دعویدارون کے ہونا چاہیے لیکن جو قول برعکس اس رائے کے ہی وہ زیادہ تر مسلم ہی یہ بھی لحاظ رہے کہ در صورت مختلف ہونے جہات واسطہ کے اقربائے پدری بہ نسبت رشتہ داران مادری کے مستحق دوچند حصہ کے ہوتے ہین اور ایسی صورت مین دعویدارون کی جنس پر لحاظ نہوگا -

ذکر اُن وارثون کا جنکو بحالت نہونے ذوی الارحام کے ورثہ پہونچتا ہو

۵۵ - اگر ذوی لارحام نہو تو اُس شخص کو استحقاق ورثہ پہونچتا ہو جسکو مورث متوفی نے بلحاظ کسی شرط کے یا بلا شرط اپنا قرابت دار قرار دیا ہو لیکن یہ ضرور ہو کہ متوفی اپنے اقرار سے کبھی منحرف نہوا ہو اور یہ بھی ثابت نہو کہ جس شخص کی نسبت اقرار کیا گیا ہو دوسرے خاندان سے متعلق ہو-

بیت المال

۵۶ - اگر اِن وارثون مین سے کوئی بھی نہو اور وصیت ہوئی ہو تو جائداد داخل بیت المال ہوگی - لیکن یہ صرف اُسی صورت مین ہوگا جب کسی شخص کو کچھ بھی دعوی نہو-

فصل چوتھی

مبادی تقسیم کے بیان مین

قاعدہ تقسیم کا اُس صورت مین جب منجملہ دو حصہ دارون کے ایک شخص نصف کا مستحق ہوا اور دوسرا ربع کا۔

۵۷ - اگر دو شخص دعویدار ہون اور ایک نصف حصے کا مستحق ہو اور دوسرا ربع کا تو جائداد کو چار حصون مین تقسیم کرنا چاہیے مثلاً اگر شوہر اور دختر دعویدار ہون تو ترکے کے چار حصے ہو کر ایک حصہ شوہر کو پہونچیگا اور دو حصے دختر کو ملین گے اور باقی ایک بیٹی کو۔

قاعدہ تقسیم کا اُس صورت مین جب ایک شخص نصف کا اور دوسرا آٹھوین حصہ کا مستحق ہو۔

۵۸ - اگر دو شخص دعویدار ہون اور ایک کا حصہ نصف ہو اور دوسرے کا آٹھوان حصہ تو جائداد کے آٹھ حصہ کرنے چاہئین مثلاً زوجہ اور دختر کے دعویدار ہونے کی صورت مین ترکے کے آٹھ حصے کر کے دختر کو چار حصے دیے جائینگے اور زوجہ کو ایک حصہ ملیگا اور باقی تین حصے بھی دختر کو پہونچین گے۔

ایسا نہین ہو سکتا کہ تین دعویدارون مین سے ایک شخص نصف اور دوسرا چہارم اور تیسرا آٹھوین حصہ کا مستحق ہو۔

۵۹ - ایسی کوئی صورت نہین ہو سکتی کہ ایک شخص ترکے سے ربع کا اور دوسرا آٹھوین حصہ کا مستحق ہو اور نہ ایسی جسمین تین وارثون مین سے ایک شخص نصف کا اور دوسرا ربع کا اور تیسرا آٹھوین حصے کا حقدار ہو۔

قاعدہ تقسیم اس صورت مین جب ایک شخص چھٹے حصے کا مستحق ہو اور دوسرا تیسرے حصہ کا۔

۶۰ — اگر دو شخص وارث ہون اور ایک چھٹے حصے کا مستحق ہو اور دوسرا ایک ثلث کا مثلاً مان اور باپ تو ترکے کے چھ حصے ہو کر مان کو دو حصے ملین گے اور باپ کو ایک حصہ فرض کے روسے پہونچیگا اور باقی تین حصون کا بھی باپ حقدار ہی۔

قاعدہ تقسیم کا اس حالت مین جب ایک شخص چھٹے اور دوسرا دو ثلث پانیکا مستحق ہو۔

۶۱ — اگر دو وارثون مین سے ایک کا چھٹا حصہ ہو اور دوسرے کا دو ثلث مثلاً باپ اور دو بیٹیان وارث ہون تو ترکہ کے چھ حصے کیے جاوینگے باپ کو ایک حصہ فرض کے روسے ملیگا اور بیٹیون کو چار حصے پہونچین گے اور باقی ایک حصہ بھی باپ کو ملیگا۔

قاعدہ تقسیم کا اس صورت مین جب ایک شخص ثلث اور دوسرا دو ثلث کا مستحق ہو۔

۶۲ — اگر دو شخص عویدار وراثت ہون اور ایک شخص ثلث کا مستحق ہو اور دوسرا دو ثلث کا مثلاً مان اور دو بہنین تو اس صورت مین ترکے کے تین حصے کیے جائین گے ایک حصہ مان کو پہونچیگا اور دو حصے دونون بہنون کو۔

ایسی کوئی صورت نہین ہوسکتی جسمین ایک شخص چھٹے حصے اور دوسرا ثلث اور تیسرا دو ثلث کا مستحق ہو۔

۶۳ — ایسا نہین ہو سکتا کہ تین وارثون مین سے ایک شخص چھٹے حصے اور دوسرا ثلث اور تیسرا دو ثلث کا مستحق ہو۔

قاعدہ تقسیم کا اس صورت مین جب ایک شخص نصف اور دوسرا چھٹے اور تیسرا دو ثلث کا حقدار ہو۔

۶۴ — اگر شوہر کو زوجہ لاولد سے ورثہ پہونچے تو وہ مستحق نصف حصے کا ہے اور اگر دیگر وارث حقدار چھٹے حصے یا ثلث یا دو ثلث کے ہون مثلاً باپ یا مان یا دو بہنین تو اس حالت مین ترکے کو چھ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے۔

اگر ایک شخص چہارم اور دوسرا چھٹے اور تیسرا ایک ثلث اور چوتھا دو ثلث کا مستحق ہو تو تقسیم کس طرح پر ہوگی۔

۶۵- اگر زوجہ شوہر اور بے اولاد چھوڑ کر فوت ہو یا شوہر زوجہ چھوڑ کر لاولد مر جاوے تو اُن صورتون مین شوہر اور زوجہ کا حصہ ایک ربع ہو۔ علاوہ ازین اگر اور وارث چھٹے حصے یا ثلث یا دو ثلث کے مستحق ہون تو جائداد کے بارہ حصے کرنے چاہئین۔

اگر ایک شخص آٹھوین اور دوسرا چھٹے اور تیسرا ایک یا دو ثلث کا حقدار ہو تو تقسیم کس طور پر ہوگی۔

۶۶- اگر شوہر زوجہ اور اولاد چھوڑ کر مر جاے تو زوجہ آٹھوین حصے کی حقدار ہوتی ہے اور اگر اور وارث چھٹے حصے یا ثلث یا دو ثلث کے مستحق ہون تو جائداد چوبیس حصون مین تقسیم ہونی چاہیے۔

کس صورت مین چھ حصون سے زیادہ تقسیم ہو سکتی ہے۔

۶۷- اگر ترکے کو چھ حصون مین تقسیم کرنا منظور ہو اور اسطرح تقسیم کرنے سے جائداد حصہ دارون کو بلا کسر نہ پہونچ سکے تو بجاے چھ حصون کے ۷ یا ۸ یا ۹ یا ۱۰ ہو سکتے ہین۔

کس صورت مین بارہ حصون سے زیادہ تقسیم ہو سکتی ہے۔

۶۸- اگر ترکے کو بارہ ۱۲ حصون مین تقسیم کرنا منظور ہو اور اسطرح تقسیم کرنے سے جائداد حصہ دارون کو بلا کسر نہ پہونچ سکے تو بجاے بارہ ۱۲ حصون کے ۱۳ یا ۱۵ یا ۱۷ ہو سکتے ہین۔

کس حالت مین چوبیس حصون سے زیادہ تقسیم ہو سکتی ہے۔

۶۹- اگر ترکے کو چوبیس حصون مین تقسیم کرنا منظور ہو اور اسطرح تقسیم کرنے سے جائداد حصہ دارون کو بلا کسر نہ پہونچ سکے تو بجاے ۲۴ حصون کے ۲۷ تک بڑھا سکتے ہین۔

فصل پانچوین

قواعد تقسیم وراثت کے بیان مین

اعداد متماثل ۷۰ - اعداد متماثل اُن عددون سے مُراد ہے جو باہم مساوی ہون -

اعداد متداخل ۷۱ - اعداد متداخل اُن دو عددون سے مُراد ہو کہ اگر ایک عدد دوسرے سے ضرب دیا جاے تو کسر باقی رہے -

اعداد متوافق ۷۲ - اعداد متوافق اُن دو عددون سے مُراد ہو جنکی تقسیم عدد ثالث سے ہو سکے -

اعداد متبائن ۷۳ - اعداد متبائن اُن عددون سے مُراد ہو جنکی تقسیم عدد ثالث سے نہو سکے -

قواعد تقسیم ۷۴ - تقسیم کے واسطے سات قاعدے معین ہین اور منجملہ انکے تین پہلے قاعدون مین یہ لحاظ کیا جاتا ہو کہ وارثون کے عدد کو تعداد حصص سے کیا مناسبت ہو اور باقی چار قاعدون مین اس طور پر عمل کیا جاتا ہو کہ پہلے وارثون کے ہر فریق کی تعداد اور سہام مین مناسبت دیکھی جاتی ہو اور پھر وارثون کی تعداد مین -

قاعدۂ اول

۷۵- پہلا قاعدہ یہ ہی کہ اگر بعد مقابلہ کے وارثون اور حصص کی تعداد بالکل مساوی معلوم ہو تو ایسی صورت مین کچھ حساب کی ضرورت نہین ہی شلاً اگر مان اور باپ اور دو بیٹیان وارث ہون تو والدین سے ہر واحد کا حصّہ ایک سدس ہی اور دونون بیٹیون کا حصّہ دو ثلث ہی اور اس صورت مین حسب قاعدہ دفعہ ۶۱ کے ترکہ چھ حصّون مین تقسیم ہو کر ایک ایک حصّہ مان اور باپ کو ملیگا اور باقی چار حصّہ دونون بیٹیون کو پہونچین گے۔

قاعدۂ دوم

۷۶- دوسرا قاعدہ یہ ہی کہ تعداد وارثون اور حصص کے مقابلے سے یہ ظاہر ہو کہ ترکہ بغیر کسر کے وارثون مین تقسیم نہین ہوسکتا لیکن ایک عدد ثالث جسکو متوافق کہتے ہین دونون کی تعداد کو تقسیم کرسکتا ہی شلاً اگر باپ اور مان اور دس بیٹیان ہون تو اُس صورت مین بموجب قاعدہ دفعہ ۶۱ کے ترکہ چھ حصّون مین تقسیم ہوگا لیکن باپ اور مان کو ایک ایک سدس ملنے کے بعد صرف چار حصّے دس بیٹیون مین تقسیم ہونے کے واسطے باقی رہتے ہین اور یہ تقسیم بغیر کسر کے نہین ہوسکتی اور بعد مقابلہ باقی چار حصّون اور تعداد وارثان اُس فریق کے جنکے حصّے مین کسر واقع ہوئے عدد دو متوافق ہوتا ہی پس ایسی حالت مین قاعدہ یہ ہی کہ نصف عدد وارثون کو جو اس صورت خاص مین ۵- ہی اصل عدد تقسیم یعنے ۶- کے ساتھ حسب عمل ذیل ضرب دیجاے یعنے ۵ × ۶ = ۳۰- اس حساب سے باپ اور مان کو دس دس یعنے ہر واحد کو پانچ پانچ اور دخترون کو بیس یعنے ہر واحد کو دو دو حصّے دیے جاوین گے۔

قاعدۂ سوم — ۷۷ - تیسرا قاعدہ یہ ہی کہ تعداد ورثا اور سہام کے مقابلے سے یہ قاعدہ
ظاہر ہو کہ وارث ترکہ سے اپنا اپنا حصہ بغیر کسر کے نہین پا سکتے اور اُنکی تعداد
اور سہام مین تبائن کی نسبت ہو مثلاً اگر مان اور باپ اور پانچ بیٹیان
وارث ہون تو اِس صورت مین بھی حسب قاعدۂ دفعہ ۶۱ کے ترکہ ۶ پر تقسیم
ہوگا لیکن مان اور باپ کے ایک ایک سدس ملنے کے بعد صرف چار حصہ
پانچ بیٹیون مین تقسیم ہونے کے واسطے باقی رہتے ہین اور یہ تقسیم بغیر کسر
کے ممکن نہین ہی پس اگر بعد مقابلۂ بقیہ سہام اور تعداد وارثان اُس فریق
کے جنکے حصے مین کسر واقع ہوئے نسبت تبائن پائی جاے تو اِس صورت
مین یہ قاعدہ کہ عدد فریق مذکور کو جو اِس حالت خاص مین ۵ - ہی اصل عدد
تقسیم یعنے ۶ کے ساتھ حسب عمل ذیل یعنے ۵ × ۶ = ۳۰ ضرب دین
اور اِس طریق سے مان اور باپ کو ۵ یعنے ہر واحد کو پانچ اور دخترون کو
۲۰ بیس یعنے ہر واحد کو چار سہام پہونچین گے -

قاعدۂ چہارم — ۷۸ - چوتھا قاعدہ یہ ہی کہ مختلف فریقون کے مقابلے کے بعد جو تماثل
ہین یہ ظاہر ہو کہ ایک یا زیادہ فریقون کے سہام مین کسر واقع ہوتی ہی
مثلاً چھ بیٹیان اور تین جدات اور تین اعمام ہون تو اِس صورت مین
ترکے کو حسب قاعدۂ دفعہ ۶۱ - ۶ پر تقسیم کر کے پہلے ہر فریق کی تعداد
اور عدد سہام مین مناسبت دیکھنی چاہیے بیٹیون کا حصہ دو
ثلث ہی لیکن ۶ - کا دو ثلث ۴ ہی اور اگر ۴ - کا بیٹیون کے عدد
کے ساتھ مقابلہ کرین تو یہ دونون عدد دو پر متوافق ہوتے ہین

علےٰ ہذا القیاس تین جدات کا حصّہ ایک سدس ہی مگر ۶- کا سدس ایک ہی
اور عدد ایک اور عدد جدات مین نسبت متبائن اور باقی ایک حصّہ تین اعمام
پر تقسیم نہین ہو سکتا لیکن عدد-۱- اور عدد-۳- مین بھی نسبت متبائن
ہی پس اس صورت مین یہ قاعدہ ہی کہ ایک فریق کا دوسرے فریق کے
ساتھ مقابلہ کیا جاے یعنی اگر نسبت متداخل یا متبائن ہو تو کُل کے ساتھ اور
متوافق ہو تو وفق کے ساتھ اور اگر ۲- پر متوافق ہو تو نصف کے ساتھ
پس بیٹیون کی صورت مین اول مقابلہ کرنے سے عدد آنکا -۲- پر متوافق
ہوا تھا لہذا آنکے نصف عدد کو کُل عدد جدات اور اعمام کے ساتھ جو پہلے
مقابلہ سے متبائن ٹھہرا تھا مقابلہ کرنا چاہیے یعنے ۳-۳= کے اور ۳=۳ مین
نسبت متماثل ہی پس قاعدہ یہ ہی کہ ان دونون مین سے ایک عدد کو حاصل
عدد تقسیم کے ساتھ حسب عمل ذیل یعنے ۳×۶ = ۱۸- ضرب کرین اس طریقہ
کے مطابق بیٹیون کو دو ثلث یا ۱۲ حصّے یعنی ہر ایک کو ۴ پہونچینگے اور جدات
کو ایک سدس یا ۳ یعنی ہر واحد کو ایک اور اعمام کو باقی تین یعنی ہر واحد
کو ایک ایک حصّہ دیا جائیگا-

قاعدہ پنجم ۷۹- پانچوان قاعدہ یہ ہی کہ وارثون کے مختلف فریقون کے مقابلہ سے
ظاہر ہو کہ ایک یا زیادہ فریقون کے حصّے مین کسر واقع ہی اور سب
فریقون کی تعداد آپسمین متداخل ہی مثلاً اگر چار زوجہ اور تین جدات
اور بارہ اعمام ہون تو اس صورت مین حسب قاعدہ دفعہ ۶۵- کے
ترکہ کو ۱۲- پر تقسیم کر کے اول ہر فریق کی تعداد اور آنکے سہام

مین مناسبت دیکھنی چاہیے مثلاً چارون زوجگان کا حصّہ ایک ربع ہے مگر ۱۲ - کا ربع - ۳ - ہوتا ہے اور عدد تین اور زوجگان کی تعداد یعنے چار متبائن ہین اور تین جدات کا حصّہ ایک سدس ہے مگر ۱۲ - کا سدس ۲ - ہے اور ۲ - اور جدات کی تعداد یعنی ۳ - بھی متبائن ہین اور ۷ - سہام بارہ [۱۲] اعمام پر تقسیم نہین ہو سکتے لیکن ۱۲ - اور ۷ - بھی متبائن ہین پس قاعدہ یہ ہے کہ فریقون کی تعداد مین مناسبت دیکھی جاے یعنے یہ دیکھنا چاہیے کہ ایک فریق کی کل تعداد کو دوسرے فریق کی کل تعداد سے کیا نسبت ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ جب تعداد ورثہ کا مقابلہ سہام کے ساتھ کیا گیا تھا تو ان دونون مین نسبت متبائن پائی گئی تھی یعنے ۴ × ۳ = ۱۲ - اور ۳ × ۴ = ۱۲ - چونکہ یہ اعداد متداخل ہین لہذا وے ایک دوسرے کو تقسیم کرتے ہین اس صورت مین یہ قاعدہ ملحوظ ہونا چاہیے کہ عدد کثیر کو اصل عدد تقسیم کے ساتھ حسب عمل ذیل یعنے ۱۲ × ۱۲ = ۱۴۴ - ضرب دیجاے اس طریق کے مطابق زوجگان کو ایک ربع یا ۳۶ حصے یعنے ہر واحد کو ۹ - اور جدات کو ایک سدس یا ۲۴ - سہام یعنے ہر واحدہ کو ۸ - اور اعمام کو باقی ۸۴ - یعنے ہر واحد کو ۷ - سہام پہونچین گے -

قاعدہ ششم

۸۰ - چھٹا قاعدہ یہ ہے کہ وارثون کے مختلف فریقون کے مقابلہ کرنے سے ظاہر ہو کہ ایک یا زیادہ فریقون کے حصہ مین کسر واقع ہے اور بعض فریق آپسمین متوافق ہین مثلاً اگر ۴ - زوجگان اور ۱۸ - بیٹیان اور ۱۵ - جدات اور ۱۶ - اعمام ہون تو اس صورت مین بموجب قاعدہ

دفعہ ٦٦ کے اصل عدد تقسیم ٢٤ ہی پہلے فریقون اور اُنکے سہام کی تعداد مین
مناسبت دیکھنی چاہیے یعنے چار زوجگان کا حصّہ ایک ثمن ہی مگر ٢٤ کا
ثمن تین ہوتا ہی اور تین کی نسبت بمقابلہ عدد زوجگان کے متبائن ہی اور
١٨ بیٹیون کا حصّہ دو ثلث ہی مگر ٢٤ کا دو ثلث ١٦ ہوتا ہی اور ١٦ —
بمقابلہ عدد ١٨ بیٹیون کے ٢ پر متوافق ہی اور ١١ - جدات کا حصّہ ایک
سدس ہی اور ٢٤ کا ایک سدس ٤ - ہوتا ہی اور عدد ٤ - اور ١٥ - یعنے
تعداد جدات کے نسبت متبائن ہی اور باقی ایک حصہ ٦ - اعمام کو بلحاظ اُنکے
عصبہ ہونے کے پہونچتا ہی مگر ایک اور ٦ مین نسبت متبائن ہی اس صورت مین
قاعدہ یہ ہی کہ وارثون کے فریقون کا مقابلہ کیا جاے یعنی درصورت متبائن
ہونے کے کل تعداد کے ساتھ اور بحالت متوافق ہونیکے وفق کے ساتھ
نسبت دیکھنی چاہیے مثلاً ٤ × ٣ = ٩ - ١ - اور چونکہ ان عددون مین نسبت
متبائن ہی لہذا ایک عدد کو دوسرے عدد کے ساتھ ضرب دے کے حاصل
ضرب کا فریق ثالث کے کل عدد کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہیے کیونکہ عمل
سابق کے نتیجہ سے عدد فریق مذکور مین نسبت متبائن پائی گئی تھی یعنے
١٥ × ٢ = ٣٦ - ٦ - اور ٦ = ١٥ - ٩ - اور ٦ = ٩ - ٣ - چونکہ یہ اعداد
تین پر متوافق ہین لہذا ایک عدد کے ثلث کو دوسرے عدد کے
کل مین ضرب دیکر حاصل ضرب کا فریق رابع کی کل تعداد کے ساتھ
مقابلہ کرنا چاہیے کسواسطے کہ نتیجہ عمل سابق سے اس فریق مین نسبت
متبائن ظاہر ہوئی تھی اور ضرب دینے کا طور یہ ہی ٦ × ٣٠ = ١٨

اور چونکہ یہ عدد ۶ - پر متوافق ہو لہذا ایک عدد کے سدس کو دوسرے عدد کے
کُل مین ضرب دینی چاہیے لیکن چونکہ ظاہر ہو کہ اِس طریق سے حاصل ضرب
تبائن ہوگا اِس لیے ضرب کی ضرورت نہین ہو پس اِسی حاصل ضرب کو اصل
عدد تقسیم کے ساتھ ضرب دینی چاہیے اور صورت اسکی یہ ہو کہ ۱۸۰×۲۴=
۴۳۲۰ - منجملہ ۴۳۲۰ کے چار زوجگان کو ایک ثمن یا ۵۴۰ حصے یعنے
ہر واحد کو ۱۳۵ - اور اٹھارہ بیٹیون کو دو ثلث یا ۲۸۸۰ - یعنی ہر واحد کو ۱۶۰ -
اور جدات کو ایک سدس یا ۷۲۰ - یعنی ہر واحد کو ۴۸ - اور اعمام کو بقیہ ۱۸۰
یعنی ہر واحد کو ۳۰ حصے دیے جائینگے۔

۸۱ - ساتوان یعنی اخیر قاعدہ یہ ہو کہ وارثون کے مختلف فریقون کے قاعدۂ ہفتم
مقابلہ سے معلوم ہو کہ اُنکے کُل عددون مین نسبت تبائن ہو مثلاً اگر ۲ -
زوجگان اور ۶ - جدات اور ۱۰ - بیٹیان اور ۷ - اعمام ہون تو اِس
صورت مین حسب قاعدۂ دفعہ ۶۶ - کے ترکہ ۲۴ - سے تقسیم ہوگا پہلے یہ
ضرور ہو کہ وارثون اور اُنکے سہام کی تعداد مین بلحاظ ہر فریق کے مناسبت
دیکھی جائے مثلاً دو زوجگان کا حصہ ایک ثمن ہو اور ۲۴ کا ثمن تین ہوتا ہو
اور عدد ۳ - اور تعداد زوجگان مین نسبت تبائن ہو اور چھہ جدات کا
حصہ ایک سدس ہو اور ۲۴ - کا سدس ۴ ہو اور عدد ۴ - اور جدات کی
تعداد ۲ - پر متوافق ہو اور دس بیٹیون کا حصہ دو ثلث ہو اور ۲۴ - کا دو ثلث
۱۶ - ہوتا ہو اور عدد ۱۶ - اور بیٹیون کی تعداد بھی ۲ - پر متوافق ہو اور بقیہ ایک
حصہ ۱ - اعمام کو پہونچتا ہو لیکن ۱ - اور ۷ - مین بھی نسبت تبائن ہو

پس قاعدہ یہ ہی کہ اعداد وارثون کا مقابلہ باہم کیا جائے یعنے درصورت متبائن ہونے کے کُل کے ساتھ اور بحالت متوافق ہونے کے نصف یا دوسرے وفق کے ساتھ اور اس قاعدے کے روسے اول فریق کے کُل اعداد کا دوسرے کے نصف سے مقابلہ کرنا چاہیے مثلاً ۲=۳-

اور چونکہ اسمین نسبت متبائن ہی لہٰذا ان عددون کو آپسمین ضرب دیکر حاصل ضرب کا دوسرے فریق کے نصف عدد سے مقابلہ کرنا چاہیے کیونکہ نتیجہ عمل سابق سے عدد ۲- متوافق معلوم ہوا تھا مثلاً ۵=۶-۱-

اور چونکہ انمین نسبت متبائن ہی لہٰذا انکو آپسمین ضرب دے کر مقابلہ حاصل ضرب کا دوسرے فریق کی کُل تعداد کے ساتھ ہونا چاہیے کیونکہ سابق کے عمل کے نتیجے سے متبائن ہونا انکی نسبت کا معلوم ہوا تھا اور ضرب دینے کا یہ طور ہی کہ ۷ × ۴ = ۳۰ - ۲ - اور ۲ × ۳ = ۷ - ۱ - چونکہ یہ عدد آپسمین متبائن رہین اسی جہت سے انکو باہم ضرب دینی چاہیے مثلاً ۳۰ × ۷ = ۲۱۰ - پس قاعدہ یہ ہی کہ اس حاصل ضرب کو اصل عدد تقسیم کے ساتھ حسب عمل ذیل یعنے ۲۱۰ × ۲۴ = ۵۰۴۰ ضرب دینی چاہیے اور منجملہ ۵۰۴۰ دو زوجگان کو ثمن یا ۶۳۰ - سہام یعنی ہر واحد کو ۳۱۵ - اور جدات کو سدس یا ۸۴۰ - یعنی ہر واحد کو ۱۴۰ - اور بیٹیون کو ایک ثلث یا ۳۳۶۰ - یعنی ہر واحد کو ۳۳۶ - اور اعمام کو بقیہ ۲۱۰ - سہام یعنی ہر واحد کو ۳۰ - حصے پہونچین گے -

قاعدہ دریافت کرنے ورثا کے مختلف فرقون کے حصّون کا۔

۸۲—جب کُل تعداد اُن حصون کی جنپر ترکے کو تقسیم کرنا منظور معلوم ہوجائے تو طریقہ دریافت کرنے حصص وارثون کے ہر فریق کا یہ ہی کہ جو حصّے اُنکے واسطے ابتدا اً قرار پائے ہون اُنکو اُسی عدد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جسکے ساتھ اصل حصص کی تعداد مجموعی کو ضرب دیگئی ہو چنانچہ اس قاعدے کی تمثیل کے لیے ایک آسان صورت لکھی جاتی ہی یعنے اگر ایک زوجہ اور آٹھ بیٹیان اور ۴۔ اعمام ہون تو زوجہ اور بیٹیون کا حصّہ منجملہ ترکے کے ایک ثمن اور دو ثلث ہوگا اس مقدار کو حسب قاعدہ دفعہ ۶۶۔ پہلے ۲۴ حصّون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ انکے زوجہ کو ۳۔ اور بیٹیون کو ۱۶۔ حصّے پہونچین گے اور باقی ۵۔ حصّے چارون اعمام مین تقسیم ہونے چاہئین لیکن یہ تقسیم بغیر کسر کے نہین ہوسکتی پس اس صورت مین دریافت کرنا چاہیے کہ سہام اور اُن وارثون کی تعداد مین جنکو بغیر کسر کے حصّہ نہین پہونچ سکتا کیا مناسبت ہی اور چونکہ ۴ = ۵ –۱– متبائن ہی لہذا حسب دفعہ ۷۷ قاعدہ ہی کہ اصل عدد تقسیم کو کُل عدد وارثان مذکور کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۲۴ × ۴ = ۹۶ – اب بنظر دریافت کرنے سہام وارثون ہر فریق کے یہ ضرور ہی کہ ہر فریق کے اصل سہام کی تعداد کو اُس عدد کے ساتھ ضرب دیجائے جسکے ساتھ کُل سہام کے مجموعہ کو ضرب دیگئی تھی مثلاً ۳ × ۴ = ۱۲ – یہی حصّہ زوجہ کا ہی اور ۱۶ × ۴ = ۶۴ – حصّہ بیٹیون کا ہی اور ۵ × ۴ = ۲۰ – حصّہ اعمام کا ہی—

۸۳ - اگر دریافت کرنا ہر وارث کے حصے کا منجملہ مختلف فریقون کے
منظور ہو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ ہر فریق کی تعداد کو اُن سہام کی تعداد کے
ساتھ جو ہر فریق کے واسطے آخرکار قرار دیے جائین کتنی مرتبہ ضرب
دی جاسکتی ہے مثلاً - ۸ × ۸ = ۶۴۰ - اور ۵ × ۴ = ۲۰ -
پس اس صورت مین ہر بیٹی کو ۸ - سہام اور ہر عم کو - ۴ حصے پہونچینگے
اور ان سہام سے بشمول - ۱۲ - سہام زوجہ کے عدد مطلوبہ یعنے
۹۶ - حاصل ہوگا -

قاعدہ دریافت کرنے ہر وارث کے سہام کا منجملہ مختلف فریقون کے -

فصل چھٹی

حجب اور تخارج کے بیان مین

حجب کی دو قسمین ہین۔

۸۴ - حجب دو طرح کا ہی یعنی ایک حجب حرمان اور دوسرا نقصان حجب حرمان سے استحقاق بالکل زائل ہوجاتا ہی اور حجب نقصان سے یہ مراد ہی کہ جو حصہ مل سکتا ہی اسمین کسی قدر نقصان عائد ہو۔

تصریح اقسام مذکورہ بالا۔

حجب حرمان اُس صورت مین واقع ہوتا ہی جب وارثون مین منجملہ اسباب عدم قابلیت مندرجہ قاعدہ - ۶ - کے کوئی سبب موجود ہو یا کوئی ایسا وارث حائل ہو جسکے نہونے کی صورت مین دعویدار کو ترکہ پہونچ سکتا وہ اُسکے توسط کے سبب سے ترکہ نہین پا سکتا۔

جو وارث کلیتہً محجوب ہون وہ کن صورتون مین اور وارثون کو جزئیتہً محجوب کرسکتے ہین۔

۸۵ - جو شخص بسبب کسی عدم قابلیت ذاتی کے کلیتہً محجوب ہون اُنکے محجب کے باعث سے اور وارث کلیتہً یا جزئیتہً محجوب نہین ہوسکتے لیکن جو شخص بوجہ حائل ہونے کسی وارث کے محجوب ہون اُنکی وجہ سے بعض صورتون مین اور وارث محجوب الارث ہوتے ہین۔

۸۶ - مثلاً ایک شخص دو بہن اور باپ اور مان چھوڑ کر وفات پائے اور دونون بہنین اپنے دین مرتد ہون تو باوجود اُنکی موجودگی کے مان کو ثلث پہونچے گا کیونکہ وے عدم قابلیت ذاتی کی جہت سے محجوب ہین اور اگر وے مرتد نہ ہوتین تو اگرچہ مان اُنکی وجہ سے جزئیتہً محجوب ہے اور وے خود بھی بسبب توسط باپ کے کلیتہً محجوب ہین اُسکو صرف ایک سدس ملتا۔

قواعد در باب اُس صورت کے جب منجملہ وارثون کے کوئی وارث جزو وراثت سے دست بردار ہو

۸۷ - اگر منجملہ وارثون کے کوئی وارث کچھ معاوضہ لیکر جزو وراثت سے دست بردار ہونا قبول کرے تو بھی اُسکے حصے کو تقسیم مین شمار کرنا چاہیے مثلاً اگر شوہر اور مان اور چچا ہون تو اس صورت مین جائداد ایک نصف اور ثلث مین تقسیم ہوگی اور اس حالت مین بموجب قاعدہ دفعہ ۵۴ کے ترکے کو چھ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ انکے تین سہام شوہر اور دو مان کو پہونچین گے اور چچا کو بسبب عصوبت کے باقی ایک حصہ ملیگا اگر مثلاً ترکہ چھ لاکھ روپیہ کا ہو اور شوہر دو لاکھ لے تو باوجود اس امر کے تقسیم بلحاظ مان کے اس طور پر ہونی چاہیے کہ شوہر بھی اُسمین شریک ہے اور منجملہ باقی چار لاکھ کے مان کو دو لاکھ ملین گے اور اگر شریک ہونا اُسکا تقسیم مین نہ قرار دیا جائے تو مان کو بجائے ایک ثلث چھ لاکھ کے جو اُسکو فرضاً ملنا چاہیے صرف چار لاکھ کا ایک ثلث پہونچتا ہے اور زر بقیہ چچا کو بوجہ عصوبت کے۔

فصل ساتوین

عول کے بیان مین

عول کی تعریف

۸۸ - اگر منجملہ چند ذوی الفروض کے ہر شخص حصۂ معین کا مستحق ہو اور ترکے کو حصص مطلوبہ مین تقسیم کرنے کے بعد معلوم ہو کہ کل وارثون کے لیے سہام کافی نہین ہین تو عدد تقسیم مین افزائش کیجاتی ہو اور اس افزائش کو عول کہتے ہین -

ذکر ان صورتون کا جنمین قاعدۂ عول متعلق ہو

۸۹ - عول کے قاعدے پر تین صورتون مین عمل کیا جاتا ہی یعنی جب کہ حصون مین تقسیم کیا جائے یا ۱۲ یا ۲۴ سہام مین اور اسکا بیان دفعات ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ - ملاحظہ طلب ہین اور ایک ہی تمثیل کافی ہوگی -

قاعدۂ عول کی تمثیل -

۹۰ - اگر کوئی عورت شوہر اور دختر اور والدین چھوڑ کر وفات پائے تو ترکہ ۱۲ حصون مین تقسیم کیا جائیگا اور شوہر کو ربع یعنی ۳ سہام اور والدین کو دو سدس یعنی ۴ سہام ملین گے اور بعد اس تقسیم کے دختر کے واسطے بجائے چھ سہام یعنے نصف ترکے کے جو اسکو شرعاً ملنا چاہیے پانچ سہام باقی رہتے ہین پس ترکے کو بجائے ۱۲ حصون کے ایک عدد بڑھا کر ۱۳ مین تقسیم کرنا چاہیے تاکہ دختر کو ترکے سے چھ سہام ملین -

فصل آٹھوین

رد کے بیان مین

رد کی تعریف

۹۱ — در صورت نہونے عصبات کے جو حصہ بعد تقسیم کے بچتا ہی وہ ذوی الفروض کی طرف عود کرتا ہی اس صورت کو رد کہتے ہین اور مسئلہ اُسکا ذیل مین لکھا جاتا ہی —

ذکر اُن صورتون کا جنمین رد واقع ہوتا ہی تمثیل صورت اول۔

۹۲ — رد چار صورتون مین واقع ہوتا ہی اول جب صرف ایک ہی قسم کے حصہ دار ہون اور اُنکو غیر مستحقین رد سے کچھ تعلق نہو مثلاً بحالت ہونے دو بیٹیون یا دو بہنون کے حصہ فاضل کو بلحاظ تعداد حصہ دارون کے تقسیم کرکے اُنمین علی التساوی بانٹ دینا چاہیے —

صورت دوم مع تمثیل۔

۹۳ — دوسری صورت یہ ہی کہ دو یا دو سے زیادہ قسم کے حصہ دار ہون اور اُنکو غیر مستحقین رد سے کچھ تعلق نہو یعنی بحالت ہونے مان اور دو بیٹیون کے حصہ فاضل کو مطابق سہام مستحقین ورثہ کے تقسیم کرکے اُنمین بانٹ دینا چاہیے مثلاً مان کا حصہ سدس اور دو بیٹیون کا دو ثلث ہی پس مقدار فاضل کو پانچ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے مان کو ایک حصہ ملیگا اور بیٹیون کو چار سہام پہونچین گے —

صورت سوم مع تمثیل۔

۹۴۔ تیسری صورت یہ ہی کہ صرف ایک ہی قسم کے حصہ دار ہوں اور انکو غیر مستحقین رد سے کچھ تعلق نہو مثلاً بحالت ہونے تین دختروں اور شوہر کے کل ترکے کو حتی الامکان ایسے کمتر عدد مین تقسیم کرنا چاہیے بلحاظ جسکے شخص غیر مستحق رد اپنا حصہ ترکے سے پا سکے چنانچہ اس صورت خاص مین اُسکو چار حصے پہونچین گے اور شوہر کو فرضاً ربع ملنا چاہیے اور بقیہ تین سہام دختروں کو از روے فرض اور رد پہونچین گے لیکن اگر یہ تقسیم بغیر کسر کے ممکن نہو مثلاً شوہر اور چھ بیٹیاں ہوں تو چونکہ عدد ۳۔ چھ دختروں مین بغیر کسر کے قابل تقسیم نہین ہی لہذا سہام اور حصہ داروں کی تعداد مین مناسبت دیکھنی چاہیے مثلاً ۳ × ۲ = ۶ اور چونکہ یہ ۔۳۔ پر متوافق ہی لہذا قاعدہ یہ ہی کہ عدد ۔۴ کو جس سے ترکے کا تقسیم کرنا منظور تھا ۔۲۔ کے ساتھ ضرب دیجاے اور عدد ۔۲۔ ایک ثلث اُن شخصوں کی تعداد کا ہی جو مستحق رد ہین مثلاً ۴ × ۲ = ۸ منجملہ اُن آٹھ حصوں کے شوہر کو ۔۲۔ حصے ملین گے اور بیٹیوں کو ۔۶۔ یعنے ہر واحد کو ایک پہونچیگا اور بعد مقابلے کے نسبت متبائن پائی جاے مثلاً شوہر اور پانچ بیٹیاں ہوں تو عدد ۔۴۔ کو جس سے ترکے کا تقسیم کرنا منظور تھا ۔۵۔ یعنے کل تعداد مستحقین رد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۔۴ × ۵ = ۲۰ ۔ منجملہ اُن ۔۲۰ حصوں کے شوہر کو ۔۵۔ حصے ملین گے اور بیٹیوں کو ۱۵۔ یعنے ہر واحد کو ۳۔ پہونچین گے۔

صورت چہارم مع تمثیل۔

۹۵۔ چوتھی صورت یہ ہی کہ حصّہ دارون کے فریق دو یا دو سے زیادہ ہون اور اُنکو غیر مستحقین رد سے کچھ تعلق نہو مثلاً بحالت ہونے ایک زوجہ اور چار جدات اور چھ ہمشیرگان اخیافی کل ترکہ کو حتی الامکان ایسے کمتر عددمین تقسیم کرنا چاہیے بلحاظ جسکے شخص غیر مستحق رد اپنا حصّہ ترکے سے پاسکے چنانچہ اِس صورت خاص مین اسکو چار حصّے پہونچین گے پس بعد دینے زوجہ کے تین حصّے جدات اور ہمشیرگان اخیافی کے واسطے باقی رہتے ہین لیکن جدات کا حصّہ سدس اور ہمشیرگان اخیافی کا ایک ثلث ہی اور تاکہ وے اپنا اپنا حصّہ پاوین یہ ضرور ہی کہ ترکہ مابقی ۔۶ حصّون مین مین تقسیم کیا جائے مگر اِس عدد کا ثلث اور سدس ۳ یعنی اُس عدد کے مساوی ہو جس سے اُنمین ترکے کو تقسیم کرنا منظور ہی منجملہ اُن تین حصّون کے ہمشیرگان اخیافی کو ۔۲ حصّے ملین گے اور ایک جدات کو اگر صرف ایک جدہ ہوتی اور صرف دو ہمشیرگان اخیافی تو اُس صورت مین کچھ زیادہ حساب کی ضرورت نہوتی کیونکہ جدہ کو ایک ثلث ملتا اور دو ہمشیرگان اخیافی کو بقیہ دو ثلث پہونچتے لیکن ظاہر ہی کہ دو حصّے چھ ہمشیرگان اخیافی مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتی اور نہ ایک حصّہ چار جدات مین پس واسطے دریافت کرنے اس امر کے کہ باقی ترکے کو کتنے حصّون مین تقسیم کرنا چاہیے یہ ضرور ہی کہ مطابق ساتوین قاعدۂ تقسیم کے عمل کیا جائے یعنی پہلے حصّہ دارون اور سہام کی تعداد مین مناسبت دیکھنی چاہیے مثلاً ۲ × ۳ = ۶ ۔ اور

عدد-٦- عدد-٢- پر متوافق ہی اور ١-١×٣=٣-١- چونکہ اُن مین کا
نسبت متبائن ہی اس لیے حصہ دارون کے ایک فریق کی کل تعداد کا
مقابلہ دوسرے فریق کی تعداد کے نصف کے ساتھ کیا جائے مثلاً
٣=٤-١- چونکہ اُن مین بھی نسبت متبائن ہی اس واسطے ایک
عدد کو دوسرے کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً-٣×٤=١٢
اس عدد کو اصل عدد تقسیم کے ساتھ ضرب دیجائے یعنی ٤×١٢
=٤٨- منجملہ انکے جدات کو-١٢- سہام یعنی ہر واحد کو ٣ حصے پہونچینگے
اور ١٢- کو ٤٨ کے ساتھ وہی نسبت ہی جو ایک کو ٤ کے ساتھ ہی ورہمشیرگان
اخیافی کو ٢٤ یعنے ہر واحد کو ٤ حصہ پہونچینگے اور ٢٤- کو ٤٨ کے ساتھ
وہی نسبت ہی جو ٢ کو ٤ کے ساتھ ہی اور بقیہ ١٢ حصے زوجہ کو پہونچینگے
اگر اشخاص غیر مستحق رد کے سہام مطابق اُس عدد کے نہون جو بعد منہائی
حصہ غیر مستحق رد کے باقی رہے تو ایسی حالت مین بموجب ایک اور
قاعدے کے عمل ہوگا مثلاً بحالت ہونے ایک زوجہ اور ٩- دخترون
اور ٦ جدات کے ترکے کو پہلے ٨ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے اور ٨ وہ
کمتر عدد ہی بلحاظ جسکے زوجہ کو اپنا حصہ مل سکتا ہی پس بعد دینے حصۂ
زوجہ کے دخترون اور جدات کے واسطے ٧ حصے باقی رہتے ہین لیکن
جدات کا حصہ سدس اور دخترون کا دو ثلث ہی اور تاکہ وے اپنے
حصص پا سکین یہ ضرور ہی کہ جس جائداد کا انمین تقسیم کرنا منظور ہو اُسکے
چھ حصے کیے جائین لیکن اس عدد کا سدس اور دو ثلث مساوی ٥ کے ہی اور

عدد ۵ مطابق اُس عدد کے نہین ہی جس سے جائداد مذکورہ کو تقسیم کرنا
منظور ہی پس ایسی حالت مین قاعدہ یہ ہی کہ اُن شخصون کے عدد سہام کو
جو مستحق رد ہون پہلے تقسیم کے عدد کے ساتھ ضرب دیجاے مثلاً
۸ × ۵ = ۴۰ - منجملہ اُن ۴۰ حصون کے زوجہ کو ۵ - اور دخترون کو
۲۸ - اور جدات کو ۷ حصے پہونچینگے لیکن ظاہر ہی کہ ۲۸ سہام ۹ دخترون
مین بغیر کسر تقسیم نہین ہوسکتے اور نہ ۷ حصے ۶ جدات مین پس واسطے
دریافت کرنے اُس عدد کے جس سے ترکۂ باقی کو تقسیم کرنا چاہیے یہ ضرور
ہی کہ مطابق چھٹے قاعدہ تقسیم کے عمل کیا جائے یعنے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ
حصہ دارون اور اُنکے سہام کی تعداد مین کیا مناسبت ہی مثلاً ۹ × ۳ = ۲۷
۱ - اور ۶ = ۷ - ۱ - اور چونکہ ان دونون عددون مین نسبت تباین ہی
اسلیے ایک فریق کی کل تعداد کا مقابلہ دوسرے فریق کی کل تعداد کے
ساتھ ہونا چاہیے ۶ - ۹ - ۱ - چونکہ ۹ - عدد - ۳ - پر متوافق ہی اس لیے
قاعدہ یہ ہی کہ ایک عدد کے ثلث کو دوسرے کل عدد کے ساتھ
ضرب دیجائے یعنے ۳ × ۶ = ۱۸ - پس ۱۸ - کو حاصل ضرب سابق کے
ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۴۰ × ۱۸ = ۷۲۰ منجملہ ان ۷۲۰ حصون
کے دخترون کو ۵۰۴ یعنے ہر واحد کو ۵۶ سہام ملینگے اور ۵۰۴ کو ۷۲۰
سے وہی نسبت ہی جو ۲۸ کو ۴۰ سے ہی اور جدات کو ۱۲۶ یعنے ہر واحد
کو ۲۱ - سہام ملین گے اور ۱۲۶ کو ۷۲۰ سے وہی نسبت ہی جو ۷ کو ۴۰ سے
ہی اور بقیہ ۹ سہام زوجہ کو ملینگے -

فصل نوین

مناسخہ کے بیان مین

تعریف مناسخہ ۹۶- اگر کوئی شخص چند وارث چھوڑ کر وفات پائے اور اُنمین سے بعض وارث قبل تقسیم ترکہ کے مرجائین تو جو حصہ ترکہ سے اشخاص حی القائم کو پہونچتا ہی اسکو مناسخہ کہتے ہین اس صورت مین قاعدہ یہ ہی کہ جو شخص پہلے وفات پائے اُسکا
قواعد مناسخہ ترکہ اُن وارثون مین تقسیم ہونا چاہیے جو اُسکی وفات کے وقت زندہ ہون اور یہ تصور کرنا چاہیے کہ اُنکو اپنا اپنا حصہ ملیگا۔

ایضاً ۹۷- دوسرے شخص متوفی کی نسبت بھی یہی قاعدہ ملحوظ ہونا چاہیے مگر فرق یہ ہی کہ جو سہام شخص مذکور کو پہلی تقسیم کے وقت ملتے اُنکی تعداد اور اُس عدد مین نسبت دیکھنی چاہیے جس سے اُسکے ترکہ کو واسطے تعین سہام کل وارثون کے تقسیم کرنا منظور ہو۔

ایضاً ۹۸- اگر نسبت مذکور متبائن ہو تو قاعدہ یہ ہی کہ پہلی تقسیم سے کُل حصون اور ہر وارث کے حصون کی تعداد کو اُس کُل عدد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جس سے تقسیم مابعد مین ترکہ کو تقسیم کرنا منظور ہو اور تقسیم مابعد کے ہر حصہ کی تعداد کو اُن سہام کی تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جو متوفی کو پہلی تقسیم کے وقت ملتے۔

قواعد مناسخہ

۹۹ - اگر نسبت مذکور متداخل یا متوافق ہو تو قاعدہ یہ ہے کہ پہلی تقسیم کے کل حصون اور ہر وارث کے حصہ کی تعداد کو اُن سہام کے عدد وفق کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جنمین ترکے کو دوسری مرتبہ تقسیم کرنا منظور ہوا اور جو سہام کہ مرتبۂ ثانی کی تقسیم مین ہر وارث کے واسطے قرار پائین اُنکی تعداد کو اُن سہام کے عدد وفق کے ساتھ ضرب دین جو متوفی کو پہلی تقسیم کی روسے پہونچے -

تمثیل

۱۰۰ - ایک شخص نے حمیدہ زوجہ اور زید اور عمرو دو بیٹے اور جمیلہ اور محمودہ دو بیٹیان چھوڑکر وفات پائی منجملہ اُنکے حمیدہ اور جمیلہ قبل تقسیم کے مرگئین اور حمیدہ نے مان اور جمیلہ نے شوہر چھوڑا پہلی تقسیم کے وقت ترکہ ۴۸ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے زوجہ کو چھ اور ہر پسر کو ۱۴ - اور ہر دختر کو ۷ سہام پہونچینگے اور چونکہ زوجہ نے مان اور دو پسر اور دو دختر چھوڑکر وفات پائی لہذا اُسکے ترکے کو اول ۳۶ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے مان کو ۶ - اور پسر کو ۱۰ - اور دختر کو ۵ سہام ملینگے لیکن چونکہ یہ صورت مناسخت کی ہے اسلیے ضرور ہوا کہ جو سہام متوفیہ کو پہلی تقسیم کے وقت ملتے اُنکی تعداد اور اُس عدد مین نسبت دیکھی جائے جس سے ترکے کو تقسیم کرنا ضرور ہوا مثلاً ۶ × ۶ = ۳۶ - اور ۳۶ - اور ۶ مین نسبت متداخل ہے پس قاعدہ یہ ہے کہ پہلی تقسیم کے کل حصون اور ہر وارث کے حصہ کی تعداد کو ۶ یعنی اُن سہام کے عدد متداخل کے ساتھ جنپر ترکے کو مرتبۂ ثانی تقسیم کرنا ضرور ہو ضرب دیجائے مثلاً ۴۸ × ۶ = ۲۸۸ - اور ۱۴ × ۶ ۸۴

اور ۷ × ۶ = ۴۲ - لیکن چونکہ وفق تعداد اُن سہام کا جو متوفیہ کو پہلی
تقسیم کے رو سے پہونچتے صرف عدد ایک ہی لہذا تقسیم ثانی کے سہام کو
اُسکے ساتھ ضرب دینا بیفائدہ ہی اگر ایک دختر دو بھائی اور ایک بہن اور
شوہر چھوڑکر مرجائے تو اُسکے ترکے کو ابتدا اگر ۱۰ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے
منجملہ انکے شوہر کو ۵ - اور ہر بھائی کو ۲ سہام ملین گے اور بہن کو ایک
حصّہ پہونچیگا لیکن یہ صورت مناسخت ہی پس ضرور ہی کہ جو سہام متوفیہ
کو پہلی تقسیم مین ملتے اُنکی تعداد اور اُس عدد مین مناسبت دیکھی جائے
جسپر اُسکے حصہ کو تقسیم کرنا ضرور ہو لیکن متوفیہ کو دونون تقسیم سابقہ
سے ۴۷ سہام یعنے پہلی مرتبہ ۴۲ - اور دوسری دفعہ ۵ ملے تھے
مثلاً ۱۰ + ۴ = ۴۷ - ۷ - اور ۷ = ۱۰ - ۱ - ۳ - اور ۳ = ۷ - ۴ - اور
۳ = ۴ - ۱ - چونکہ ان کُل عددون مین نسبت تباین ہی لہذا قاعدہ یہ ہی
کہ پہلی تقسیم کے کُل حصون اور ہر وارث کے حصّے کی تعداد کو ۱۰ یعنی اُن
سہام کی کُل تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جنپر ترکے کو تیسری مرتبہ
تقسیم کرنا ضرور ہو مثلاً ۲۸۸ × ۱۰ = ۲۸۸۰ - اور ۸۴ × ۱۰ = ۸۴۰ -
اور ۴۲ × ۱۰ = ۴۲۰ - اور ۶ × ۱۰ = ۶۰ - اور ۱۰ × ۱۰ = ۱۰۰ - اور
۵ × ۱۰ = ۵۰ - پس جو سہام تیسری تقسیم مین قرار پائین اُنکی تعداد کو
اُن سہام کی تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جو ہمشیر متوفیہ کو از روے
تقسیم ہاے سابقہ کے پہونچتے مثلاً ۵ × ۴۷ = ۲۳۵ - اور ۲ × ۴۷
= ۹۴ - اور ۱ × ۴۷ = ۴۷ منجملہ ۲۸۸۰ سہام کے زید کو ۸۴۰ × ۱۰۰ × ۹۴

= ۱۰۳۴ - اور عمرو کو ۸۴۰ × ۱۰۰ × ۹۴ = ۱۰۳۴ - اور محمودہ کو ۴۳۰ ×
۵۰ × ۷۴ = ۵۱۷ - اور حمیدہ کی ماں کو ۶۰ - اور جمیلہ کے شوہر کو
۲۳۵ - حصے پہونچین گے -

فصل دسوین

اشخاص مفقود الخبر اور متوفی کی اُس اولاد کے بیان

مین جو اُسکے بعد پیدا ہو

اشخاص مفقود الخبر

۱۰۱ - شخص مفقود الخبر کی جائداد کی نسبت نوے برس تک انتظار کرنا چاہیے اور اس عرصہ مین جو اور اشخاص وفات پائین اُنکے فوت ہونے سے ترکہ مفقود الخبر مین کچھ افزایش نہوگی اور جو شخص کہ اس مدت مین وفات پائے مفقود الخبر سے ترکہ پائیگا -

ذکر اس صورت کا جبکہ شخص مفقود الخبر بشمول اور شخصون کے وارث ہو -

۱۰۲ - اگر شخص مفقود الخبر کو بشمول اور شخصون کے ورثہ پہونچے تو ترکہ بلحاظ اور وارثون کے تقسیم ہوگا مگر شرط یہ ہی کہ وارثان مذکور قطع نظر حیات و ممات مفقود الخبر کے بہر صورت ترکہ پانے کے مستحق ہون مثلاً اگر کوئی شخص دو دختر اور ایک پسر مفقود الخبر اور پسر مفقود الخبر کا بیٹا اور بیٹی چھوڑکر مر جائے تو اس حالت مین دختر دن کو نصف ترکہ پہونچیگا کیونکہ حصہ اُسکا بہر حال اسی قدر ہی لیکن پوتے اور پوتی کو کچھ نہ ملیگا کس واسطے کہ وہ بسبب زندہ متصور ہونے اپنے باپ ترکے سے محروم رہینگے -

۱۰۳- اگر کوئی شخص چند پسر چھوڑ کر مر جائے اور اسکی زوجہ وقت وفات اسکے حاملہ ہو تو ترکے سے ایک حصہ واسطے اس پسر کے باقی رکھا جائے جو بعد مرنے باپ کے پیدا ہو۔

ذکر اس امر کا کہ اگر وقت وفات باپ کے چند پسر موجود ہوں تو اس بیٹے کو جو بعد اسکی وفات کے پیدا ہو کس قدر ترکہ پہونچیگا۔

۱۰۴- اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو حاملہ چھوڑ کر وفات پائے اور اسکی اولاد ذکور نہو مگر اور ایسے اقربا موجود ہوں جو صرف بحالت لاولد ہونے اسکے ترکہ پاسکیں مثلاً بھائی یا ہمشیر تو ترکہ فوراً تقسیم نہو گا۔

اگر وقت وفات شوہر کے زوجہ حاملہ ہو تو اور حصہ داران کی نسبت جو صرف بحالت لاولد ہونے متوفی کے وارث ہوتے کس طرح عمل کرنا چاہیے۔

۱۰۵- اگر اقربائے مذکورہ مستحق کسی قدر حصے کے ہوں یعنے حصہ انکا بحالت موجود نہونے پسر یا دختر متوفی کے زیادہ ہو اور درصورت موجود ہونے کے کم تو ترکہ تقسیم کیا جائیگا اور اقربائے مذکور سے ماں موجود ہو تو اسکو چھٹا حصہ جسکی وہ فی الواقع مستحق ہے پہونچیگا اگر متوفی کی زوجہ وقت وفات شوہر کے حاملہ ہو لیکن بچہ زندہ پیدا نہ ہو تو ماں کو ایک ثلث پہونچیگا۔

اگر زوجہ شوہر کی وفات کے وقت حاملہ ہو تو اور وارثوں کی نسبت جو بہر صورت مستحق ترکہ ہوں کس طور پر عمل کرنا چاہیے۔

فصل گیارھوین ۱۱

اُس صورت کے بیان مین جب چند شخص زمانهٔ واحد مین مرگ مفاجات سے مرجائین

قاعدہ وراثت کا اُس صورت مین جب دو یا دو سے زیادہ اشخاص زمانهٔ واحد مین مرگ مفاجات سے مرجائین

۱۰۶- اگر دو یا دو سے زیادہ شخص زمانهٔ واحد مین مرگ مفاجات سے مرجائین اور یہ معلوم نہو کہ کون شخص پہلے مرا تو بعض کے قول کے مطابق یہ تصور کیا جائیگا کہ کم سن شخص پیچھے فوت ہوا لیکن بموجب اُس مسئلہ کے جو زیادہ صحیح اور مرجح ہے یہ فرض کیا جائیگا کہ کل اشخاص زمانهٔ واحد مین مرگئے اور ترکہ اُنکا وارثان حی القائم مین اُسی طرح تقسیم ہوگا گویا وارثان متوسط جو اصل مالک کے ساتھ زمانهٔ واحد مین مرے موجود ہی نہ تھے - ؎۱

؎۱ اِس قاعدے کی تمثیل صورت ذیل سے معلوم ہوتی ہے مثلاً زید و بکر و عمرو بترتیب جد و پدر و پسر ہین منجملہ انکے زید اور بکر سمندر مین غرق ہوگئے اور اُنکی ہلاکت کا حال کچھ معلوم نہوا اِس صورت مین عمرو بحالت موجود ہونے دیگر پسران زید کے ترکے کا مستحق نہوگا کیونکہ شرعاً قائم مقامی کی روسے کچھ حق نہین پہونچتا اور در صورت موجود

ہونے بیٹیون کے پوتون کو ورثہ نہین ملتا - کرشچن صاحب نے بلاکسٹن صاحب کی شرح قانون انگلشیہ کے صفحہ ۵۱۶ جلد ۲ مین ایک مسئلہ عجیب جسکی بحث چند روز ہوئے عمل مین آئی تھی بصورت حاشیہ لکھا ہی آسمین یہ بحث پیش ہوئی تھی کہ اگر باپ اور لڑکا ایک ہی زمانے مین مرجائین اور یہ معلوم نہو کہ آنمین سے پہلے کون مرا تو بموجب قاعدۂ آئین قدیمۂ رومیہ کے یہ تصور کیا جائیگا کہ لڑکا پیچھے فوت ہوا لیکن مصنف مذکور نے یہ بھی لکھا ہی کہ میری یہ راے ہی کہ عدالت مین واسطے ثبوت اس قسم کے دعوی کے شہادت ظنی سے بہتر ثبوت درکار ہوگا شرح مذکور کی جلد سوم مین بصفحۂ ۴۱۲ — اور صفحات مابعد مین مرگ مفاجات کی بعض عجیب صورتون کا ذکر مقدمات نادر کی ذیل مین لکھا ہی منجملہ آنکے ایک یہ صورت ہی کہ باپ و بیٹا میدان جنگ مین بزمان واحد قتل ہوے اور اُسی روز دختر بھی تارک الدنیا ہوئی چنانچہ اسطرح مین قرار یہ پایا کہ فوت ہونا دختر کا بنظر آسکے تارک الدنیا ہونے کے قبل ہلاکت آسکے باپ اور بھائی کے تصور کرنا چاہیے اور چونکہ بھائی سن بلوغ کو پہونچ چکا تھا لہذا یہ فرض کرنا چاہیے کہ وہ بعد اپنے باپ کے مرا -

فصل بارھوین ۱۲

تقسیم ترکے کے بیان مین

دعویداروں اور ترکہ کا ذکر

۱۰۷ - جو کچھ اوپر بیان ہوا ہے وہ درباب تنقیح اُن حصص کے ہے جو مختلف وارثون کو ملنے چاہئین لیکن بعد تنقیح تعداد اُن سہام کے جنپر ترکے کو تقسیم کرنا منظور ہو مقدار ترکہ اور تعداد حصہ دارون مین مطابقت کُلّی کم پائی جاتی ہے یعنے اگر یہ دریافت ہو جائے کہ ترکے کو دس یا پچاس حصون پر تقسیم کرنا چاہیے تو ایسا کم ہوتا ہے کہ مقدار ترکے کی مالیت بجنسہ مساوی دس یا پچاس اشرفی یا روپیہ کے ہو پس واسطے دریافت کرنے صحیح مقدار سہام مختلف فریقون وارثون اور قرضخواہون کے قواعد مندرجۂ ذیل ضبط کیے جاتے ہین -

قواعد تقسیم ترکہ -

۱۰۸ - جب تعداد اُن سہام کی جنپر ترکہ کو تقسیم کرنا ضرور ہو اور بھی ہر فریق وارثان کے حصص کی تعداد معلوم ہو جائے تو تعداد سہام کا مقابلہ مقدار ترکہ کے ساتھ کیا جائے اگر ان دونون کی تعداد مین نسبت متباین پائی جائے تو قاعدہ یہ ہے کہ وارثون کے ہر فریق کے حصہ کو مقدار حصص کے

ساتھ ضرب دیکر حاصل ضرب کو اُن سہام کی تعداد سے تقسیم کرنا چاہیے جنپر ترکے کو تقسیم کرنا ضرور تصور ہوا ہو مثلاً اگر کوئی ایک زوجہ اور دو دختر اور چچا اور جائداد مالیت پچیس روپیہ کی چھوڑکر مرجائے تو اس صورت مین ترکے کو ابتداءً ۲۴ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ آنکے زوجہ کو ۳ - اور ہر دختر کو ۱۶ - اور چچا کو ۵ - حصے ملینگے پس بنظر تنقیح اس امر کے کہ وارثون کو ترکے سے کس قدر سہام ملنے چاہئین قاعدہ مذکور الصدر پر عمل کرنا واجب ہے مثلاً ۳ × ۲۵ = ۷۵ - اور ۱۶ × ۲۵ = ۴۰۰ - اور ۵ × ۲۵ = ۱۲۵ - لیکن ۷۵/۲۴ = ۳ ۳/۲۴ - اور ۴۰۰/۲۴ = ۱۶ ۱۶/۲۴ - اور ۱۲۵/۲۴ = ۵ ۵/۲۴ -

قواعد تقسیم ترکہ بحالت متوافق ہونے نسبت کے

۱۰۹ - اگر نسبت متوافق ہو تو قاعدہ یہ ہے کہ وارثون کے ہر فریق کے حصے کو مقدار ترکے کے ساتھ ضرب دیکر حاصل ضرب کو اُن سہام کے عدد مین وفق سے تقسیم کرنا چاہیے جنپر ترکے کا تقسیم کرنا ضرور تھا مثلاً اگر کوئی شخص ورثا حسب تصریح وقعہ مقدمۃ الذکر اور پچاس روپیہ کی جائداد چھوڑکر فوت ہو تو چونکہ ۲۴ - اور ۵۰ - عدد ۲ - پر متوافق ہین لہذا دونون عدد کا نصف وفق ہے مثلاً ۳ × ۲۵ = ۷۵ - اور - ۱۶ × ۲۵ = ۴۰۰ - اور - ۵ × ۲۵ = ۱۲۵ - لیکن ۷۵/۱۲ = ۶ ۳/۱۲ - اور ۴۰۰/۱۲ = ۳۳ ۴/۱۲ اور ۱۲۵/۱۲ = ۱۰ ۵/۱۲ -

۱۱۰- اگر یہ دریافت کرنا منظور ہو کہ وارث کو ترکے سے کس قدر حصہ پہونچتا ہی تو قاعدۂ مذکورۂ بالا پر عمل کرنا چاہیے مگر اسمین فرق یہ ہی کہ تعداد ترکے کا مقابلہ اُس حصے کے ساتھ ہونا چاہیے جو ابتداءً ہر وارث کے واسطے مقرر ہوا ہو بعد اُسکے ضرب و تقسیم حسب قاعدۂ مذکورۂ بالا ہونے چاہیے چنانچہ صورت سابقہ مین اصل حصہ ہر دختر کا ۸ تھا اور ۸ × ۲۵ = ۲۰۰- اور $\frac{۲۰۰}{۱۲}$ = ۱۶- $\frac{۸}{۱۲}$ -

ہر وارث کی مقدار حصص کے دریافت کرنیکا قاعدہ-

۱۱۱- اگر ترکے کو قرضخواہوں مین تقسیم کرنا منظور ہو تو قاعدہ یہ ہی کہ اُنکے زر قرضہ کی تعداد کو تقسیم قرار دین اور ہر قرضخواہ کے مقدار دین کو اُسکا حصہ تصور کرنا چاہیے مثلاً اگر ایک شخص کا قرضہ بقدر ۱۶ روپیہ اور دوسرے کا ۵ روپیہ اور تیسرے کا ۳ روپیہ ہون اور مدیون کا ترکہ صرف ۲۱ روپیہ کا ہو تو حسب قاعدۂ دفعہ ۱۰۹- قرضخواہ اول چودہ روپیہ اور قرضخواہ ثانی چار روپیہ چھ آنہ اور قرضخواہ ثالث دو روپیہ دس آنے کا مستحق ہوگا-

قرضداروں کی مقدار حصص کے دریافت کرنیکا قاعدہ-

فصل ۱۳ تیرھوین

تقسیم ترکے کے بیان مین

۱۱۲- اگر دو شخص واسطے تقسیم اُس جائداد کے خواستگار ہون جو اُنکو وراثةً پہونچی ہو تو ایسی درخواست قابل سماعت ہی علی ہذا القیاس اگر صرف ایک وارث دعویدار تقسیم ہو تو اُسکی درخواست بھی منظور کیجائے اِلَّا شرط یہ ہی کہ تقسیم جائداد سے اُسکے انتفاع مین فتور واقع نہو-

اگر تقسیم جائداد ممکن ہو تو تقسیم اسکی وارثون مین حسب درخواست ایک یا دو ورثا کے ہونی چاہیے-

۱۱۳- لیکن اگر تقسیم جائداد بلا نقصان اُسکے کسی جزو کے ممکن نہو تو جملہ وارثون کی رضامندی ضرور ہی اور اگر جائداد مختلف قسم کی ہو تو یہی قاعدہ ملحوظ ہونا چاہیے-

علاوہ صورت مذکورہ کے اور جا تو نہین تقسیم بغیر رضامندی کل وارثون کے نہین ہونی چاہیے

۱۱۴- اگر ترکہ زر نقد کی قسم سے نہو تو اسکو چند سہام پر مطابق حصص وارثون کے تقسیم کرنا چاہیے اور بعد تشخیص قیمت ہر حصہ کے ورثا اپنا اپنا حصہ پاوین-

طریقہ تقسیم

۱۱۵- تقسیم کی ایک ور صورت عام باعتبار محاصل کے ہوتی ہی یعنے ہر وارث نوبت بنوبت جائداد سے منتفع ہوتا رہے مگر یہ طریقہ

تقسیم محاصل جائداد-

تقسیم جائداد کے مقابلے مین دوسرے درجے کا ہی اور جب ایک حصہ دار تقسیم جائداد اور دوسرا صرف تقسیم منافع کا دعویدار ہو تو شخص مقدم الذکر کا دعوی حتی الامکان ترجیح رکھتا ہی۔

دوسرا باب

قواعد وراثت متعلقۂ مذہب امامیہ

کے بیان مین

حق وراثت تین ذریعون سے حاصل ہوتا ہی۔

۱۔ حسب قواعد امامیہ کے حقِ وراثت تین طور سے حاصل ہوتا ہی۔

ذریعون کی تصریح۔

۲۔ اول قرابت نسبی اور دوم واسطۂ سببی اور سوم ولا۔

وارثان نسبی کے تین درجے ہین۔

۳۔ وارثان نسبی کے تین مدارج ہین اور اگر درجۂ اول کا کوئی وارث اناث سے بھی موجود ہو تو دوسرے درجے کا کوئی وارث مستحق ترکہ نہین ہوسکتا علی ہذا القیاس اگر دوسرے درجے کا کوئی وارث موجود ہو تو تیسرے درجے کے واسطے وارکو ورثہ نہین پہونچ سکتا۔

وارثان درجۂ اول کی تصریح -

۴ - پہلے درجے مین والدین اور اولاد اور اولاد کی اولاد جہانتک ہو داخل ہین اور بمقابلہ وارث قریب وارث بعید کو استحقاق نہوگا -

استحقاق وارثان کا بنسبت دوسرے کے -

والدین کو یا والدین سے ایک بشمول اولاد یا اولاد کی اولاد یا انکی اولاد کے ورثہ پہونچیگا لیکن بحالت موجود ہونے اولاد کے نہ اولاد کی اولاد وارث ہوگی نہ انکی اولاد -

تفریق وارثان مذکور -

۵ - اس درجے کے وارثون کی دو قسمین ہین اول اصول محدود اور دوم فروع غیر محدود قسم اول مین صرف والدین ہین اور انکے والدین انکے قائم مقام نہین ہوسکتے قسم دوم مین اولاد ہی اور اسکے قائم مقام اولاد کی اولاد ہوسکتی ہی ان اقسام سے ایک قسم کا وارث دوسرے قسم کے وارث محروم نہین کرسکتا گو قربت اسکی متوفی کے ساتھ زیادہ قریب ہو لیکن اگر ورثا ایک ہی قسم کے ہون تو واسطہ دار بعید بحالت موجود ہونے واسطہ دار قریب کے محروم رہتا ہی -

وارثان جو بحالت موجود ہونے اولاد کے مستحق ترکہ ہوتے ہین

۶ - بحالت موجود ہونے اولاد کے سوائے والدین اور زوجہ اور شوہر کے کوئی وارث مستحق ترکہ نہین ہوتا -

اولاد پسر و دختر -

۷ - پسر کی اولاد کو پسر کا اور دختر کی اولاد کو دختر کا حصہ بلا لحاظ پیڑھی کے ملیگا -

درجۂ دوم کے وارث -

۸ - درجۂ دوم مین اجداد اور جدات اور بھائی اور بہن اور انکی اولاد بلا لحاظ پیڑھی کے داخل ہین اور بحالت موجود ہونے واسطہ دار قریب کے قرابت دار بعید کو حق وراثت نہین پہونچتا اور جد اور جدہ کے موجود ہونے کی حالت مین جد کا والد وارث نہین ہوتا ہی

اگر بھائی یا بہن موجود ہو تو بھتیجا مستحق ترکہ نہیں ہوتا اور بھتیجے یا بھانجے کی موجودگی مین بھائی کا پوتا حقدار نہین ہو سکتا۔

تفریق وارثان درجہ دوم۔

۹ - اس درجہ کی بھی دو قسمین ہین اول مین اجداد اور جدات اور قسم دوم مین بھائی اور انکی اولاد داخل ہین اور دو قسمین غیر محدود ہین یعنی کسی قسم کے واسطہ دار قریب کے نہ موجود ہونے کی حالت مین اسی قسم کا واسطہ دار بعید بلا لحاظ پیڑھی کے وارث ہوتا ہے ان اقسام سے ایک قسم کا وارث دوسری قسم کے وارث کو محروم نہین کر سکتا مگر قرابت اسکی متوفی کے ساتھ زیادہ قریب ہو لیکن اگر وارث ایک ہی قسم کے ہون تو واسطہ دار بعید بحالت موجود ہونے واسطہ دار قریب کے محروم رہتا ہے۔

تیسرے درجے کے وارث۔

۱۰ - تیسرے درجے مین اعمام اور عمات اور خالات اور ماموں اور انکی اولاد داخل ہین انمین سے بمقابلہ وارث قریب واسطہ دار بعید ورثہ نہین پا سکتا۔

استحقاق ان وارثونکا بمقابلہ ایکدوسرے کے۔

چچا یا چچی کے موجود ہونیکی حالت مین چچازاد بھائی اور ماموں یا خالا کی موجودگی ماموں زاد بھائی مستحق ترکہ نہین ہو سکتا۔

قواعد مزید۔

۱۱ - اس درجے کے وارث عام اس سے کہ وہ اوپر کی پیڑھی کے ہون یا نیچے کی پیڑھی کے غیر محدود ہین اور بحالت موجود ہونے واسطہ دار قریبہ کے قرابت دار بعید بلا لحاظ پیڑھی کے وارث ہوتا ہے لیکن اگر حقیقی چچا یا چچی یا ماموں یا خالہ موجود ہون تو ان کی اولاد وارث نہین ہو سکتی اور اشخاص مقدم الذکر برابر حصہ پاتے ہین الا اس صورت مین کہ بعض انمین سے حقیقی ہون اور بعض غیر حقیقی اور بعض اخیافی یا علاتی

مثلاً بحالت موجود ہونے حقیقی چچا کے علاتی چچا کو ترکہ نہین پہونچ سکتا اور
بحالت موجود ہونے حقیقی چچا کے پسر کے اخیافی اور علاتی چچا محروم
ہوتے ہین۔

تیسرے درجے کے اور وارثون کی تصریح۔

۱۲۔ اگر وارثان مذکورہ سے کوئی وارث موجود نہ ہو تو والدین کے
چچا اور چچی اور مامون اور خالہ کو ورثہ پہونچتا ہے اور اگر یہ بھی نہون تو انکی
اولاد کو جو کسی پیڑھی کی ہو بلحاظ قرب واسطہ متوفی کے ورثہ
پاوینگی اور انمین سے بھی کوئی نہ ہو تو اجداد اور جدات کے
مامون اور خالہ اور چچا اور چچی بلحاظ قرب واسطہ متوفی کے ترکہ
پاتے ہین۔

قاعدہ کلیہ درباب وارثان حقیقی و غیر حقیقی کے۔

۱۳۔ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ بحالت موجود ہونے حقیقی وارثون کے وارثان
اخیافی اور علاتی مساوی درجے کے ترکہ نہین پاتے لیکن مختلف درجے
کے وارثون مین یہ قاعدہ ملحوظ نہین رہتا مثلاً اگر حقیقی بھائی یا بہن
موجود ہو تو اخیافی یا علاتی بھائی اور بہن ورثہ سے محروم رہتے ہین
لیکن حقیقی بھائی کا بیٹا علاتی یا اخیافی بھائی کو محروم نہین کرسکتا
کیونکہ درجہ انکا مساوی نہین ہے لیکن برادرزادہ حقیقی کے موجود ہونے
کی صورت مین مساوی درجے کا برادرزادہ اخیافی یا علاتی ورثہ
نہین پاسکتا علی ہذا القیاس حقیقی مامون یا چچا اخیافی یا علاتی کے
بھائی کو ورثہ سے محروم نہین کرتا لیکن اخیافی یا علاتی مامون یا چچا
کو محروم کرتا ہے۔

استثنا۔

قواعد مزید

۱۴۔ یہ قاعدہ کہ وارثان حقیقی کے موجود ہونیکی صورت مین وارثان علاتی اور اخیافی ورثہ نہین پاتے اُن مساوی درجے کے وارثون سے بھی متعلق ہے جو واسطہ داران اطرافی ہون۔ ؎

استثناء

قواعد مزید اس صورت مین جب واسطہ دارونکی حیات مین اختلاف ہو۔

مثلاً حقیقی بھتیجا یا بھتیجی ور بھانجا یا بھانجی موجود ہو تو اُسکا اخیافی یا علاتی چچا یا چچی یا ماموں یا خالہ ورثہ سے محروم ہونگے لیکن اگر حقیقی چچا کا بیٹا اور علاتی چچا موجود ہون تو بمقابلہ چچا حقیقی کے علاتی چچا کو ورثہ نہ پہونچیگا۔

۱۵۔ قاعدۂ مذکورۂ بالا جو ورثہ سے محروم ہونیکے باب مین ہے اُن اعمام اور عمات اور اخوال ور خالات سے متعلق نہین ہو سکتا جو مختلف جہتون سے متوفی کے واسطے دار ہون مثلاً در صورت موجود ہونے حقیقی چچا یا چچی کے اخیافی یا علاتی ماموں اور خالہ ورثہ سے محروم نہین ہوتے لیکن بحالت

جب اختلاف نہو

ہونے حقیقی چچا یا چچی کے اخیافی یا علاتی چچا یا چچی کو ورثہ نہین پہونچ سکتا علی ہذا القیاس اگر حقیقی ماموں یا خالہ موجود ہو تو علاتی یا اخیافی ماموں یا خالہ کو ترکہ نہ ملیگا۔

قواعد مزید بحالت اختلاف جہات۔

۱۶۔ اگر کوئی شخص علاتی یا اخیافی چچا اور حقیقی خالہ چھوڑ کر وفات پائے تو چچا کو بدین وجہ کہ باپ کے واسطے سے دعویدار ہے

؎ واسطہ داران اطرافی وے ہین جو ایک ہی مورث اعلے کی اولاد ہون لیکن مورث اعلیٰ کی کسی پشت مین آنکے اصول مختلف ہون مثلاً چچا زاد بھائی باہم واسطہ دار اطرافی ہین کیونکہ آنکا دادا ایک ہے مگر باپ علٰحدہ ہین۔ مین مترجم

ترکے کے دو ثلث ملینگے اور خالہ کو جو ماں کی جہت سے وعویدار ہے ایک ثلث پہونچیگا کیونکہ اگر چچا یا خالہ نہوتے تو ترکہ اسی حساب سے والدین مین تقسیم ہوتا۔

استناد بابت ماں واسطہ داران علاتی اور اخیافی کے۔

۱۷۔ یہ قاعدہ کلیہ کہ واسطہ داران حقیقی کے ہونیکی صورت مین واسطہ داران اخیافی کو ورثہ نہین پہونچ سکتا اُن شخصون کی نسبت مؤثر نہین ہی جو فرض کی روسے حصے کے مستحق ہون۔

ہمشیرگان حقیقی اور علاتی اور اخیافی۔

۱۸۔ اگر کوئی شخص ایک حقیقی اور ایک اخیافی بہن چھوڑ کر مر جاوے تو حقیقی کو نصف اور اخیافی کو سدس ملیگا اور باقی ترکہ بھی حقیقی بہن کو پہونچیگا اور اگر اخیافی بہن ایک سے زیادہ ہون تو انکو ایک ثلث ملیگا اور باقی دو ثلث کی حقیقی بہن مستحق ہوگی۔

قاعدہ وراثت کا اُس صورت مین جب ایک شخص دو جہت سے واسطہ دار ہو۔

۱۹۔ اگر دو وارث ہون اور منجملہ انکے ایک کو دو جہت سے قرابت ہو مثلاً ایک شخص ماموں اور چچا چھوڑ کر وفات پائے اور چچا متوفی کا ماموں بھی ہو ماموں کو ایک ثلث ملیگا اور چچا کو دو ثلث ملینگے اور چچا کو علاوہ دو ثلث کے اُس ثلث سے بھی نصف ملیگا جو ماموں کو ملا اور اس روسے چچا کو پانچ سدس پہونچینگے اور ماموں صرف ایک سدس پائیگا۔ ؎

؎ اس صورت کی تمثیل کہ ایک ہی شخص چچا اور ماموں ہو تصریح ذیل سے واضح ہی مثلاً زید کا بیٹا عمرو ایک زوجہ سے ہو اور زید پھر ہندہ سے نکاح کرے اور ہندہ کی ایک بیٹی جمیلہ پہلے شوہر سے موجود ہو اور عمرو کا نکاح جمیلہ کے ساتھ ہو اور اُسسے بیٹا ایک خالد پیدا ہو اور زید اور ہندہ سے

دعویداران نسبی ۲

۲۰- دوسری قسم کے واسطہ دار وہ ہین جنکو نکاح کے ذریعہ سے ورثہ پہونچتا ہی مثلاً شوہر اور زوجہ اور بحالت موجود ہونے اُنکے حتی الامکان کسی اور شخص کو ترکہ نہین پہونچ سکتا اور بحالت نہونے اولاد کے شوہر کا حصہ نصف اور زوجہ کا حصہ ربع ہوتا ہی اور اولاد ہونے کی صورت مین شوہر کو ربع اور زوجہ کو ثمن ملتا ہی۔

وراثت شوہر و زوجہ۔

۲۱- اگر زوجہ کوئی وارث نہ چھوڑے تو اُسکی کل جائداد شوہر کو پہونچتی ہی اور اگر شوہر سوائے زوجہ کے کوئی اور وارث نہ چھوڑے تو زوجہ کو جائداد شوہر کی ایک ربع ملتا ہی اور باقی تین ربع بیت المال ہوتے ہین۔

قاعدہ وراثت خلوت صحیحہ نہونے کی صورت مین۔

۲۲- اگر کوئی شخص حالت بیماری مین نکاح کرے اور قبل ہونے خلوت صحیحہ کے عارضۂ لاحقہ سے وفات پائے تو اُسکی زوجہ کو ترکہ اُسکا نہ پہونچیگا اور اگر زوجہ اُس سے پیشتر مر جائے تو وہ بھی زوجہ کے ترکے کا مستحق نہوگا لیکن اگر کوئی عورت بیماری کی حالت مین نکاح کرے اور شوہر اُس سے پیشتر مر جاوے تو گو خلوت صحیحہ نہوئی ہو اور نہ عورت نے کبھی عارضہ سے صحت پائی ہو تو بھی وہ مستحق ترکۂ شوہر ہوگی۔

قاعدہ وراثت اُس صورت مین جب شوہر بحالت قریب المرگ ہونے کے زوجہ کو طلاق دے۔

۲۳- اگر شوہر قریب الموت ہونے کے وقت زوجہ کو طلاق دے تو زوجہ ترکہ پائیگی لیکن شرط یہ ہی کہ شوہر بعارضۂ لاحقہ زمانۂ

ایک بیٹیا جمال پیدا ہو پس جمال خالد کا چچا بھی ہی اور ماموں بھی علی ہذا القیاس اگر کسی شخص کے برادر علاتی اور ہمشیرہ اخیافی ہو اور یہ دونوں آپسمین شادی کرلین تو شخص مذکور اُنکی اولاد کا چچا بھی ہی اور ماموں بھی۔

طلاق سے ایک برس کے اندر فوت ہوا ور اگر شوہر ایک برس کے بعد مرے تو زوجہ کو ترکہ نہین پہونچیگا۔

قاعدۂ وراثت طلاق رجعی کی صورت مین۔

۲۴ - اگر شوہر زوجہ کو طلاق رجعی دے اور شوہر یا زوجہ زمانۂ مدت کے اندر مرجاوے تو ایسی حالت مین ایک کو دوسرے کی نسبت ترکہ پانیکا استحقاق ہوگا۔

۲۵ - جس عورت کے ساتھ متعہ یعنے نکاح عارضی کیا جائے وہ مستحق ترکہ نہین ہوسکتی۔ ؎

دعویداران ولا

۲۶ - تیسری قسم کے وارث وے ہین جو بذریعۂ ولا مستحق ترکہ کے ہین لیکن اگر واسطہ داران نسبی یا سببی سے کوئی شخص موجود ہو تو واسطہ داران ولا کو ترکہ نہین پہونچ سکتا۔

دعویداران ولا کی دو قسم ہین۔

۲۷ - ولا دو قسم کا ہے ایک جو بذریعۂ عتق یعنے آزاد کرنے کے ہو اور ایسی حالت مین معتق کو بوجہ اعتاق کے حق وراثت حاصل ہوتا ہے اور ولا کی دوسری قسم صورت متعاقدین کے معاہدہ پر منحصر ہے یعنے دو شخصون مین ایک دوسرے کے ورثہ پانے کا قرارداد ہوجائے۔

پہلی صورت کے واسطہ داران ولا ترجیح رکھتے ہین۔

۲۸ - اگر پہلی قسم کے واسطہ داران ولا موجود ہون تو دوسری قسم کے دعویدارون کو ترکہ نہین پہونچ سکتا۔

حرمان کے قواعد عامہ۔

۲۹ - جو قواعد عامہ بموجب مذہب امامیہ کے حرمان کے باب مین ہین وے مطابق قواعد اہل سنت کے ہین مگر فرق یہ ہے کہ طریق امامیہ کی روسے ذکور اور

؎ اسطرح کا عقد اہل سنت کے نزدیک مذموم ہے اور وہ اسکو قطعی خلاف شرع تصور کرتے ہین۔ ترجمہ ہدایہ مرتبہ ہامٹن صاحب جلد ۱ صفحہ ۷۱ و ۷۲۔

اناث مین کچھ تمیز نہین ہی شلاً اگر پوتا موجود ہو تو دختر کو اور باپ کا چچا موجود ہو تو ماموں کو ترکہ پہونچتا ہی حالانکہ از روے مسئلۂ اہل سنت کے دختر کو صرف نصف حصّہ پہونچتا ہی اور بحالت موجود ہونے باپ کے چچا کے ماموں قطعی محروم رہتا ہی۔

اختلاف وار مانع ارث نہین ہی نہ قتل بشرطیکہ بالعمد ہو۔

۳۰۰ — اختلاف وار مانع ارث نہین ہی اور قتل جائز یا قتل خطا بھی وراثت سے محروم نہین کرسکتا اِلّا اُس صورت مین کہ اشتعال باعث اُسکا ہوا ہو۔

مسئلۂ عول جائز نہین ہی۔

۳۳۱ — اگر ترکہ کل وارثون مین بغیر کسر کے حسب سہام معینہ تقسیم نہو سکے تو ایسی صورت مین عول جائز نہین بلکہ جو وارث ایسی حالت مین اپنے حصۂ واجب سے محروم رہے اُسکے حصّہ سے بحساب رسدی منہائی کیجائے یا جس وارث کے حصّے مین تقلیل ممکن ہو اُسمین کمی کیجائے

تمثیل۔

شلاً اگر شوہر اور دختر اور والدین مستحق ترکہ ہون تو ترکہ کو بارہ ۱۲ حصّون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے شوہر کو تین سہام یا ربع اور والدین کو دو دو سدس یا چار سہام ملینگے اور دختر کو نصف جائداد پہونچے گی لیکن اس صورت خاص مین دختر کے واسطے بجاے نصف جائداد کے جسکی وہ مستحق ہی صرف پانچ سہام بجاے چھ سہام باقی رہتے ہین ایسی حالت مین حسب مسئلۂ اہل سنت کے دختر کو چھ حصے ملنے کی نظر سے ترکہ ۱۳ حصون مین تقسیم کیا جائے لیکن اصول امامیہ کے مطابق دختر کو بقیہ پانچ سہام پر قناعت کرنی چاہیے کیونکہ بعض صورتون مین دختر کا حق بابت سہام مقدر کے زائل ہو جاتا ہی شلاً اگر بیٹا ہوتا تو دختر کو کوئی حصہ خاص نہین ملتا اور وہ عصبہ تصور کیجاتی ہی حالانکہ شوہر یا والدین

مسئلۂ رد۔ کسی صورت مین سہام مقدر سے محروم نہین ہوسکتے۔

۳۲۔ جب ترکے کے سہام کی تعداد وارثون کی تعداد سے متجاوز ہوتی ہی تو حصص زائد وارثون کی طرف عود کرتے ہین اور شوہر از روے رد کے مستحق ورثہ ہی نہ زوجہ اور اگر بھائی موجود ہون تو مان بھی مستحق رد نہین رہتی اور اگر کوئی ایسا شخص موجود ہو جو دو جانب سے واسطہ رکھتا ہو تو ترکۂ مابقی صرف اُسی کو پہونچتا ہی۔

خلف اکبر کا استحقاق۔ ۳۳۔ اگر بڑا بیٹا لیئق ہو تو تقسیم ترکے کے وقت اُسکو باپ کی تلوار اور قرآن اور پوشاک اور انگشتری دینی چاہیے۔ ـــــ

ـــــ ہمنے خلاصہ مذکورۂ بالا مین بہ انست اپنے کوئی امر اہم قلم انداز نہین کیا ہی جو سہام کہ وارثون کے واسطے بموجب مسائل اہل سنت کے معین رہین وہی اہل تشیع کے مذہب مین بھی جاری رہین اور دونون فرقون کا عمل قرآن کے احکام پر ہی اور قواعد تقسیم اور روے قاعدے جنکی رو سے مختلف دعویدارون کے سہام کا تعین بہ نسبت ایک دوسرے کے ہوتا ہی دونون فریقون مین باستثنائے بعض تبدیلات کے واحد ہین اور اس تالیف مین بیان کرنا مسائل امامیہ کا درباب ساہدات اور امور متفرقہ کے ضرور نہین ہی چند روز ہوے کہ کرنیل جان بیلی صاحب نے جو عربی وغیرہ زبانون کے بڑے عالم تھے خلاصۂ مسائل امامیہ کا اس باب مین مرتب کیا تھا مگر وہ نسخہ ناتمام

رہا اور شاید وجہ اسکی یہ ہوئی کہ اُنکے نزدیک مفید ہونا اُس کتاب کا بمقابلہ محنت
اور صرف وقت کے متصور نہوا۔

تیسرا باب

بیع کے بیان مین

بیع کی تعریف- ۱- جو مبادلہ طرفین کی رضامندی سے عمل مین آئے اُسے بیع کہتے ہین-

بیع کا طریق- ۲- بیع کا انعقاد طرفین کے اقرار صریح یا تقابض بدلین سے ہوتا ہے-

بیع کی چار قسمین ہین- ۳- بیع کی چار قسمین ہین اول عین بالعین دوم دین بالدین سوم دین بالعین اور چہارم عین بالدین مگر چوتھی قسم کا بیع عموماً رائج ہے-

بیع چار نام سے موسوم ہے- ۴- بیع چار نام سے موسوم ہے یعنی قطعی اور شرطی اور ناقص اور فاسد

بیع قطعی ۵- بیع قطعی وہ ہی جسکا انعقاد فی الفور ہوا ور کوئی امر شرعی مانع نہو-

بیع شرطی ۶- بیع شرطی وہ ہی جسکا انعقاد مالک کی اجازت پر ملتوی رہے اور اگر مالک نابالغ ہو تو ولی کی رضامندی درکار ہی اور اس قسم کے بیع کی نسبت کوئی امر شرعی سوائے رضامندی مالک یا ولی کے مانع نہین ہی نہ کوئی شرط درکار ہی-

بیع ناقص ۷- بیع ناقص وہ ہی کہ جسکا نفاذ قبضے پر منحصر ہوا ور یہ نقص شرعی قبضے کی رو سے رفع ہوتا ہی-

بیع فاسد ۸- بیع فاسد وہ ہی جسکا نفاذ ممکن نہو یعنے اگر ان اشیا مین جنکا مبادلہ کیا جائے تخالف ہو یا انمین سے ایک کی قیمت جائز نہو تو ایسا معاہدہ کالعدم ہی-

معاوضہ ۹- جس شی کی قیمت شرعاً جائز ہو وہ درصورت راضی ہونے بایع اور مشتری کے دوسری شی کے معاوضہ مین دیجا سکتی ہی اور اختیار ہی کہ مال اصل یا زیادہ یا کم قیمت پر بیع کیا جائے-

فریق بیع ۱۰- ہر بیع مین دو فریق کا ہونا فرض ہی الا اُس صورت مین کہ بایع اور مشتری ایک ہی شخص کو مختار مقرر کرین یا نابالغ کی طرف سے بیع بوساطت باپ یا ولی کے منعقد ہو یا غلام اپنے آقا کی اجازت سے آزادی اپنی خرید کرے-

متعاقدین کی قابلیت ۱۱- بیع کے لیے اسی قدر کافی ہی کہ متعاقدین معاہدے کے اثر سے مطلع ہون اور نابالغ باجازت اپنے ولی اور مجنون دوری بحالت درستی حواس کے بایع یا مشتری ہوسکتا ہی-

۱۲- اگر مبادلہ عین بالعین یا دین بالدین ہو تو دادوستد مین نسیہ جائز نہین ہی لیکن اگر مبادلہ عین بالدین یا دین بالعین کی قسم سے ہو تو نسیہ جائز ہی-

۱۳- ہر معاہدۂ بیع کے جواز کیواسطے ضرور ہی کہ شی مبیعہ اور معاوضہ کی تصریح اسطرحسے کردیجائے کہ متعاقدین کے مطلب مین آئندہ کسی طرح کا تنازع نہو-

۱۴- یہ بھی ضرور ہی کہ جو شی بیع کے معاوضہ مین دیجائے وہ انعقاد معاہدہ کے وقت فی الواقع وجود رکھتی ہو بالفور انعقاد بیع یا آئندہ کسی مدت معینہ مین دیا جانا اسکا ممکن ہو-

۱۵- اگر مبادلہ دین بالدین یا عین بالعین کی قسم سے ہو اور بدلین متشابہ ہو تو مساوی ہونا انکا مقدار مین ضرور ہی-

۱۶- قرار پانا کسی ایسی شرط خارجی کا جس سے احد المتعاقدین کو نفع ہو یا کوئی ایسا امر موہوم پیدا ہو جو آئندہ موجب تنازع ہو سکے جائز نہین ہی لیکن اگر شرط خارجی کی تعمیل فی الواقع کیجائے یا امر موہوم رفع ہو تو معاہدہ برقرار رہیگا-

۱۷- فسخ معاہدے کی شرط جائز ہی لیکن میعاد مشروطہ تین روز سے متجاوز نہو-

۱۸- اگر اداے معاوضہ زمانۂ آئندہ پر موعود ہو تو مدت کا تعین ضرور ہی اور التوا اسکا کسی ایسے امر پر نہین ہونا چاہیے کہ جسکے وقوع کا زمانہ غیر متحقق مگر وقوع اسکا ضرور ہو مثلاً اداے معاوضہ ہوا کے چلنے یا مینہ برسنے پر منحصر ہونا چاہیے اور گو امر موہوم اسقدر

دادوستد مین نسیہ جائز نہین ہی-
بیع کے معاملہ مین صراحت ضرور ہی-
دیگر شرائط ضروری-
مساوی ہونا مقدار معاوضہ کا ضرور ہی
شرائط ناجائز استثناء-
اختیار فسخ معاہدہ-
اداے معاوضہ مین کی صورت مین توقف ہوسکتا ہی-

خفیف ہو کہ تعین اسکے وقوع کے زمانے کا ہو سکے تو بھی التوا جائز نہین ہو شلاً ادے معاوضۂ تخمریزی یا فصل کے کاٹنے پر موقوف نہونا چاہیے —

بیع بعوض قرضہ

۱۹ — کسی شی کا بیع کرنا بعوض قرضہ ذمگی شخص ثالث کے جائز نہین ہو اِلّا بعوض قرضۂ ذمگی بایع کے جائز ہو —

بیع ثانی جائداد منقولہ —

۲۰ — جبتک شی مبیعہ فی الواقع مشتری کے قبضے مین نہ آجاوے بیع ثانی اُسکا نہین ہو سکتا —

شی مبیعہ کا عیب نقصان سے بری ہونا مفہوم ہوتا ہی —

۲۱ — ہر معاہدے مین شی مبیعہ کا عیب اور نقصان سے بری ہونا مفہوم ہوتا ہی —

اگر شی مبیعہ کی کیفیت مین بایع کے بیان سے فرق پایا جاے تو کیا ہونا چاہیے —

۲۲ — اگر شی مبیعہ مین بلحاظ کیفیت یا کمیت بایع کے بیان سے فرق پایا جائے تو مشتری کو فسخ معاہدے کا اختیار حاصل ہی —

بیع آراضی —

۲۳ — اگر آراضی بیع کیجائے تو جو شی تا دیرپا اُسپر ہو وہ اُسکے ساتھ منتقل نہین ہو سکتی مثلاً درخت زمین پر نصب ہونے کی جہت سے خریدار آراضی کا حق ہی لیکن میوے کے پانے کا استحقاق بایع کو ہوگا —

فسخ بیع کی صورت مین مشتری ذمہ دار نقصان شی مبیعہ ہی —

۲۴ — اگر مشتری نے فسخ معاہدے کی بابت شرط کی ہو اور شی مبیعہ اُسکے قبضے مین ضایع ہو جائے یا اُسمین نقصان پہونچے تو خریدار ذمہ دار ادائے ثمن مشروطہ ہوگا لیکن اگر اسطرح کی شرط بایع کی جانب سے ہو تو مشتری صرف بابت مالیت شی مبیعہ کے ذمہ دار ہوگا —

خیار فسخ بیع کس صورت مین منسوخ ہو سکتی ہی-

۲۵- اگر مشتری سے شی مبیعہ کی نسبت کسی طرح کا عمل مالکانہ صادر ہو مثلاً وہ شی مذکورہ کو حالت اصلی سے تبدیل کرے تو فسخ بیع کی شرط باطل ہو جاتی ہی-

خریدار کو بحالت نہ دیکھنے شی مبیعہ کے فسخ بیع کا اختیار ہی-

۲۶- اگر خریدار نے شی مبیعہ کا معائنہ نہ کیا ہو یا در صورت کافی ہونے نمونے کے نمونہ نہ دیکھا ہو اور شی مبیعہ بعد معائنہ کے پسند نہو تو باوجود نمونے شرط فسخ کے بھی شی مبیعہ واپس ہو سکتی ہی مگر شرط یہ ہی کہ مشتری کی جانب سے کوئی فعل مالکانہ صادر نہوا ہو-

استثناء-

بایع کو اختیار فسخ بیع حاصل ہی-

۲۷- بایع کو اختیار فسخ بیع حاصل نہین ہی اگر بایع نے شی مبیعہ کو نہ دیکھا ہو اور شرط فسخ بیع نہ قرار پائی ہو تو اُسکے معاہدے کے فسخ کا اختیار نہوگا اِلّا اُس صورت مین عین بالعین ہو-

استثناء

اگر شی مبیعہ مین کچھ نقص پایا جاوے تو فسخ بیع ہو سکتا ہی-

۲۸- اگر خریدار نے لینا شی مبیعہ کا بلحاظ اُسکے عیوب کے منظور نہ کیا ہو اور اُسکو شی مذکورہ ایسا نقص معلوم ہو جس سے اُسکو وقت خریداری اطلاع نہ تھی تو اُسکو اختیار ہی کہ شی مذکورہ واپس کردے لیکن اگر شی مبیعہ مین بحالت قبضہ مشتری کے کچھ زیادہ نقص عائد ہو تو مشتری صرف تاوان پانے کا مستحق ہوگا-

استثناء

قاعدہ بیع ثانی-

۲۹- اگر مشتری شی مبیعہ ناقص کو شخص ثالث کے ہاتھ بیع کردے تو وہ اصل بایع سے تاوان پانے کا مستحق نہین ہو سکتا اِلّا اگر شی مذکور مین قبل بیع ثانی کچھ ترمیم ہو جائے اور مشتری اُسے

استثناء

اسوجہ سے بایع اول کو واپس نہ کر سکے تو مشتری کو تاوان ملیگا—

۲۳۰—اگر کوئی شی فروخت کیجائے اور وہ معائنہ کے بعد ناقص معلوم ہو تو گو شی مذکور آزمائش کی حالت مین ضایع ہو جائے تو بھی بایع سے اسکی کل قیمت کا مطالبہ ہوسکتا ہی مگر شرط یہ ہی کہ مشتری کو شی مذکور سے کچھ فائدہ نہ پہونچا ہو اگر مشتری شی مبیعہ ناقص سے فائدہ اٹھاوے تو اسکو صرف بقدر نقصان کے تاوان ملیگا—

۲۳۱—اگر کوئی شخص کچھ مال خرید کرے کہ اسکو فروخت کرے اور اسکو بعد ازان مال مذکور واپس لیکر قیمت اسکی پھیر دینی پڑے تو مشتری اول بھی اصل بایع سے اسی طرح قیمت واپس پا سکتا ہو بشرطیکہ اس مال مین نقص ذاتی ہو—

۲۳۲—اگر مشتری سے مبیعہ کے نقص سے مطلع ہوکر اسکو کام مین لاوے یا اسکے نقص رفع کرنے کی تدبیر کرے تو مواخذہ اسکا بایع سے نہین ہوسکتا کیونکہ شی مذکور کے کام مین لانے یا اسکے نقص رفع کرنے سے تسلیم کرنا بیع کا مفہوم ہوتا ہی لیکن اگر معاہدہ بیع مین کوئی شرط خاص قرار پائی ہو تو بایع سے مواخذہ ہوسکیگا—

۲۳۳—قاعدہ کلیہ یہ ہی کہ اگر شی مبیعہ اس قسم کی ہو جسکی تفریق اور تقسیم بغیر نقصان ممکن نہو اور بیع کے بعد اس شی کے ایک جزو مین نقص ظاہر ہو یا وہ کسی شخص ثالث کی ملک قرار دیجائے تو مشتری مجاز نہین ہی کہ منجملہ کل شی کے ایک جزو اپنے پاس رکھکر

ذکر ان صورتونکا جنمین اشیا مبیعہ کی قیمت واپس طلب ہوسکتی ہی—

کس صورت مین صرف تاوان ملتا ہی—

مشتری اول کی کیفیت مثل مشتری ثانی کے ہی بشرط—

کس صورت مین بایع سے مواخذہ نہین ہوسکتا—

قواعد عامہ درباب استحقاق واپسی قیمت—

باقی کو واپس کرے اور بقدر اُسکے واپسی قیمت چاہیے بلکہ ایسی صورت مین خریدار کو چاہیے کہ یا تو کل شی مبیعہ اپنے پاس رکھکر تاوان بقدر نقص طلب کرے یا کل شی واپس دے کر پوری قیمت چاہے الّا اگر شی مبیعہ کی تقسیم بغیر نقصان ممکن ہو تو اُس صورت یہ قاعدہ صادق نہین آتا۔ تاوان لینے کا قاعدہ۔

۳۴۳۔ اگر کوئی شخص قبل وقت بیع و شری خرید کیجائے یا خرید اور فروخت اُسکی ایک ہی بازار مین عمل مین آئے یا بامید گرانی کے خرید یا جمعہ کی نماز کے وقت فروخت کیجائے تو یہ امور ممنوع ہین مگر معاہدہ ناجائز نہو گا۔ امور ناجائز۔

چوتھا باب

شفعہ کے بیان مین

تعریف شفعہ۔ ۱۔ شفعہ سے یہ مراد ہو کہ کوئی شی بیع کیجائے اور وہ اسی قدر قیمت پر حاصل ہو سکے جو مشتری نے اسکی بابت ادا کی ہو۔

کس قسم کی جائداد سے شفعہ متعلق اور کس قسم سے نہین ہو۔ ۲۔ جو شی بیع کیجائے یا علحدگی اسکی بصورت بیع عمل مین آئے اسکی نسبت حق شفعہ پہونچتا ہو لیکن جو شی از روے ہبہ یا وصیت یا وراثت منتقل ہو اسکی نسبت جائز نہین ہو اِلَّا اُس صورت مین کہ ہبہ باخذ معاوضہ وقوع مین آئے اور معاوضہ کی بابت شرط صریح عمل مین آئے لیکن اگر واہب کو بابت شی موہوبہ کے معاوضہ ملا ہو اور معاوضہ کی بابت شرط صریح قرار نہ پائی ہو تو شفعہ کا دعوے نہین ہو سکتا۔

قواعد مزید۔

۳ - جائداد منقسمہ ہو یا غیر منقسمہ دونون صورتون مین شفعہ جائز ہو لیکن مال منقولہ سے متعلق نہین ہو اور جبتک بیع مکمل نہو حقیقت بائع پر دعوے شفعہ قائم نہین ہو سکتا۔

حق شفعہ کسی خاص فرقے سے متعلق نہین ہو۔

۴ - ہر شخص حق شفعہ کا دعوی کر سکتا ہو اسمین اختلاف مذہب کو کچھ دخل نہین ہو۔

حقوق شفیع۔

۵ - جو حقوق عام خریدار کو حاصل ہوتے ہین انھین کا استحقاق شفیع کو بھی پہونچتا ہو۔

ذکر ان شخصون کا جو دعویدار شفعہ کے ہو سکتے ہین۔

۶ - اشخاص مذکورہ ذیل حسب ترتیب سے انکا بیان کیا جاتا ہو مستحق شفعہ ہو سکتے ہین یعنی خلیط فی نفس المبیع وخلیط فی حق المبیع وخلیط جائز۔

شرائط ضروری شفعہ۔

۷ - شفیع کو لازم ہو کہ بفور سننے خبر بیع کے خریداری کا ارادہ ظاہر کرے اور اظہار اس امر کا بشہادت گواہان بائع یا مشتری کے روبرو یا موقع مبیع پر بلا توقف ہونا چاہیے۔

دعوی شفعہ کب دائر ہوتا ہو۔

۸ - شفیع کو اختیار ہو کہ بعد تعمیل شرائط تمہیدی کے جسوقت چاہے عدالت مین اپنا دعوی پیش کرے۔ [1]

[1] اس باب مین بہت اختلاف رائے ہو مگر انصاف مقتضی اسبات کا ہو کہ واسطے ممنوع السماعات متصور ہونے اس قسم کے دعوی کے کوئی میعاد خاص مقرر کیجائے ورنہ مشتری کے واسطے کوئی صورت اطمینان کی نہوگی زفر اور محمد رح کی یہ رائے ہو کہ اگر شفیع دعوی اپنا ایک مہینے سے زیادہ عرصہ تک بلا وجہ پیش نکرے تو ایسے توقف سے حق اسکا زائل سمجھا جائیگا اور یہی مسئلہ حسب روایت ابو یوسف رح کے ہو لیکن حسب رائے ابو حنیفہ رح اور

حقوق مشتری اول کے قاعدہ دربارۂ اس صورت کے جب جائداد مین بحالت قبضہ مشتری اول کے تبدیل واقع ہو۔

۹ - جبتک مشتری اولی کو زرثمن شفیع سے وصول نہوا اسکو اختیار ہو کہ شی مبیعہ کو اپنے قبضے مین رکھے اور اگر تقابض بدلین نہوا ہو تو یہی شرط بایع کی نسبت بھی صادق آئیگی -

۱۰ - اگر مشتری نے شی مبیعہ مین کسی طرحکی افزایش کی ہو تو شفیع پر واجب ہی کہ یا تو بقدر افزایش کے قیمت ادا کرے یا عملۂ افزودہ کو اٹھا لیجاے اور اگر شی مبیعہ کی قیمت مشتری اولی کے کسی فعل سے کم ہو جائے تو شفیع بقدر نقصان کے کمی قیمت کا خواستگار ہو سکتا ہی لیکن اگر کمی قیمت مشتری مذکور کے کسی فعل سے عائد نہو تو شفیع پر لازم ہی کہ یا کل زرثمن ادا کرے یا اپنے دعوے سے قطعاً دست بردار ہو -

قاعدہ دربارۂ اس صورت کے جو شفیع نے جائداد کی حقیقت مین کسی طرح کی افزایش کی ہو اور وہ شخص ثالث کی ملک قرار پاوے -

۱۱ - اگر شفیع جائداد پر قابض ہو کر اسکی حیثیت مین کسی طرح کی افزایش کرے اور وہ بعدہ شخص ثالث کی ملک قرار پائے تو شفیع بابت افزایش مذکورۂ بالا کے معاوضہ کا مستحق نہین ہو سکتا بلکہ اگر شفیع قابض ہو گیا ہو تو ایسی صورت مین اسکو زرثمن بایع یا مشتری اول سے ملیگا اور اسکو اختیار ہی کہ عملۂ افزودہ کو اٹھا لیجائے -

---

ایک اور راے ابویوسف رح کے نزدیک اس باب مین کوئی میعاد خاص معین نہین ہی اور فتاوی عالمگیری مین اور محیط السرخسی اور ہدایہ مین بھی یہی قاعدہ مندرج ہی اور یہی قول زیادہ صحیح اور عموماً جاری ہی مگر فتاوی عالمگیری کے مولف نے لکھا ہی کہ فیصلے دونون صورتون پر دیا جاتا ہی -

ذکر اُس صورت کا جب زر ثمن کی نسبت نزاع ہو

۱۲۔ اگر زر ثمن کی نسبت شفیع اور مشتری مین نزاع ہو اور طرفین سے کچھ ثبوت نہو تو مشتری کے اظہار حلفی کو معتبر تصور کرنا چاہیے لیکن اگر طرفین سے ثبوت گذرے تو شفیع کا ثبوت مرجح ہوگا۔

شرعی حیلے دعوی شفعہ کے باز رکھنے کے واسطے۔

۱۳۔ اکثر شرعی حیلے ایسے ہین جنسے حق شفعہ زائل ہو سکتا ہی مثلاً اگر کسی کو اندیشہ ہو کہ ہمسایہ شفعہ کا دعوی کریگا تو وہ اپنی کل جائداد کو سوائے اُس جزو کے جو اُسکے ہمسایہ کی ملک سے متصل ہی فروخت کرسکتا ہی اور اگر شریک مبیع کی جانب سے دعوی شفعہ کا اندیشہ ہو تو بایع کو اختیار رہی کہ وہ پہلے مشتری سے کچھ قیمت زائد بصورت فرضی قرار دے اور بعدہ اُسمین تقلیل کرے اور اگر ایسی صورت مین شفیع دعویدار ہو تو اُسپر لازم ہوگا کہ بلالحاظ قیمت مابعد کے وہ قیمت ادا کرے جو پیشتر قرار پائی ہو۔

پانچوان باب

هبه کے بیان مین

۱- اگر کوئی شی بغیر لینے معاوضہ کے دیجائے تو اُسکو ہبہ کہتے ہین-

۲- جیساکہ واہب کی جانب سے دست برداری ضرور ہے ویسا ہی موہوب الیہ کا قبول کرنا اور قبضہ لینا جائداد موہوبہ کا ضرور ہے-

۳- منحصر کرنا ہبہ کا کسی شرط پر جائز نہین ہے نہ نفاذ اُسکا زمانۂ آیندہ سے محول ہو سکتا ہے-

۴- یہ ضرور ہے کہ ہبہ کے ساتھ ہی دخل دلایا جائے اور موہوب الیہ اُسپر فوراً یا کسی وقت زمانۂ مابعد مین واہب کی اجازت سے قابض ہو-

ہبہ کی تعریف-

شرائط ضروری ہبہ

ہبہ کا نفاذ کسی امر استقبالی پر مشروط نہین ہو سکتا-

قبضہ دینا اور دخیل ہونا ضروری ہے-

شی موہوبہ کا ہبہ کے اسوقت موجود ہونا ضرور ہے —

۵ — جو شی کہ آیندہ پیدا ہونے والی ہو وہ ہبہ نہین ہو سکتی گو موہوب الیہ کو ذریعہ پیدا کرنے شی مذکورہ کا حاصل ہو اور جو شی کہ ہبہ کیجائے اُسکا واقعی موجود ہونا ہبہ کے وقت ضرور ہے —

اگر کوئی شی منقسمہ بلا تقسیم ہبہ کیجائے تو ایسا ہبہ جائز نہین ہے —

۶ — اگر کوئی شی غیر منقسمہ ہو اور اُسمین دوسری ایسی چیز مخلوط ہو جسکی تفریق ممکن ہو تو ہبہ اُسکا ناجائز ہے اِلّا اُس صورت مین کہ قبل دینے قبضے کے شی موہوبہ کا تعین کیا جائے کیونکہ ایسی صورت مین قبضہ شی موہوبہ کا بغیر اجتماع کسی ایسی شی کے جو اُسمین داخل نہو نہین دیا جا سکتا —

قاعدہ اس صورت مین جب دو یا دو سے زیادہ موہوب الیہ ہون

۷ — اگر دو یا دو سے زیادہ موہوب الیہ ہون تو ہر موہوب الیہ کے حق کا تعین ہبہ یا قبضہ دینے کے وقت ہونا چاہیے —

ہبہ کا صریح ہونا ضرور ہے اور واہب کو شی موہوبہ سے قطعی دست بردار ہونا واجب ہے —

۸ — ہبہ بالکنایہ درست نہین ہے بلکہ اُسکا صریح ہونا اور ابہام سے مبرا ہونا ضرور ہے اور واہب کا مقصود بذریعہ دست برداری قطعی شی موہوبہ کی نسبت ظاہر ہونا چاہیے اور اگر واہب سے شی مذکورہ پر کوئی فعل مالکیت صادر ہوتا رہے تو ایسا ہبہ ناجائز اور باطل ہے —

مستثنیات

۹ — اگر زوجہ شوہر کے نام مکان ہبہ کرے یا باپ اپنے پسر نابالغ کو کچھ جائداد دے تو یہ صورتین قاعدہ مذکورہ بالا سے مستثنیٰ ہین —

نیابۃً قبضہ لیے جانے کا ذکر —

۱۰ — اگر کوئی شی متولی کی تفویض مین ہو تو حسب ضابطہ قبض و تسلیم کا عمل مین آنا ضرور نہین ہے اور علیٰ ہذا القیاس یہی کیفیت اُس صورت مین بھی جب ہبہ نابالغ کے نام کیا جائے اور پچھلی صورت مین دخیل ہونا ولی کا کافی ہے —

مرگ کے وقت ہبہ کرنا -

۱۱- جو ہبہ شخص قریب الموت کی طرف سے عمل مین آئے وہ داخل وصیت ہر اور ترکے کے ثلث زیادہ پر موثر نہین ہوسکتا پس کوئی شخص مجاز نہین ہر کہ قریب الموت ہونے کے وقت اپنی جائداد کا جزو منجملہ اپنے وارثون کے ایک وارث کو ہبہ کردے کیونکہ یہ ہونا وصیت کا ایک وارث کے حق مین بغیر رضامندی اور وارثون کے جائز نہین ہر -

شے موہوبہ واپس لینا جائز ہر -

۱۲- واہب کو باستثناے صورتہاے ذیل ہبہ کے استرداد کا اختیار ہر -

مستثنیات -

۱۳- اگر موہوب الیہ رشتہ دار ہو یا ہبہ کی عوض مین کچھ لیا گیا ہو یا مال موہوبہ کی حیثیت مین کچھ افزائش کی گئی ہو یا مال مذکور دوسرے موہوب الیہ یا وارثان موہوب الیہ کے قبضے مین آیا ہو تو ان صورتون مین ہبہ مسترد نہین ہوسکتا -

ہبہ کی دو خاص قسمین -

۱۴- عام اقسام ہبہ کے علاوہ شرع مین دو قسم کے معاہدے ہبہ کے ضمن مین بیان کیے گئے ہین لیکن وے زیادہ تر مثل مبادلہ یا بیع کے ہین انکو اصطلاح ہبہ بالعوض اور ہبہ بشرط العوض کہتے ہین -

ہبہ بالعوض -

۱۵- ہبہ بالعوض باعتبار جملہ مراتب کے مثل بیع کے ہر اور اسکی نسبت مین شرائط بیع نافذ ہین اور جملہ صورتون مین ملنا قبضہ طرفین کا ضرور نہین ہر -

ہبہ بشرط العوض

۱۶- ہبہ بشرط العوض وائل مین یعنی قبل دیے جانے معاوضے کے مثل ہبہ کے ہر اور ایسی صورت مین قابض ہونا واہب و موہوب الیہ کا ضرور ہر -

چھٹا باب

وصیت کے بیان مین

وصیت زبانی مثل وصیت تحریری کے جائز ہو۔

۱۔ وصیت تحریری کو وصیت زبانی پر ترجیح نہین ہی اور گو جائداد موصٰی بہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ دونون کی وقعت مساوی ہی۔

وصیت ترکہ کی نسبت۔

۲۔ منجملہ ترکہ موصی کے ایک ثلث سے زائد کی نسبت بغیر رضامندی وارثون کے وصیت جائز نہین ہی۔

وصیت ترکہ ایک وارث کی نسبت۔

۳۔ اگر چند وارث موجود ہون تو منجملہ اُنکے ایک وارث کی نسبت بغیر رضامندی کُل وارثون کے وصیت جائز نہین ہی۔

فرق مابین اُس جائداد کے جو ورثہ سی حاصل ہو اور اُسکے جو بذریعۂ وصیت کے ملے۔

۴۔ جائداد وراثت اور جائداد موصٰی بہ مین فرق ہی یعنی جائداد وراثت صرف از روے شرع کے وارث کی ملک ہو جاتی ہی اور جائداد موصٰی بلا صریح یا بمفہوم اجازت وارث کے موصٰی بہ کو نہین پہونچ سکتی۔

۵- جس جائداد کی بابت بمقدار جائز وصیت کیجائے دینا اُسکا قبل تقسیم ترکے کے واجب ہی۔ — وصیت کو دعوی وراثت پر تقدیم ہی۔

۶- جو کچھ دین موصی کے ذمہ ہوادا ہونا اسکا قبل نفاذ وصیت کے لازم ہی۔ — مجاز کرنا وارث کا

۷- اگر کوئی شخص بحالت قریب الموت ہونے کے اپنے وارث کو وصول قرضہ کے واسطے اختیار دے تو یہ امر بمنزلہ وصیت کے ہی لیکن یہ ضرور ہی کہ قرضہ مذکور ترکے کے ثلث سے زائد نہو۔ — قرضہ کے وصول کے واسطے۔

۸- موجود ہونا جائداد موصی بہ کا وصیت نامہ کی تحریر کے وقت ضرور نہین ہی اور اُسکے جواز کے لیے اسی قدر کافی ہی کہ جائداد مذکور عین وفات موصی کے موجود ہو۔ — جائداد موصی بہ۔

۹- اگر وصیت نامہ مین امور ناجائز درج ہون اس سے وصیت نامہ کے جواز مین بالعموم فتور واقع نہین ہوتا بلکہ جسقدر مضمون وصیت نامہ کا شرع کے مطابق ہو نفاذ اُسکا ہوگا۔ — امور ناجائز۔

۱۰- اگر کوئی شخص وصیت کی تحریر کے وقت وارث نہو لیکن قبل وفات موصی کے وارث ہو جائے تو وہ جائداد موصی بہ پا سکتا لیکن اگر کوئی شخص وقت تحریر وصیت نامہ کے مستحق ورثہ ہو اور قبل وفات موصی کے محجوب الارث ہو جائے تو وہ جائداد موصی بہ پا سکتا ہی۔ — قاعدہ خاص در باب موصی لہ کے۔

۱۱- اگر جائداد کسی شخص کے نام وصیت کیجائے اور بعد ازان وہی جائداد دوسرے کے نام تو پہلی وصیت باطل ہو جاتی ہی علی ہذا القیاس اگر جائداد موصی بہ کسی شخص کے سامنے بیع کیجائے یا اُسکو — منسوخ ہونا استرداد وصیت کا۔

ویدیجاے تو بھی ایسا ہی ہوگا گو جائداد مذکور موصی کے قبضے مین اسکی وفات کے وقت آئی ہو۔

قاعدہ اس صورت مین جب وصیت بمقدار زائد کیجاے۔

۱۲۔ اگر موصی چند شخصون کے نام مقدار جائز سے زیادہ جائداد وصیت کرے اور اُسکے وارث اسطرح کی وصیت کو جائز نرکھین تو جملہ شخصون کی جائداد مین بحساب رسدی کمی ہونی چاہیے۔

قاعدہ اُس صورت مین جبکہ ایک ہی شخص کے نام چند وصیت کیجائین۔

۱۳۔ اگر کسی شخص کے پہلے وصیت ہو کر بعد ازان جائداد کثیر کے بابت وصیت کیجاے تو وصیت نافذ ہوگی لیکن اگر جائداد کثیر بذریعہ وصیت دی جاے اور بعد ازان قلیل تو صرف وصیت قلیل کا نفاذ ہوگا۔

وصیتہ دیا جانا ایکسا ہی جائداد کا دو شخصون کو۔

۱۴۔ اگر ایک ہی جائداد دو شخصون کو وصیتہ دے اور انمین سے ایک شخص قبل واجب ہونے وصیت کے وفات پائے تو کل جائداد شخص حی القائم کو پہونچیگی لیکن اگر ہر شخص جائداد بالمناصفت دیگئی ہو تو شخص حی القائم کو صرف نصف جائداد ملے گی اور باقی نصف موصی لہ کے وارثون کو پہونچے گی علے ہذا القیاس اگر جائداد ایک وارث اور ایک شخص اجنب کو بالاشتراک وصیت دیجاے تو بھی اُس طور پر عمل ہوگا۔

وصی۔

۱۵۔ اگر کوئی شخص وصی مقرر نہ کیا جائے تو باپ یا دادا وصی ہو سکتا ہے ورنہ اُنکے وصی۔

وصیتون کا دین محمدی ہونے پر منحصر ہونا۔

۱۶۔ اہل اسلام کو چاہیے کہ کسی شخص غیر مذہب کو اپنا

وصی مقرر نہ کرے اگر کرے تو ایسا تقرر حاکم عصر کے حکم سے باطل قرار دیا جائیگا۔

وصی مستعفی نہیں ہو سکتا۔

۱۷۔ اگر کوئی شخص وصی ہونا قبول کرے تو پھر انکار نہیں کر سکتا۔

قاعدہ اس صورت مین جب دو شخص وصی ہون۔

۱۸۔ اگر دو شخص وصی ہون تو اُنمین سے صرف ایک شخص کاروبار کے انصرام کا مجاز نہوگا اِلّا بصورت ضرورت یا اُس حالت جبکہ جائداد کا نفع متیقن ہو۔

ساتوان باب

نکاح اور مہر اور طلاق اور نسب کے بیان مین

نکاح کی تعریف — ۱۔ نکاح سے وہ عقد مراد ہے جو واسطے جواز توالد اور تناسل کے عمل مین آئے۔

ارکان نکاح — ۲۔ عقد نکاح کے لیے ایجاب اور قبول کا ہونا ضرور ہے۔

شرائط نکاح — ۳۔ یہ ضرور ہے کہ متعاقدین عاقل اور بالغ اور حر یعنے آزاد ہون اور در صورت انکے عاقل نہونے کے عقد نکاح قطعی باطل ہوگا کیونکہ طفل غیر عاقل کے ساتھ نکاح نادرست ہے اور علی ہذا القیاس مجنون کے ساتھ اور اگر متعاقدین بالغ اور آزاد نہون تو عقد قابل فسخ ہوگا کیونکہ عاقل نابالغ یا غلام کا نکاح ولی یا آقا کی اجازت پر موقوف ہے اور عورت کی نسبت بھی ضرور ہے کہ اسمین عدم قابلیت شرعی نہ پائی جاے اور ہر واحد اسکے قرار دادسے وقوف رکھتا ہو اور

عقد کے واسطے گواہون کا ہونا بھی ضرور ہے اور ایجاب و قبول ایک وقت مین ہونا چاہیے۔

گواہان نکاح صفات سے۔

۴ جو گواہ عقد نکاح کی نسبت ہون انمین چار صفات کا ہونا ضرور ہے یعنی آزادی و عقل و بلوغ اور دین محمدی سے ہونا۔

قواعد خاص گواہون کے باب مین۔

۵ جیسا کہ اور معاہدات مین گواہون کا بسبب لحاظ وضع اور واسطہ داری کے اعتراض ہو سکتا ہے ویسا گواہان عقد کی نسبت نہین ہو سکتا۔

ایجاب وکیل یا کتابت کے ذریعے سے ہو سکتا ہے۔

۶ - ایجاب وکیل یا کتابت کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے بشرطیکہ پیغام یا خط کا پہونچنا اور مکتوب الیہ کا رضامند ہونا گواہون سے ثابت ہو۔

عقد کا اثر۔

۷ - نکاح ملے کا اثر یہ ہے کہ متعاقدین کا استماع جائز ہو اور اسکے ذریعہ سے زوجہ شوہر کے تحت حکومت ہو جاتی ہے اور زوجہ کو مہر اور خور و پوش اور سکونت مکان کا حق حاصل ہوتا ہے اور متعاقدین مین احکام محارم کی رعایت لازم آتی ہے اور جانبین کو استحقاق وراثت حاصل ہوتا ہے اور شوہر کی طرف سے کل زوجات کے ساتھ مساوی رعایت ہونی چاہیے اور زوجہ کی جانب سے شوہر کی اطاعت ضرور ہے اور زوجہ کی فرمانبرداری نہونے کی صورت مین شوہر کو اسکی تادیب کا اختیار ہے۔

ملے زوجہ کا استحقاق بابت خور و پوش کے مراقبہ جائز رکھا گیا ہے حتی کہ اگر شوہر موجود نہو اور اُسنے کوئی سبیل نان و نفقہ کی زوجہ کے واسطے نہ کی ہو تو زوجہ جائداد شوہر سے اسکے پانے کی شرعاً مستحق ہوگی اور اگر زوجہ کو طلاق دیا جائے تو وہ مدت عدت تک خور و پوش پانے کی مستحق ہے۔

درجات کی تعداد
۸- حر یعنے شخص آزاد کے واسطے چار نکاح اور رق یعنے غلام کے واسطے صرف دو نکاح جائز ہین۔

تصریح اُن واسطہ داردن کی جنسے نکاح ممنوع ہے۔
۹- مان اور دادی اور نانی اور ساس اور سوتیلی مان اور سوتیلی نانی اور دختر اور پوتی اور نواسی اور بیٹے کی زوجہ اور پوتے کی زوجہ اور دختر ربیبہ اور بہن اور ہمشیر رضاعی اور بھانجی اور بھتیجی اور خالا اور چچی اور مادر رضاعی سے نکاح کرنا ممنوع ہے۔

امتناع مزید
۱۰- جن دو عورتون مین ایسی قرابت ہو کہ اُنکے باہم درصورت ایک کے مرد ہونے کے نکاح جائز نہوتا اُنکے ساتھ زمانۂ واحد مین نکاح کرنا جائز نہین ہے۔

حر اور رق کا نکاح۔
۱۱- آقا کو اپنے رق یعنے غلام کے ساتھ نکاح کرنا نہ چاہیے لیکن حر کا نکاح اُس رق کے ساتھ جو خاص اُسکی ملک سے نہو رق کے آقا کی اجازت سے جائز ہے بشرطیکہ حر کا نکاح حرہ کے ساتھ نہ ہوگیا ہو۔

مذہب متعاقدین
۱۲- عیسائی اور یہودی اور اور مذہب کے شخص جو توحید کے قائل ہین اُنکا نکاح اہل اسلام کے ساتھ ہو سکتا ہے۔

ظن غالب نکاح۔
۱۳- اگر مرد عورت کا مدت تک بطور زن وشوہر رہنا ثابت ہو تو بغیر شہادت گواہون کے بھی نکاح مظنون ہوگا لیکن باوجود اُسکے ہر نکاح مین گواہون کا ہونا ضرور ہے۔

قابلیت عقد۔
۱۴- اگر عورت بالغہ ہو تو اُسکو اختیار ہے کہ چاہے جسکے ساتھ نکاح کرے اور اگر نکاح کفو مین ہو تو ولی کو دست اندازی کا اختیار نہین ہے۔

دلی کا اختیار۔
۱۵- اگر نکاح غیر کفو مین ہو تو ولی کو واسطے فسخ عقد کے دست انداز ہونے کا اختیار ہی۔

عقد نابالغہ۔
۱۶- نابالغہ کو بغیر رضامندی اپنے ولی کے اختیار نکاح حاصل نہین ہی اور جواز نکاح قطعاً ولی کی اجازت پر منحصر ہی۔

تعین میعاد۔
۱۷- دونون صورتون مین جسکا ذکر اوپر ہوا ہی ولی کو قبل تولد کے دست انداز ہونا چاہیے۔

کس صورت مین عقد فسخ ہوسکتا ہی۔
۱۸- اگر نابالغ کا نکاح باپ یا دادا کی جانب سے عمل مین آئے تو وہ جائز اور صحیح ہی اور نابالغ کو بلوغ کے بعد عقد کے فسخ کا اختیار حاصل نہین ہی لیکن اگر نکاح کسی اور ولی کی جانب سے ہوا ہو تو نابالغ کو اپنے بلوغ کے بعد اسکے فسخ کا اختیار حاصل ہی بشرطیکہ اسقدر توقف نہو جس پر رضامندی کا اطلاق ہوسکے۔

ولی جنکو عقد کا اختیار حاصل ہی۔
۱۹- اگر واسطہ داران پدری سے کوئی ولی موجود نہو تو رشتہ داران مادری کو نابالغ کے عقد کا اختیار ہی اور اگر رشتہ داران مادری سے بھی کوئی ولی باقی نہ رہا ہو تو حاکم عصر قائم مقام ولی ہوگا۔

اقل مقدار واجب الادا ہونا مہر کا۔
۲۰- نکاح کا لازمہ ضروری مہر ہی اور اس امر کا تعین نہین ہی کہ مہر زیادہ سے زیادہ کتنا ہوسکتا ہی مگر اقل درجہ دس درہم [1] ہی اور گو ادا ہونا جزو مہر کا بالعموم تا تاخیر مشروط ہوتا ہی لیکن وہ بعد خلوت صحیحہ یا بعد وفات احد الزوجین یا طلاق کے واجب الادا ہوتا ہی۔

[1] درہم کی قیمت مین ہر ایک حساب سے درم ساڑھے تین روپیہ کے مساوی ہی اور اس باب ہملٹن صاحب کا ترجمہ ہدایہ صفحہ ۱۲۲ جلد اول ملاحظہ طلب ہی۔

اگر مقدار مہر قرار نہ پائی ہو تو یقین مہر کا کس طرح پر ہوگا۔

۲۱ - اگر مہر کی مقدار معین نہ ہوئی ہو تو زوجہ مستحق پانے اسقدر مہر کی بحساب اوسط ہوگی جو اُسکے باپ کے گھر آنے مین عورات کو ملتا چلا آیا ہو۔

مہر معجل ہو یا موجل

۲۲ - اگر تصریح اس امر کی نہو کہ مہر معجل ہے یا موجل تو واجب الادا ہونا کل مہر کا عند الطلب متصور ہونا چاہیے۔

جو کچھ نسب کی رو سے ممنوع ہو وہی رضاعت کی رو سے بھی منع ہے۔ مستثنیات۔

۲۳ - قاعدہ یہ ہے کہ جو امر نسب کی وجہ سے ممنوع ہے وہی رضاعت کی رو سے بھی منع لیکن بلحاظ نکاح کے اس قاعدہ کی نسبت ایک یا دو صورتین مستثنیٰ ہین مثلاً بہن کی مادر رضاعی سے یا ہمشیر رضاعی کی مان سے یا پسر رضاعی کی بہن یا برادر رضاعی کی بہن سے نکاح جائز ہے۔

مسائل طلاق۔

۲۴ - شوہر کو اختیار ہے کہ بغیر صادر ہونے کسی بد اطواری کے یا بلا وجہ زوجہ کو طلاق دے لیکن بموجب اُس مسئلہ کے جو زیادہ تر تسلیم کیا گیا ہے طلاق بائن اُس صورت مین صادق آتا ہے جب تکرار اسکی تین مرتبہ ہو اور یہ ضرور ہے کہ بعد طلاق ہر مرتبہ کے ایک مہینے کا فصل ہو اور شوہر کو اختیار رہے کہ اُس عرصے مین اُسکو صراحتہً یا کنایتہً زوجہ گردانے۔

شرائط نکاح جو بعد طلاق ہو۔

۲۵ - اگر عورت کو تین مرتبہ طلاق بائن دیا جاوے تو جبتک عورت کا نکاح کسی اور شخص کے ساتھ نہو اور اُسکو بسبب وفات یا طلاق کے شوہر ثانی سے افتراق نہو شوہر سابق اُسکے ساتھ مصاحبت نہین کر سکتا لیکن اگر اسکا ایک یا دو مرتبہ ہوا ہو تو نکاح ثانی کے واسطے یہ شرط ضرور نہین ہے۔

۲۶- اگر شوہر قریب الموت ہونے کے وقت زوجہ کو طلاق دے اور شوہر قبل انقضاے عدت یعنے چار مہینے وس روز کے مرجائے تو بھی زوجہ ترکہ پانے کی مستحق ہے اور عورت کو نکاح ثانی کے قبل اسقدر مدت تک انتظار کرنا لازم ہے۔ | طلاق وقت قریب الموت ہونے شوہر کے۔

۲۷- اگر شوہر زوجہ سے علیحدہ رہنے کا حلف کرے اور چار مہینے تک اپنے اقرار پر قائم رہے تو یہ صورت بمنزلہ طلاق بائن کے ہے۔ ١؎ | کونسا امر بمنزلہ طلاق ہے۔

۲۸- زوجہ کو اختیار ہے کہ باجازت اپنے شوہر کے روپیہ دیکر عقد نکاح سے برائت حاصل کرے۔ | خریدنا طلاق کا۔

۲۹- ایک اور صورت افتراق کی یہ ہے کہ شوہر علیحدہ رہنے کی قسم کھائے اور قسم کے ساتھ بے عصمت ہونا زوجہ کا بیان کرے اور اگر عورت وقت علیحدگی حاملہ ہو اور شوہر حمل سے منکر ہو تو ایسی اولاد صحیح النسب ہوگی۔ | طلاق کا ایک اور طریق۔

۳۰- اگر نامرد ہونا شوہر کا ثابت ہو تو اس بنا پر بھی عورت کا دعویٰ بابت افتراق کے جائز ہے۔ | نامردی۔

۳۱- جو طفل نکاح کے چھ مہینے بعد پیدا ہو وہ بجمیع الوجوہ شوہر کی صلب سے متصور ہوگا علی ہذا القیاس جو طفل وفات شوہر یا طلاق | مسائل صحت نسب

١؎ طلاق رجعی کی صورت کا مسئلہ یہ ہے کہ شوہر اپنی زوجہ کو اپنی ماں یا اور محارم کے اعضاے تشبیہ دے اور اُسکے کفارے کی تین صورتیں ہیں یعنے غلام کا آزاد کرنا یا خیرات دینا یا روزہ رکھنا طلاق کی اس خاص قسم کی اصطلاح میں ظہار کہتے ہیں۔ ہدایہ جلد ۳ باب ۹۔

زوجہ کے بعد دو برس کے اندر پیدا ہو وہ بھی صحیح النسب ہے۔

قواعد در باب اولاد جاریہ کے۔

۲۳۲ - جو اولاد جاریہ سے پہلے مرتبہ ہو وہ آقا کے صلب سے متصور ہوگی بشرطیکہ آقا اس امر کا مقر ہو لیکن در صورتون مین ایسا نہین ہو سکتا اور اگر آقا پہلی اولاد کا اپنے صلب سے ہونا قبول کر لے اور بعد ازان اُسی آقا کے نطفے سے جاریہ کے اور اولاد ہو تو یہ اولاد بلا لحاظ اقرار آقا کے اُسی صلب سے متصور ہوگی۔

تسلیم کرنا صحت نسب کا۔

۲۳۳ - اگر ایک شخص کسی کو اپنا بیٹا قرار دے اور ظاہر کوئی امر نہ پایا جائے جس سے ایسی قرابت محال متصور ہو تو ایسا بیٹا صحیح النسب ہوگا۔

آٹھوان باب

ولایت اور نابالغی کے بیان مین

۱۔ جبتک سولھوان سال منقضی نہو جائے جملہ اشخاص ذکور و اناث نابالغ متصور ہوتے ہین الا اس صورت مین کہ علامات سن مذکورہ سے پہلے ظاہر ہون۔ مدت نابالغی۔

۲۔ نابالغی کے کئی مدارج ہین گو تصریح اُنکی مثل آئین قدیمۂ رومیہ کے نہین کی گئی ہے۔ لفظ نابالغ بالعموم نسبت اُن جملہ شخصون کے مستعمل ہوتا ہے جنکی عمر بلوغ کو نہ پہونچی ہو لیکن لفظ صبی کا اطلاق اطفال کی نسبت کیا جاتا ہے اور لفظ مراہق اُن شخصون کے واسطے موضوع ہے جو قریب سن بلوغ کے ہون۔ [1] مدارج نابالغی۔

[1] فرق بین جو اشخاص مین کیا گیا ہے بلحاظ بالغی نابالغی کے ہے اور نابالغی کی دو قسم ہین عاقل اور غیر عاقل اور غیر عاقل کی بھی دو قسم ہین طفل اور مراہق۔ خلاصہ آئین رومیہ کا مولفہ ٹیلر صاحب۔ شرع محمدی کے بموجب سن بلوغ سے ۲۴ برس تک زمانۂ شباب کہلاتا ہے۔ اور ۵۱ برس کی عمر تک کہل اور بعد ازان اخیر عمر تک زمانہ شیخی۔

نابالغون کے حقوق۔ ۳۔ جیسا قانون انگلشیہ مین مختلف مدارج نابالغی کے واسطے حقوق معین ہین ویسا شرعاً نہین ہر۔ ؎

ولیون کا ذکر۔ ۴۔ ولی دو قسم کے ہین اصلی یا مقرری یعنے جنکا تقرر وصیت کی روسے ہو۔

ایضاً ۵۔ ولی کی دو قسمین اور ہین یعنے قریب و بعید پہلی قسم مین باپ اور دادا اور اُنکے وصی اور قائم مقام ان وصی اور پچھلی قسم مین وہ واسطہ داران پدری داخل ہین جو بعید ہون اور اُنکی ولایت صرف تعلیم اور نکاح نابالغ کی بابت پہونچتی ہر۔

؎ مرد و عورت کے مختلف سن مین مختلف امور کا اختیار ہوتا ہر یعنے مرد ۱۲ برس کے سن مین حلف فرمانبرداری کرسکتا ہر اور ۱۴ برس کی عمر مین اُسکو شعور حاصل ہوتا ہر اور بوجہ حاصل ہونے شعور کے وہ اپنا نکاح قبول یا نامنظور اور ولی منتخب کرسکتا ہر اور اگر صاحب شعور ہونا اُسکا نجوبی ثابت ہو تو وہ اپنے مال منقول کی نسبت وصیت کرنے کا مجاز ہوگا اور ۱۷ برس کے سن مین مرد وصی ہوسکتا ہر اور ۲۱ برس کی عمر مین اُسکو مال غیر منقولہ وغیرہ کے انتقال کا اختیار تامہ حاصل ہوتا ہر۔ عورت کی نسبت یا نا کتخدائی ۷ برس کی عمر مین ہوسکتی ہر۔ اور ۹ برس کی عمر مین اُسکو جہیز پانے کا استحقاق پہونچتا ہر اور بارہ برس کے سن مین بلوغ کو پہونچتی ہر اور ایسی حالت مین اُسکو اپنے نکاح کے اقرار یا انکار کا اختیار ہر اگر ذی شعور ہونا اُسکا ثابت ہو تو وہ اپنی جایداد منقولہ کی بابت وصیت کرسکتی ہر۔ اور ۱۳ سال مین وہ قانوناً سن شعور کو پہونچتی ہر اُسکو ولی منتخب کرنے کا اختیار ہر۔ اور ۱۷ برس کی عمر مین وہ وصیہ

اولیای قریب کے اختیارات۔

۶۔ پہلی قسم کا ولی بمنزلہ محافظ متذکرہ آئین قدیمہ رومیہ و بمنصرم مندرجہ مجموعۂ قوانین بنگالہ کے ہی اور اسکو جائداد نابالغ کی نسبت بنظر اسکی منفعت کے کاربند ہونے کا اختیار ہی اور درصورت نہونے ولی قریب کے یہ اختیار ولی بعید کو حاصل نہین ہوتا بلکہ حاکم عصر کو پہونچتا ہی۔

ولایت واسطہ داران مادری۔

۷۔ واسطہ داران مادری ولیون کی ادنی قسم سے ہین کیونکہ ایسے واسطہ دارون کو تعلیم اور نکاح نابالغ کا اختیار صرف بحالت موجود نہونے واسطہ داران پدری یا مان کے حاصل ہوتا ہی۔

کس مدت تک مان محافظ تصور کیجاتی ہی۔

۸۔ مان کو سات برس کی عمر تک ورپسر کو بحالت بیوگی بیٹیون کی حفاظت کا اختیار ہی اور دختر ون کی نسبت انکے سن بلوغ تک۔

قواعد خاص۔

۹۔ اگر مان دوسرا نکاح کرے تو اسکو اختیار محافظت حاصل نہین رہتا مگر بعد ازان بیوہ ہو جانے کی صورت مین وہی اختیار اسکو پھر حاصل ہوجاتا ہی۔

ہوسکتی ہی اور ۲۱ برس مین اسکو اپنے نکاح اور اشیاے غیر منقول کے انتقال کا اختیار حاصل ہوتا ہی۔ شرح مولفۂ بلاکسٹن صاحب جلد ۱ صفحہ ۴۶۳۔

واسطہ داران پدری کا استحقاق

۱۰- قرابت داران پدری کو نابالغ کی تعلیم اور نکاح کا اختیار بلحاظ قرابت اور استحقاق وراثت ترکہ نابالغ کے حاصل ہوتا ہی-

قرضہ جو ضرورتاً لیا جائے-

۱۱- جو قرضہ کہ ولی نے بنظر پرورش یا تعلیم نابالغ کے ضرورتاً لیا ہو اسکا ادا کرنا نابالغ پر بعد اپنے بلوغ کے واجب ہی-

امور جنکا اختیار نابالغ کو نہین ہی

۱۲- نابالغ کو اپنی مرضی کے مطابق اور بغیر اجازت ولی کے نکاح کرنے یا طلاق دینے یا غلام آزاد کرنے یا قرض لینے یا دین کے ذمہ دار ہونے یا کسی ایسے معاملے کے انعقاد کرنے کا اختیار نہین ہی جس سے ظاہرا اسکی منفعت متصور نہو-

امور جنکا اختیار نابالغ کو ہی-

۱۳- نابالغ ہبہ قبول کر سکتا ہی یا ایسا فعل جس سے صریح اسکی منفعت متصور نہو-

ولی کو جائداد غیر منقولہ نابالغ کی بیع کا اختیار خاص صورتون مین ہی-

مستثنیات-

۱۴- ولی کو باستثناء ان صورتون کے جنکا ذکر ذیل مین لکھا جاتا ہی نابالغ کی جائداد غیر منقولہ کے بیع کا اختیار حاصل نہین ہی اور وہ صورتین یہ ہین اول یہ کہ جائداد غیر منقولہ دو چند قیمت کو فروخت ہو سکتی ہی دوم یہ نابالغ کے پاس اور کچھ جائداد نہو اور بیع کرنا اسکا واسطے خورو پوش نابالغ کے ناگزیر ہو- سوم یہ کہ مورث نابالغ قرضدار مر جاوے اور ادا ہونا اسکے دین کا بغیر بیع جائداد کے ممکن نہو- چہارم جب وصیت نامہ مین ایسے شرائط ہون جنکی تعمیل بغیر بیع کرنے جائداد مذکور کے نہو سکتی ہو- پنجم جب جائداد کا محاصل اخراجات جائداد مذکور کے واسطے مکتفی نہو- ششم جب جائداد کے ضایع ہونے کا اندیشہ ہو-

ہفتم جب جائداد غصب کی گئی ہو اور ولی کو بصورت جائز واپس نہ ملنے کا اندیشہ ہو۔

ولی کو نابالغ کی جائداد منقولہ کی نسبت اختیار حق استثناء۔

۱۵ - جو معاہدہ ولی قریب کی جانب سے بنظر منفعت نابالغ یا خود نابالغ کی طرف سے بصلاح و مرضی ولی مذکور کے جائداد منقولہ کی بابت عمل مین آئے وہ جائز اور نابالغ پر واجب التعمیل ہوگا مگر شرط یہ ہو کہ ایسے معاملے مین کسی کی دغا یا فریب نہ پایا جائے۔

نابالغ کی ذمہ داری۔

۱۶ - اگر نابالغون کی جانب سے امور مالی مین اور شخصون کی جائداد یا حقوق کی نسبت نقصان یا ضرر عمداً عائد ہو تو مواخذہ اسکا اُنسے ہو گا لیکن معاملات فوجداری مین نابالغ قصاص کے مستوجب نہونگے الّا حاکم کو اختیار ہو کہ تادیباً انکی نسبت تعزیر تجویز کرے۔

نوان باب

رقیت یعنے غلامی کے بیان مین

کس قسم کی رقیت شرعاً جائز ہی۔

۱- شرع کی رو سے صرف دو قسم کے شخص رق متصور ہو سکتے ہین اول کفار جو جنگ مین اسیر ہون دوم اُنکی اولاد - ہر قسم کے معاملات اور وراثت مین یہ شخص مثل اور مال کے متصور ہونگے -

رقیت کی دو قسمیں ہین یعنے کامل اور ناقص

۲- رقیت کی دو قسم ہین یعنی کامل اور ناقص -

رق ناقص -

۳- رق ناقص تین قسم ہین اول مکاتب دوم مدبر سوم ام ولد -

مکاتب -

۴- مکاتب وہ ہی جب رق اور مالک کے باہم یہ قرار پائے کہ اگر رق کسی قدر زر نقد بالفعل یا آیندہ یا بقسط ادا کرے تو وہ فوراً آزاد کردیا جائیگا -

قاعدے جو رق مکاتب سے متعلق ہین -

۵- اگر رق کی جانب سے ایفاے شرط ہو تو وہ آزاد کردیا جائیگا ورنہ بدستور سابق رق کامل متصور ہوگا اور اس عرصہ مین مالک اُسکے قبضے سے دست بردار ہوجاتا ہی نہ اُسکے ملک سے لیکن انتقال اُسکا

بذریعۂ ہبہ یا بیع یا رہن یا کرایہ کے نہیں عمل میں آ سکتا۔

رق مدبر۔

۶۔ اگر مالک یہ وعدہ کرے کہ بعد اسکی وفات کے رق آزاد کر دیا جائے تو ایسے رق کو مدبر کہتے ہین اور یہ وعدہ بہ تعیین یا بلا تعیین زمانہ ہو سکتا ہی یعنی بالعموم یہ وعدہ کیا جائے کہ غلام بعد مرنے مالک کے آزاد کیا جائیگا یا یہ شرط کیجائے کہ اگر مالک میعاد خاص کے اندر وفات پائے تو غلام آزاد ہو جائیگا۔

قاعدے جو رق مدبر سے متعلق ہین۔

۷۔ اس قسم کے رق کا بیع یا ہبہ جائز نہیں ہی لیکن اُس سے کام لینا اور اُسکو کرایہ پر دینا روا ہی اور اگر جاریہ ہو تو اُسکا نکاح کر دینا بھی جائز ہی اور جب اقرار قطعی ہو تو غلام بعد وفات مالک کے آزاد ہو جاتا ہی اور اگر اقرار مشروط ہو اور مالک میعاد خاص کے اندر وفات پائے تو آزادی اسکی عمل مین آئیگی۔

مستثنیات قواعد لائمہ مذکورۂ بالا کی نسبت۔

۸۔ اس قسم کے غلامون سے اور دیون کے قاعدے متعلق ہین کیونکہ جسطرح اور قسم کی جائداد وارثون کو پہونچتی ہی اسی طرح ایسے غلام اُنکی جائداد مین داخل سمجھے جاتے ہین اور اگر مالک سوا ایسے غلامون کے اور کوئی جائداد نہ چھوڑے تو اُنکی ذات صرف بقدر مالیت ایک ثلث کے آزاد ہو سکتی ہی اور باقی دو ثلث کی بابت اُنکو چاہیے کہ اپنے مالک کے وارثون کی منفعت کے واسطے محنت کر کے آزادی حاصل کرین اور اگر مالک قرضدار مر جائے تو جبتک وے بنظر منفعت قرضخواہان مالک کے اپنی محنت سے جائداد بقدر اپنی مالیت کے حاصل نہ کرین آزادی اُنکی عمل مین نہ آئیگی۔

ام ولد۔
۹۔ جب مالک کے نطفے سے جاریہ کی اولاد ہو تو ایسی جاریہ کو ام ولد کہتے ہین۔

قواعد متعلقۂ ام ولد۔
۱۰۔ جو قاعدہ رق مدبر سے معین ہی وہی اسم قسم کے رق سے بھی ہی مگر فرق یہ ہی کہ جاریہ مالک کی وفات کے بعد آزاد ہو جاتی ہی یعنی گو مالک متوفی کی کوئی اور جائداد ہو یا نہو یا اُسکے ذمے قرضہ ہو یا نہو جاریہ بعد کسی شرط کے آزاد ہو جائیگی لیکن ملحوظ رہے کہ اگر مالک نے ولد اول اپنے نطفے سے ہوتا تسلیم نہ کیا ہو تو ایسی اولاد کا نسبت ثابت ہو۔

امور جنکے عمل کا غلام کو اختیار نہین ہی۔
۱۱۔ غلامون کو شرعاً ہر طرح کی بے اختیاری ہی یعنی وے بغیر اجازت اپنے آقا کے نکاح نہین کر سکتے اور گواہی بھی قبول نہین ہو سکتی اور تا وقتیکہ اُنکو اجازت حاصل نہو اقرار اُنکا معاملات جائداد کی نسبت منظور نہین ہو سکتا اور اُنکو بالعموم سررشتہ مال مین کوئی عہدہ نہین ملسکتا اور نہ وہ وصی یا ضامن یا ولی ہو سکتے ہین اِلّا اُس صورت مین کہ آقا کی اولاد کے لیے تقرر خاص کے ذریعے سے ولی یا وصی نامزد کیے جائین اور وے ہبہ یا بیع نہین کر سکتے اور نہ وراثت اور وصیت کے مجاز ہین۔

غلامون کی نسبت رعایت۔
۱۲۔ بمقابلہ بے اختیاری مذکورۂ بالا کے غلام اکثر اُن امور کی تعمیل سے معذور رکھے جاتے ہین جو آزاد شخصون پر واجب ہین مثلاً غلامون پر نالش نہین ہو سکتی اِلّا اُنکے آقا کے روبرو۔ اُنپر محصول کا ادا کرنا واجب نہین ہی اور نہ وے قرضے کی بابت قید ہو سکتے ہین اور جرائم متعلقۂ فوجداری کی نسبت اُنکے واسطے بہت رعایتین ملحوظ رکھی گئی ہین۔

۱۳- ہر قسم کے غلام کو کسی امر خاص کے واسطے یا بالعموم تجارت کے لیے اجازت حاصل ہو سکتی ہی اور ایسی صورت مین اُنکو بقدر اجازت کے عمل کرنا چاہیے۔ | غلام جنکو خاص امور کے واسطے اجازت دیجائے۔

۱۴- آقا اپنے غلام کو نکاح کے لیے مجبور کر سکتا ہی۔ رق کامل کا بیع واسطے ادا کرنے مہر اور خورو پوش اُنکی زوجہ کے جائز ہی اور رق ناقص سے زوجہ بالعوض اس امر کے محنت لیجاتی ہی۔ بحالت موجود ہونے زوجۂ حرّہ کے جاریہ کے ساتھ نکاح جائز نہین اور آقا کا نکاح جاریہ کے ساتھ کسی صورت مین جائز نہین ہی اور نہ غلام اپنی مالکہ سے نکاح کر سکتا ہی۔ | قواعد متعلقۂ نکاح غلامان۔

۱۵- وہ واسطہ دار جنکے ساتھ نکاح ممنوع ہی وہ ایک دوسرے کے غلام نہین ہو سکتے۔ | محارم کی غلامی جائز نہین ہی۔

۱۶- اگر ایک شخص کے غلام اور دوسرے کی کنیز سے اولاد پیدا ہو تو ایسی اولاد کی نسبت از روے مسئلۂ متعارفہ ماں کو شرعاً استحقاق پہونچتا ہی نہ باپ کو۔ | غلام کی اولاد۔

۱۷- اس باب مین بحث ہی کہ نہایت ناداری کی حالت مین بیع کرنا اپنے تئین بطور غلام کے کسقدر جائز ہی محیط السرخسی مین معتبر کتاب ہی اُس امر کو جائز لکھا ہی اور اگرچہ معتبر ہونا اس کتاب کا درباب جائز ہونے اسطرح کی بیع کے تسلیم کیا گیا ہی لیکن اس باب مین بالاتفاق یہ رائے ہی کہ بیع حسب رخواست رق کے نسخ | بحث اس امر کی کہ کوئی شخص اپنے تئین بطور غلام فروخت کر سکتا ہی یا نہین۔

ہونا چاہیے اور جو کچھ قیمت اسکو خریدار سے ملی ہو بالعوض اسکے اُس سے
محنت لینی چاہیے۔

بندگی۔ ۱۸۔ اِس باب مین جملہ عالمون کا اتفاق ہی کہ ہر شخص کو اختیار ہی کہ
ساری عمر کے لیے یا جسقدر عرصہ تک چاہے دوسرے کی ملازمی
اختیار کرے لیکن اگر اس طرح کی بندگی بحالت نابالغی اختیار کیجاے
تو وہ بعد بلوغ فسخ ہوسکتی ہی۔

دسوان باب

وقف کے بیان مین

وقف کی تعریف۔ قواعد متعلقہ وقف۔

۱- امور مذہب کے واسطے متعلق کرنا جائداد کا وقف کہلاتا ہی ایسی صورت مین مالک کا حق جائداد مذکور پر باقی نہین رہتا۔ اور محاصل اُسکا رفاہ عام مین صرف ہوتا ہی۔

قواعد متعلقہ وقف۔

۲- وقف قابل بیع یا ہبہ یا وراثت کے نہین ہی اور اگر قریب الموت ہونیکی حالت مین جائداد وقف کیجائے تو منجملہ اُسکے صرف ایک ثلث وقف تصور کیجائیگی اور جائداد غیر منقسمہ کا وقف جائز ہی۔

جائداد وقف کا بیع کس صورت مین جائز ہی۔

۳- اگر جائداد وقف کا بیع واسطے مصارف مرمّت مکانات یا دیگر ضروریات کے ناگزیر ہو اور مصارف کی سبیل مکانات کے کرایہ دینے یا کسی اور عارضی طریق سے ممکن نہو تو بیع اُسکا بذریعہ عدالت جائز ہی۔

جائداد وقف کا دیاجانا ایسے شخص کو جو موقوف نہو۔

۴ - اگر جائداد کسی خاص شخص کے نام مساکین مین تقسیم ہونے کی غرض سے وقف کیجائے تو موجود ہونا موقوف الیہ کا وقف کے وقت ضرور نہین ہی مثلاً اگر جائداد زید کی اولاد کے نام وقف کیجائے اور بعد اُسکے اولاد کے تقسیم ہونا اُسکا مساکین مین منظور ہو اور لاولد ہونا زید کا ثابت ہو تو بھی وقف جائز ہوگا اور اسکا محاصل مساکین کو تقسیم ہوگا -

تاوقتیکہ متولی سے بداطواری نہو وہ برطرف نہیں ہوسکتا۔

۵ - جو شخص وقف کنندہ کی جانب سے متولی مقرر کیا جائے اُسکو حاکم عصر برطرف نہین کرسکتا اِلّا اُس صورت مین کہ سرزد ہونا بداطواری کا اُسکی جانب سے ثابت ہو اور خود وقف کنندہ بھی متولی کو برخاست نہین کرسکتا مگر اُس حالت مین کہ وقت تقرر متولی کے وقف کنندہ نے برطرفی اُسکی بھی اپنے اختیار مین رکھی ہو -

متولی کی قائم مقامی

۶ - اگر وقف کنندہ کی جانب تصریح اس امر کی نہوئی ہو کہ بعد وفات متولی جسکو وہ نامزد کرے تولیت کس شخص کو پہونچیگی اور نہ وقف کنندہ نے کسی شخص کو اپنا وصی نامزد کیا ہو تو متولی مجاز ہی کہ قریب الموت ہونے کے وقت اپنا قائم مقام بشرط منظوری حاکم عصر کے مقرر کرے -

قواعد تولیت۔

۷ - جو شی خاص وقف کیجائے تو مبادلہ اُسکا دوسری شی کے ساتھ نہین ہوسکتا اِلّا اُس صورت مین کہ وقف کنندہ کی جانب سے اُس باب مین شرط قرار پائی ہو یا شی مذکورہ پر قابض رہنا بمقتضاے حالات ناممکن ہو یا مبادلہ سے فائدہ صریح متصور ہو علیٰ ہذا القیاس جو آراضی وقف کیجائے اُسکی مالیت سے کم نرخ پر اجارہ دینا جائز

نہین ہو اور میعاد اجارہ تین سال سے متجاوز نہ ہو مگر اُس حالت مین کہ میعاد مذکور سے تجاوز کرنا واسطے جائداد موقوفہ کے ناگزیر ہو۔

کئی صورتون مین خلاف وصیت وقف کنندہ کے عمل کیا جاتا ہو۔

۸۔ صورتہاے ذیل کے سواے واقف کے احکام کو ملحوظ رکھنا ضرور ہو یعنے اگر اُسنے یہ شرط قرار دی ہو کہ متولی حاکم عصر کے حکم سے برطرف نہوگا تو باوجود ایسی شرط کے برطرفی متولی کی درصورت ثبوت اُسکی بد اطواری کے عمل مین آئیگی علی ہذا القیاس اگر اُسکی جانب سے یہ شرط ہوئی ہو کہ آراضی واقف ایک سال سے زیادہ مدت کے واسطے اجارہ نہ دیجائے اور ملنا اجارہ دار کا اس قدر قلیل مدت کے لیے دشوار ہو یا زیادہ میعاد کے اجارہ سے جائداد کا نفع متصور ہو تو حاکم وقت کو ان امور مین بغیر اجازت متوفی کے کاربند ہونے کا اختیار ہو اور اگر وقف کنندہ نے شرط کی ہو کہ منافع جائداد کا فقیر اور مسجد مین تقسیم کیا جائے تو باوجود اس شرط کے منافع مذکور اور محتاجین کو دیا جائیگا اور اگر اُسنے محتاجون مین روزانہ کھانا تقسیم کرنے کی شرط کی ہو تو بالعوض اُسکے نقد روپیہ دیا جاسکتا ہو اور اگر حاکم وقت کے نزدیک مناسب متصور ہو تو اُسکو اختیار ہو کہ کارپردازان وقف کا مشاہرہ زیادہ کرے اور اگر جائداد وقف کے مبادلہ سے فائدہ متصور ہو تو حاکم مذکور کو اس امر کا بھی اختیار ہو گو واقف کی طرف سے اس باب مین امتناع صریح ہوا ہو۔

وقف متولی لیے جانے کی صورت۔

۹ - اگر وقف کنندہ دو شخصون کو بالاشتراک متولی مقرر کرے تو انمین سے
ہر واحد کو تنہا سربراہی کا اختیار نہین ہی لیکن اگر خود وقف کنندہ نصف
جائداد کی تولیت اپنے اختیار مین رکھے اور دوسرے شخص کو بقیہ
نصف کا متولی قرار دے تو وقف کنندہ تولیت مشترکہ کے ذریعہ سے
اور با ختیار خود کاربند ہونے کا مجاز ہی۔

قاعدۂ عام جو نسبت وقف سرکار یا رعایا کی جانب سے عمل مین آئے۔

۱۰ - اگر حاکم وقت بنظر رفاہ عام بیت المال سے کچھ وقف کرے اور
تولیت کی نسبت تصریح نہ کی گئی ہو تو اہتمام اسکا کسی نہایت ذی علم شخص
کے سپرد کیا جائے لیکن جو وقف رعایا کی جانب سے عمل مین آئے
اسکی نسبت باستثناے صورتون مذکورۂ بالا کے وقف کنندہ کے
احکام پر لحاظ ہونا چاہیے۔

گیارھوان باب

دیون اور کفالت کے بیان مین

وارثون کی ذمہ داری۔

۱۔ جو دین مورث کے ذمہ ہو مواخذہ اُسکا وارثون پر بقدر ترکہ واجب ہی۔

دین مین جسکی نسبت قریب الموت ہونے کے وقت اقرار کیا جائے۔

۲۔ جس دین کی نسبت قریب الموت ہونے کے وقت اقرار کیا جائے دیا جانا اُسکا تا ادا ہونے اُس قرضہ کے جو حالت صحت مین بدلا گیا ہو ملتوی رہنا چاہیے اِلّا اُس صورت مین کہ واقعی ہونا پہلی قسم کے قرضہ کا مشہور و معروف ہو اور اگر کوئی شخص قریب الموت ہونے کے وقت ایک وارث کو اپنا قرضخواہ قرار دے تو ایسا اقرار قطعی باطل اور ناجائز ہی اِلّا اُس صورت مین کہ بقیہ وارث واجب الادا ہونا اُس دین کا تسلیم کرین۔

جب وہ شخص بالاشتراک قرض لین-

۳- اگر دو شخص بالاشتراک قرض لین اور ایک اُنمین سے مرجائے تو شخص حی القائم صرف نصف قرضہ کا ذمہ دار ہوگا اِلّا جب یہ شرط صریح ہوئی ہو کہ کُل قرضہ ہر واحد کے ذمے عائد ہوگا کیونکہ شرعاً ہر واحد منافع قرضہ مین شریک مساوی تصور کیا جاتا ہی پس جو منافع ایک شخص کو حاصل ہوا اُسکی بابت دوسرا شخص ذمہ دار نہین ہو سکتا-

جب دو شخص بالاشتراک ضامن ہون-

۴- اگر دو شخص واسطے ادا کرنے کسی قرضہ کے بالاشتراک ضامن ہون اور ایک انمین سے وفات پائے تو شخص حی القائم کُل قرضہ کی بابت ذمہ دار متصور نہوگا مگر جب شرط صریح ہوئی ہو کہ کُل قرضہ کا مواخذہ ضامن سے ہوگا اور ہر واحد دوسرے کا ضامن ہوگا-

بعض صورتون مین شرکا بالانفراد و بالاجمال ذمہ دار ہوسکتے ہین-

۵- اگر دو شخص کسی تجارت مین شریک ہون اور سرمایہ اُنکا برابر ہو اور وہ بلحاظ جمیع امور کے مساوی ہون تو ایسی صورت مین مطابق قاعدہ مذکورۂ بالا کے عمل نہین ہوتا بلکہ ایسی صورت مین ایک شریک دوسرے شریک کے جملہ افعال اور اس قرضہ کا ذمہ دار ہوتا ہی جو وہ کاروبار کے واسطے لے مگر شرکت کے اور معاملون مین اس طور پر عمل نہین ہوتا یعنی یہ نہین ہو سکتا کہ قرضخواہ کُل قرضہ کا مطالبہ صرف ایک شریک سے کرے بلکہ اسکو چاہیے کہ اپنے قرضہ کا دعوےٰ بالاجمال کرے یا اگر وہ صرف ایک شریک کی نسبت دعویدار ہونا مناسب سمجھے تو دعوےٰ اُسکا صرف بقدر حصہ شخص مذکور کے ہونا چاہیے-

قرضہ جو واسطے نابالغ کی ضرورت کے لیا جاوے-

۶- جو قرضہ ولی بنظر ضرورت نابالغ کے لیوے اُسکا ادا کرنا نابالغ پر بلوغ کے بعد واجب ہی

مدیون کو اجراے کاروبار کیواسطے امتناع نہین ہو سکتا۔

۷ - مدیون کی نسبت امتناع کلّی اپنے کاروبار کے انصرام کے واسطے نہین ہو سکتا لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ جو معاملات صریح اُسکے قرضخواہ کے حق مین مضر ہون انکے انعقاد سے وہ باز رکھا جائے۔

قرضہ کا ثبوت بذریعہ اقبال مدیون بذریعہ شہادت۔

۸ - اگر مدیون پر نالش دائر ہو اور وہ قرضہ سے اقرار کرے تو اُسکو فی الفور قید نہ کرنا چاہیے لیکن اگر وہ منکر ہو اور قرضہ شہادت سے ثبوت کو پہونچے تو اُسکو فوراً سپرد محبس کرنا چاہیے۔

نادہندہ قرضدار۔

۹ - اگر بغیر صادر ہونے حکم اداے قرضہ کے مدیون حراست مین نہ رکھا گیا ہو اور قرضہ کے ادا کرنے مین اُسکی جانب سے توقف بیجا ہوا ہو اور قرضہ بابت کسی شی کے ہو یا بابت منافع کسی معاملہ کے تو دونون صورتون مین باوجود پیش ہونے عذر افلاس کے قرضدار کو سپرد محبس کرنا چاہیے۔

قاعدہ خاص بعض صورتون مین۔

۱۰ - لیکن مدیون کو کوئی شی معتد بہ قرضہ مین نہین ملی ہو بلکہ وہ دوسرے شخص کی جانب سے ضامن ہو تو مدیون کو قید نہ کرنا چاہیے اِلّا اُس صورت مین کہ دائن مستطیع ہونا اُسکا ثابت کرے۔

تعین میعاد قید۔

۱۱ - درصورت ظاہر ہونے بے استطاعتی کے حاکم عدالت کو میعاد قید کی تجویز کا اختیار ہے۔

ایکمرتبہ رہا ہو جانا دوبارہ قید ہونے کا مانع نہین ہے۔

۱۲ - اگر مدیون ایکمرتبہ رہا ہو جائے تو آیندہ برات اُسکی دائنون کے مطالبہ سے نہین ہو سکتی اُنکو اختیار ہے کہ درصورت ثبوت استطاعت اداے دین کے مدیون کو گرفتار کرائین۔

قرقی ونیلام-

۱۳- مال مدیون کی قرقی اور نیلام مین نہایت احتیاط لازم ہی یعنے پہلے اُسکے روپیہ کو اداے دین مین محسوب کرنا چاہیے بعد ازان منقولہ اور آخر کار مکانات و اراضی کو-

رہن-

۱۴- آراضی اور مال منقولہ کے رہن مین شرعاً کچھ فرق نہین ہی-

رہن بغیر قبضہ کے ناجائز ہی-

۱۵- شرع محمدی کے بموجب رہن بالکفالت جائز ہی بلکہ رہن کے واسطے قبضہ ضرور ہی-

شی مرہونہ-

۱۶- دائن کو شی مرہونہ کے استعمال و بیع کا کبھی اختیار نہین ہی الّا اُس صورت مین کہ فیمابین دائن اور مدیون کے اس باب مین شرط صریح قرار پائی ہو کیونکہ شی مرہونہ قرضہ کا بدل تصور کیجاتی ہی اور سود ممنوع ہونے کی جہت سے دین مین زیادتی کا احتمال نہین ہی-

مراتب خرچ کی تفصیل راہن و مرتہن پر واجب ہی-

۱۷- قاعدہ کلیہ یہ ہی کہ شی مرہونہ کے رکھنے کا صرف مرتہن کے ذمے اور اُسکے بحال خود قائم رہنے کا خرچ راہن کے ذمہ ہوتا ہی مثلاً اگر گھوڑا رہن رکھا جاے تو راہن کو گھوڑے کی خوراک کا صرف دینا چاہیے اصطبل کی تجویز مرتہن پر واجب ہی-

مرتہن شی مرہونہ کو کام مین نہین لا سکتا-

۱۸- اگر کوئی شی قرضہ کے عوض رہن رکھی جائے تو مرتہن بلا اجازت راہن کے اُسکے کام مین لانیکا مجاز نہین ہی اور اگر وہ کام مین لائے تو شی مذکور کی کل مالیت کا مواخذہ اُس سے کیا جائیگا-

شی مرہونہ کا تلف ہونا مرتہن کے قبضے مین-

۱۹- اگر شی مرہونہ قرضہ کے مساوی ہو اور وہ بغیر کسی فعل مرتہن کے تلف ہو جائے تو دین کا دعوے زائل ہو جاتا ہی اور اگر شی مذکور کی مالیت قرضہ سے زائد ہو تو مرتہن زیادتی قیمت کا

ذمہ دار نہوگا اور اگر مالیت قرضہ سے کم ہو تو راہن پر کمی کا ایفا لازم ہی لیکن اگر شی مرہونہ مرتہن کے کسی فعل سے عمداً تلف ہوئی ہو تو مرتہن پر اس قدر مالیت کا دینا لازم ہوگا جو قرضہ سے زائد ہو۔

۲۰- اگر کوئی شخص مرجائے اور اُسکے بہت سے قرضخواہ ہوں اور اُسنے منجملہ اُن شخصون کے کسی کے پاس کچھ جائداد رہن رکھی ہو تو مرتہن کو جائداد متوفی اسے جسپر وہ قابض ہو بمحرومی جملہ اور قرضخواہون کے اپنے قرضہ کے وصول کرنے کا اختیار ہی۔ حق مرتہن

بارھوان باب

دعاوی اور معاملات عدالت کے بیان مین

شرعاً حد سماعت نہین ہی۔

۱۔ امتناع سماعت دعوی کے واسطے شرعاً کوئی قاعدہ میعاد کا معین نہین ہی۔ ؎۱

اقرار زبانی و تحریری وقعت مین مساوی ہی

۲۔ جو دعوی اقرار زبانی پر مبنی ہو وہ مثل اُس دعوے کے معتبر متصور ہی جو دستاویز پر مبنی ہو۔

دستاویزات بے ضابطہ۔

۳۔ اگر کوئی معاملہ دستاویز پر مبنی ہو اور وہ دستاویز بے ضابطہ ہو تو اس سے معاہدہ مین نقص عائد نہین ہو سکتا اگر شرط یہ ہی کہ متعاقدین کا مقصود لحاظ اور مراتب سے بخوبی واضح ہو سکتا ہو۔

؎۱ بحر الرائق مین کتاب مبسوط سے ایک یہ قول منقول ہی کہ اگر کوئی شخص ۳۳ برس کے عرصہ تک بلا وجہ دعوی کے پیش کرنے مین غفلت کرے تو دعوی اُسکا عدالت مین مسموع نہوگا لیکن یہ قول مسئلۂ مسلمہ کے خلاف ہی۔

تقدم زمانہ۔

۴ - جملہ دعوی کی نسبت قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جو معاملہ پہلے وقوع مین آیا ہو اسکے دعوی کو بلحاظ استحقاق ترجیح ہے۔

پیش ہونا دعوی خریداری کا بمقابلہ ہبہ کے

۵ - اگر دعوی خریداری اور ہبہ کی تقدیم و تاخیر دریافت نہو سکے تو دعوے خریداری کو ہبہ پر ترجیح ہوگی۔

معاہدات کا استحقاق وارثون کو پہونچتا ہے۔

۶ - اگر متعاقدین سے ایک فریق مرجائے تو معاہدہ اکثر باطل نہین ہوتا بلکہ تعمیل اسکی قائم مقامون پر بقدر ترکہ واجب ہوتی ہے الا اس صورت مین کہ معاہدہ کسی فریق کی ذات خاص سے متعلق ہو مثلاً اگر اجارہ کے معاملہ مین زمیندار یا مستاجر مرجائے تو اجارہ باقی نہین رہتا۔

استثنا۔

استثناء مزید۔

۷ - علی ہذا القیاس یہی قاعدہ ہر قسم کے معاملات شراکت سے اس صورت مین متعلق ہے جب شرکا رحی القائم پر شریک متوفی کے وارثون کے ساتھ یا وارثون پر شرکاے مذکور کے ساتھ کاروبار جاری رکھنا لابد نہو اور جس طرح معاہدہ احد المتعاقدین کی وفات سے فسخ ہوجاتا ہے اسی طرح اسکے شرعاً محروم ہوجانے سے بھی باطل ہوجاتا ہے۔

گواہ۔

۸ - گواہان کو حلف نہین دیا جاتا ہے۔

تعداد گواہان کس قسم کے شخصون کی گواہی نہین لیجاسکتی۔

۹ - معاملات دیوانی مین گواہی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتون کی ضرور ہے۔

۱۰ - غلام اور نابالغ اور وہ شخص جو توہین کے جرم مین ماخوذ ہوچکے ہون ادائے شہادت کے مجاز نہین ہین۔

کس قسم کے اشخاص کی گواہی مقبول نہین ہوسکتی۔

۱۱ - باپ کی گواہی بیٹے کی نسبت یا دادا کی شہادت پوتے کی نسبت یا برعکس اسکے مقبول نہین ہوسکتی علی ہذا القیاس

شوہر کی گواہی زوجہ کی نسبت یا برعکس اسکے جائز نہین ہے اور ملازم کی گواہی آقا کے حق مین یا آقا کی شہادت ملازم نسبت درست نہین ہے۔

کس قسم کے اشخاص کی گواہی مقبول نہین ہو سکتی۔

۱۲۔ علے ہذا القیاس معاملات شراکت مین کسی شریک کی گواہی جائز نہین ہے۔

عورت کی گواہی کس صورت مین جائز ہے۔

۱۳۔ جو معاملات خاص عورتون سے متعلق ہین انہین عورات کی گواہی بلا تائید مردون کی شہادت کے جائز ہے۔

شہادت سماعی۔

۱۴۔ سمعی شہادت درباب اثبات تولد و وفات و نکاح و مصاحبت اور تقرر قاضی کے جائز ہے کیونکہ ایسے معاملات مین گواہ رویت اکثر نہین ہوتے۔

شہادت فضول۔

۱۵۔ اگر کسی دعوی کے ثابت کرنے کے لیے تعداد معینہ سے زیادہ گواہ پیش کیے جائین تو اس سے دعوی زیادہ تر قابل لحاظ نہین ہو سکتا۔

شہادت جو بیان دعوی سے متجاوز ہو۔

۱۶۔ جن گواہون کی شہادت سے دعوی مدعی کا بابت اس شے کے ثابت ہو جو مدعی کے بیان مین داخل نہو انکی گواہی معتبر متصور ہو گی مثلاً اگر مدعی کے گواہ زر مدعا بہ سے واجب ہونا زیادہ ہو روپیہ کا بیان کرین تو انکی گواہی مسموع نہو گی۔

اختلاف شہادت بناء دعوے کی نسبت۔

۱۷۔ اگر مدعی کے گواہ بناے دعوی کی نسبت خلاف اظہار اسکے گواہی دین تو شہادت انکی مسموع نہو گی مثلاً اگر مدعی خریداری کی بناء پر دعویدار ہو اور اسکے گواہ مبنی ہو دعوے کا ہبہ پر بیان کرین تو شہادت انکی جائز نہو گی۔

اختلاف شہادت نسبت مقدار یا قضیہ۔

۱۸- اگر دعوی قرضہ کا ہو اور چند گواہ واجب ہونا کُل زر مدعا یا اور بعض صرف اُسکے جزو کا بیان کرین تو مدعی صرف جزو کا مستحق ہوگا۔

انکار قطعی۔

۱۹- اگر مدعی علیہ کو دعوے سے انکار قطعی ہو تو دعوے کا بار ثبوت مدعی کے ذمے ہے۔

عذر خاص نسبت برارت۔

۲۰- اگر مدعا علیہ کو اپنی برارت مین زر قرضہ کے ادا یا وصول ہو جانے کا عذر ہو تو اُسکا بار ثبوت اُسکے ذمے ہے یہ قاعدہ مثل آئین قدیمۂ رومیہ کے ہے یعنے ہر امر متنازعہ کے اثبات کا ثبوت مطلوب ہوتا ہے نہ اُسکی نفی کا۔

انضمام عذر عام وخاص۔

۲۱- بعض صورتون مین مدعا علیہ عذر عام وخاص پیش کرنے کا مجاز ہے بشرطیکہ دونون قسم کے عذرات مین تناقض نہو اور اگر پیش ہونا عذر خاص کا واسطے برارت مدعا علیہ کے ضرور نہو تو ایسی حالت مین بار ثبوت مدعی کے ذمے ہے مثلاً اگر ایک شخص نصف جائداد کی بابت اس بیان سے دعویدار ہو کہ وہ اور مدعا علیہ ایک والدین کی اولاد سے ہین تو ایسی صورت مین مدعا علیہ مجاز ہے کہ اس بیان سے قطعاً منکر ہو اور ساتھ ہی اسکے یہ عذر بھی پیش کرے کہ مدعی دوسرے خاندان کا ہے تو اس طرح کا جائز ہے۔

تمثیل۔

جو دعوے پہلے دعوی کے خلاف ہو وہ مسموع نہین ہو سکتا۔

۲۲- جو دعوی پہلے دعوی کے خلاف ہو وہ مسموع نہین ہو سکتا کیونکہ دونون دعوی جائز نہین ہو سکتے مثلاً اگر مدعی پہلے نالش مین کسی شخص کے بھائی ہونے سے منکر ہو تو بعدہ اسکو اپنا بھائی قرار دیکر دعویدار وراثت نہین ہو سکتا۔

اِلّا اس صورت مین کہ دونون دعوے بلا تناقض قائم رہ سکتے ہون۔

۲۳ - اگر پچھلا دعوی پہلے دعوی سے مختلف ہو لیکن دونون دعوی بغیر تناقض کے قائم رہ سکتے ہون تو پچھلا دعوی قابل سماعت ہی مثلاً اگر پہلا دعوے کسی جائداد کی بابت بذریعۂ خریداری پیش ہوا ہو تو دعویدار سابق اُسی جائداد کی نسبت وراثت کے ذریعے سے دعوے کر سکتا ہی لیکن اگر دعوے ماقبل وراثت کی بنا پر دائر ہوا ہو تو دعوے مابعد خریداری کی بنا پر مسموع نہین ہو سکتا کیونکہ ایسی صورت مین قائم رہنا دونون دعوون کا بغیر تناقض کے واضح ہی۔ [1]

قاعدہ اس صورت کی نسبت جب مدعی ثبوت نہ رکھتا ہو۔

۲۴ - اگر مدعی دعوی پیش کرے اور اسکی تائید مین ثبوت نہ رکھتا ہو تو قاعدہ کُلّیہ یہ ہی کہ مدعا علیہ سے حلف لیا جاتا ہی اور اگر مدعا علیہ حلف لینے سے انکار کرے تو مقدمہ مدعی کے حق مین فیصل ہوگا اور اگر مدعا علیہ دعوے سے حلفاً منکر ہو تو وہ بری کیا جائیگا۔

فریقین کے ثبوت رکھنے کی صورت۔

۲۵ - اگر فریقین کے جانب سے ثبوت موجود ہو تو بالعموم مدعی کا ثبوت قابل ترجیح ہی مثلاً اگر فیما بین دائن اور مدیون کے مقدار قرضہ کی نسبت نزاع ہو اور طرفین کے پاس ثبوت موجود ہو تو دائن کا ثبوت مرجح ہوگا اور اگر دونون جانب سے ثبوت پیش نہو تو مدیون کا اظہار حلفی معتبر تصور کیا جائیگا۔

استثنا۔

[1] جو استثنا اس جگہ کیا گیا ہی وہ بادی النظر مین بلا اختلاف صورت حال کے معلوم ہوتا ہی لیکن وجہ اس قاعدہ کی یہ ہی کہ جو جائداد وارث کو نہ پہونچی ہو مگر ملنے والی ہو تو وہ اُسکو خرید کر سکتا ہی اِلّا بعید قیاس ہی کہ جب اُسکو جائداد بعد وفات مورث کے پہونچے اور وہ وارث کی بنا پر جائداد کی نسبت اپنے تئین باوجود فی الواقع مستحق بیان کرنے کے اسکو خرید کرے۔

قاعدہ جزئیات صورت کی نسبت جب فریقین کی طرف سے ثبوت موجود ہو۔

۲۶ - یہ بھی قاعدہ کلیہ ہے کہ جب فریقین کی جانب سے ثبوت پیش ہوتا ہے تو قطع نظر دیگر حالات کے اُس فریق کے گواہ قابل ترجیح ہوتے ہین جسکا دعویٰ مقدار مین زائد یا جسکو شے متنازع سے زیادہ تعلق ہو مثلاً اگر کوئی دعویٰ معاہدہ بیع کی بنا پر پیش ہو اور بایع اور مشتری مین زرثمن کی بابت تنازع ہو اور طرفین ثبوت رکھتے ہون تو جو گواہ واجب ہونا زیادہ روپیہ کا بیان کرے یعنی شہود مدعی قابل ترجیح ہونگے۔

تمثیل۔

جب بایع اور مشتری مین بابت زرثمن اور کیفیت کمیت اشیاے مبیعہ کے تکرار ہو اور طرفین ثبوت رکھتے ہون۔

۲۷ - اگر فیما بین بایع اور مشتری کے درثمن اور بھی اشیاء مبیعہ کی نسبت تکرار ہو اور طرفین گواہ رکھتے ہون تو بایع کے گواہون کی شہادت مقدار زرثمن کی نسبت اور گواہان مشتری کی گواہی در بارۂ مقدار و کمیت اشیاء مذکورہ کے قابل ترجیح ہوتی ہے۔

جب طرفین ثبوت نہ رکھتے ہون۔

۲۸ - اگر طرفین ثبوت نہ رکھتے ہون تو دونون سے حلف لینا چاہیے اور اگر طرفین حلف لینے پر راضی ہون تو معاہدہ فسخ تصور کیا جائیگا لیکن اگر ایک فریق لینا حلف کا قبول اور دوسرا نا منظور کرے تو جو فریق حلف لے اُسکے حق مین مقدمہ فیصل ہونا چاہیے۔

جب فیما بین بایع اور مشتری کے شرط بیع کی کیفیت تنازع ہو۔

۲۹ - اگر صرف شرائط بیع مثلاً ادائے زرثمن وغیرہ کی نسبت تنازع ہو اور طرفین حلف لینے پر راضی ہون تو مدعا علیہ کا اظہار حلفی قابل ترجیح ہوگا۔

نالش فیما بین شوہر اور زوجہ بافیما بین نعیندار دستاجرہ

۳۰ - اگر فیما بین شوہر اور زوجہ کے مقدار مہر کی نسبت تنازع ہو اور طرفین ثبوت رکھتے ہین تو زوجہ کا ثبوت زیادہ قابل اعتبار ہے کیونکہ اُس سے مقدار زائد ثابت ہوتی ہے[۱] علی ہذا القیاس

[۱] اس قاعدۂ کلیہ سے ایک صورت مستثنیٰ ہے یعنے اگر زوجہ مہر کا دعوے کرے

اگر فیما بین زمیندار اور مستاجر کے تنازع ہو تو ہر فریق کے ثبوت پر بلحاظ حقوق متنازعہ ہر فریق کے اعتبار کیا جاتا ہے یعنے زمیندار کی جانب کا ثبوت درباب مقدار مالگزاری و مستاجر کا ثبوت دربارۂ میعاد مستاجری کے قبول ہوتا ہے۔

دعوی نسبت جائداد امانت یا رہن کے۔

۳۱۔ اگر کسی جائداد کا دعوی پیش کیا جائے اور شخص قابض مظہر ہو کہ مالک شی مدعا بہ میرے پاس امانۃً یا رہن رکھکر چلا گیا ہے اور اپنے اظہار کی تائید مین ثبوت بھی پیش کرے تو دعوی نامنظور کیا جائیگا اور اگر مدعی مستحق ہونا اپنا بذریعۂ قائم مقامی مالک غیر موجود کے بیان کرے تو دعوی اسکا معاً نامنظور کیا جائے۔

تجویز یکطرفہ

۳۲۔ تجویز یکطرفہ صادر نہین ہوسکتی اور اسکی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ فیصلہ بلحاظ اقبال مدعا علیہ کے صادر ہونا چاہیے یا بلالحاظ شہادت گواہان گو وہ دعوی سے منکر ہو اور اگر مدعا علیہ موجود نہو تو منکر یا مقبل ہونا اسکا دعوی سے واضح نہین ہوسکتا۔

ثالثی۔

۳۳۔ اگر مقدمہ سپرد ثالثی کیا جائے تو متفق ہونا ثالثون کا تجویز کی نسبت ضرور ہے۔

اور مہر مثل اسکا مقدار مدعا بہ سے زائد ہوتا ہو تو شوہر کی جانب کا ثبوت قابل ترجیح ہوگا کیونکہ اس سے ہونا تخفیف کا زوجہ کی جانب سے مقدار مہر مین ثابت ہوتا ہے اور مہر مثل اسے کہتے ہین جو کسی عورت کے واسطہ وارثان پدری کو دیا گیا ہو۔ ہدایہ جلد اول صفحہ ۵۴۔

نظائر مسائل شرع

متعلقہ وراثت و معاہدات و مطالب متفرقہ

پہلا باب

نظائر وراثت

مقدمہ ا

سوال ا۔ ایک شخص تین بیٹے چھوڑ کر مر گیا سوال یہ ہی کہ ترکہ اسکا انکو کس حساب سے پہونچیگا۔

بیٹون کو برابر حصّہ پہونچتا ہی۔

جواب ا۔ ترکہ کے تین حصّے مساوی ہو کر ہر بیٹے کو ایک ایک حصّہ ملیگا۔

ملہ قاعدہ ۲ باب وراثت معائنہ کیا جائے۔

س ۲ - اگر شخص مذکور نے اپنی جائداد کو حین حیات منجملہ تین بیٹون کے دو بیٹون مین تقسیم کیا ہوا اور دونون بیٹے اور اُنکے وارث اُس جائداد کے اوپر جو اُنکو دیگئی قابض رہے ہون تو تیسرے بیٹے کا دعوی جائداد مذکورہ سے کسی جزو کی بابت شرعاً پہونچیگا یا نہین۔

ج ۲ - اگر باپ نے صحت حواس مین جائداد کو اپنے دو بیٹون مین بحصص جُداگانہ تقسیم کردیا اور وہ اپنے اپنے حصّہ پر جُداگانہ قابض رہے تو تیسرا بیٹا منجملہ جائداد مذکور کے کسی جزو کے پانیکا مستحق نہوگا۔

باپ کو اختیار ہے کہ اپنے بیٹون مین سے جس بیٹے کو چاہے اپنی حین حیات ورثہ سے محروم رکھے۔

مقدمہ ۲

س - مدعی نے اپنے چھوٹے بھائی پر بابت حقیت مالکانہ سولھوین حصّہ آراضی متروکہ بڑے بھائی کے نالش دائر کی اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ آراضی موروثی نہین بلکہ بالکل بڑے بھائی کی مکسوبہ تھی اور اصل مالک کی وفات کے وقت اُسکی زوجہ اور دختر اور دو بھائی اور دو بہن موجود تھے ایسی صورت مین مالک کی وفات کے بعد اُسکی بہنین جائداد مکسوبہ سے حصّہ پانے کی مستحق ہین یا نہین اور اگر مستحق ہین تو بحالت موجود ہونے متوفی کے ایک پسر کے دعوے اُنکا صحیح ہوا یا نہین۔

ج - مالک متوفی کا کل ترکہ اُنکے دو بھائیون اور دو بہنون اور زوجہ اور دختر مین تقسیم ہونا چاہیے - شرع مین جائداد موروثی

موروثی اور مکسوبہ جائداد مین اختیار نہین ہے۔

دمکسوبہ کی بابت کچھ فرق نہین ہی[1] اور اس وجہ سے بہنون کو متوفی کی جائداد مکسوبہ سے حصّہ ملنے کا استحقاق پہونچتا ہی اور اگر مالک متوفی کے ایک لڑکا ہوتا تو اُسکے بھائی اور بہنین ترکہ سے محروم رہتین[2] اور اُنکو کچھ حصّہ نہین پہونچتا اور ایسی حالت مین ترکہ صرف متوفی کے بیٹے اور دختر اور زوجہ کو ملتا یعنے زوجہ کو آٹھوان حصّہ[3] ملنے کے بعد باقی ترکہ بیٹے اور دختر مین تقسیم ہوگا اور بیٹے کو بہ نسبت دختر کے دوچند حصّہ ملیگا[4]

بہنونکو بموجودگی بھائیون اور دخترون کے حصّہ پہونچتا ہی اگر بیٹا ہو تو بھائی اور بہن کو حصّہ ملیگا

مقدمہ ۳

س — ایک عورت کچھ جائداد جو اُسکو اپنے شوہر اور پسر سے وراثتاً پہونچی تھی چھوڑکر مرگئی سوال یہ ہی کہ جائداد مذکور شوہر و پسر متوفیہ کے اُن واسطہ داران کو جو خاص متوفیہ سے قرابت نہ رکھتے ہون پہونچیگی یا پدر متوفیہ کو اور وراثت کی ایسی صورت مین فیمابین جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کے کچھ فرق ہی یا نہین۔

عورت کا ترکہ خاص اُسکے واسطہ دارونکو ملتا ہی گو وہ کسی طرح حاصل ہوا ہو۔

ج — جو جائداد زوجہ کو شوہر اور پسر سے وراثتاً حاصل ہو وہ متوفیہ کے شوہر یا پسر کے واسطہ داران کو جو خاص متوفیہ سے

جائداد منقولہ و غیر منقولہ مین امتیاز نہین ہی۔

---

[1] اصول وراثت کی دفعہ اول معائنہ کیجائے۔
[2] ایضاً ایضاً ۲۱۔
[3] ایضاً ایضاً ۳۔
[4] ایضاً ایضاً ۱۴۔

قرابت نہ رکھتے ہون نہ پہونچیگی بلکہ متوفیہ کے باپ یا بھائیون یا اور
قرابت دارون کو جو اُسکے وارثان جائز ہون اور ایسی صورت مین درمیان
جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے کچھ امتیاز نہین ہے بلکہ دونون قسم کی جائداد
ایک ہی طور پر ملیگی۔ سراجیہ مین وارثون کی ترتیب بصورت ذیل ہے
یعنے پہلے ذوی الفروض اور بعد اُنکے عصبات ہوتے ہین اور
عصبات کے بعد واسطہ داران نسبی کو اور در صورت نہونے واسطہ داران
نسبی کے رشتہ داران بعید کو حصہ پہونچتا ہے اور اگر رشتہ داران بعید بھی نہون
تو اُس شخص کو ترکہ ملنا چاہیے جو از روے معاہدہ قائم مقام قرار دیا جائے
اور زان بعد اُس شخص کو جسکا رشتہ دار ہونا بواسطہٗ دوسرے شخص کے
تسلیم کیا گیا ہو اگر یہ بھی نہو تو اُس شخص کو ترکہ پہونچیگا جسکے نام کُل جائداد
کی بابت وصیت ہوئی اور اگر انمین سے کوئی شخص بھی نہو تو جائداد
بیت المال ہوگی لیکن عورت کے شوہر اور پسر کے واسطہ دار نجانے
کہ وہ عورت مذکور کے خاص واسطہ دار نہون وارثان متذکرہٗ بالا
سے نہین ہے۔

مقدمہ

س۔ اگر کسی شخص کے جاریہ سے اولاد ہو تو وہ ترکہ پدری سے ورثہ
پانے کی مستحق ہے یا نہین۔

ہے اصول وراثت کی دفعہٗ اول ملاحظہ کیجائے۔

جاریہ کی اولاد مثل حر اولاد کے ورثہ پاسکتی ہے۔

ج — متوفی کا ترکہ اسکی کل اولاد کو خواہ وہ جاریہ سے ہو یا حرہ منکوحہ سے بلا تخصیص بقدر اپنے اپنے حصص کے از روے فرائض ۱ پہونچتا ہے۔

مقدمہ ۵

س — متوفی کی زوجہ نے دین محمدی سے مرتد ہونا اپنے طرف ثانی کا بعد وفات اپنے شوہر کے بیان کیا ایسی صورت مین طرف ثانی ورثہ سے محروم ہوگا۔

بعد وفات مورث کے دین سے مرتد ہونا باعث حرمان ورثہ نہین ہوتا

ج — اگر بھائی حسب بیان زوجہ متوفی کے اپنے بھائی کے مرنے کے بعد دین محمدی سے مرتد ہوگیا ہو تو وہ وراثت سے محروم نہین رہ سکتا کیونکہ تا بمرد وقت پہونچنے وراثت کے دین مین تھا۔ ۲

مقدمہ ۶

س — جواز بیٹے کے واسطے شرعاً گیا شرائط ضرور ہین اور متبنے اکو کیا حقوق حاصل ہین اور جو شخص متبنے اکرے اُسکے ترکہ

---

۱ اگر کنیز کی اولاد مختلف مان سے ہو تو اُسکے نسب کی صحت کے واسطے باپ کو اس امر کا تسلیم کرنا کہ وہ اُسکے نطفے سے ہے ضرور ہے لیکن اگر اولاد ایک ہی مان سے ہو تو جو طفل پہلے ہوا ہے اُسکی نسبت باپ کا اپنے نطفے سے تسلیم کرنا کافی ہے۔ اصول نسب صفحہ ۳۲۔

۲ منجملہ اور اسباب کے اختلاف مذہب بھی مانع ارث ہونیکا ایک سبب ہے۔ اصول وراثت دفعہ ۶

کی بابت متبنےٰ اکو وراثۃً کچھ دعوی پہونچتا ہی یا تبنی کرنے والے کو اختیار ہی کہ اپنی جائداد حین حیات بذریعۂ بیع یا ہبہ کے منتقل کرکے متبنےٰ اکو قطعاً محروم رکھے۔

ج - متبنےٰ اکو متبنےٰ اکرنے والے کے حین حیات یا وفات کے بعد اُسکی جائداد کا استحقاق نہین پہونچتا ملہ گود لینے والے کو اپنی جائداد پر

متبنےٰ اسے کچھ حق وراثت پیدا نہین ہوتا ہی۔

ملہ لفظ متبنےٰ اسے جو اس جگہ مستعمل ہوا ہی یہ مراد نہین ہی کہ متبنےٰ داخل جائداد ہوکر اُسکو استحقاق خاص نسباً حاصل ہو بلکہ مقصود اسکا صرف اس قدر ہی کہ گو طفل دوسرے خاندان سے علاقہ رکھے اور یہ امر معروف ومشہور مسلم ہو تو بھی متبنےٰ ادوسرے خاندان مین داخل ہوسکتا ہی اس باب مین شرع اسلامیہ کو آئین انگلشیہ اور دھرم شاستر کو آئین قدیمۂ رومیہ سے اتفاق ہے اور واضح ہو کہ اہل روم مین جیسا کہ ہنود مین آج تک جاری ہی تبنیت کی رسم ابہام ومراسم مذہب مین بالکل داخل تھی اور تبنیت اس نظر سے ضرور سمجھی گئی تھی کہ اگر متبنی نہو تو وہی بت جنکی پرستش خاندان مین ہوتی آئی ہو قائم نہ رہین گے اور اشیاے مقدس کا حفظ نہو سکیگا اور ان امور کا نہونا موجب تذلیل تصور کیا گیا اہل اسلام اور قوم انگلشیہ مین حسب قول ڈاکٹر ٹیلر صاحب کے تبنیت کا طریقہ ظاہرا صرف اس نظر سے اختیار کیا گیا ہی کہ جو ملال اولاد کے ضایع ہوجانے سے لاحق ہو اُسکا بدل ہوجائے اور وہی باب تبنیت کے ایک تنفیہ مین لکھتے ہین کہ یہ امر معروف ہی کہ ہم لوگون مین اکثر دوسرے خاندان کے اطفال بنظر محبت متبنےٰ اکیے جاتے ہین لیکن جو تبنیت ہم لوگون مین محبتاً عمل مین آتی ہی اُس تبنیت سے جو رومیون مین مروج تھی بالکل مختلف ہی کیونکہ ہمارے دستور کے مطابق متبنی اور

اختیار حاصل ہو اور اسکو اختیار ہو کہ اپنی جائداد کو بذریعہ بیع یا ہبہ کے یا جس طرح چاہے ہبہ کرے گو اُس صورت مین پسر متبنےٰا قطعاً محروم رہے -

مقدمہ

س - اگر مدعی جسکا ذکر اس مقدمہ مین ہوا ہی باشتباہ قتل اُس عورت کے ملزم و ماخوذ جرم ہو جسکے ترکہ کی بابت متبنےٰا بطور وارث جائز دعوی پیش کرے تو یہ امر متبنےٰا کے حرمان ارث کا باعث ہوگا یا نہین -

ج - صرف اشتباہ قتل واسطے محرومی استحقاق وراثت کے کافی نہین ہی اگر مدعی مشتبہ کا دعوی وراثت باعتبار اور مراتب کے ناقابل اعتراض ہو تو جبتک جرم قتل اُسکی نسبت بخوبی ثابت نہو اُسکو وراثۃً جائداد پانے کا استحقاق پہونچتا ہی - ؎۱

اگر اشتباہ قتل بخوبی ثابت نہو تو حرمان ارث لازم نہین آتا -

گود لینے والے تبنیت کے قطع کرنے کا اختیار ہی لیکن اہل ردم متبنےٰ کو گود لینے والے کے حقوق بذریعہ وراثت و قائم مقامی حاصل ہوتے تھے اور گود لینے والا متبنی کو اسکے حقوق سے عمداً محروم نہین کرسکتا تھا خلاصہ آئین رومیہ مولفہ ٹیلر صاحب جلد ۱ - صفحہ ۴۷ -

؎۱ ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اس مقدمہ مین مدعی از روے قواعد شہادت متعلقہ آئین فوجداری اسلامیہ کے جو صحیح نہین ہین ماخوذ ہوا اور قاعدہ شرع کا یہ ہی کہ ملزم کی نسبت بلحاظ جرم کے جو اسپر قائم ہوا ہو سزا نہین ہوتی بلکہ بنظر مقدار ثبوت جرم کے اور معلوم ہوتا ہی کہ مدعی کی نسبت اشتباہ قتل کی علت مین بارہ برس کی

مقدمہ ۸

س — ایک شخص مسلمان پر بضمانت دوسرے شخص کے قرضہ عائد ہوا اس صورت مین بعد وفات ضامن کے اُسکے وارث بلا لحاظ مقدار جائداد کے جو انکو وراثۃً پہونچی ہو مستوجب اداے قرضہ ہوسکتے ہین یا نہین اور اگر ضامن متوفی نے کچھ جائداد نہ چھوڑی ہو تو بھی مواخذہ قرضہ کا اُنسے ہونا چاہیے یا نہین اور منجملہ وارثان متوفی یعنے دو بھائی اور ایک بھتیجے اور ایک بیٹے کے کون شخص قرضہ کا ذمہ دار ہوگا —

ج — اگر مدیون نے کچھ جائداد چھوڑی ہو تو دائن متوفی کے اُس وارث سے جو اُسکے ترکہ پر قابض ہو قرضہ کے دعوی کرنے کا مجاز ہے اور قبل تقسیم ترکہ کے ادا ہونا قرضہ متوفی کا واجب ہے اگر مقدار ترکہ تعداد قرضہ سے زیادہ ہو تو قرضہ ترکہ وارثون مین تقسیم ہوگا لیکن اگر ترکہ مذکور قرضہ سے قلیل ہو تو کل جائداد اداے قرضہ مین صرف ہونی چاہیے اور جسقدر قرضہ باقی رہے اُسکا مطالبہ وارثون سے

متوفی کے وارثون پر اداے قرضہ بقدر اُسکے ترکہ کے لازم ہے نہ زیادہ —

قید تجویز ہوئی حالانکہ واسطے جواز حرمان ارث کے جرم کا ثبوت کامل درکار ہے اور اس جگہ یہ لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قتل عمد ہر قسم کا گو خطا سے بھی سرزد ہوا ہو بخوبی ثابت ہونے کی صورت مین قاتل کو مقتول کے ترکہ سے محروم رکھتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ قاتل اصل سبب اُسکے قتل کا ہوا ہو اور اگر یہ فعل اُسکا اتفاقیہ باعث قتل ہوا تو وہ ترکہ سے محروم نہ رہیگا —

نہ کیا جائیگا اور متوفی نے کچھ جائداد نہ چھوڑی ہو تو قرض خواہون کا دعویٰ وارثون پر نہ پہونچے گا اور اگر متوفی نے وقت وفات ایک بیٹا اور ایک بھتیجا اور دو بھائی چھوڑے ہون تو ادا کرنا قرضہ کا بیٹے پر واجب ہوگا اور بقیہ ترکہ بعد اداے قرضہ قرض خواہون کے شرعاً بیٹے کا حق ہوگا اور بحالت اُسکی موجودگی کے بھائی اور بھائی کے بیٹے کو استحقاق ورثہ نہین پہونچتا ہے۔ [۱]

مقدمہ ۹

س- ایک عورت کے دو بیٹے تھے اُنمین سے ایک حین حیات اپنی مان کے ایک دختر چھوڑ کر مر گیا اور بعد وفات عورت مذکورہ کے پوتی نے اُسکے ترکہ کا دعویٰ بذریعہ اپنے باپ کی وراثت کے کیا اس صورت مین دعویٰ لڑکی کا بمقابلہ اپنے چچا کے جائز ہوگا یا نہین۔

وراثت کا دعویٰ شخص متوفی کے واسطے جائز نہین ہے۔

ج- لڑکی کو اپنے چچا پر کچھ دعویٰ نہین پہونچ سکتا کیونکہ اسکا باپ اپنی مان کے حین حیات مر گیا اور چونکہ اُسکا دوسرا بھائی موجود ہے لہذا لڑکی کو ورثہ نہین پہونچ سکتا اور اسی وجہ سے لڑکی اپنی دادی سے جائداد نہین پا سکتی۔ [۲]

---

[۱] اصول وراثت کی دفعہ ۲۱ معائنہ کیجائے۔

[۲] اصول وراثت کی دفعہ ۹ معائنہ کیجائے۔

مقدمہ ۱۰

س — اگر منجملہ وارثون کے کوئی وارث مجنون یا نابینا ہو تو یہ امور مانع استحقاق وراثت ہوسکتے ہین یا نہین —

مجنون و نابینا ہونا مانع ارث نہین ہو —

ج — اختلال حواس یا کسی اور قسم کی مجنونیت یا نابینا ہونا سوانع ارث مین داخل نہین ہو بلکہ جو شخص ایسے عوارض مین مبتلا ہون وہ مثل دیگر وارثون کے اپنے حصص شرعی پانے کے مستحق ہین — ۱

مقدمہ ۱۱

س — دو عورتون نے حین حیات اپنی مان کے ایک دستاویز اور دو وارثون کے نام لکھدی اور خود استحقاق وراثت ترکۂ مادری سے دست بردار ہوئین اور جن شخصون کے نام انھون نے وست آویز لکھدی تھی اُنسے دونون کو ایک ایک ہزار روپیہ ملا اور مان کی وفات سے بارہ[۱۲] برس تک دونون عورتون نے مطلق دعوے پیش نہین کیا لیکن آخرکار دونون نے منجملہ ترکۂ مادری کے اپنے حصص شرعی کا دعوی کیا

---

۱ — ازروے قواعد دھرم شاستر کے مجنون و نابینا ہو باعث حرمان ارث ہو چنانچہ شاستر کا یہ حکم ہو کہ مخنث اور اشخاص خارج القوم اور جو شخص مادرزاد نابینا ہون یا ثقل سماعت رکھتے ہون یا مجنون فطری یا گونگے یا ایسے آدمی جنکا کوئی عضو باطل ہوگیا ہو محجوب الارث ہین ترجمۂ دھرم شاستر منو باب ۹ صفحہ ۱۴۱ مترجمۂ سر ولیم جونس صاحب — یہ قواعد غیر صحیحہ بالفعل متروک ہین

جن شخصون کے نام لادعوی لکھا گیا تھا انھون نے ایک ہبہ نامہ پیش کرکے بیان
کیا کہ یہ ہبہ نامہ دونون عورتون کی مان کا لکھا ہوا ہی اور ذکر اس ہبہ نامہ کا
اُس دستاویز مین بھی ہی جو انھون نے تحریر کی تھی لیکن تحقیقات کے روسے
ہبہ نامہ مذکور بے وجود قرار پایا ایسی صورت مین دستاویز لادعوی جو دونون
عورتون نے لکھدی مانع سماعت اس دعوی کے ہی یا نہین۔

مورث کی حیات مین وراثت سے دست بردار ہونا جائز اور غیر صحیح ہی۔

ج۔ لادعوی سے یہ مفہوم ہی کہ جس شخص کو کوئی استحقاق حاصل ہو وہ اس سے
دست بردار ہو یا ایسے دعوے کے پیش کرنے سے باز رہے جو دوسرے
شخص پر دائر ہو سکتا ہو اور ظاہر ہی کہ مان کی حیات مین بیٹیون کو استحقاق
وراثت حاصل نہین ہوتا اور اسی وجہ سے دعوی اُنکا وراثت کی روسے
مان کی حیات مین کسی شخص پر نہین پہونچ سکتا پس اس سے واضح ہی کہ
دست بردار ہونا بیٹیون کا مان کی حیات مین اپنے حصّے سے ناجائز اور
غیر صحیح ہی کیونکہ اس صورت مین درحقیقت دینا اُسی شی کا لازم آتا ہی جو وجود
نہین رکھتی اور جو استحقاق وراثت مان کی وراثت سے پیدا ہو وہ اُس
دست برداری سے ناجائز نہین ہو سکتا اور نہ اس وجہ سے دعوی اُنکا بابت
ترکہ مادری کے ممنوع السماعت متصور ہو سکتا ہی اگر دعوے[۱] قریب
بارہ برس ماسےتک دائر نہو تو اس وجہ سے وہ ناقابل سماعت

[۱] جو قاعدہ شرع کا اس باب مین ہی شاید منسوخی اُسکی بسبب مقرر ہونے میعاد دوازدہ سالہ
ازروے دفعہ ۱۴ قانون ۳ سنہ ۱۷۹۳ع اور دفعہ ۸ قانون ۲ سنہ ۱۷۹۵ع
اور دفعہ ۱۸ قانون ۲ سنہ ۱۸۰۳ع کے عمل مین آئی ہی اور قانون

نہین ہوسکتا ۔ ط

مقدمہ ۱۲

س ۔ ایک شخص نے ایک عورت مساوی الدرجہ سے جسکی نسبت کوئی اعتراض قائم نہین ہوسکتا تھا نکاح کیا اور اُس عورت سے اولاد ہوئی بعد اوس شخص مذکور کے ایک طوائف غیر منکوحہ سے کئی اطفال ہوے زان بعد شخص مذکور بلا وصیت کرنے کے مرگیا پس سوال یہ ہے کہ طوائف مذکورہ کی اولاد منجملہ متوفی کی جائداد کے کسقدر ترکہ پانے کی مستحق ہے یا کہ اسکا کل ترکہ اُسکی زوجہ منکوحہ اور اولاد صحیح النسب کو پہونچیگا ۔

آخر الذکر کے دفعہ ۳ ۔ قانون ۲ ۔ ۱۸۰۵ع کے بموجب ترمیم ہوگئی ہے لیکن فی الواقع بعضے دعوے اس قسم کے ہین کہ ممنوع السماعت قرار دینا اُنکا بوجہ پیش نہونے اُنکے اندر میعاد معینہ کے بیجا متصور ہے چنانچہ دعوی مہر کا اسی قسم سے ہو ۔

ط پرووِنشل کورٹ کے قاضی اور عدالت شہر پٹنہ کے مفتی نے اس باب مین فتوے ایک ہی مضمون سے دیا تھا لیکن عدالت ضلع شاہ آباد کے مفتی سے کہ اُنسے بھی استفتا ہوا تھا اُنکے فتوی سے اختلاف کیا اور لکھا کہ جب دونون عورتون نے کچھ معاوضہ لیکر دستاویز لکھدی تو گو حق منتقلہ کا اسوقت مین کچھ وجود نتھا تو بھی تعمیل اس دستاویز کی اُنپر واجب ہے آخرکار یہ مسئلہ مفتیان صدر دیوانی عدالت اور دیگر علما سے پوچھا گیا اور اُنکے جوابات سے حسب اطمینان متحقق ہوا کہ اس مسئلہ کی صحیح تعبیر بلحاظ کثرت رائے کے ہونی چاہیے ۔

اولاد غیر صحیح النسب کے ترکہ پدری میں ورثہ نہین پہونچتا ہے

ج - اگر یہ ثابت ہو کہ متوفی کا نکاح طوائف کے ساتھ نہین ہوا اور اولاد صحیح النسب نہو تو نسب اس اولاد کا باپ کی نسبت تسلیم نہین کیا جائیگا چنانچہ اس باب مین حدیث نبوی ہے ہر گز نکاح کی صورت مین اولاد والدین کی ہوتی ہے نہ زنا کی حالت مین چونکہ صحیح النسب ہونا اولاد کا ثابت نہوا اور متوفی کی جانب سے کچھ وصیت نہین ہوئی لہذا متوفی کے ترکہ سے اولاد حرام کو استحقاق نہین پہونچتا بلکہ کل ترکہ اولاد صحیح النسب کو ملیگا -

نسخہ کافی مین لکھا ہے کہ اولاد حرام اور وہ اولاد جسکو باپ بذریعہ لعن کے عاق کرے صرف ترکہ مادری کی مستحق ہوتی ہے نہ جائداد پدری کی اور باپ کو بھی ایسی اولاد کا ورثہ نہین پہونچتا اور نہ اسکو ایسی اولاد سے کچھ واسطہ ہوتا ہے اور اسی وجہ سے اسطرح کی اولاد کو خاندان پدری سے دعویٰ واسطہ داری کا نہین پہونچتا - اور نسخہ حمادیہ مین بھی یہی لکھا ہے اولاد حرام باپ کی اولاد متصور نہین ہوتی -

مقدمہ ۱۳

س - ایک شخص کچھ جائداد آراضی اور چار بیٹے چھوڑ کر مر گیا اور منجملہ اُسکے دو بیٹے لا ولد مر گئے اور زید و بکر یعنے دو پسران حی القائم جائداد مذکورہ پر بالاشتراک قابض رہے بعدہٗ بکر نے دو بیٹے خالد و حامد اور دو بیٹیان جمیلہ و حمیدہ چھوڑ کر وفات پائی اور بالخاص بشمول اپنے چچا اور اُسکے دو بیٹون کریم و عظیم کے آراضی مذکورہ پر بالاجمال قابض رہے

بعد ازان زید مر گیا اور بقیہ اشخاص بدستور سابق و خیل رہے بعدہٗ پہلے خالد اور پھر کریم مر گیا اور حامد غائب و مفقود الخبر ہے ان سب کے بعد عظیم ایک بیوہ چھوڑ کر مر گیا اور اب یہ بیوہ اور بکر کی بیٹیان جمیلہ و حمیدہ دعویدار ہین اس صورت مین اُن وارثون کو ترکہ کس حساب سے پہونچیگا۔

ج۔ بنظر حالات مذکورہٗ بالا ترکہ سولہ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے عظیم کی بیوہ دو حصّے اور جمیلہ و حمیدہ سات یعنی ہر واحد کو ساڑھے تین حصّے ملینگے اور بقیہ سات حصّے جو درحقیقت حامد مفقود الخبر کے بالفعل کسی وارث کو نہین ملنے چاہئین بلکہ منجملہ اُن سات حصّون کے چار حصے کسی شخص کے سپرد کیے جائین اور بقیہ تین تا منقضی ہونے اُس میعاد کے جو واسطے انتظار مفقود الخبر کے معین ہے باقی جائداد کے قابض یا قابضون کے حوالہ رہین اور میعاد مذکور تاریخ ولادت مفقود الخبر سے ۹۰ برس تک ہے اور اگر نامبردہ اس عرصہ مین واپس آجائے تو کُل ساتون حصے اسکو دیدیے جائین لیکن اگر قبل منقضی ہونے میعاد معینہ کے کچھ حال اسکا معلوم نہو تو چار حصّے جو سپردار کے قبضہ مین ہین اُسکے وارثون کو پہونچین گے اور باقی تین حصّے اُن وارثون کو ملینگے جو پہلی تقسیم کی رو سے واجب ہوے ہون۔ [1]

شخص مفقود الخبر کی جائداد کو اسکی پیدایش کے زمانہ سے ۹۰ برس تک معرض التوا مین رکھنا چاہیے۔

[1] اس مقدمہ مین یہ مسئلہ شرعی قائم ہوا کہ شخص مفقود الخبر اور شخصون کی جائداد کی نسبت مثل متوفی اور اپنی جائداد کی نسبت زندہ متصور ہوتا ہے اور میعاد ۹۰ سال تک جو واسطے انتظار مفقود الخبر کے معین ہے وہ اور شخصون کا ورثہ نہین پا سکتا اور نہ اس عرصے مین اور شخص اُسکا ورثہ

بقیہ صفحہ ۱۲۷

مقدمہ ۱۴

س۔ ایک شخص مسمی رحم علی کی دو زوجہ سماۃ بھورن و بھگن اور نابرہ کچھ جائداد چھوڑ کر مر گیا
اس صورت مین پا سکتے ہین۔ بکر کے وارثون مین سے حامد اور جمیلہ و حمیدہ موجود تھے اور زید کا وارث
حی القائم عظیم تھا اور حامد و جمیلہ و حمیدہ کو از روے استحقاق وراثت اپنے باپ بکر کے
آٹھ سہام ملنے چاہیے تھے اور عظیم کو آٹھ حصے بذریعہ وراثت اپنے زید کے۔ لیکن چونکہ
حامد مرد تھا لہذا وہ منجملہ پہلے آٹھ سہام کے چار سہام پانے کا مستحق تھا اور جمیلہ اور حمیدہ کو
دو دو سہام ملنے چاہیے تھے بعد مفقود الخبر ہونے حامد کے عظیم نے ایک زوجہ چھوڑ کر وفات
پائی اور اُسکی زوجہ منجملہ اُسکے آٹھ سہام کے صرف دو سہام پانے کی مستحق تھی باقی چھ سہام
بکر اُسکے چچا کی اولاد کو وراثتاً پہونچے منجملہ اُنکے حامد کو بوجہ مرد ہونے کے دوچند یعنی تین
سہام ملنے چاہیے تھے لیکن چونکہ قاعدہ یہ ہی کہ شخص مفقود الخبر اپنی جائداد کی نسبت
زندہ اور جائداد دیگر اشخاص کی نسبت مثل متوفی متصور ہوتا ہی لہذا بعد مفقود الخبر
ہونے حامد کے اُسکے چار سہام جو اُسکو بذریعہ وراثت اپنے باپ کے پہونچے تھے
اور جنپر وہ مفقود الخبر ہونے کے پیشتر قابض تھا سپرداروں کے حوالہ کیے جائین اور
تین سہام جو اُسکو صرف بحالت ثابت ہونے اس امر کے مل سکتے کہ وہ وقت وفات
اپنے چچیرے بھائی عظیم کے زندہ تھا اور وارثون کو دینے چاہیے اور وہ اُن سہام
سے صرف بدین شرط متمتع ہون کہ بصورت واپس آنے شخص مفقود الخبر کے واپسی سہام
مذکور کی عمل مین آئے۔

ترکہ اسکا دونون زوجگان کو حصص مساوی پہونچیگا یا کس حساب سے حق انکا شرعاً مساوی ہی یا مختلف ۔

ج ۔ اولاد موجود ہونے کی صورت مین زوجہ کو ترکۂ شوہری سے ایک ثمن اور نہونے اولاد کے ایک ربع پہونچتا ہی اور دونون صورتون مین زوجگان کا حصہ مساوی ہوگا ۔ ۱؎　　حصہ ملتا ہی ۔

مقدمہ ۱۵

س ۔ عقد نکاح سے کیا مراد ہی اور وہ کیا شرائط ہین جنکی روسے زوجہ کو جائداد شوہر کی نسبت بعد اسکی وفات کے استحقاق ارث حاصل ہوتا ہی ۔

ج ۔ عقد کے معنی باندھنے کے ہین اور زن و مرد کے ازدواج کو عقد نکاح کہتے ہین اور طرفین کا ایجاب و قبول واسطے انعقاد کے ضرور ہی بعض عورت کو بالغ ہونے کی صورت مین رضامندی ظاہر کرنی چاہیے اور مجلس نکاح مین ولیون اور گواہون کا ہونا ضرور ہی پس اگر زوجہ کو شوہر نے طلاق نہ دیا ہو اُسنے اپنے شوہر کو قبول نہ کیا ہو یا وہ جاریہ یا وہ مختلف المذہب نہو تو وہ جائداد شوہری وراثتاً پانے کی مستحق ہوگی اور درصورت موجود ہونے اولاد کے بیوہ کو ثمن اور نہونے کی حالت مین ایک ربع پہونچتا ہی ۲؎ اور بقیہ جائداد ذوی الفروض کو اور درصورت نہونے انکے عصبات کو اور یہ　　شرائط نکاح ۔

۱؎ اصول وراثت کی دفعہ ۱۴ ۔ معائنہ کیجائے ۔

۲؎ ایضاً ۔

بھی نہون تو واسطہ داران بعید کو ملے گی اور کوئی نہ ہو تو داخل بیت المال ہوگی۔

مقدمہ ۱۶

س۔ ایک شخص کے دو بیٹیان تھیں اور ایک بیٹا اور بیٹا حین حیات باپ کے مرگیا اور باپ نے دو بیٹیان مذکور اور ایک زوجہ اور پوتی چھوڑکر وفات پائی اور یہ ثابت ہی کہ متوفی نے زوجہ کے واسطے مہر مقرر کیا تھا پس سوال یہ ہی کہ زوجہ کو ترکۂ شوہری سے مہر کی بابت کس قدر حصہ ملنا چاہیے اور وراثت کی رو سے بیٹیون اور پوتی کو جائداد مذکورہ سے کس قدر سہام پہونچین گے۔

زوجہ کو علاوہ مہر فرضاً حصہ پہونچتا ہی

ج۔ اگر مقدار مہر ترکہ کی مالیت سے زائد ہو تو وارثون کو مطلق کچھ نہین ملیگا بلکہ کل ترکہ زوجہ کو دین مہر کی بابت پہونچیگا اور اگر مقدار مہر لیت ترکہ سے کم ہو تو پہلے دین مہر کا ایفا ہونا چاہیے اور بقیہ جائداد سے ایک ثمن زوجہ کو استحقاق وراثت کی رو سے ملیگا اور باقی سات حصے دونون بیٹیون مین بطور مساوی تقسیم کیے جائینگے۔ پوتی کو بحالت موجود ہونے دخترون کے استحقاق ارث نہین پہونچتا ہی۔

پوتی کو بحالت موجود ہونے بیٹیون کے ورثہ نہین پہونچتا ہی۔

ماخذ

ہدایہ کے اُس باب مین جو نسبت ملازمان ذی حق کے ہی یہ لکھا ہی

اگر کوئی شخص جائداد پر قرضہ چھوڑ کر مر جائے تو وارثون کا استحقاق زائل ہوجاتا ہی اور نسخہ درر یعنی غرر کی شرح مین یہ لکھا ہی کہ اگر متوفی کی جائداد ادا دین کے واسطے مکتفی نہو تو وارثون کا اُسکی نسبت حق باقی نہین رہتا اور شریفیہ یعنی شرح سراجیہ مین یہ درج ہی کہ متوفی کی کُل جائداد سے جو کچھ بچے اُسمین سے اُسکا قرضہ واجب لادا ہونا چاہیے اور جو کچھ بعد ادا ہونے اُسکے قرضہ کے باقی رہے منجملہ اُسکے بقدر ایک ثلث اُن شخصون کو دینا چاہیے جنکے حق مین وصیت کی گئی ہو اور جائداد مابقی اُسکے وارثون مین تقسیم ہونی چاہیے ان قولون سے بخوبی واضح ہی کہ قرضہ کا ادا کرنا قبل تقسیم حصص وارثون کے مقدم ہی چنانچہ شریفیہ مین بھی بیوہ کی بحث مین یہ لکھا ہی کہ بیوہ کو در صورت موجود ہونے اولاد کے ایک ثمن پہونچتا ہی اور دختر کی بحث مین یہ درج ہی کہ دو یا دو سے زیادہ بیٹیون کو دو ثلث ملنا چاہیے اور پوتیون کی بحث مین یہ مندرج ہی کہ بحالت موجود ہونے متوفی کے بیٹون یا بیٹیون کی پوتیون کو حق وراثت نہین پہونچتا اور جو کچھ جائداد تقسیم ترکہ کے بعد باقی رہے وہ حصہ داران مستحق کو پہونچتی ہی۔

مقدمہ ۱۷

س۔ ایک شخص نے ایک مکان تعمیر کرا کے اپنی بیٹی کو جہیز مین دیا اور بیٹی سے اولاد ہوئی اور اُسکے شوہر کے کئی جاریہ سے بھی کچھ اولاد پیدا ہوئی بعد ازان زن و شوہر دونون مرگئے ایسی صورت مین

مکان صرف زوجہ منکوحہ کی اولاد کو ملیگا یا اولاد جاریہ کا بھی اسمین کچھ حق ہی۔

اگر شوہر پہلے وفات پائی تو صرف زوجۂ منکوحہ کی اولاد اسکی ترکہ کی مستحق ہوگی لیکن اگر زوجہ شوہر کے روبرو مرجائے تو شوہر کے وارث ایک ربع پائینگے۔

ج- اگر شوہر زوجہ سے پہلے مرگیا ہو تو اولاد جاریہ کو مکان کی نسبت کچھ حق نہین ہی کیونکہ اولاد کو ماں کی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کی نسبت شرعاً استحقاق وراثت پہونچتا ہی اور اگر زوجہ شوہر سے پیشتر مرگئی ہو تو شوہر زوجہ کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ سے ایک ربع کا مستحق ہوگا اور حصۂ شرعی اسکا اسکی اولاد مین تقسیم ہونا چاہیے گو اولاد اسکی زوجۂ منکوحہ سے ہو یا جاریہ سے اور تقسیم مین یہ لحاظ رہے کہ بیٹے کو دختر کی نسبت دو چند حصہ دیا جائے۔

مقدمہ ۱۸

س- ایک شخص نے اپنی کل جائداد ایفاے جزو دین مہر کے بذریعۂ بیع مقاصہ[1] زوجہ کے نام منتقل کردی اور زوجہ حین حیات جائداد منتقلہ پر قابض رہی اور اپنے شوہر سے پیشتر لاولد مرگئی اور بعد ازان اسکا شوہر بھی ایک بیٹا اور بیٹی دوسری زوجہ سے چھوڑ کر مرگیا چنانچہ یہ دونون متوفے اکے ترکہ کی نسبت

[1] لفظ مقاصہ کے لغوی معنے بدل ہین لیکن حسب اصطلاح فقہ مین اسکا لفظ بیع کے ساتھ ہوتا ہی تو اُس سے مبادلہ ایک شی کا دوسری شی مساوی المالیت کے ساتھ مفہوم ہوتا ہی اور ایسے مبادلۂ اشیا کو اصطلاحاً بیع شرعی کہتے ہین ہدایہ۔

دعویدار رہی اور زوجہ کے دو بھتیجے کہ انمین سے بالفعل ایک کا بیٹا موجود ہی کل جائداد کی بابت از روئے دستاویز بیع مقاصہ جسکی روسے جائداد مذکور زوجہ کے نام بابت دین مہر کے منتقل ہوئی تھی دعویدار ہین پس صورت مین جائداد متنازعہ کا استحقاق کسکو پہونچتا ہی۔

ج صورت مذکورہ بالا مین زوجہ کا نصف ترکہ اُسکے شوہر کو وراثتاً ملا اور اُسکی وفات کے بعد بھی نصف اُسکی دوسری زوجہ کی اولاد کو پہونچیگا اور بقیہ نصف حصہ شخص متوفی کی پہلی زوجہ کے دونون بھتیجون مین تقسیم ہوگا۔ اور اگر انمین سے ایک مرجائے اُسکا کل حصہ اُسکے بیٹے کو ملیگا۔ ؎۱

اگر زوجہ شوہر سے پہلے لاولد مرجائے تو زوجہ اور شوہر کے دلیون کو ترکہ مساوی پہونچتا ہی

مقدمہ ۱۹

س - ایک عورت نے بحالت موجودگی پہلے شوہر کے دوسرے مرد سے نکاح کیا اور اس دوسرے شوہر کے ساتھ ۲۹ برس تک رہی اور

؎۱ اسکی وجہ یہ ہی کہ شوہر نے اپنی کل جائداد زوجہ کے نام بعوض دین مہر کے منتقل کردی لہذا گو شوہر کے وارثون کو درصورت مرجانے اُسکے قبل زوجہ کے ترکہ زوجہ کی نسبت بعد اسکی وفات کے کچھ حق وراثت نہین پہونچ سکتا تھا لیکن چونکہ زوجہ شوہر کی حیات مین لاولد مرگئی اسواسطے شوہر زوجہ کے ترکے سے فرضاً نصف جائداد پانے کا مستحق ہوا پس بسبب نہونے تقسیم جائداد کے حیات شوہر مین اسکے وارث بھی نصف ترکہ پانے کے مستحق ہوئے۔

عرصہ مین اولاد پیدا ہوئی اس صورت مین عورت مذکورہ کو بعد وفات شوہر ثانی کے اسکے ترکہ کا استحقاق پہونچتا ہی یا نہین اور اگر کوئی شخص ایک زوجہ اور تین بیٹے اور ایک بیٹی اور ایک بھائی چھوڑ کر مرجائے تو اُسکی جائداد اُنمین سے ہر شخص کو کس حساب سے ملیگی اور اگر متوفی نے مرنے سے پہلے یہ ظاہر کیا ہو کہ اسکی کل جائداد اُسکی زوجہ اور اولاد کو ملے تو ایسی وصیت قابل نفاذ ہی یا نہین اور جائداد اُسکی انمین کس حساب سے تقسیم ہونی چاہیے۔

ج۔ جبتک نکاح اول بسبب طلاق یا کسی اور وجہ کے باطل نہو جاے نکاح ثانی زن منکوحہ کا قطعی ناجائز ہی اور نکاح ثانی کے بعد مصاحبت ہو تو وہ داخل زنا ہی اور اولاد جو اس طور پر پیدا ہو وہ غیر صحیح النسب تصور ہوگی اور ایسی اولاد اور ماں کو ترکہ متوفی کی نسبت وراثتہً کچھ استحقاق نہین پہونچتا ہی اگر دوسرا سوال اشخاص مذکور الصدر سے متعلق ہو تو جو عورت اپنے متوفی کی زوجہ ظاہر کرتی ہی اُسکی اولاد متوفی کی جائداد سے کچھ ترکہ نہین پاسکتی بلکہ کل جائداد متوفے کے بھائی کو ازروے استحقاق نسب ملنی چاہیے اور وصیت زبانی جو متوفی نے مرگ سے پیشتر کی تھی بقدر ایک ثلث اُسکے ترکہ کے نافذ ہوگی اور بقیہ ترکہ سے اُسکی زوجہ اور بیٹون کو حصہ ملیگا اور اگر سوال مذکورہ بالعموم ایسے شخصون سے متعلق ہی جو شرعاً مستحق وراثت ہین تو جواب یہ ہی کہ بیوہ کو ایک ثمن دیگر باقی ترکہ بیٹون اور دخترون مین بغیر عمی بھائی کے تقسیم ہونا چاہیے

ذکر اس صورت کا جب زوجہ شوہر اول کے مین حیات دوسرے شخص سے نکاح کرے۔ اور اولاد جو عورت کے نکاح ثانی سے ہو۔

اور تقسیم مین لحاظ رہے کہ مرد کا حصہ بہ نسبت عورت کے دو چند ہوگا۔

مقدمہ ۲۰

س۔ ایک شخص جائداد اراضی جو اُسکو باپ سے وراثۃً ملی تھی چھوڑ کر مر گیا اُسکی تین زوجہ تھین پہلی ایک بیٹا چھوڑ کر حین حیات شوہر کے مر گئی اور دوسری اور تیسری بعد اُسکی وفات کے زندہ رہین اور انسے دو بیٹے اور دو بیٹیان موجود ہین اور علاوہ انکے اسکی ایک بہن بھی حیات ہے یعنے آٹھ شخص اسکی جائداد کے دعویدار ہین اور آسکے بیٹے کل جائداد پر بغیر دینے حصہ زوجگان اور دختران متوفی کے قابض ہوگئے اور بعد اُسکی وفات کے اُسکی بہن اور بیٹی جو تیسری زوجہ سے ہے بابت اپنے حصص کے دعویدار ہوئین اور واضح ہو کہ بسبب مر جانے بہن کے اُسکے وارث دعوی کرتے ہین اور بیٹے جو جائداد پر قابض ہین یہ عذر کرتے ہین کہ ازروے دستور قدیمہ اُنکے خاندان مین اناث ترکہ سے محروم رہتے ہین بجواب اسکے مدعیان اس دستور سے منکر ہوکر مظہر ہین کہ اُنکو منجملہ ترکۂ متوفی کے کسی قدر اراضی اور زر نقد وراثۃً ملچکا ہو ایسی صورت مین دعویدارون کو ترکۂ متوفی سے کچھ جائداد ملسکتی ہے یا نہین اور اگر ملسکتی ہو تو سہام کی مقدار کیا ہو۔

بحالت موجود ہونے بیٹیون اور بیٹیون کے بہنون کو استحقاق وراثت نہین پہونچتا ہے

ج۔ قبضہ چند طرح کا ہو اور یہ بصراحت بیان نہین ہوا ہو کہ متوفی اور اُسکا بیٹا کس ذریعے اور کتنے عرصہ سے جائداد پر

قابض تھا اور نہ جائداد کے اصل پیدا کرنے والے کا نام اور نہ یہ تصریح لکھا ہی کہ علاوہ اشخاص مذکور الصدر وقت وفات مالک کے اور دعویدار نہ تھے اور چونکہ یہ امر حسب اطمینان واضح نہین ہی لہذا تجویز کرنا اس امر کا کہ ترکہ کتنے سہام پر شرعاً منقسم ہونا چاہیے ناممکن ہی لیکن سوال سے یہ استنباط کیا جاتا ہی کہ جن شخصون کا ذکر کیا گیا ہی اُنکے سہام کا تعین منظور رہا اور یہ فرض کیا گیا ہی کہ جائداد کے اور شریک موجود نہین ہین چنانچہ بلحاظ اس قیاس کے یہ بیان ہو سکتا ہی کہ ازروے فرائض کے بہن اور اُسکے وارثون کو بحالت موجود ہونے پسران اور دختران متوفی کے ورثہ نہین پہونچتا اگر یہ فرض کیا جائے کہ منجملہ اُن دعویدارون کے کوئی شخص اپنے حقوق سے دست بردار نہین ہوا یا اُسکی جانب سے کسی طرحکا باہم تصفیہ عمل مین نہین آیا اور تصفیہ ان کل مطالبات کا ہوگیا ہی جبکا ایفا قبل تقسیم ارث کے لازم ہی تو زوجگان کو ایک ثمن ملیگا اور ہر پسر کو دو سہام پہونچینگے اور ہر دختر کو ایک ایک حصہ ملیگا چنانچہ اس امر کی نسبت نسخہ شریفیہ مین جو وراثت کے باب مین یہ لکھا ہی کہ برادران و ہمشیرگان حقیقی و علاتی بحالت موجود ہونے بیٹے اور پوتے کے گو اُسکا واسطہ کتنا ہی بعید ہو ورثہ سے محروم رہینگے اور زوجگان کے حصہ کی دو صورتین ہین یعنی عام صورت مین ربع اور بحالت نہوتے اولاد اور بیٹے کی اولاد کے ربع سے زیادہ ملنا چاہیے اور اگر اولاد یا بیٹے کی اولاد ہو تو ایک ثمن پہونچتا ہی اور حقیقی بھائی اور بہن موجود ہون تو ذکور کو بہ نسبت اناث کے دو چند ملنا چاہیے۔

ماخذ نسبت محرومی بہنون کے

مرد کو دو چند حصہ ملتا ہی۔

مقدمہ ۲۱

س - مان کو اپنے سوتیلے بیٹے کے ترکہ سے کچھ حصہ ملسکتا ہی یا نہین -

مادر علاتی - ج - مادر علاتی پر شرعًا مان کا اطلاق نہین ہوتا بلکہ مادر حقیقی برادر مادر علاتی باپ کی منکوحہ کہلاتی ہی اور چونکہ مادر علاتی بمنزلہ مادر حقیقی کے تصور نہین کیجاتی ہی لہذا اسکو ترکہ نہین پہونچ سکتا جو انکے واسطے مقرر ہی -

مقدمہ ۲۲

س - شوہر نے زوجہ کے نام بعوض دین مہر کے جائداد اپنی منتقل کی بعد ازان زوجہ ایک بیٹا اور ایک دختر حقیقی اور دوسری دختر علاتی چھوڑکر مرگئی ایسی صورت مین منجملہ اُن شخصون کے متوفیہ کی جائداد کسکو پہونچے گی -

دختر علاتی - ج - متوفیہ کے بیٹے کو دو حصہ ملین گے اور اسکی دختر حقیقی کو ایک حصہ پہونچیگا اور دختر علاتی کا مطلق کچھ استحقاق نہین ہی -

مقدمہ ۲۳

س - ایک شخص کو کچھ جائداد اراضی ہبہ کے ذریعہ سے ملی تھی بعدہٗ وہ دادی اور مان اور علاتی چچا چھوڑکر مرگیا ایسی صورت مین

اُن شخصون مین سے ترکہ کسکو پہونچیگا اور کس حساب سے اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ متوفی کا دوسرا چچا علاتی بھی ہو تو جائداد چار وارثان مذکور الصدر مین کس طور پر تقسیم ہوگی۔

دادی اور مان کا حصہ۔

ج۔ اگر کوئی شخص دادی اور مان صرف علاتی چچا چھوڑ کر مرجائے تو جائداد کے تین حصے ہو کر منجملہ اُنکے ایک حصہ مان کو ملیگا اور ۲ سہام علاتی چچا کو دیے جائینگے اور اگر متوفی کے دو علاتی چچا ہون تو ہر واحد کو ایک ایک حصہ ملیگا اور بقیہ ثلث متوفی کی مان کو پہونچیگا۔ ۱

مقدمہ ۲۴

س۔ ایک بھائی کے بیٹے جو مدعی ہین اور مان چھوڑ کر مر گیا اگر واسطہ ان شخصون کا متوفی کی نسبت تسلیم کیا جائے تو اُنکو جائداد کس حساب سے پہونچیگی۔ ۲

مان کا استحقاق بحالت موجودگی بھائی کے بیٹون کے۔

ج۔ مان کو ایک ثلث ملیگا اور مدعیون کو واسطۂ نسبی کے ذریعہ سے اور از روے استحقاق عصوبت کے دو ثلث ملین گے۔ ۲

۱ اس صورت مین دادی کو از روے دفعہ ۲۷۔ اصول وراثت کے کچھ استحقاق نہین ہے۔

۲ اس مقدمہ مین یہ فرض کیا گیا ہے کہ بیٹے اور بیٹیون کی اولاد اور بھائی اور بہن موجود نہین ہین اور ایسی حالت مین بموجب دفعہ ۴۴۔ اصول وراثت کے مان کو ایک ثلث ملنا چاہیے۔

مقدمہ ۲۵

س ا - مسماۃ جمیلہ کی تین دختر فرخندہ و حمیدہ و سعیدہ تھین سعیدہ مان کی حیات مین اولاد چھوڑ کر مرگئی اور بعد وفات جمیلہ کے اُسکی بیٹیان فرخندہ و حمیدہ اُسکے ترکہ پر قابض ہوئین بعد ازان فرخندہ مرگئی ایسی صورت مین فرخندہ کی جائداد مابین اُسکی بہن حمیدہ اور سعیدہ متوفیہ کی اولاد کے کس طور پر تقسیم ہوگی واضح ہو کہ سعیدہ کی اولاد مین ایک بیٹا جمال اور ایک بیٹی رضیہ ہین -

ہمشیرہ کا استحقاق بحالت موجود ہونے اولاد ہمشیرہ متوفیہ کے -

ج - حسب حالات مظہرۂ بالا جائداد از روے شرع صرف حمیدہ کو پہونچیگی کیونکہ سعیدہ اپنی مان کی حیات مین اور فرخندہ اُسکی وفات کے بعد ایک بہن حمیدہ چھوڑ کر مرگئی اور جمال اور رضیہ کو شرعاً استحقاق وراثت نہین پہونچتا کیونکہ صرف حمیدہ وارث جائز ہی یعنے فرضاً وہی مستحق حصہ ہی اور جمال اور رضیہ واسطہ داران بعید ہین اور اُنکے واسطے ایسی صورت مین کچھ قرار نہین پاسکتا اور اُنکو بحالت موجود ہونے واسطہ دار ذوی الفروض کے حق ارث حاصل نہین ہوسکتا چنانچہ اِس امر کی نسبت شرح طحاوی مین یہ لکھا ہی کہ بحالت موجود ہونے ذوی الفروض کے واسطہ دار بعید کو ورثہ نہین پہونچتا -

س ۲- چونکہ سیدہ اپنی ماں کی حیات میں مرگئی تو اُسکی اولاد اپنی نانی کے ترکے سے محروم رہیگی یا نہیں اور اگر محروم نہ رہیگی تو اُسکو ترکہ کس حساب سے ملیگا۔

استحقاق دختر دختر بحالت موجود ہونے اولاد دوسری دختر متوفیہ کے۔

ج ۲- چونکہ سیدہ نے اپنی ماں کے حین حیات وفات پائی لہذا اُسکی اولاد اپنی نانی کے ترکے سے کچھ نہیں پا سکتی کیونکہ فرخندہ دختر جمیلہ ذوی الفروض سے ہے اور جمال اور رضیہ واسطہ داران بعید ہیں اور بموجب مسئلہ منقولہ بالا کے واسطہ داران بعید بحالت موجود ہونے ذوی الفروض کے ورثہ نہیں پا سکتے۔

مقدمہ ۲۶

س- مسماۃ ظہور النسا دو علاتی بھائی اور ایک علاتی بہن اور حقیقی بھائی کا ایک بیٹا اور اُسکی زوجہ اور دو بیٹیاں چھوڑ کر مرگئی اور حقیقی بھائی اُسکی حیات میں مرگیا تھا اور بحالت دائر رہنے مقدمہ مسماۃ مذکورہ کے حقیقی بھائی کی زوجہ مرگئی ایسی صورت میں ترکہ ظہور النسا منجملہ قرابت داروں مذکور الصدر شرعاً کنکو پہونچیگا اور کس حساب سے۔

استحقاق برادران علاتی و ہمشیرگان علاتی بحالت موجود ہونے پسران و دختران برادران حقیقی کے

ج- حسب حالات مرقومہ بالا ظہور النسا کی کل جائداد اُسکے علاتی بھائیوں اور بہن کو ملنی چاہیے یعنے جائداد کو پانچ حصوں پر تقسیم کرکے منجملہ انکے برادران علاتی سے ہر واحد کو دو حصے

ہے اصول وراثت کی دفعہ ۹۔

ملین گے اور ہمشیر علاتی کو ایک حصّہ دیا جائیگا اور برادر حقیقی کے دو بیٹے اور زوجہ اور دختران کو ترکۂ متوفیہ کی نسبت کچھ استحقاق نہین پہونچتا ہی کیونکہ بھائی کی زوجہ کو حق وراثت حاصل نہین ہی اور بحالت موجود ہونے برادران علاتی اور ہمشیر علاتی کے برادر حقیقی کے دو بیٹے اور دخترونکو از روے فرائض کے وراثت کا منصب نہین ہی۔

مقدمہ ۲۷

س۔ زید جائداد اراضی کا اصل مالک تھا اوسکے ایک بیٹا بکر اور دختر زینب تھی بکر زید کی حیات مین ایک بیٹا عمرو چھوڑ کر مرگیا بعد ازان زید بھی زینب اور عمرو چھوڑ کر مرگیا اور قبل تقسیم کے زینب نے دو بیٹیان کلثوم اور سکینہ چھوڑ کر وفات پائی ایسی صورت مین [1]

---

[1] اصول وراثت کی دفعات ۲۶- اور ۳۰- مین مابین برادران علاتی و اخیافی کے امتیاز کیا گیا ہی یعنے برادران اخیافی کو ہر صورت مین استحقاق وراثت حاصل ہوتا ہی لیکن اگر برادر متوفی کی اولاد یا اسکے بیٹے کی اولاد کسی درجہ تک موجود ہو یا باپ یا دادا وغیرہ موجود ہون تو برادران اخیافی مستحق ترکہ نہین ہوسکتے کیونکہ وہ ذوی الفروض ہین اور برادران اخیافی صرف عصبات مین داخل ہین لیکن بمقابلۂ برادران اخیافی اور علاتی کے بھائی کی اولاد کو گو وہ ایک ہی والدین سے ہو حق وراثت نہین پہونچ سکتا۔

ترکہ زید اور بکر کا کلثوم اور سکینہ اور عمرو اسکے وارثون کو کس حساب سے ملیگا۔

ج۔ چونکہ عمرو کا باپ یعنے بکر حین حیات زید کے جو عمرو کا دادا تھا مر گیا لھذا اس امر سے حجب نقصان ۱؎ اسکا لازم آتا ہی اگر ایسا نہ ہوتا تو عمرو منجملہ تین حصون کے دو حصّے پانے کا مستحق ہوتا اور زینب کو صرف ثلث پہونچتا بنظر حالات مندرجہ سوال ایک نصف زینب کا حق ہی اور نصف ثانی عمرو کو پہونچتا ہی اور چونکہ زینب دو بیٹیان یعنے کلثوم و سکینہ اور ایک بھتیجا عمرو چھوڑ کر مر گئی

اگر بیٹا باپ کی حیات مین مر گیا ہو تو پوتے اور نواسیون کا کیا حق ہوگا۔

۱؎ اس مقدمہ مین جو لفظ حجب نقصان استعمال کیا گیا ہی اس سے اس مقدمہ کے فتوی مین غلطی معلوم ہوتی ہی حجب نقصان سے یہ مراد ہی کہ وارث کا حق نسبت ایک حصّہ کے خارج اور نسبت دوسرے حصّہ کے جائز رکھا جائے اور یہ صورت صرف پانچ شخصون کی نسبت صادق آتی ہی یعنے شوہر یا زوجہ اور مان اور پوتی اور ہمشیر علاتی۔ زوجہ کا حصّہ در صورت نہونے اولاد کے ایک ربع ہی اور بحالت موجود ہونے اولاد کے اسکو ایک ربع نہین ملسکتا بلکہ حصّہ اسکا صرف ایک ثمن ہوتا ہی لیکن اگر بیٹا یا پوتا باپ کے حین حیات مر جائے تو اسکا بیٹا وراثۃً حصّہ پانے سے قطعی محجوب ہوتا ہی اور حصّہ اسکا صرف باستحقاق عصوبت باقی رہتا ہی اور زینب کا حصّہ شرعاً نصف ہی اور نصف ثانی بیٹے یا پوتے کو عصبہ ہونے کی جہت سے پہونچتا ہی اور دوسری تقسیم کی رو سے کلثوم اور سکینہ کا حصّہ دو ثلث ہی اور بقیہ ثلث بیٹے یا پوتے کو بذریعہ عصبہ ہونے کے ملیگا۔

لہذا نصف جائداد جو اسکو وراثۃً پہونچی تھی تین حصون پر تقسیم ہونی چاہیے منجملہ آنکے دو حصے کلثوم اور سکینہ کو ملنے چاہئین اور ایک حصہ عمرو کو چنانچہ اس ذریعہ سے عمرو کو اپنے دادا زید کے کل ترکے سے آخرکار دو ثلث پہونچین گے اور کلثوم اور سکینہ زید کی نواسیان اسکے ترکہ سے صرف ایک ثلث پانے کی مستحق ہین اور یہی طریق عمرو کے وارثون اور کلثوم اور سکینہ کے ورثا کی نسبت بھی صادق آتا ہے۔

مقدمہ ۲۸

س — مسمی شیخ احمد بابت کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ مسماۃ موتی جان متوفیہ اور بھی واسطے اُس قرضہ کے جو مسماۃ مذکورہ کا دو شخصون پر واجب تھا اس بیان سے دعویدار ہوا کہ میرے دادا نے کسی قدر آراضی متوفیہ کو اسکی اس شرط سے دی تھی کہ وہ حین حیات اپنے اُسکے منافع سے متمتع ہو اور بعد وفات کے وہ آراضی بدستور اصل واہب کی طرف عود کرے اور مسماۃ نے اپنی حیات مین تھوڑے عرصہ پیشتر مرنے سے ایک ہبہ نامہ میرے نام لکھدیا تھا اُسکی روسے اُسنے آراضی مذکور مع اپنی اور جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے میرے نام منتقل کردی تھی اور چورانوے روپیہ تیرہ آنے جو مسماۃ کو دو شخصون مذکور الصدر سے پانے تھے وہ بھی اُسنے میرے نام لکھدیے تھے علاوہ شیخ احمد کے چار شخص اور یعنے مان خان و میان خان و جیون خان و چاند خان دعویدار ہین اور رمان خان اسکو اپنے ماموں کی بیٹی بیان کرتا ہے

اورجیون خان اورچاند خان بیان کرتے ہین کہ وہ ہمارے دادا کے بھائی کی زوجہ تھی اورسمیان شیخ احمد اورمیان خان نے خاطرخواہ ثبوت اپنی بیانات کی تائید مین پیش کیا ہی ایسی صورت مین منجملہ دعویداروں کے کس شخص کو ترکۂ متوفیہ کی نسبت استحقاق وراثت پہونچتا ہی۔

بابت شوہر کے پوتون کا ذکر۔

ج۔ سمیان شیخ احمد یا جیون خان یا چاند خان کو جائداد متوفیہ کی نسبت استحقاق وراثت نہین پہونچتا لیکن شیخ احمد کا بیان ہبہ کے باب مین گواہون سے بخوبی ثابت ہی اور ہبہ فی الحقیقت بصورت وصیت ہی کیونکہ گواہون کی شہادت سے معلوم ہوتا ہی کہ ہبہ قبل وفات متوفیہ کے بیماری کی حالت مین عمل مین آیا ہی اور جو ہبہ کہ قریب الموت ہونے کے وقت کیا جائے وہ بطور وصیت متصور ہوتا ہی چنانچہ شرح وقایہ مین یہ لکھا ہی کہ اگر ہبہ

ہبہ بالوصیت

بالوصیت فی الواقع عمل مین آئے تو بھی نفاذ اسکا واہب کی وفات تک ملتوی رہنا چاہیے اسلیے کہ تعمیل اُسکے شرائط کی واہب کی وفات پر منحصر ہی کیونکہ اگر ترکہ واہب کا واسطے ادائے کل قرضہ کے مکتفی نہو تو ہبہ باطل ہوگا اور اگر ترکہ پر کچھ قرضہ نہو تو ہبہ صرف بقدر ایک ثلث ترکہ کے نافذ ہوگا علاوہ اسکے معدن مین یہ لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص قریب الموت ہونے کی حالت مین ہبہ کرے تو نفاذ اسکا اُسکے ترکہ کے صرف ایک ثلث کی نسبت ہونا چاہیے پس جو جائداد بعد ادائے مصارف تجہیز وتکفین اور ادائے قرضہ کے بچے منجملہ اُسکے ایک ثلث شیخ احمد کو بذریعہ وصیت ملنا چاہیے چنانچہ اس امر کی نسبت سراجیہ مین یہ لکھا ہی کہ متوفی کے ترکہ پر چار امور

لازم ہین اول اُسکی تکفین و تدفین لیکن ان امر اہم کے مصارف مین نہ زیادتی ہونی چاہیے نہ کمی ۔ دوم ادا کرنا اُسکے کل قرضۂ واجب کا جائداد ما بقی سے ۔ سوم تعمیل وصیت بقدر ثلث اُس جائداد کے جو بعد ادائے قرضہ کے بچے ۔ چہارم تقسیم کرنا بقیۂ جائداد کا اُسکے وارثون مین بموجب قرآن اور احادیث اور احکام علما کے ۔

اول اُن شخصون کو حصہ پہونچتا ہی جنکے واسطے قرآن مین حصص خاص معین ہین بعدہٗ عصبات یعنے واسطہ دارون کو اور یہ وہی شخص ہین جو بعد ذوی الفروض کے حصہ پاتے ہین اور بعد عصبات کے ایک خاص صورت مین رق معتق یعنے آزاد کیے ہوے غلام کا ترکہ آقا اُسکے وارثان ذکور کو جو عصبات مین داخل ہون پہونچتا ہی بعد ازان اُن شخصون کو جو اپنے حقوق کے مطابق نسبًا حصہ پانے کے مستحق ہون اور اُنکے بعد واسطہ داران بعید کو پس ماں خان و میان خان واسطہ داران بعید سے ہین اور چونکہ عصبات یا ذوی الفروض موجود نہین ہین لہذا واسطہ داران بعید کو ورثہ پہونچتا ہی اور اس صورت مین بعد مصارف تجہیز و تدفین اور ادائے قرضۂ متوفی اور تقسیم جائداد موصی بہ بقدر ایک ثلث ترکہ مابقی کے اُن دونون شخصون کو بموجب سراجیہ کے دو ثلث ملنے چاہیین ۔

ملہ اس صورت مین متوفے اور ماموں کا بیٹا دونون مستحق ورثہ ہین یعنے پھوپھی کے بیٹے کو بسبب واسطۂ پدری اُسکے دو ثلث ملین گے

مقدمہ ۲۹

س۔ ایک شخص زید نامی کو کچھ جائداد اُسکے دادا سے وراثةً ملی تھی بعد اسکی وفات کے اُسکی زوجہ حمیدہ اُس جائداد پر قابض ہوگئی اور اپنی حین حیات مین اُسپر دخیل رہی لیکن یہ بخوبی واضح نہین ہر کہ دخل اُسکا کس استحقاق کے ذریعہ سے ہوا اور اب حمیدہ کا سوتیلا بھائی اور زید کی ہمشیر علاتی کا پوتا دعویدار ہین اس صورت مین منجملہ ان دو دعویدارون کے جائداد کسکو ملنی چاہیے اور اگر دونون کو ملیگی تو کس حساب ۔

ہمشیرہ علاتی کے پوتے اور زوجہ کے سوتیلے بھائی کا استحقاق۔

ج۔ ایسا معلوم ہوتا ہر کہ جائداد متنازعہ موروثی تھی لیکن یہ تحقیق نہین ہر کہ حمیدہ کس استحقاق کے ذریعے سے اسپر قابض ہوگئی اور چونکہ وہ موروثی تھی لہذا ہونا اُسکا زید کی ملکیت سے ظاہر ہر اور بعد اُسکی وفات کے وہ اُسکے وارثون کو پہونچی ہوگی اور حمیدہ کے قبضہ سے استحقاق ملکیت اُسکا ہرگز ثابت نہین ہوتا اور سوال سے معلوم ہوتا ہر کہ زید کے وارث سوائے اُسکی زوجہ اور ہمشیرہ علاتی کے

ین

اور ماسون کے بیٹے کو بذریعۂ واسطۂ مادری کے ایک ثلث دیا جائیگا اگر ایک ہی درجہ کے دعویدار خاندان کی جہالت مختلف سے ہون تو ایک وارث کا حق بمقابلۂ دوسرے زائل نہین ہوتا لیکن اگر منجملہ دعویدارون کے ایک شخص چچیرا بھائی اور دوسرا پھوپھی زاد بھائی ہوتا تو پھوپھی زاد بھائی حصہ پانیکا مستحق نہوتا۔ دفعہ ۵۳۔ اصول وراثت

پوتے کے اور کوئی نہین ہو لیکن حمیدہ اُسکی زوجہ علاوہ وارث ہونے کے
اُسکی قرضخواہ بھی ہو کیونکہ شرع کی رو سے اداے دین مہر نکاح کی صورت مین
واجب ہو حتی کہ عقد نکاح بغیر مہر کے درست نہین ہو پس اگر زید نے اپنی
حیات مین زوجہ کا دین مہر ادا کردیا باوجود اپنی رضا و رغبت سے دست بردار
ہوگئی تو باوجود اسکے قابض ہونے کے جائداد چار حصون پر تقسیم
کی جائیگی منجملہ آنکے حمیدہ زوجہ زید کو ایک حصہ فرضاً ملیگا اور
بعد اُسکی وفات کے وہی حصہ اُسکے سوتیلے بھائی کو پہونچیگا اور بقیہ
تین حصے زید کی ہمشیر علاتی کے پوتے کو ملین گے اور اگر زید بغیر
اداے دین مہر زوجہ کے مرگیا ہو اور حمیدہ اُس سے دست بردار
نہوئی ہو تو دین مذکورہ حمیدہ کے وارث یعنے اُسکے سوتیلے بھائی کو
قبل تقسیم ترکہ دینا چاہیے اور اگر بعد اداے دین مہر کے کچھ جائداد
فاضل بچے تو اُسکے چار حصے کیے جائین اور وہ حسب سہام مصرحۂ بالا
مستحقین مین تقسیم ہون اور اگر یہ ثابت ہو کہ حمیدہ جائداد شوہری پر
باستحقاق مالکانہ بعوض مہر کے قابض تھی تو ایسی حالت مین کل
جائداد اُسکے سوتیلے بھائی کو بذریعہ وارث جائز ہونے اُسکے
ملنی چاہیے اور زید کی ہمشیر علاتی کا پوتا ارث سے محروم رہیگا لیکن
سوال سے حمیدہ کا اس طور پر قابض ہونا پایا نہین جاتا بلکہ یہ ثابت
ہو کہ وہ زید کی جائداد موروثی ہو پس اِس سوال کا
جواب صحیح وہی ہو جو پہلے لکھا گیا اور جائداد موروثی سے

یہ مراد ہی کہ وہ جائداد زید کے دادا کی ملک سے تھی اور زید کو وراثۃً ملی
ملی تھی چنانچہ ہدایہ مین یہ لکھا ہی کہ اگر مورث کا استحقاق کسی جائداد
کی نسبت ثابت ہو تو بھی وہ جائداد عدالت کے حکم سے
وارثون کو نہین ملسکتی تاوقتیکہ مورث کا وفات پانا اور وارثون کا
مستحق ہونا ثابت نہ کیا جائے پس چونکہ اس مقدمہ مین یہ ثابت ہی
کہ جائداد متنازعہ دادا کی تھی لہذا اس سے متحقق ہی کہ بعد وفات دادا
کے زید کو اسکی نسبت استحقاق ملکیت حاصل ہوا اور ہدایہ مین یہ
بھی لکھا ہی کہ دین مہر کا ادا کرنا شرعاً واجب ہی اور سراجیہ مین بھی لکھا ہی
کہ متوفی کی کل بقیہ جائداد سے اسکا قرضہ واجب الادا کرنا لازم ہی
اور جو کچھ جائداد بعد ادائے قرضے کے بچے اسمین سے ثلث وصیت
کے نفاذ مین دیجائے اور بقیہ جائداد وارثون مین تقسیم کیجائے
اور وارثون کی نسبت یہ لکھا ہی کہ باپ یا بھائیون کی اولاد کو ترکہ ملنا
چاہیے اور بعد انکے واسطے وارثان نسبتی کا استحقاق موجہ تصور کیا جاتا ہی
مثلاً بمقابلہ برادر علاتی کے برادر حقیقی کو ترجیح ہی اور اگر ہمشیر حقیقی
بحالت موجودگی دختر کے عصبات مین داخل ہو تو اسکا استحقاق
بمقابلہ برادر علاتی کے مرجح ہوگا اور بعد ازان ورثہ واسطہ
داران بعید کو پہونچیگا اور تیسرے قسم کے وارث وے ہین جو
متوفا کے والدین کی اولاد سے ہون مثلاً بہن کی اولاد اور
بھائی کی بیٹیان۔

مقدمہ ۳۰

س - اگر کابین نامہ جو ایک عورت بیوہ نے پیش کیا ہو ناجائز قرار پائے تو اُسکے شوہر کا بھائی جو اُسکا مخالف ہے ازروے مسائل اہل سنت یا اہل تشیع کے اپنے بھائی کے ترکے پر وراثۃً قابض ہونے کا مستحق ہوگا یا نہین اور جائداد اُسکی بموجب مسائل دونون طریق کے اُسکے وارثون مین کس طور پر تقسیم ہوگی -

ج - ازروے مسائل اہل سنت کے متوفی کا بھائی منجملہ اُسکے ترکے بعد دیے جانے حصص ذوی الفروض کے بذریعہ عصوبت ایک حصہ وراثۃً پانے کا مستحق ہوگا اور جس طور پر کہ تقسیم جائداد بلحاظ بیانات ہر فریق کے ہونی چاہیے اُسکی نسبت دو فہرست جواب ذیل مین مندرج ہین بموجب مسائل اہل تشیع کے بھائی کو بحالت موجودگی دختر کے برادر متوفی کے ترکہ سے ورثہ نہین پہونچتا بلکہ وہ اُسکی زوجہ اور دختر کو بالاشتراک پہونچیگا اور بسبب فرض کرنے اس امر کے تعین کرنا حصص ترکہ کا ضرور نہین ہے -

استحقاق بھائی کا بموجب مسئلہ اہل سنت اور ازروے مسئلہ اہل تشیع کے -

ملہ ازروے شجرۂ مدخلہ بیوہ کے اُسکے شوہر کا بھائی منجملہ ۲۱۶ سہام ترکہ متوفی کے ۴۸ سہام یعنے تخمیناً ترکہ مذکور کے پانچوین یا چھٹے حصے کا مستحق ہوا اور جو حساب کہ ازروے شجرۂ مدخلہ برادر شوہر متوفی کے کیا گیا بلحاظ اُسکے وہ مستحق پاتے ۶۴۲۱ سہام منجملہ ۱۳۶۶ سہام کے یعنے تخمیناً ترکے چوتھے یا پانچوین حصے کا متصور ہوا -

مقدمہ ۱۳۱

س۔ ایک شخص صرف ایک بیٹی اور برادر علاتی چھوڑکر مرگیا ایسی صورت مین متوفی کے برادرزادہ کو اُسکے ترکہ کی نسبت وراثۃً کچھ حق پہونچتا ہی یا نہین۔

دختر کا حق بمقابلہ برادر علاتی کے

ج۔ سوال سے واضح ہوتا ہی کہ متوفی نے ایک بیٹی اور برادر علاتی چھوڑکر وفات پائی اور دونون دعویدار ترکہ ہین ایسی صورت مین متوفی کی جائداد کو چار حصّون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے بیٹی کو نصف یعنے دو حصّے فرضاً ملینگے اور نصف ثانی اُسکے برادر علاتی کو عصبہ ہونے کے سبب سے پہونچیگا اور اُسکی وفات کے بعد اُسکا بیٹا قائم مقام ہوگا۔ [1]

مقدمہ ۱۳۱

س۔ ایک شخص نے اپنی دختر کا نکاح کیا اور نکاح کے وقت اُسکو زیورات اور اور بیش قیمت چیزین دین اور اُسکے شوہر نے بھی بعد نکاح اُسکو کچھ زیور دیا زوجہ نے بعد پیدا ہونے ایک پسر کے وفات پائی اور وہ بیٹا بھی مرگیا اب متوفیہ کا باپ اُن کُل زیورات اور چیزون کے دعویدار ہی۔

[1] از روے دفعہ ۱۶ کے دختر کو نصف جائداد ملنی چاہیے اور اس صورت مین صرف ایک وارث عصبات سے ہی اور اُسکو ترکہ کا نصف ثانی بغیر کسر کے پہونچتا ہی لہذا اس مقدمہ سے تقسیم کے پہلے قاعدہ یعنی دفعہ ۵۰ کی تمثیل حاصل ہوتی ہی۔

جو خود آسنے اور متوفیہ کے شوہر نے اسکو دین ایسی صورت مین متوفیہ کا باپ کل جائداد پانے کا مستحق ہو یا ایک جزو کا اور اگر وہ مستحق نہین ہو تو اشیا اور زیور شرعاً کسکو ملنا چاہیے۔

ج۔ بعد ادائے مصارف تجہیز و تکفین متوفیہ اور انصرام دیگر امور واجب کے اسکی جائداد کو عام اس سے کہ وہ نکاح کے وقت حاصل ہوئی ہو یا اور طور پر بارہ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے اور منجملہ انکے باپ دو حصے پانے کا مستحق ہوگا اور بقیہ دس سہام کے ملنے کا اسکے شوہر کو پہونچتا ہو۔ [1]　　زوجۂ متوفیہ کی جناس جائداد۔

مقدمہ ۳۳

س۔ ایک شخص ایک بھائی اور دو علاتی چچا اور ایک علاتی چچا کی دو بیٹیان چھوڑ کر مر گیا اور یہ شخص اسکے ترکہ کے دعویدار ہین ایسی صورت مین منجملہ دعویدارون کے کون شخص ازروئے فرائض ورثہ پانے کا مستحق ہو۔

[1] شوہر کو اسقدر زیادہ حصہ ملنے کی وجہ یہ ہو کہ وہ اپنے بیٹے کا وارث ہو اور اسی وجہ سے وہ مستحق ہوا ہو حسب قاعدہ دفعہ ۶۵ زوجہ کی وفات کے بعد اسکی جائداد بارہ حصون مین تقسیم ہونی چاہیے تھی اور دفعہ ۴۳ کے بموجب باپ ایک سدس اور از روئے دفعہ ۱۵ کے شوہر ایک ربع پانے کا مستحق ہوگا اور چونکہ ان دونون کو حصص بغیر کسر کے یعنے ایک کو منجملہ ۱۲ کے ۲ اور دوسرے کو ۳ ملتے ہین اور بقیہ ۷ حصے بیٹے کے واسطے کہ وہی صرف وارث عصبہ ہو بچتے ہین لہذا اس صورت سے تقسیم کے پہلے قاعدہ یعنے دفعہ ۵۷ کی تمثیل پائی جاتی ہو۔

ج - مان ذوی الفروض سے ہو اور علاتی چچا عصبات مین داخل ہین اور یہی شخص ترکۂ متوفی کے وارث ہین اور چچا کی بیٹیان واسطہ داران بعید سے مین ہین اور یہ لوگ بحالت موجود ہونے ذوی الفروض یا وارث عصبہ کے ترکہ سے کچھ نہین پا سکتے -

واسطہ داران بعید کا حق بحالت موجود ہونے ذوی الفروض یا عصبات کے -

مقدمہ ۳۴

س - ایک عورت کچھ جائداد جو اسکو اپنے شوہر سے بابت دین مہر ملی تھی چھوڑ کر مرگئی اور اب اسکے ترکہ کی نسبت دو بہنین اور ایک دختر اس بیٹے کی جو متوفیہ کے حین حیات مرگیا دعویدار ہین ایسی صورت مین جائداد مذکور اس شخص کو کس حساب سے پہونچیگی -

ج - جو جائداد کہ متوفیہ نے چھوڑی وہ بلا لحاظ اس امر کے کہ دین مہر کی بابت حاصل ہوئی یا اور طور پر چار حصون مین تقسیم ہونی چاہیے

دونون بہنون کا حق بحالت موجود گی بیٹے کی دختر کے -

---

۱ اصول وراثت کی دفعہ ۴۷ معائنہ کیجائے -

۲ اس صورت مین مان کا حصہ حسب دفعہ ۳۴ - ایک ثلث ہوتا ہے اور بقیہ دو ثلث دونون چچا کو بذریعۂ عصبہ ہونے کے ملنے چاہیین اور ترکہ کے تین حصے بغیر کسر کے ہو جائینگے چنانچہ اس صورت سے اول قاعدہ تقسیم یعنی دفعہ ۵۷ کی تعمیل لازم آتی ہے -

اور منجملہ اُنکے اُسکے بیٹے کی دختر نصف [1] یعنے حساب کی رو سے روپیہ مین آٹھ آنے کی مستحق ہوگی اور دونون بہنون کو بقیہ نصف [2] یعنے ہر واحد کو ایک ربع [3] ملیگا۔

مقدمہ ۳۵

س۔ ایک عورت شوہر اور ایک بیٹی اور ایک چچا چھوڑ کر مرگئی ایسی صورت مین ان وارثون مین سے ہر وارث کو اُسکا ترکہ کس حساب سے پہونچیگا۔

ج۔ ترکہ متوفیہ کو چار حصّون پر تقسیم کرنا چاہیے اور منجملہ اُنکے شوہر کو ایک حصّہ یعنے ربع فرضاً ملیگا اور دختر کو دو حصّے یعنے نصف جائداد فرض کے رو سے ملنا چاہیے اور باقی ایک حصّہ چچا کو بذریعہ عصبہ ہونے کے ملیگا۔ دختر کا حق بحالت موجود ہونے شوہر اور چچا کے

مقدمہ ۳۶

س۔ مسماۃ شہامت نے ایک بیٹی مسماۃ زینب چھوڑ کر وفات پائی اور دختر بعد وفات اپنی ماں کے اُسکے کل ترکہ پر وراثۃً قابض ہوئی

[1] اصول وراثت دفعہ ۱۸۔

[2] اصول وراثت دفعہ ۲۵۔

[3] دفعہ ۵ و مسائل تقسیم قاعدہ اول۔

بعد ازان دختر بھی لاولد مرگئی ایسی صورت مین کُل یا جزو اُس جائداد کا جو بیٹی کو مان سے وراثةً ملی تھی اُسکے ماموں کو ملنا چاہیے یا کُل جائداد اُسکے شوہر کی متصور ہوگی اور اگر ورثہ دونون کو پہونچتا ہو تو ترکہ باہم اُنکے کس حساب سے تقسیم ہوگا۔

ج۔ سوال سے واضح ہوتا ہو کہ مسماة شہامت ایک بھائی اور ایک دختر چھوڑ کر مرگئی اور بیٹی صرف نصف ترکہ کی مستحق ہو اور نصف ثانی کی نسبت متوفیہ کے شوہر کو بوجہ اُسکے عصبہ ہونے کے استحقاق پہونچتا ہو۔

شوہر کا حق بجائے موجود ہونے ماموں کے۔

مقدمہ ۳۷

س۔ ایک شخص ایک زوجہ اور چچا کا بیٹا اور دو ہمشیرہ زادہ اور ہمشیر کی تین بیٹیان اور چچا کے چند پوتے چھوڑ کر مرگیا منجملہ اُنکے کن اشخاص کو متوفا کی جائداد پہونچیگی اور کس مقدار مین۔

ج۔ اول ادا ہونا متوفی کے مصارف تجہیز و تکفین اور اُسکے قرضۂ واجب کا لازم ہو اور بعد ازان اُسکے ترکہ سے ثلث کی نسبت وصیت کا نفاذ ہونا چاہیے اور ان مراتب کے بعد ترکہ چار حصّون پر تقسیم کیا جائے منجملہ اُنکے ایک حصّہ بیوہ کو فرضاً ملیگا[۱] اور باقی جائداد چچا کے بیٹے کو

چچا کے بیٹے کا حق بحالت موجود بیوہ کے۔

[۱] اصول وراثت کی دفعہ ۱۴۴۔ معائنہ کیجائے۔

بوجہ عصبہ ہونے کے پہونچیگی اور چچا کے پوتے بسبب موجودگی اُنکے باپ کے ورثہ نہین پا سکتے اور بقیہ اشخاص واسطہ داران بعید مین داخل ہین ۱؎ پس بلحاظ ان حالات کے چچا کے پوتے اور واسطہ دار ترکہ سے حصہ پانے کے مستحق نہین ہین ۔ ۲؎

بہن کے بیٹے واسطہ داران بعید مین داخل ہین ۔

مقدمہ ۳۸

س ۔ ایک عورت ایک بھائی اور بہن چھوڑ کر مر گئی اس صورت مین ترکہ اسکا ان شخصون مین کس طرح سے تقسیم ہوگا ۔

ج ۔ متوفیہ کا ترکہ تین حصّون پر تقسیم ہونا چاہیے منجملہ انکے دو حصّے بھائی کو ملین گے اور ایک حصّہ بہن کو پہونچیگا ۔ ۳؎

بھائی کا استحقاق بحالت موجود ہونے بہن کے ۔

۱؎ اصول وراثت دفعہ ۴۵ ۔

۲؎ اس صورت سے بھی اول قاعدہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۵۷ کی تمثیل صادق آتی ہے یعنے درصورت نہ ہونے اولاد کے بیوہ ایک ربع کی مستحق ہے اور ایسی صورت مین جائداد کو چار حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُن کے زوجہ کو ایک حصہ فرضاً ملنا چاہیے اور بقیہ جائداد چچا کے بیٹے کو بغیر کسر کے پہونچتی ہے ۔

۳؎ اصول وراثت کی دفعہ ۲۲ ۔ اور دفعہ ۵۷ یعنے تقسیم کا پہلا قاعدہ ۔

مقدمہ ۳۹

س - ایک شخص نے زوجہ اور بھائی چھوڑکر وفات پائی پس ترکہ اُسکا ان دونون مین کس قاعدہ سے تقسیم ہوگا اور ہر وارث کو کس قدر حصّہ ملیگا۔

ج - متوفی کے ترکہ کو چار حصّون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے زوجہ کو ایک حصّہ فرضاً پہونچیگا اور بقیہ تین حصّے بھائی کو بذریعۂ عصبہ ہونے کے ملین گے۔

استحقاق بھائی کا بحالت موجود ہونے زوجہ کے۔

مقدمہ ۴۰

س - زید اور بکر دو بھائی تھے اُنکو جائداد پدری بحصص مساوی وراثتہً پہونچی بعد ازان زید ایک بیٹا عمرو چھوڑکر مرگیا اور اُسکے بعد عمرو نے بھی خالد ایک بیٹا چھوڑکر وفات پائی بعدہٗ بکر ایک زوجہ اور چار بیٹیان چھوڑکر مرگیا اور پھر زوجہ بھی مرگئی ایسی صورت مین دونون بھائیون کا ترکہ اُنکے وارثان موجود مین کس طور پر تقسیم ہوگا۔

۱ - پہلا قاعدہ تقسیم کا جو دفعہ ۵ - ۷ مین درج ہے ملاحظہ کیا جائے اور وہ یہ صورت ہے کہ جسمین وارثون کو بغیر کسر کے حصّہ پہونچتا ہے یعنے بموجب دفعہ ۱۴ - اصول وراثت کے بیوہ کا حصّہ درصورت نہونے اولاد کے ایک ربع ہے اور جائداد کو چار حصّون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے ایک حصّہ زوجہ کو اور بقیہ ترکہ وارث عصبہ کو ملنا چاہیے۔

زوجہ کا حصہ بحالت موجود ہونے چار بیٹیون اور بھائی کے بیٹے کے۔

ج۔ کاغذات سے واضح ہوتا ہو کہ زید نے قبل بکر کے اور بکر نے قبل خالد کے وفات پائی ایسی صورت مین کل ترکہ زید کا اُسکی وفات کے بعد اُسکے بیٹے عمرو کو پہونچیگا اور آسکے بعد بیٹے خالد کو اور منجملہ ترکہ بکر کے ایک ثمن اُسکی زوجہ کو ملیگا اور دو ثلث اسکی بیٹیون کو بابت اُنکے حصص کے پہونچینگے اور خالد عصبہ ہونے کی وجہ سے بقیہ جائداد پانے کا مستحق ہوگا مثلاً بکر کی جائداد ۲۴ حصّون پر[۱] تقسیم کیجائیگی منجملہ اُنکے زوجہ ایک ثمن یعنے تین حصّے پانے کی مستحق ہوگی اور بیٹیون کو دو ثلث یعنے ۱۶ اسہام ملینگے اور باقی پانچ حصّے بھائی کے بیٹے یا پوتے کو پہونچین گے اور چونکہ زوجہ تقسیم سے پہلے مرگئی لہذا اُسکا حصّہ اُسکی بیٹیون کو ملیگا۔

مقدمہ ۱۴۱

س۔ ایک عورت نے شوہر اور ایک پسر نابالغ اور ماں اور بہن چھوڑکر وفات پائی اور بحالت موجود ہونے ان کل دعویدارون کے متوفیہ کی ماں نے اپنے داماد پر بابت حصّہ دین مہر یافتنی اپنی دختر کے نالش دائر کی

---

[۱] اگر حصّہ دارون کے ایک فریق کا حصّہ ایک ثمن ہو اور دوسرے کا دو ثلث جیسا اس صورت مین ہو یا ایک ثلث یا ایک سدس تو حسب قاعدہ مندرجہ دفعہ ۶۶ کے جائداد کو ۲۴ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے یہ مثال تقسیم کے پہلے قاعدہ کی ہو اور دفعہ ۷۰ کے مطابق اس صورت مین کل وارث اپنا اپنا حصّہ بغیر کسر کے پائینگے۔

ایسی صورت مین ستوفیہ کی مان کو اُسکے شوہر پر دین مہر کا دعوی پہونچتا ہی یا نہین ؟ اور اگر پہونچتا ہی تو دین مہر سے کسقدر ؟ اور دیگر دعویدارون کو کس حساب سے ورثہ ملیگا۔

ج ۔ ستوفیہ کی مان کو داماد پر منجملہ دین مہر یا فتنی دختر کے اپنے حصے کی بابت نالش کرنے کا استحقاق حاصل ہی اور جو روپیہ مہر کی بابت واجب الادا ہو اُسکے بارہ[۱] حصے کیے جائین منجملہ بارہ حصون کے ایک ربع ملے یعنے تین حصے شوہر کا حق ہی اور ایک سدس[۲] یعنے دو حصہ مان کو پہونچتے ہین ور سات حصے پسر نابالغ کو لیکن ہمشیرہ[۳] کو بسبب موجود ہونے بھائی[۴] کے کچھ استحقاق نہین پہونچتا۔ بیٹے کا حق بحالت موجود ہونے مان اور شوہر کے۔

مقدمہ ۴۲

س ۔ ایک شخص دو زوجہ چھوڑکر مرگیا پہلی زوجہ سے ایک بیٹا تھا اور دوسری سے دو بیٹے تھے اور پہلی زوجہ کا بیٹا ایک زوجہ اور دو بیٹے

---

[۱] اصول وراثت کی دفعہ ۱۵ ملاحظہ کیجائے۔

[۲] اصول وراثت دفعہ ۲۷۔

[۳] اصول وراثت دفعہ ۲۱۔

[۴] مسئلہ تقسیم مندرجۂ دفعہ ۶۵ کا پہلا قاعدہ ۔ اگر ایک حصہ دار ربع کا مستحق ہو اور دوسرا سدس کا تو بموجب قاعدۂ دفعہ ۶۵ کے ترکہ کو بارہ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے اور اگر اس تقسیم سے کل دعویداران جائز اپنا اپنا حصہ پاسکین تو عمل مزید کی ضرورت نہین ہی۔

چھوڑ کر مرگیا اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ اُسنے اپنی کُل جائداد زوجہ کو دین مہر کی عوض دیدی ہی تو زوجہ کے بھائی کو بعد وفات زوجۂ مذکور اور آسکے دو بیٹون کے کُل جائداد مذکور کی نسبت استحقاق وراثت پہونچتا ہو یا نہین یا وہ مستحق صرف کسی قدر حصّہ کا ہو اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ پسر متوفی نے جائداد اپنی دین مہر کی عوض منتقل نہین کی بلکہ اُسکی زوجہ اُسکے حصّۂ واجب پر قابض تھی تو اُسکا بھائی بعد اُسکی وفات کے حصّہ پانے کا مستحق ہو یا نہین —

علاتی چچا کا استحقاق بمقابلہ ماموں کے —

ج — اگر کوئی شخص اپنی کُل جائداد دین مہر کی بابت منتقل کرکے زوجہ اور دو بیٹے چھوڑ کر وفات پائے اور بیٹے اپنی مان سے پہلے مرجائین اور وہ ایک بھائی چھوڑ کر وفات پائے تو بھائی اُسکے کل ترکہ پانے کا شرعًا مجاز ہو لیکن اگر ان دونون بیٹون یا ایک بیٹے سے پہلے مرگئی ہو اور وہ بیٹے علاتی چچا یا چچیرے بھائی چھوڑ کر مرجائین تو ایسی صورت مین علاتی چچا یا اُسکے بیٹے ازروے استحقاق عصوبت مستحق پانے ترکہ متوفیان سے ہون گے اور ماموں کو جو واسطہ داران بعید سے ہو مطلق کچھ نہین ملسکتا اور اگر متوفی نے اپنی جائداد زوجہ کے نام دین مہر کی بابت منتقل نہین کی ہو بلکہ وہ حصّہ شوہری پر جو بسبب موجود ہونے بیٹون کے بقدر ایک ثمن کے ہو قابض رہکر حین حیات بیٹون کے مرگئی ہو تو اُسکا حصّہ بیٹون کو پہونچے گا اور اُسکے بعد علاتی چچا یا اُسکے بیٹون کو ملیگا اور ماموں کچھ نہین پائیگا اور

اگر ایک بیٹا ماں اور بھائی ؎۱ چھوڑ کر مر گیا ہو تو اُسکی جائداد کے تین حصّے کیے جائینگے اور منجملہ اُسکے ماں کو ایک حصّہ ملے گا اور بقیہ دو حصّے اُسکے بھائی کو پہونچینگے اور اگر دوسرا بیٹا ماں اور علاتی چچا یا اُس چچا کے بیٹے کو چھوڑ کر فوت ہوا ہو تو اُسکا ترکہ تین حصّوں پر تقسیم ہوگا منجملہ اُسکے ایک حصہ ماں کو ملیگا اور باقی دو حصّے علاتی چچا یا اُسکے بیٹوں کو بذریعہ استحقاق عصوبت ملینگے اور اگر بعد ازاں ماں صرف ایک بھائی چھوڑ کر مر جائے تو اُسکے کُل ترکہ کا بھائی مستحق ہوگا اور چونکہ یہ تحقیق نہیں ہو کہ منجملہ اُن شخصوں کے کون شخص سب سے پیچھے مرا لہذا وراثت آنکی بالانفراد مناسخت کی رو سے قائم نہیں ہو سکتی۔

؎۱ عدالت ضلع ہوگلی کے مفتی نے اپنے فتوے میں یہ لکھا کہ اگر ماں اور بھائی دعویدار ہوں تو ترکہ کو چھ حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے اور ماں ایسی حالت میں صرف ایک سدس کی مستحق ہوگی لیکن یہ رائے ظاہراً غلط ہو کیونکہ بجاے ایک بھائی کے چند بھائی ہوتے تو ماں البتہ صرف ایک سدس کی مستحق ہوتی وفعات ۳۳ و ۳۴۔ یہ تمثیل تقسیم کے پہلے قاعدہ کی ہو جو دفعہ ۵۰ ے میں درج ہو اور اس صورت میں ترکہ بغیر کسر کے تقسیم ہو سکتا ہو۔

مقدمہ ۴۳

س - ایک شخص کسی قدر آراضی کا مالک بشمول اپنے نواسہ کے قابض تھا بعدہ وہ آراضی خود اسکے نواسے مذکور کے نام حسب ضابطہ عطا ہوئی بعد ازان اسکی بیٹی ایک دختر اور اسکا شوہر اور اپنا شوہر اور ایک بیٹیا یعنے وہ جسکا نام عطا مین داخل تھا چھوڑ کر مرگئی اور چند عرصہ بعد اسکی وفات کے شخص مذکور بھی مرگیا اور نواسہ اسکا جو کسی مقام بعید کی جانب گیا تھا مدت مدید سے مفقود الخبر ہی بعدہ شخص مذکور کی نواسی نے بھی ایک بیٹیا اور ایک دختر اور شوہر چھوڑ کر وفات پائی اور اسکے بعد شخص مذکور کا داماد بھی ایک بیٹیا دوسری زوجہ سے چھوڑ کر مرگیا ایسی صورت مین منجملہ اشخاص مذکورۂ بالا یعنے نواسی کے شوہر اور پسر اور دختر اور حقیقی نواسہ کے برادر علاتی کے کسکو اصل مالک متوفی کی آراضی کی نسبت شرعاً استحقاق پہونچتا ہی اور کس حساب سے -

ج - بنظر حالات سوال کے گو آراضی مذکور اصل مالک کو بشمول نام اپنے نواسہ کے بذریعۂ عطا حاصل ہوئی لیکن صرف وہی اسکا مالک متصور ہی کیونکہ شرعاً اشتراک نام قابل لحاظ نہین ہی بلکہ اصل مالکیت اگر دختر اصل مالک سے پہلے مرگئی تو وہ اسکے ترکہ سے مطلق کچھ حصہ نہین پاسکتی اور اگر شخص مذکور ایک نواسہ اور ایک نواسی وردا اور نواسی کا شوہر چھوڑ کر مرگیا ہو تو اس صورت مین ترکہ اسکا تین حصّون مین تقسیم کیا جائیگا

نواسہ اور نواسی کا استحقاق -

منجملہ اُنکے نواسہ کو دو حصے ملین گے اور نواسی کو ایک اور داماد اور نواسی کا شوہر حصہ پانے کے مستحق نہین ہین جو شخص مفقود الخبر ہو اور اُسکی مرگ وزیست کا کچھ حال معلوم نہ ہو اُسکا حق نسبت اُسکی ذاتی جائداد کے قائم اور نسبت اور شخصون کی جائداد کے ساقط متصور ہوتا ہی اور ایسی صورت مین حاکم وقت کو کوئی شخص واسطے انصرام اُسکے کاروبار کے مقرر کرنا چاہیے اور اُسکا حصہ ۹۰ برس تک قائم رکھا جائے ۱؎ اور جو اقربا اُسکے اُس مدت مین فوت ہون وے اُسکی جائداد سے حصہ نہ پائینگے اور اگر نواسی ایک بیٹا اور ایک بیٹی اور شوہر چھوڑ کر مرگئی ہو تو اُسکا ترکہ چار حصون پر منقسم ہو کر اُسکے وارثون مین اس طرح سے تقسیم ہوگا کہ ایک حصہ اُسکے شوہر کو ملے گا اور ایک اُسکی بیٹی کو اور دو حصے اُسکے پسر کو اور اگر اصل مالک مذکور کے خاص اپنی جائداد چھوڑ کر فوت ہوا ہو تو وہ اُسکے بیٹے کو پہونچیگی ۔ ۲؎

استحقاق بھائی کا بحالت موجود ہونے بہن کے ۔

۱؎ یہ مدت تاریخ ولادت مفقود الخبر سے محسوب ہوگی ۔

۲؎ قاعدہ اول مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۴۷ ۔

تصریح تعین حصص

زید

متوفی ۱۲/۳

بکر	جمیلہ	عمرو
جمیلہ کا شوہر	دختر کی دختر ۴ حصہ	دختر کا پسر ۸ حصے
	جمیلہ متوفیہ ۴	جمیلہ کا شوہر ایک حصہ

خالد	فہمیدہ
جمیلہ کا پسر ۲ حصے	جمیلہ کی دختر ایک حصہ

میزان کل

فہمیدہ	خالد	بکر	عمرو ط
ایک حصہ	۲ حصہ	ایک حصہ	۸ حصے

ط اول مرتبہ زید کے ترکہ کو تین حصون پر تقسیم کرنا چاہیے کیونکہ عمرو اُسکا نواسہ اور جمیلہ نواسی حصہ پانے کے مستحق ہین اور نواسہ کا حصہ بہ نسبت نواسی کے دوچند ہو بعد وفات نواسی کے اُسکی جائداد چار حصون مین تقسیم کی جائے اور اُنمین سے اسکا شوہر ایک ربع پائیگا لیکن جب اُسکے ایک حصہ کو چار مین ضرب دیگئی تو ضرور ہوگا اور حصے

مقدمہ ۴۴

س - ایک شخص نے اپنی زوجہ کو بدرویہ ہونے کی وجہ سے نکال دیا اور عورت نے چار سال تک خاص اپنی محنت سے اوقات بسر کی بعدازان شوہر اور بھائی کا بیٹا چھوڑ کر مرگئی اس صورت مین منجملہ ان دونون شخصون کے کون شخص ازروے فرائض اُسکے ترکہ کا مستحق ہی -

ج - اگر شوہر نے افتراق کے وقت زوجہ کو طلاق دیا تو صرف اُسکے بھائی کا بیٹا شرعًا مستحق اُسکے ترکہ کا ہی لیکن اگر شوہر نے اُسے بغیر طلاق کے نکال دیا ہو تو وہ بدستور کی حفاظت مین تصور کیجائیگی اور بعدؔ اسکی وفات کے شوہر اور اُسکے بھائی کا بیٹا ترکہ اُسکا بالاشتراک پاوینگے اور ہر واحد مستحق نصف حصّہ کا ہوگا یعنے شوہر[1] فرضاً اور بھائی کا بیٹا عصبہ[2] ہونے کی وجہ سے -

افتراق بلاوقوع طلاق -

شوہر کا استحقاق بمقابلہ بھائی کے بیٹے کے -

بھی اُسی عدد کے ساتھ ضرب دیے جاوین مثلاً حصّہ زید یہ ہی ۳ × ۴ = ۱۲ - اور حصّہ عمرو کا یہ ہی ۲ × ۴ = ۸ -

[1] اصول وراثت کی دفعہ ۱۵ -

[2] قاعدہ اول دفعہ ۵ ب تقسیم -

مقدمہ ۴۵

س - ایک شخص ایک بیٹا اور تین بیٹیان چھوڑ کر مرگیا اور بعد اسکی وفات کے اُسکی بیٹیون کا نکاح ہوگیا ایسی صورت مین اُن شخصون کا حصہ ترکہ متوفی سے کسقدر ہوگا -

ج - متوفی کی جائداد پانچ حصّون مین تقسیم کیجائیگی منجملہ اُنکے بیٹے کو ۲ [1] اور بیٹیون کو تین حصے ملینگے یعنے ہر دختر [2] کو ایک حصہ پہونچیگا -

استحقاق ایک پسر اور تین دختر کا -

مقدمہ ۴۶

س - ایک عورت نے کچھ جائداد موروثی چھوڑکر وفات پائی اور اُسکے وارثون مین سے صرف ایک بیٹی اور بھائی کا بیٹا موجود ہین ایسی صورت مین ترکہ اسکا ان دونون شخصون مین کس حساب سے تقسیم ہوگا -

ج - اگر سوائے اُن دو وارثون کے جنکا ذکر سوال مین ہوا ہے متوفیہ کا اورکوئی وارث نہین ہے تو جائداد اُسکی ان دونون مین

استحقاق دختر کا بحالت موجود بھائی کے پسر کے

[1] اصول وراثت دفعہ ۳ -

[2] قاعدہ اول دفعہ ۵ تقسیم -

بالمناصفہ تقسیم ہوگی یعنے ایک نصف دختر کو فرضاً ملہ اور نصف ثانی اُسکے بھائی کے بیٹے کو عصبہ ملہ ہونے کی وجہ سے ملیگا۔

مقدمہ ۴۷

س۔ ایک زمیندار نے اپنی جائداد کے سولہ آنہ سے جو اُسکی مکسوبہ خاص تھی چھہ آنے اپنے حین حیات مین بیع کیے اور بقیہ دس آنہ اپنے وارثون یعنے چچا کے بیٹے اور ایک بہن کے واسطے چھوڑے ایسی صورت مین اُن شخصون کو ازروے فرائض اُسکے ترکہ سے کس قدر حصّہ پہونچیگا۔

ج۔ ترکہ متوفی کا جو بقدر دس آنے کے ہر اُسکے دونون وارثون مین بالمناصفہ تقسیم ہوگا یعنے ہر واحد کو پانچ پانچ حصّہ ملینگے۔ ملہ

بہن کا استحقاق بحالت موجود ہونے چچا کے بیٹے کے۔

مقدمہ ۴۸

س۔ ایک شخص ایک زوجہ اور ایک بیٹا اور دو بیٹیان چھوڑکر مرگیا ایسی صورت مین اُسکا ترکہ اُسکے وارثون مین کس طور پر تقسیم ہوگا۔

ملہ اصول وراثت دفعہ ۱۶۔

ملہ قاعدہ اول دفعہ ۵ تقسیم۔

ملہ اصول وراثت دفعہ ۳۳۔ اور قاعدہ اول تقسیم دفعہ ۵۔

ج - متوفی کا ترکہ ۳۲ حصّون مین تقسیم کیا جائیگا منجملہ اُنکے زوجہ کو ایک ثمن یعنے چار حصّے ملینگے اور بیٹے کو ۱۴ - اور ہر دختر کو سات حصّے پہونچین گے - ۱

بیٹے کا استحقاق بحالت موجودگی زوجہ اور دو دختر کے -

۱ - یہ مثال تقسیم کے تیسرے قاعدہ مندرجۂ دفعہ ۲۲ کی ہے اور یہ وہ صورت ہے کہ وارثون کے ایک فریق کے حصّے بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتے یعنے تعداد سہام اور تعداد رؤس مین نسبت تباین ہے یعنے مخرج انکا مشترک نہین ہے مثلاً ازروے دفعہ ۱۴۱ - اصول وراثت کے زوجہ کا حصّہ ایک ثمن ہے ایسی حالت مین جائداد کو اول مرتبہ کم سے کم آٹھ حصّون پر تقسیم کرنا چاہیے اور بعد دینے حصّۂ زوجہ یعنے ایک ثمن کے سات حصّے باقی رہین گے اور علاوہ زوجہ کے چار دعویدار اور رہین اور چار دعویدار لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک پسر بمنزلۂ دو دخترون کے شمار کیا جاتا ہے کیونکہ حصّہ اسکا دو چند ہوتا ہے پس اب یہ دیکھنا چاہیے کہ حصّہ دارون کی تعداد یعنی عدد ۴ - اور ۷ باہم متوافق ہین یا غیر متوافق اور اسکا طریق یہ ہے کہ عدد کثیر کو عدد قلیل سے دونون طرف اسطرح گھٹائین کہ مخرج انکا واحد قرار پائے مثلاً ۴ = ۷ - ۳ - اور ۳ = ۴ - ۱ - پس قاعدہ یہ ہے کہ ۴ یعنے اُن حصّہ دارون کی تعداد کو جنکو بغیر کسر کے حصّہ نہین ملسکتا اصل تقسیم کے عدد یعنے ۸ کے ساتھ ضرب دیجائے مثلاً ۴ × ۸ = ۳۲ ہماری نظر سے کوئی ایسا مقدمہ نہین گذرا جس سے تقسیم کے دوسرے قاعدہ کی تمثیل واضح ہو لیکن اسکی ایک مثال صفحۂ ۱۲۱ مین درج ہے -

مقدمہ ۴۹

س- ایک شخص ۲ بیٹے اور ایک زوجہ چھوڑ کر مر گیا اس صورت مین اُسکا ترکہ اُسکے وارثون مین کس حساب سے تقسیم ہوگا-

ج- متوفی کا ترکہ سولہ حصّون مین تقسیم کیا جائیگا منجملہ اُنکے زوجہ کو دو حصّے ملینگے اور بیٹے کو سات حصّے- ۱

استحقاق دو بیٹون کا بحالت موجودگی زوجہ کے-

مقدمہ ۵۰

س ۱- ایک شخص نے اپنی دختر کے نکاح کرنے کے بعد چاہا کہ اگر وہ منجملہ اُسکی جائداد کے اپنے حصّہ سے حسب قاعدہ دست بردار

---

۱ اس صورت سے تیسرے قاعدہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷۷ کی بہت سہل تمثیل پائی جاتی ہے چونکہ متوفی کی اولاد بھی ہے لہذا اُسکی زوجہ کا حصّہ ازروے اصول وراثت دفعہ ۱۴۲- ایک ثمن ہے پس جائداد کو آٹھ حصّون پر تقسیم کرنا چاہیے کیونکہ ۸ وہ عدد اقل ہے جس سے زوجہ کا حصہ مستخرج ہو سکتا ہے اور بعد دینے اُسکے ثمن کے ۷ حصے دو بیٹون کے باقی رہتے ہین مگر ظاہر ہے کہ یہ سات حصے بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتے لیکن اگر حصّہ داران کے عدد یعنے ۲ کو ۳ مین ضرب کیجائے تو حاصل ضرب مساوی ہے ۷-۱- اور ان دو عدد دونین نسبت تباین ہے ایسی حالت مین حسب قاعدہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷۷ کے اصل تقسیم کے عدد کو اُن حصّہ داران کے عدد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جنکے حصے بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتے مثلاً ۸×۲=۱۶

ہو جائے تو اُسکی بہنیون کی وجہ معاش مقرر کردیجائے مگر بیٹی نے اُس امر کو منظور نہین کیا اس وجہ سے شخص مذکور اسقدر ناراض ہوا کہ اُسکو عاق کردیا یہ فعل شخص مذکور کا جائز ہویا نہین۔

عاق کرنا باپ کا دختر کو۔

ج۔ سوال مین جو لفظ جائز مذکور ہوا ہو اُس سے احتمال ہوتا ہو کہ سوال کا مقصود یہ ہو کہ عاق کرنا باپ کا بیٹی کو شرعاً مانع اُسکی وراثت کا ہوسکتا ہو یا نہین لیکن موانع وراثت صرف چار ہین اول قتل کرنا وارث کا مورث کو دوم اختلاف مذہب سوم اختلاف دار چہارم رقیت۔ پس اگر باپ نے دختر کو نزاع خانگی کی جہت سے عاق کردیا تو یہ امر شرعاً مانع وراثت ایسی دختر کا جو صحیح النسب ہو یا جسکا اپنی صلب سے ہونا باپ نے تسلیم کیا ہو نہین ہوسکتا۔

س ۲۔ ایک عورت شوہر اور دختر صغیرسن ۱ ور دو بھائی چھوڑکر مرگئی ایسی صورت مین شوہر اُسکے کُل ترکہ پانے کا مستحق ہو یا کسی قدر جزو کا۔

دختر کا حق بحالت موجود ہونے باپ اور بھائیون کے۔

ج ۲۔ بلحاظ ان حالات کے عورت کا چہارم حصّہ ۱ اُسکے شوہر کو پہونچیگا اور نصف ۲ اُسکی دختر صغیر سن ۱ور باقی اُسکے بھائیون کو۔ ۳

---

۱ اصول وراثت دفعہ ۱۵۔

۲ ایضاً دفعہ ۱۶۔

۳ اس صورت سے تقسیم مندرجۂ متوفی کے تیسرے قاعدہ کی تشکیل پائی جاتی ہو جس صورت مین

مقدمہ ۵۱

س - ایک شخص زوجہ اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑکر مرگیا اس صورت مین ترکہ اسکا کتنے حصّون مین تقسیم ہوگا اور انکو کس حساب سے ملیگا۔

ج - ترکہ متوفی کو ۲۴ حصّون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ آنکے زوجہ کو ایک ثمن یعنے تین حصّے اور پسر کو ۱۴ یعنی بہ نسبت دختر کے دوچند ملینگے اور دختر بقیہ ۷ حصّے پانے کی مستحق ہوگی۔

بکمال استحقاق بحالت موجود ہونے دختر اور زوجہ کے -

ا گر ایک وارث نصف اور دوسرا ربع کا مستحق ہو تو بموجب قاعدہ مندرجہ دفعہ ۵۷ - اصول وراثت کے ترکہ کو پہلے چار حصون مین تقسیم کرنا چاہیے لیکن بعد ملنے شوہر کے چہارم یعنے ایک حصہ اور دختر کے نصف یعنی دو حصون کے صرف ایک حصہ دو بھائیون کے واسطے باقی رہتا ہے اور وہ انمین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتا لیکن چونکہ عدد ایک اور عدد ۲ مین نسبت متباین ہے لہذا اصلی تقسیم کے عدد کو ان وارثون کی کل تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جنکو بغیر کسر کے حصہ نہین ملسکتا مثلاً ۴ × ۲ = ۸ -

۱ اس صورت سے تیسرے قاعدہ تقسیم دفعہ ۷۷ کی تمثیل پائی جاتی ہے اور اگر ترکہ اوّل مرتبہ آٹھ حصون پر تقسیم کیا جائے تو زوجہ کا حصہ ایک ثمن ہو لیکن زوجہ کو ایک ثمن دیے جانے کے بعد ۷ حصّے واسطے بقیہ حصّہ دارون کے بچینگے اور باقی حصہ دارون کی تعداد کو تین شمار کرنا چاہیے کیونکہ مرد کا حصہ بہ نسبت عورت کے حصّہ کے دوچند ہوتا ہے اور بقیہ ۷ حصّے

مقدمہ ۵۲

س — ایک شخص زوجہ اور دو بیٹے اور ایک دختر چھوڑ مر گیا ایسی صورت مین اُسکا ترکہ اُسکے وارثون مین کس قاعدہ اور حساب سے تقسیم ہوگا —

ج — متوفی کا ترکہ چالیس حصّون پر تقسیم ہوگا منجملہ اُنکے زوجہ کو ایک ثمن یعنے پانچ حصّے ملینگے اور ہر پسر کو چودہ حصّے اور دختر کو سات پہونچینگے — ط

استحقاق دو بیٹیون کا بحالت موجود ہونے ایک دختر کے —

وارثون مین بحساب دوچند حصّۂ پسر کے بغیر کسر تقسیم نہین ہو سکتے پس یہ دیکھنا چاہیے کہ حصص باقی اور حصہ دارون کی تعداد مین کیا نسبت ہے چنانچہ نسبت مذکور تباین پائی جاتی ہے مثلاً ۳ × ۲ - ۷ - ۱ - اور اس صورت مین حصہ دارون کی تعداد کو پہلی تقسیم کی تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے تاکہ سہام مطلوبہ کی تعداد معلوم ہو جائے ۳ × ۸ = ۲۴ —

ط اس صورت سے بھی مسئلہ تقسیم مندرجۂ دفعہ ۷۷ کے تیسرے قاعدہ کی تمثیل پائی جاتی ہے اور واضح ہو کہ اس صورت خاص مین پانچ حصہ دار ہین کیونکہ ہر بیٹے کا حصہ بہ نسبت دختر کے دوچند ہے بعد منہائی ایک ثمن یعنے حصہ زوجہ کے سات حصے پانچ حصّہ دارون کے واسطے بچتے ہین لیکن تقسیم اُن کی حصّہ داران مذکور مین بغیر کسر کے نہین ہو سکتی اور پانچ یعنے حصّہ دارون کا عدد مساوی ہے ۷ یعنے عدد سہام نفی ۲ کے اور ۲ × ۲ — = ۵ - ۱ - اور اس صورت مین نسبت تباین پائی جاتی ہے —

مقدمہ ۵۳

س - ایک شخص جو کسی قدر جائداد غیر منقولہ پر قابض تھا دو زوجہ اور ایک برادرزادہ چھوڑ کر لاولد مرگیا اور بعد وفات پہلی زوجہ کے دوسری نے شوہر متوفی کے برادرزادہ کی حیات مین جائداد منقولہ متروکہ متوفی بیع کیا ایسی صورت مین بیع مذکور شرعاً جائز ہی یا نہین اور اگر نا جائز ہی تو متوفی کے برادرزادہ اور زوجۂ ثانیہ کا حصّہ کسقدر ہی -

ج - بعد وفات شخص لاولد کے اول ادا کرنا اُسکے اخراجات ضروری کا لازم ہی بعد ازان اُسکے ترکہ کو اُسکی دو زوجہ اور برادرزادہ مین بموجب حصص معینہ تقسیم کرنا چاہیے یعنے جائداد غیر منقولہ آٹھ حصّون پر تقسیم کیجائے منجملہ اُنکے دونون زوجہ کو [1] ایک ربع یعنے دو حصّے ملین گے اور بقیہ چھ حصّے برادرزادہ کو بوجہ اُسکے عصبہ ہونے کے پہونچین گے جو بیع کہ زوجۂ ثانیہ کی جانب سے بعد وفات پہلی زوجہ کے عمل مین آیا وہ صرف اُسکے حصّہ ذاتی کی نسبت جائز ہو نہ بابت اُن چھ حصص کے جنکا مستحق اور مالک برادرزادہ ہی اور اگر پہلی زوجہ نے حصّہ اپنا بذریعۂ ہبہ یا بیع منتقل نہین کیا ورنہ اُسنے

استحقاق برادرزادہ کا بحالت موجود ہونے دو زوجہ کے -

پس اندکے قاعدہ کے حصّہ دارون کی تعداد کو اصل تقسیم کی عدد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۵ × ۸ = ۴۰

[1] اصول وراثت دفعہ ۱۴

جو کوئی وارث جائز چھوڑا ہو تو اُسکا حصّہ بعد اُسکی وفات کے داخل بیت المال ہو۔ ؎

مقدمہ ۵۴

س۔ ایک شخص نے دو بیٹیان اور ایک پوتا اور ایک پوتی چھوڑ کر وفات پائی ایسی صورت مین ترکہ اُسکا کتنے حصّون مین تقسیم کیا جائیگا اور وارثان مذکور از روے فرائض کس حساب سے حصّے پائینگے۔

ج۔ بنظر حالات مندرجۂ سوال کے پہلے متوفے کی تجہیز و تکفین کے مصارف بقدر مناسب اور قرضہ کا ادا کرنا اور جائداد موصی بہ کا بقدر ثلث ترکہ کے دینا واجب ہی بعد ازان بقیہ جائداد کو ۹ حصّون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے دختر نکو دو ثلث

استحقاق بیٹیون کا بحالت موجود ہونے ایک پوتے اور ایک پوتی کے۔

؎ اس صورت سے مسئلہ تقسیم مندرجۂ دفعہ ۷۰ کے تیسرے قاعدہ کی تعمیل پائی جاتی ہی اور بنظر اُسکے کہ ہر دو زوجہ کو ایک ربع یعنے اپنا حصّۂ واجب ملنے کے ترکہ کو ابتداءً چار حصون پر تقسیم کرنا لازم تھا لیکن عدد ایک یعنے عدد تقسیم کا چہارم دونون زوجہ مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتا اور اُنکی تعداد اور اونکے حصہ کی تعداد مین نسبت تباین پائی جاتی ہی مثلاً ۱ = ۱ - ۲ - ۱ - اس صورت مین بموجب قاعدہ کے اصل عدد تقسیم کو اُن وارثون کی تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جبکہ حصّہ بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتا ۴ × ۲ = ۸ -

ــ۱ یعنے ہر واحد کو تین حصّے ملینگے اور پوتے کو بوجہ عصبہ ہونے کے دو حصّے پہونچینگے اور پوتی کو ایک حصّہ ملیگا ــ۲

مقدمہ ۵۵

س ـــ ایک شخص نے بہ تحریر دستاویز اپنے برادرزادے کو اپنا قائم مقام ملکیت قرار دیا یہ دستاویز شرعاً برادرزادہ کی نسبت قابل نفاذ ہی یا نہین اور اگر برادرزادہ بذریعۂ دستاویز مذکور متوفی کے کُل ترکہ کا استحقاق نہین رکھتا تو ترکۂ مذکور دعویدارون مین کس حساب سے تقسیم ہوگا اور واضح ہو کہ دعویدارون مین مان اور تین ہمشیر اور ایک بھائی کہ وہ اس مقدمہ مین مدعا علیہ ہی اور ایک زوجہ اور خسر داخل ہین ـــ

ــ۱ اصول وراثت دفعہ ۱۷ ـــ

ــ۲ قاعدۂ سوم مسئلۂ تقسیم مندرجۂ دفعہ ۷۷ چونکہ اس صورت خاص مین حصۂ جائز بقدر دوثلث کے ہی لہذا جائداد ابتداءً تین حصّون مین تقسیم ہونی چاہیے تھی لیکن بعد ملنے دوثلث یعنے دو حصے دخترون کے صرف ایک حصہ واسطے تقسیم دیگر دعویدارون کے باقی رہتا ہی اور اُن دونون دعویدارون کو شمار مین تین تصور کرنا چاہیے کیونکہ بیٹے کا حصّہ بہ نسبت دختر کے دوچند ہوتا ہی لیکن عدد ایک یعنے حصّہ مابقی اور عدد ۳ ـــ یعنے دعویدارون کی تعداد مین نسبت تباین ہی پس اصل تقسیم کے عدد کو دعویداران مذکور کی تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۳ × ۳ = ۹ ـــ

اگر مالک جائداد کسی شخص کے نام دستاویز اس غرض سے لکھدے کہ شخص مذکور اسکی وفات کے اسکی جائداد کا مستحق ہوگا تو ایسی دستاویز باطل و کالعدم ہے

استحقاق زوجہ کا بحالت موجود ہونے ماں اور بھائی اور تین ہمشیر کے

ج - شرعاً دستاویز مذکور ناجائز ہے اور اُسکے ذریعہ سے برادرزادے کو استحقاق وراثت حاصل نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ دستاویز مذکور کے ذریعہ سے اصل مالک کی جائداد کا قائم مقام قرار پایا ہے یعنے اسمین بالعموم یہ لکھا ہے کہ مالک کل جائداد بعد اُسکی وفات کے برادرزادہ کو پہونچیگی ایسی تحریر کی نسبت کسی قسم کے معاہدۂ جائز کا اطلاق نہین ہوسکتا اور بدین وجہ ایسی دستاویز سے حق مالکیت بطور جائز قائم نہین ہوسکتا اور متوفی کے وارث اُسکی مان اور بھائی اور تین ہمشیر اور اُسکی زوجہ ہین اور اُسکا خسر ورثہ نہین پاسکتا پس اُسکے ترکہ کو حسب تصریح ذیل تقسیم کرنا چاہیے یعنے بعد اداے اُسکے قرضۂ واجب کے اُسکی باقی جائداد ساٹھ حصّون مین تقسیم منجملہ اُنکے پندرہ حصّے یعنے ایک ربع ؎۱ زوجہ کو پہونچیگا اور دس حصے یعنے سدس ؎۲ مان کو اور چودہ حصّے بھائی کو اور بقیہ اکیس سہام اُسکی تین ہمشیر کو یعنے ہر واحد کو سات ؎۳ اور اُسکی زوجہ کا حصّہ بعد اُسکے مرجانے کے اُسکے باپ یا اُسکے اور وارثان جائز کو پہونچیگا ؎۴

؎۱ اصول وراثت دفعہ ۱۴۱-

؎۲ دفعہ ۲۳-

؎۳ دفعہ ۲۲-

؎۴ قاعدۂ سوم مسئلۂ تقسیم مندرجۂ دفعہ ۷۷- اگر ایک شخص ثمن اور دوسرا سدس کا مستحق ہو تو ازروے دفعہ ۵ ؎۱ اصول وراثت کے ترکہ کو ابتداءً

مقدمہ ۵۶

س ۔ ایک شخص کو کچھ جائداد آراضی بذریعۂ ہبہ کے حاصل ہوئی تھی اور وہ اُسپر قابض تھا اور قریب آٹھ برس کا عرصہ ہوا کہ وہ ایک زوجہ اور چار دختر اور ایک بھائی اور دو بہن چھوڑکر مرگیا اور اُسکے بھائی نے بھی چار بیٹے چھوڑکر وفات پائی اور اُسکی ایک بہن بھی ایک دختر چھوڑکر مرگئی اور زوجہ نے اُسکے ترکہ کا ایک جزو بذریعۂ بیع کے منتقل کیا ایسا بیع جائز ہے یا نہین ۔ اور دعویداران جائداد جو برادر متوفی اور ہمشیر متوفیہ کے قائم مقام ہین جائداد سے کسی قدر حصّہ پانے کے مستحق ہین یا نہین اور اگر ہین تو انکو بذریعۂ قائم مقامی اپنے مورثون کے کس حساب سے حصّے ملینگے ۔

ترکۂ شوہر کی بیع منجانب زوجہ کے بحالت موجود ہونے دعویداران کے جائز ہے ۔

ج ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شخص متوفی کی زوجہ اُسکے زمانۂ وفات سے اُسکے ترکہ پر قابض ہے اور اُسنے ترکہ کا ایک جزو بذریعۂ بیع کے منتقل کیا اور دعویداران نے استحقاق وراثت اپنا اُسکے ترکہ کی نسبت پیش کیا اور وہ تسلیم کرتے ہین

بارہ حصّون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے بعد دینے ایک ربع یعنے تین سہام زوجہ اور اور ایک سدس یعنے دو حصے ماں کے سات حصے بقیہ دعویدارون کے واسطے بچتے ہین اور اُن باقی دعویدارون کی تعداد کو پانچ شمار کرنا چاہیے لیکن پانچ اور سات مین نسبت متبائن ہے پس اصل تقسیم کے عدد کو اُن دعویدارون کی تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جبکا حصّہ بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتا مثلاً ۱۲ × ۵ = ۶۰ ۔

کرتا یعنی جائداد متوفی کی زوجۂ منکوحہ ہے اور واضح ہو کہ حسب رواج اس نواح یعنی بردوان کے دین مہر کا تعین ۶۵۰ روپیہ سے کم مقدار پر نہین ہوتا اور بسبب قلیل المقدار ہونے ترکہ کے وصول ہونا ساڑھے چھ روپیہ کا اُس سے قابل یقین نہین ہے اور دعوی وراثت کا تا ادا ہونے مہر کے تسلیم نہین ہوسکتا اور اگر دین مذکور ادا ہوگیا ہو تو اصل مالک متوفی کا ترکہ اُسکے وارثان قریب مین اس طور سے تقسیم ہونا چاہیے کہ اُسکے ۹۶ حصے کیے جائین منجملہ انکے زوجہ کو ایک ثمن (۱) یعنی بارہ حصے پہونچین گے اور دخترونکو دوثلث (۲) یعنی ۶۴ سہام اور بھائی کو ۱۰ سہام اور ہر ہمشیر کو ۵ (۳) اور اُن شخصون کے قائم مقام بھی اس حساب سے حصہ پائینگے اور بیع جو زوجہ کی جانب سے عمل مین آیا ہے اُسکی نسبت واضح ہو کہ وہ فرضاً حصہ ۱/۸ اور بھی اُن جائداد ہے اور اگر مشتری کو بیع کی نسبت کچھ عذر نہو تو بیع مذکور نسبت اُسقدر جائداد کے جو زوجہ کو وراثتہً حاصل ہوئی ہے جائز متصور ہو کر نافذ سمجھا جائیگا۔ (۴) استحقاق چار ہمشیر کا بحالت موجود ہونے ایک بھائی اور دو بہن اور ایک زوجہ کے۔

(۱) اصول وراثت دفعہ ۱۴۔

(۲) ایضاً۔

(۳) دفعہ ۱۷۔

(۴) قاعدۂ سوم مسئلہ تقسیم دفعۂ ۷۷۔ چونکہ اس صورت مین ایک شخص کا حصہ ایک ثمن اور دوسرے کا دوثلث ہے لہذا ترکہ کو بموجب قاعدۂ ۶۶۔ اصول وراثت کے پہلے ۲۴ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے اور بعد دیے جانے زوجہ کے ایک ثمن یعنے تین حصون کے ۱۶ حصے چار دخترون کے واسطے

مقدمہ ۵۷

س۔ ایک شخص جو کسی قدر جائداد کا مالک تھا اُسکے ترکہ کی نسبت نزاع وراثت درپیش ہوا اور اُسکے چار بیٹے تھے اور دو دختر تھیں ایک بیٹا اُسکی حیات مین ایک پسر چھوڑ کر مرگیا اور بعد ازان مالک مذکور نے بھی ایک زوجہ اور تین بیٹے اور دو دختر اور ایک پوتا جسکا ذکر اوپر ہوا ہی چھوڑ کر وفات پائی اس صورت مین ترکہ ایسے شخصون مین کس حساب سے تقسیم ہوگا۔

ج۔ ترکہ کو ۹۶ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے ہر پسر کو ۱۴ حصے اور ہر دختر کو ۷ ملینگے اور زوجہ کو ایک ثمن [۱] یعنے آٹھ حصے پائیگی اور پوتا جسکا باپ اپنے باپ کے حین حیات مرگیا محجوب لارث [۲] ہوگا۔

استحقاق تین بیٹون کا بحالت موجود ہونے دو دختر اور ایک زوجہ کے۔

باقی رہتے ہین اور ظاہر ہو کر تقسیم اُنکی دختران مذکور مین بغیر کسر کے نہین ہوسکتی اور باہم وارثان مذکور اور اُنکے سہام معینہ کے نسبت تباین پائی جاتی ہو مثلاً ۴ × ۵ = ۲۰ ۔ آ ۔ بموجب قاعدہ کے اس صورت مین اصل تقسیم کے عدد کو اُن وارثون کی تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جنکا حصہ بغیر کسر تقسیم نہین ہوسکتا مثلاً ۲۴ × ۴ = ۹۶۔

[۱] اصول وراثت دفعہ ۳۔

[۲] دفعہ ۱۴۔

[۳] قاعدہ وراثت مسئلہ تقسیم دفعہ ۷۷۔ زوجہ کو ایک ثمن ملنے کی لحاظ سے ترکہ کو ابتداءً آٹھ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے۔ اور

مقدمہ ۵۸

س- ایک شخص متوفی کے ایک زوجہ اور ماں اور دو بیٹے وارث ہین اس صورت مین ترکہ اسکا انمین کس حساب سے تقسیم ہوگا-

استحقاق دو بیٹون کا بحالت موجودگی ماں اور زوجہ کے-

ج- اس صورت مین ترکہ متوفی کو از روے فرائض ۴۸ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ انکے زوجہ کو ۶- اور ماں کو ۸ حصے ملینگے اور بقیہ جائداد کی نسبت بیٹے مستحق ہونگے- ۱؎

چنانچہ تفصیل انکے حصص کی ذیل مین لکھی جاتی ہے-

ماں	زوجہ	پسر	پسر ثانی	میزان کل
۸	۶	۱۷	۱۷	۴۸

بعد دیے جانے انکے حصہ کے صرف ۷ حصے بقیہ وارثون کیواسطے رہتے ہین اور گو وارثان مذکور تعداد مین صرف پانچ ہین لیکن انکو ۸ شمار کرنا چاہیے کیونکہ مرد کو بہ نسبت عورت کے دوچند حصہ ملتا ہے لیکن عدد ۷ اور عدد ۸ مین باہم نسبت تباین ہے پس اصل تقسیم کے عدد کو ان وارثون کی کل تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جو بغیر کسر حصہ نہین پا سکتے مثلاً ۸×۸=۶۴

۱؎ چونکہ اس صورت مین بیٹے موجود ہین لہذا انکی ماں کا حصہ ایک ثمن ہے اور متوفی کی ماں ایک سدس پانیکی مستحق ہے لیکن قاعدہ یہ ہے کہ جب منجملہ حصہ داروں کے ایک شخص ثمن کا مستحق ہو اور دوسرا سدس یا دو ثلث کا تو ترکہ ۲۴ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے لیکن ۲۴ کا آٹھوان حصہ ۳- اور چھٹا حصہ ۴ ہے پس بعد منہا ہونے ۷ سہام بابت حصص زوجہ و ماں کے ۱۷ سہام

مقدمہ ۵۹

س - ایک شخص نے دو بیٹے اور دو دختر اور ایک زوجہ چھوڑ کر وفات پائی ایسی صورت مین اُسکی وفات کے بعد اُسکی جائداد اراضی اُن شخصون مین کس حساب سے تقسیم ہونی چاہیے -

مطالبات جو وراثت پر مقدم ہین -

ج - مالک کی وفات کے بعد اُسکی جائداد سے گو وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ اول ادا کرنا اُسکے اخراجات تجہیز و تکفین اور پھر قرضہ واجب ہو اور زان بعد بقیہ جائداد سے وصیت کا نفاذ بقدر ثلث ہونا چاہیے اور چونکہ اس صورت مین اولاد موجود ہی لہذا زوجہ کو ایک ثمن ۱ ملیگا اور جو جائداد بعد منہا ہونے اُسکے حصّہ کے بچے اُسکو اُسکے دو بیٹون اور دو دخترون مین تقسیم کرنا چاہیے اور لحاظ رہے کہ پسر کا حصہ بہ نسبت دختر کے دو چند ۲ ہوگا - ۳

دو بیٹون کے واسطے باقی رہتے ہین لیکن تقسیم آنکی بغیر کسر کے ممکن نہین ہی ایسی حالت مین وارثون اور سہام کی تعداد مین نسبت دریافت کرنی چاہیے ۲ × ۸ = ۱۶ - ۱ چونکہ ان عددون مین نسبت تباین ہی لہذا اصل تقسیم کے عدد کو تعداد وارثون کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۲۴ × ۲ = ۴۸ قاعدہ سوم مسئلہ تقسیم دفعہ ۷۷ -

۱ اصول وراثت دفعہ ۱۴ -

۲ دفعہ ۳ -

۳ اس صورت سے تیسرے قاعدہ مسئلہ تقسیم ضمیمہ دفعہ ۷۷ کی تمثیل پائی جاتی ہی اور اسکی تفصیل حسب ذیل ہی خاص مین

مقدمہ ۶۰

س - عبدالرشید نامے ایک شخص نے زوجہ اور ایک بیٹی اور دو حقیقی چچا جو اس مقدمہ مین مدعی ہین چھوڑ کر مر گیا ایسی صورت مین متوفی کا ترکہ کس طور سے تقسیم ہوگا -

ج - زوجہ کو ایک ثمن اور دختر کو کُل کا ایک نصف ملیگا اور بقیہ جائداد دونون مدعیون مین ۱؎ بالمناصفت تقسیم ہوگی - استحقاق زوجہ بحالت موجود ہونے صرف ایک دختر اور دو چچا کے

مقدمہ ۶۱

س - ایک شخص نے اپنے بھائی کے چار بیٹے اور ایک زوجہ اور ایک ہمشیر حقیقی اور ایک چچا کا بیٹا چھوڑ کر وفات پائی اور منجملہ ان شخصون کے ایک شخص متوفی کے کُل ترکہ پر قابض ہوگیا تھا اور اسپر ۲۵ برس تک بلاشرکت غیرے دخیل رہا ایسی صورت مین متوفی کا ترکہ شرعاً کُل وارثون کو پہونچیگا یا نہین اور اگر سب پہونچیگا تو وہ کس طور سے تقسیم کیا جائیگا -

---

ترکہ کو ۴۸ حصّون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے زوجہ کو ۶ - اور ہر پسر کو ۱۴ - اور ہر دختر کو ۷ حصے ملین گے -

۱؎ مثلاً ترکہ کے ۱۶ حصّے کیے جائینگے اور منجملہ اُنکے دختر کو ۸ - اور زوجہ کو ۲ - اور ہر چچا کو ۳ - حصے ملینگے - قاعدہ سوم مسئلہ تقسیم دفعہ ۷۷ -

استحقاق بہن کا بحالت موجود ہونے زوجہ اور بھائی کے چار بیٹیون کے۔

ج - اگر قرضہ بغیر استحقاق کے حاصل ہوا تو بنظر حالات مندرجہ سوال
ایسا دخل شرعاً مانع دعویٰ وراثت نہین ہو سکتا اور بعد ادا ہونے اُن مصارف
کے جو تقسیم وراثت پر مقدم ہین ترکہ کے ۱۶ حصّے کیے جائینگے منجملہ اُنکے بہن کو
۸- اور زوجہ کو ۴ حصے پہونچینگے اور بقیہ جائداد اُسکے بھائی کے بیٹیون کو ملیگی
یعنی ہر واحد ایک حصّہ پائیگا اور چچا کا بیٹا کچھ نہین پا سکتا - ۱؎

مقدمہ ۶۲

س - اِس مقدمہ کی صورت یہ ہی کہ زوجہ کو شوہر سے نکاح کے وقت
کابین نامہ حاصل ہوا اور شوہر زوجہ کی حیات مین دو بیٹے چھوڑ کر مرگیا
بعد ازان اُسکے چھوٹے بیٹے نے وفات اور واضح ہو کہ شوہر اپنی جائداد
منقولہ وغیر منقولہ متنازعہ پر بلا شرکت غیرے قابض رہا اور اُسنے منجملہ دو
پسران مذکور الصدر کے ایک پسر اور مان اور چار دختر کنیز چھوڑ کر
وفات پائی اور بیان یہ ہی کہ ایک کنیز کا نکاح متوفی سے ہو گیا تھا چنانچہ
جو بیٹیا اُسکے بطن سے ہوا وہ بھی اُسکی وفات کے وقت موجود تھا بعد
اُسکی مان نے وفات پائی پس سوال یہ ہی کہ متوفی کا ترکہ کن شخصونکو ملیگا اور
کس طور پر شرعاً تقسیم ہوگا اور اگر مان بھی اُسکے ترکہ کی مستحق تھی تو اُسکی وفات کے
بعد اُسکا حصّہ کسکو ملنا چاہیے اور اگر اس سوال کے جواب مین ارباب جواز

۱؎ قاعدہ - ۳ مسئلہ تقسیم -

اور عدم جواز نکاح کنیز کے بحث واقع ہو تو مناسب ہو کہ جواب مین دونون صورتین قائم کیجائین اور توضیح اس امر کی وجہ ثبوت پر منحصر کیجائے۔

ج۔ چونکہ اس صورت مین زوجہ نے دو بیٹے اور شوہر چھوڑکر وفات پائی لہذا ترکہ یعنی دین مہر یا فلتنی اسکا آٹھ حصّون مین تقسیم ہونا چاہیے منجملہ اُن حصّون کے اُسکے ہر بیٹے کو تین حصّے ملینگے اور شوہر کو دو حصّے یعنے ربع [1] بعد مرجانے اُسکے چھوٹے بیٹے کے اُسکے تین حصّے باپ [2] کو پہونچینگے پس منجملہ آٹھ حصص دین یا فلتنی زوجہ کے پانچ حصّے شوہر کو ملینگے اور دعوی جو اُنکی بابت پیش ہوا ہو ساقط ہونا چاہیے اور بقیہ تین حصّون کی نسبت صرف اُسکا بڑا بیٹا استحقاق رکھتا ہو اور چونکہ شوہر ایک بڑا بیٹا اور ایک بیٹیا جاریہ کے بطن سے اور ماں اور ایک جاریہ چھوڑکر مر گیا اور وہ معتقہ اور منکوحہ ہونا اپنا بیان کرتی ہو پس درصورت صحیح وجائز ہونے نکاح کے شوہر کا ترکہ ۴۸ حصّون پر تقسیم ہوگا اور منجملہ اُنکے ہر بیٹے کو ۱۷ حصّے ملینگے اور ماں کو ۸ یعنے ایک سدس ملیگا اور جاریہ منکوحہ ایک ثمن یعنے چھ حصّے پائیگی اور اگر نکاح صحیح وجائز قرار نہ پائے تو ترکۂ شوہر ہی کو بارہ ۱۲ حصّون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے ماں کو ۲ حصّے اور ہر بیٹے کو ۵ حصّے ملین گے لیکن چونکہ دین مہر مندرجۂ کابین نامہ مقدار مین کثیر ہو یعنی ایک لاکھ اشرفی سے بھی متجاوز ہو لہذا بعد منہا کرنے ۱۰ حصّے منجملہ ۱۶ حصّون کے بھی متوفے کا کل

استحقاق شوہر کا بحالت موجود ہونے اولاد کے۔
استحقاق شوہر کا بحالت موجود ہونے اولاد کے۔
استحقاق باپ کا بحالت موجود ہونے بھائی کے استحقاق دو بیٹون کا بحالت موجود ہونے ماں اور زوجہ کے
استحقاق دو بیٹیون کا بحالت موجود ہونے ماں کے۔

[1] دفعہ ۱۵۔

[2] دفعہ ۲۱۔

دین مہر وراثت پر مقدم۔

ترکہ دعوی دین مہر محسوب ہو جائیگا اور دین مذکور کو وراثت پر تقدم ہی لیکن شوہر کی مان بذریعہ وراثت مستحق ایک ثمن کی تھی اور اسکو اپنے دین مہر کی بابت جائداد موروثی پر استحقاق پہونچتا تھا اور بعد وفات اپنے بیٹے کے جائداد مذکور پر قابض و متصرف رہی اور چونکہ اُسنے جاریہ کے بیٹے کو پوتا ہونا اپنا تسلیم کیا اسلیے اسکا کل حق و حصہ نسبت جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے اسکی وفات کے بعد دو حصون مین تقسیم ہو کر دونون بیٹون مین بالمناصفہ تقسیم ہونا چاہیے۔

مقدمہ ۶۳

س - ایک شخص تین بیوہ اور چھ بیٹے اور چھ بیٹیان چھوڑکر مرگیا اس صورت مین ترکہ اسکا ان شخصون مین کس حساب سے تقسیم ہوگا۔

استحقاق سب بیٹون کا بحالت موجود ہونے چھ دخترون او تین زوجہ کے۔

ج - ترکہ متوفی کا ۱۴۴ حصون پر تقسیم ہوگا منجملہ اُنکے تینون زوجہ کو ایک ثمن [1] یعنے ہر واحد کو چھ حصے ملینگے اور ہر پسر کو ۱۴ سہام اور ہر دختر کو سات سہام ملینگے یعنے اسکا حصہ بمقابلہ بیٹون کے نصف [2] ہوگا۔ [3]

[1] دفعہ ۱۴۔

[2] دفعہ ۳۔

[3] اس صورت سے قاعدہ پنجم مسئلہ تقسیم مندرجہ ۹۰۷ کی تمثیل

مقدمہ ۶۴

س - ایک شخص نے باپ اور ایک زوجہ اور تین بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑ کر وفات پائی لیکن ایک اور عورت اور اُسکے دو بیٹے

حاصل ہو یعنے ترکہ دونوں حصہ دارون کے دونون فرقون مین کسر کے ساتھ تقسیم ہوتا ہو اور ایک فریق کی تعداد دوسرے فریق کے عدد سے بغیر باقی رہنے کسر کے تقسیم ہو جاتی ہو مثلاً چونکہ زوجگان کا حصہ ایک ثمن ہو لہذا متوفی کا ترکہ آٹھ حصون سے کم مین تقسیم نہین ہوسکتا منجملہ اُنکے زوجگان ایک حصہ پانیکی مستحق ہین لیکن ایک حصہ تین زوجگان مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتا اور علاوہ زوجگان کے ۱۸ - دیگر دعویدار ہین اور ۱۸ ہونے کی وجہ یہ ہو کہ بیٹے کا حصہ بہ نسبت دختر کے دوچند ہوتا ہو اور اُنکا حصہ اسی طور پر شمار کیا جاتا ہو اور یہ بھی ظاہر ہو کہ بقیہ ۷ حصے اٹھارہ شخصون مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتے پس ظاہر ہو کہ حصہ دارون کے ہر فریق مین حصہ بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتا اور سہام اور حصہ دارون کی تعداد مین نسبت تباین ہو مثلاً پہلے حصہ کی نسبت بمقابلہ حصہ دارون کے اول فریق کے یہ ہو یعنے ۱ × ۳ = ۳ - ۱ - اور فریق دوم کے حصہ دارون اور اُنکے سہام مین یہ نسبت ہو یعنی ۷ × ۲ = ۱۸ - ۲ - اور ۴ = ۷ - ۳ - اور ۳ = ۴ - ۱ - لیکن ایک فریق کی تعداد دوسرے فریق کے عدد سے بعد باقی رہنے کسر کے تقسیم ہو جاتی ہو

بابت جزو ترکہ متوفی کے دعویدار ہین اور عورت مذکور اپنے تئین متوفے کی زوجہ ظاہر کرتی ہی اور دو بیٹے اُسکے بطن سے ہین وہ ہونا اپنا متوفے اکی اولاد سے بیان کرتے ہین اور ظاہرا اس باب مین بہت شک ہی کہ عورت مذکور کا نکاح متوفی کے ساتھ ہوا یا نہین اور اُسکے بیانات کی صداقت کا صرف اسقدر ثبوت ہی کہ متوفی نے منکوحہ ہونا عورت مذکورہ اور اپنی اولاد سے ہونا دو بیٹون کا حین حیات اپنے تسلیم کیا تھا ایسی صورت مین منکوحہ ہونا عورت کا اور صلبی ہونا دو بیٹونکا شرعًا تصور کیا جا سکتا ہی یا نہین اور اگر ایسا تصور کیا جائے تو متوفی کا ترکہ ازروے فرائض کتنے حصّون مین تقسیم ہونا چاہیے۔

اولاد کے نسب کا تسلیم کرنا۔

ج۔ اگر متوفی نے اپنی اولاد سے ہونا اُن لڑکونکا جو بالفعل دعویدار ہین اپنی حیات مین تسلیم کیا اور بعد اُسکی وفات کے بھی اُنکی مان نے یہی امر ظاہر اور اپنے تئین متوفی کی زوجہ بیان کیا تو یہ تینون شخص اپنے حصص جائز پانے کے مستحق ہین چنانچہ وقایہ مین یہ لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص لڑکے کو اپنا بیٹا قرار دے اور وفات پائے اور بعد اُسکے مرجانے کے لڑکے کی مان ہونا اُسکا

کیونکہ عدد ۳ - عدد ۱۸ - کو تقسیم کرتا ہی اور ایسی نسبت کو متداخل کہتے ہین اس صورت مین قاعدہ یہ ہی کہ عدد کثیر یعنے ۱۸ - کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۱۸×۸ ۱۴۴ - ہماری نظر سے کوئی ایسا مقدمہ نہین گذرا جس سے تقسیم کے چوتھے قاعدہ کی تمثیل پائی جائے لیکن صفحہ ۲۲ مین اُسکی مثال لکھی ہی۔

متوفی کے صلب سے اور اپنے تئین زوجہ ظاہر کرے تو یہ دونون مستحق وراثت ہین پس اگر یہ امر فرض کیا جائے تو بعد ادا کرنے مصارف تجہیز و تکفین اور ادائے قرضہ اور دینے جائداد موصٰی بہ کے ترکہ کو ۲۱۶۸ حصّون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے ۳۶۸ حصے باپ کو اور ۲۷۲ زوجہ اور ۳۴ سہام منجملہ پانچ پسران ہر واحد کو اور ۱۷۔ ہر دختر کو ملین گے۔

استحقاق باپ کا موجود ہونے دو زوجہ اور پانچ بیٹون اور دو دختر کے۔

۱۰ قاعدہ پنجم مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷۹۔ اس صورت مین اول مرتبہ زوجگان کا بموجب دفعہ ۱۴۱۔ اصول وراثت کے ایک ثمن ہے اور باپ کا حصّہ ازروے دفعہ ۳۲۔ اصول مذکور کے ایک سدس ہے لیکن اگر ایک وارث ثمن کا مستحق ہوا اور دوسرا سدس کا تو دفعہ ۲۶۔ اصول وراثت کی روسے ترکہ کو اول مرتبہ ۲۴ شخصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے زوجگان کو ایک ثمن یعنے تین حصّے اور باپ کو ایک سدس یعنے چار حصّے ملنے چاہئین اور بعد دیے جانے اُنکے حصّون کے ۱۷ سہام واسطے بارہ[۱۲] اور دو عیدارون کے باقی رہتے ہین اور بارہ لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک بیٹے کا حصّہ بہ نسبت بیٹی کے دوچند تصور کیا جاتا ہے لیکن اُن حصّون کی تقسیم بغیر کسر کے عمل مین نہین آسکتی اور نہ تین سہام دو زوجہ مین بغیر کسر کے تقسیم ہوسکتے ہین اور عدد دو اور عدد ۳ مین اور علی ہذا القیاس ۱۲۔ اور ۱۷ امین نسبت متبائن ہے اور جب یہ کیفیت واضح ہووے تو حصّہ دارون کے ایک فریق کی تعداد اور دوسرے فریق کی کل تعداد مین نسبت دینی چاہیے مثلاً ۲×۶ = ۱۲۔ چونکہ ان دو عددون مین نسبت متداخل ہے

مقدمہ ۶۵

س- ایک شخص نے دو زوجہ چھوڑ کر وفات پائی منجملہ اُنکے ایک کے ساتھ بذریعۂ اُس رسم کے جو شادی کے نام سے معروف ہی اور دوسرے کے ساتھ بذریعۂ نکاح کے ازدواج ہوا پہلی زوجہ سے اسنے تین پسر اور پانچ بیٹیاں چھوڑین اور دوسری سے دو بیٹے اور ایک دختر ایسی صورت مین اُسکا ترکہ اشخاص مذکور الصدر مین کس طور پر تقسیم ہوگا۔

ج- متوفی کے ترکہ کو ۱۸۸ حصّون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے دونون زوجہ کو ۱۶- یعنی ہر واحد کو ۸ ؎۱ سہام ملینگے اور بیٹون کو ۰۷ یعنی ہر واحد کو ۱۴- اور بیٹیون کو ۴۲ یعنی ہر واحد کو ۷ حصے پہونچینگے- ؎۲

استحقاق پانچ بیٹیونکا بحالت موجود ہونے چھ دخترون اور دو زوجہ کے-

لہذا قاعدہ کی روسے عدد کثیر کو پہلی تقسیم کے عدد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۲۴ × ۱۲ = ۲۸۸-

؎۱ اصول وراثت دفعہ ۱۴-

؎۲ قاعدۂ پنجم مسئلہ مندرجۂ دفعہ ۷۹- زوجہ کا حصّہ ازروے دفعۂ ۱۴- اصول وراثت کے ایک ثمن ہی اور اس وجہ سے ترکے کو اول مرتبہ کم از کم ۸ سے تقسیم کرنا چاہیے لیکن بعد دیے جانے ایک ایک ثمن یعنے ایک حصّہ زوجگان کے ۷ حصّے واسطے بیٹون کے اور ۱۶- دعویداروں کے باقی رہتے ہین اور ۱۶- لکھنے کی وجہ یہ ہی کہ

مقدمہ ۶۶

س - ایک شخص چار زوجہ اور آٹھ بیٹے اور چھ دختر چھوڑکر مرگیا ایسی صورت مین ترکہ اُسکا اُن شخصون مین کس طور پر تقسیم ہوگا۔

ج - بعد ادا کرنے قرضۂ واجب و دیگر مطالبات مقدم کے بقیہ ترکہ ۳۵۲ حصّون مین تقسیم ہوگا منجملہ اُنکے ۴۴ حصّے متوفی کی زوجگان یعنی ہر واحد کو ۱۱ - اور ۲۲۴ - اُسکے آٹھ بیٹون یعنی ہر واحد ۲۸ سہام اور بقیہ ۸۴ حصّہ اُسکی دخترون یعنی ہر واحد کو ۱۴ - حصّے ملینگے - ملے

استحقاق آٹھ بیٹون کا بحالت چھ دختر اور چار زوجہ کے -

ایک بیٹے کا حصّہ مساوی حصّہ دو دختر کے ہر لیکن ۷ حصّے ۱۶ - دعویداروں مین بغیر کسر تقسیم نہین ہوسکتے اور نہ ایک حصّہ دو زوجہ مین بغیر کسر تقسیم ہوسکتا ہر اور عدد - ۱ - اور عدد - ۲ - مین نسبت متباین ہر اور یہی نسبت ۷ - اور ۱۶ - مین ہے اور جب یہ امر دریافت ہوگیا تو حصّہ دارون کے ایک فریق کی کل تعداد کی نسبت دوسرے فریق کی کل تعداد کے ساتھ دیکھنی چاہیے مثلاً ۲ × ۸ = ۱۶ - اور چونکہ ان دونون عددون مین نسبت متداخل ہر لہٰذا قاعدہ کی روسے عدد کثیر کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۸ × ۱۶ = ۱۲۸

ملے اس مقدمہ سے چھٹے قاعدہ مسئلہ تقسیم مندرجۂ دفعہ ۸ کی ایک سہل تمثیل پائی جاتی ہر - چونکہ زوجگان کا حصّہ ایک ثمن ہر لہٰذا ترکہ اول مرتبہ کم سے کم ۸ حصّون پر تقسیم ہونا چاہیے

مقدمہ ۶۷

س۔ ایک شخص نے دو زوجہ اور ماں اور ایک دختر اور ایک ہمشیرہ اور تین بھائی چھوڑ کر وفات پائی ایسی صورت مین ترکہ اُسکا کتنے حصّون پر اور کس حساب سے اشخاص مذکورالصدر مین وراثۃً تقسیم ہوگا۔

ج۔ اس صورت مین ترکہ ۳۳۶ حصّون مین تقسیم ہوگا منجملہ اُسکے زوجگان ایک ثمن [1] بابت حصہ شرعی کے پائینگی یعنے دونون کو ۴۲ یعنے ہر واحد کو ۲۱ سہام ملین گے اور ماں کو ۵۶ حصّے

استحقاق دختر کا بحالت موجودگی دو زوجہ اور تین بھائی اور ایک بہن کے۔

اور اصل تقسیم کا عدد ۸ ہے لیکن ۸ کا ثمن ۔۱۔ ہے اور وہ ۔۲۔ زوجگان مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتا علاوہ اسکے ۲۲۔ دعویدار اور ہین اور اُن دعویدارون مین دو عورت کی جگہ ایک مرد شمار کیا گیا ہے اور وارثون کے دونون فریق اور اُنکے سہام کی تعداد مین نسبت متبائن پائی جاتی ہے مثلاً ۱=۴-۳- اور ۳=۴-۱- اور ۷×۳=۲۲-۱- اور وارثون کے فریق کی تعداد مین نسبت متوافق پائی جاتی ہے مثلاً ۴×۵=۲۲-۲-

اور قاعدہ یہ ہے کہ پہلے عدد کے مقسوم الیہ کو جو اس صورت خاص مین ۲ ہے دوسرے عدد کے ساتھ ضرب دیجائے اور حاصل ضرب کو پہلی تقسیم کے عدد کے ساتھ مثلاً ۲×۲۲=۴۴×۸=۳۵۲-

[1] اصول وراثت دفعہ ۱۴۔

بابت ایک سدس کے ۱؎ اور دختر کو ۴۸ سہام پہونچینگے یعنے ترکہ کا
ایک نصف ۲؎ اسکو ملیگا اور بقیہ ۷۰ سہام بھائی اور بہنون مین بذریعۂ
اُنکے وارث عصبہ ہونے کے تقسیم کیے جائینگے اور اس قاعدہ پر لحاظ
سے ہے کہ مرد کا حصّہ بہ نسبت عورت کے حصّہ کے دو چند ہوتا ہے اور بموجب
اُسکے ہر بھائی کو ۲۰ سہام اور بہن کو ۱۰ سہام ملینگے۔ ۳؎

۱؎ دفعہ ۳۳-

۲؎ دفعہ ۱۶-

۳؎ اس مقدمہ سے مسئلہ تقسیم مندرجۂ دفعہ ۱۸ کے ساتوین قاعدہ کی تمثیل
پائی جاتی ہے چونکہ زوجگان کا حصّہ ایک ثمن اور مان کا حصّہ ایک سدس ہے لہذا
دفعہ ۶۶- اصول وراثت کے ترکۂ اول مرتبہ ۲۴ حصّون پر تقسیم ہونا چاہیے اور
۲۴- اس صورت مین پہلی تقسیم کا عدد ہے لیکن بعد منہائی ۱۲ سہام یعنی نصف ترکہ
کے جو دختر کا حصّہ ہے اور ۴ سہام یعنی ترکہ سدس جو مان کا حق ہے اور ۳ سہام یعنے
ترکہ کے ثمن جو زوجگان کا حصّہ ہے صرف پانچ حصے واسطے وارثان عصبہ کے بچتے ہین
اور ان وارثون مین ایک بھائی کا حصہ بجاے حصہ دو بہنون کے محسوب ہوا ہے
اور یہ تقسیم بغیر کسر کے نہین ہوسکتی اور ۵ و ۳ بھی دو زوجون مین بغیر کسر کے تقسیم
نہین ہوسکتا پس وارثون کی دونون فریق مین تقسیم کسر کے ساتھ ہوتی ہے اور سہام
حصّہ دارون مین بہردو صورت نسبت تباین ہے مثلاً- ۲=۳-۱- اور
۲-۳ اور ۲×۲=۵-۱- ایسی صورت مین قاعدہ کی روسے

مقدمہ ۶۸

س - ایک شخص دو زوجہ اور دو پسر اور ایک دختر چھوڑ کر مر گیا منجملہ دو بیٹون کے ایک نے دونون عورتون اور بھائی پر نالش کی ایسی صورت مین ان شخصون کو ترکہ متوفی کا کس حساب سے ملیگا اور جو عورت اس مقدمہ مین مدعا علیہا ہی وہ دعوی کل ترکہ کا دین مہر کی بابت کرتی ہی -

استحقاق دو بیٹون کا بحالت موجود ہونے ایک دختر اور دو زوجہ کے -

ج - اس صورت مین ترکہ ۸۰ حصون پر تقسیم ہوگا منجملہ انکے ایک ثمن ۱ یعنے ۱۰ حصے دونون زوجہ کو یعنے از روے قاعدہ وراثت ہر واحد کو ۵ سہام ملین اور چونکہ قاعدہ یہ ہی کہ مرد کا حصہ بہ نسبت عورت کے دو چند ۲ ہوتا ہی لہذا دختر کو ۱۴ - اور ہر پسر کو ۲۸ - سہام پہونچین گے لیکن ادا کرنا دین مہر کا مثل اور مطالبات کے دعاوی وراثت پر مقدم ہی پس اگر زوجہ کا دعوی صحیح ہو تو ایفا اسکا قبل تقسیم ورثہ کے ضرور ہی

حصہ داروں کی فریق کی تعداد مین نسبت دیکھنی چاہیے مثلاً ۲×۳=۷-۱- اور یہ نسبت تبائن ہی یعنی تقسیم ان اعداد دون کی صرف ایک عدد سے ہوسکتی ہی اور جب یہ معلوم ہوا تو پہلے عدد کو دوسرے کے ساتھ ضرب دینی چاہیے اور حاصل ضرب کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتھ مثلاً - ۲×۷=۱۴×۲۴=۳۳۶ -

۱ اصول وراثت دفعہ ۱۴ -

۲ اصول وراثت دفعہ ۳ -

اور بقیہ جائداد انھین تقسیم ہونی چاہیے۔ ملہ

مقدمہ ۶۹

س۔ محمد تقی نامے ایک شخص حیاتی خانم کا شوہر اور مرزا مہدی کا دادا تھا اور اُسکو حکام عصر سے سند عطاے حق زمینداری بابت کسی قدر آراضی کے جو پیشتر اُسکے خسر عبدالسبحان کی مملوکہ تھی حاصل ہوئی اور واضح ہو کہ آراضی مذکورہ بعد وفات عبدالسبحان کے ضبط ہوگئی تھی اور بذریعۂ سند کے محمد تقی کو آراضی کی نسبت حق مالکیت حاصل ہوا اور تھوڑے عرصہ بعد اُسنے

ملہ اس مقدمہ سے بھی قاعدہ ۷ مسئلہ تقسیم مندرجۂ دفعہ ۱۸ کی تمثیل پائی جاتی ہے۔ زوجگان کا حصّہ بموجب دفعہ ۱۴۔ اصول وراثت کے ایک ثمن ہے لہذا ترکہ کو پہلے آٹھ حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے۔ اور بعد دیے جانے اُنکے ثمن یعنی ایک حصّہ کے ۷ حصّے واسطے ۵۔ اور دعویداران کے باقی رہتے ہیں اور منجملہ اُنکے ایک بیٹا بجاے دو دختر کے شمار کیا گیا ہے لیکن ۷ حصّے اُنھین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتے اور نہ ایک حصّہ دو زوجگان مین بغیر بغیر کسر کے اور عدد ۱۔ اور ۲۔ اور بھی ۵۔ اور ۷ مین نسبت تباین ہے اور جب یہ نسبت معلوم ہوگئی تو قاعدہ کے مطابق پہلے عدد کو دوسرے عدد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے اور حاصل ضرب کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتھ مثلاً ۲×۵=۱۰×۸=۸۰

آراضی کو حسب قواعدہ معینہ وقف کرکے اپنی زوجہ کے نام ایک دستاویز دربارۂ تولیت و قبضہ آراضی مذکورہ کے لکھدی لیکن دخیل ہوا یا نہوا اسکا بذریعہ اس دستاویز کے واضح نہین ہی اور بعد وفات محمد تقی کے اسکا بیٹا علی نقی یعنے عبد السبحان کا نواسہ آراضی پر قابض ہوا اور اسکے مرجانے کے بعد یہ آراضی اسکی زوجہ کلثوم خانم اور مرزا مہدی اسکے بیٹے کے قبضہ مین آئی اب حیاتی خانم یعنے محمد تقی کی زوجہ ان شخصون پر بابت حصول دخل جائداد بذریعہ اس دستاویز کے جو اسکے شوہر نے اسکے نام بابت تولیت اور قبضہ کے تحریر کی تھی نالشی ہی ایسی صورت مین دستاویز مذکور باوجود اسکے کہ اسمین تصریح قبضہ ہی اور وہ عورت کے نام لکھی گئی جائز ہی یا نہین اور محمد تقی کو جسنے زمینداری آراضی حاصل ہوئی کل زمینداری یا صرف اسقدر جزو جو اسکو اپنی زوجہ یعنی عبد السبحان اصل مالک دختر کی اور علی نقی کی مان سے وراثتہً حاصل ہوئی وقف کرنیکا اختیار حاصل تھا یا نہین اور اگر اسکو صرف جزو جائداد کے وقف کا اختیار تھا تو دستاویز تولیت جسکی رو سے کل جائداد پر اختیار انصرام دیا گیا ہی اُس جزو کی نسبت جسکے تصرف کا نامبردہ مختار تھا صحیح و جائز ہی یا نہین —

جائداد اراضی شرکا غیر منقسمہ کا وقف —

ج — حالات مندرجہ سوال سے یہ امر صاف واضح نہین ہوتا کہ آراضی متنازعہ سابقاً عبد السبحان کی مملوکہ تھی اور بعد ضبطی کے محمد تقی کو اسکی نسبت استحقاق حاصل ہوا یا آنکہ یہ آراضی محمد تقی کو از سر نو بطور عطیہ ملی لیکن محمد تقی کے ایک اقرار تحریری سے جو کاغذ مقدمہ مین موجود ہی اور بھی طرز سوال سے مستنبط ہوتا ہی کہ آراضی مذکورہ سابقاً

عبد السبحان کی ملک سے تھی اور بعد ضبطی کے محمد تقی کو حاکم عصر کے
حکم سے ملی پس ایسی صورت مین جائداد کو عبد السبحان متوفی کی ملک سے
تصور کرنا چاہیے اور وہ پہلے اُسکے وارثون اور قائم مقامون مین تقسیم ہونی
چاہیے اور بدرجۂ اخیر محمد تقی اور علی نقی ہین جنکے قائم مقام کلثوم خانم اور
مرزا مہدی ہین چنانچہ مستحقین کے حصص شرعی کی تفصیل ذیل مین
لکھی جاتی ہی اور محمد تقی نے جو کل آراضی کو مع حصّہ اپنے بیٹے کے
مساجد اور معابد مین وقف کیا یہ عمل اُسکا صحیح اور جائز نہین ہے اور
بموجب مسئلہ امام محمد کے وقف کرنا محمد تقی کا اپنے بیٹے کے حصّہ کو بوجہ
نہونے اُسکے تعین کے بیجا ہی لیکن بموجب قول ابو یوسف کے جسپر اکثر
علما کا اس باب مین عمل ہی وقف کرنا بیٹے کے حصّہ کا جائز ہی اور اسمین سب کا
اتفاق ہی کہ سپرد کرنا تولیت کا عورت کو درست ہی پس اس صورت مین مطابق
مسئلہ ابو یوسف کے عمل کرنا مناسب ہی اور محمد تقی نے جو اپنے بیٹے کا حصّہ
وقف کیا اُسکا جائز قرار دینا بنظر بحال رکھنے تقسیم نامبردہ اور استحقاق اُن
وارثون کے جنکو اُسنے خود اپنے فعل سے محروم رکھنا چاہا لازم ہی اور
اگر یہ فرض کیا جائے کہ آراضی متنازعہ کبھی عبد السبحان کی ملک سے
نہ تھی بلکہ محمد تقی نے از سر نو حاصل کی اور یہ نہ پایا جائے کہ اُسکی زوجہ
بذریعۂ دستاویز نوشتہ اُسکے قابض ہوتی تو از روے قول امام محمد کے
جسپر اس باب مین اکثر علما عمل ہی وقف ناجائز ہی اور بلحاظ اس صورت
فرضی کے محمد تقی کی جائداد اُسکے وارثون مین مطابق اُن کے

ذکر اس صورت کا جب وقف کرنیوالا متوفی کو جائداد وقف پر قبضہ نہ دے۔

سہام شرعی کے تقسیم ہوگی چنانچہ تفصیل اُنکی ذیل مین لکھی جاتی ہو اور اگر اسی مقدمہ مین امام محمدؒ کے قول پر عمل کیا جاے اور وقف ناجائز قرار پائے تو وارث محروم نہ رہینگے اور اگر ابو یوسف کے قول کے مطابق وقف جائز ٹھہرے تو وارث محروم رہینگے پس بلحاظ جملہ حالات کے امام محمدؒ کے قول پر عمل کرنا مناسب ہو۔

تقسیم جائداد بحالت فرض کرنے اس امر کے
کہ وہ عبد السبحان متوفی کی مملوکہ ہے

عبد السبحان متوفی

پسر	دختر	دختر	استحقاق پسر کا
مظفر حسین	مصری خانم	حیاتی خانم	بحالت موجود ہونے دو دختر
دو حصّہ	ایک حصّہ	ایک حصّہ	کے۔

مظفر حسین متوفی

ہمشیر	ہمشیر	استحقاق دو
مصری خانم	حیاتی خانم	بہنون کا۔
ایک حصّہ	ایک حصّہ	

مصری خانم متوفیہ

		استحقاق شوہر کا
ہمشیر	شوہر	بحالت موجود
حیاتی خانم	محمد تقی [1]	ہونے دو بیٹیون کے
	دو حصّے	ایک بہن کے۔

[1] محمد تقی نے حیاتی خانم اور مصری خانم کے ساتھ

پسر		پسر
علی نقی		حسن عسکری
۳ سہام		

اور بعد وفات حیاتی خانم کے

استحقاق شوہر کا بحالت موجود ہونے ہمشیر کے دو بیٹوں کے۔

شوہر	ہمشیر زادہ	ہمشیر زادہ
محمد تقی	حسن عسکری	علی نقی
۴ حصے	۲ حصے	۲ حصے

حسن عسکری متوفی

استحقاق باپ کا بحالت موجود ہونے بھائی کے۔

بھائی	باپ
علی نقی	محمد تقی
	۵ حصے

میزان

علی نقی	محمد تقی
۵ سہام	۱۱ سہام

جو دونوں عبدالسبحان کی دختر تعین نکاح کیا اور واضح ہو کہ اگرچہ بحالت زندہ ہونے زوجہ کے اُسکی بہن کے ساتھ نکاح کرنا شرعاً منع ہے لیکن بعد وفات زوجہ کے اُسکی ہمشیر کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہو۔

تقسیم جائداد بحالت فرض کرنے اس امر کے کہ وہ مملوکہ عبد السبحان نہین ہو اور حیاتی خانم نے بعد اپنے شوہر کے وفات پائی۔

محمد تقی متوفی

زوجہ	زوجہ	زوجہ
حیاتی خانم	ہندہ	زینب
۵ سہام	۵ سہام	۵ سہام

پسر	دختر	دختر	دختر
علی نقی	خدیجہ	فاطمہ	عائشہ
۲۴ سہام	۱۲ سہام	۱۲ سہام	۱۲ سہام

استحقاق بیٹے کا بحالت موجود ہونے تین زوجہ اور تین دخترون کے

اور واضح ہو کہ بحساب روپیہ کے عورات کے حصے بقدر دس آنہ آٹھ گنڈہ کے ہونگے اور علی نقی کا حصہ بقدر پانچ آنے بارہ گنڈہ کے ہوگا۔[1]

---

[1] اس مقدمہ سے قاعدہ منضمہ مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۱۸ کی آسان تمثیل پائی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ حصہ دارون کے دو فریق مین حصص انکے بلا کسر تقسیم نہو سکین اور دونون فریق کی تعداد مین نسبت متباین پائی جائے مثلاً چونکہ زوجگان کا حصہ ایک ثمن ہے لہذا ترکہ کو کم از کم آٹھ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ انکے زوجگان کو ایک حصہ ملیگا لیکن ایک عدد تین زوجہ مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتا اور بقیہ حصے باقی ۵ دعویدارون مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتے ہین اور ۵ دعویدار قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ ایک بیٹے کا حصہ دختر کی نسبت دو چند ہوتا ہے لیکن

مقدمہ

س- ایک شخص نے ایک زوجہ اور ماں اور ایک بہن چھوڑ کر وفات پائی ایسی صورت میں ترکہ اسکا کس طور پر تقسیم ہوگا-

ج- بموجب مسئلہ عول کے ترکہ متوفی کو ۱۳ حصّوں پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے زوجہ ۳- اور بہن ۶- اور ماں ۴- سہام پائیگی-

استحقاق بہن کا بحالت موجود ہونے ماں اور زوجہ کے-

تعداد زوجہ یعنی تین اور ماں اور دو عویداروں کی تعداد میں نسبت تباین ہے پس ایسی حالت میں قاعدہ یہ ہے کہ حصّہ داروں کے ایک فریق کی تعداد کو دوسرے فریق کی تعداد کے ساتھ ضرب دیجائے اور حاصل ضرب کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتھ ضرب دیں مثلاً ۳×۵=۱۵×۸=۱۲۰-

۱ اس مقدمہ سے مسئلہ عول کی تمثیل لازم آتی ہے دفعات ۶۸و۹۰- اصول وراثت بموجب دفعہ ۶۵- اصول وراثت کی جائداد کو پہلے ۱۲ حصّوں پر تقسیم کرنا چاہیے تھا کیونکہ منجملہ حصّہ داروں کے ایک حصّہ دار ربع اور دوسرا ثلث اور تیسرا نصف کا مستحق ہے لیکن بعد دیے جانے زوجہ کے ایک ربع یعنے تین سہام اور ماں کے ایک ثلث یعنے ۴ سہام کے بہن کے واسطے ایک نصف باقی نہیں رہتا پس بجاے ۱۲ کے ۱۳ سہام تصور کیے جائیں تاکہ جملہ وارث اپنا اپنا حصّہ پاسکیں-

مقدمہ ۱

س۔ ایک عورت نے دختر اور ماں اور باپ اور شوہر چھوڑ کر وفات پائی ایسی حالت مین منجملہ دین مہر متوفیہ کے اُسکی ماں کو کسقدر ملنا چاہیے۔

ج۔ متوفیہ کے کل ترکہ یعنے دین مہر اور اور قسم کی جائداد کو ۱۳ حصّون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے ماں کو ۲ سہام اور باپ کو ۲۔ اور شوہر کو ۳۔ اور بیٹی کو ۶ سہام ملنے چاہئین۔ ط

استحقاق سب کا بحالت موجود ہونے ماں اور باپ اور شوہر کے۔

مقدمہ ۲

س۔ ایک شخص نے جاریہ کے بطن سے دو دختر چھوڑ کر جاریہ کی حیات مین وفات پائی ایسی صورت مین جاریہ یعنی لڑکیون کی ماں اپنے آقا کے ترکہ سے کسیقدر حصّہ پانے کی مستحق ہی یا نہین اور اگر ہو تو ترکہ ان تین شخص مین کس طور پر تقسیم ہوگا۔

ج۔ بنظر حالات مندرجہ سوال کے جاریہ کو متوفی کے ترکہ سے حصّہ پانیکا مطلق استحقاق نہین پہونچتا اور اگر سوال مین ورثونکی توضیح بصحت ہوئی ہی تو متوفی کے ترکے سے پہلے اُسکے مصارف تجہیز وتکفین ادا ہون اور بعد ازان اُسکا قرضہ جائز دیا جائے اور اگر کچھ فاضل بچے تو اُسکو شرع کے بموجب تین حصّون مین تقسیم

استحقاق دو بیٹیون اور انکی ماں کا جو مالک متوفی کی جاریہ تھی۔

ط۔ اس مقدمہ سے مسئلہ عول کی ایک درمثال پائی جاتی ہو تنبیہ مقدمہ ۷ معائنہ کیجائے

کرنا چاہیے منجملہ آنکے دو حصّے بیٹیون کو ملین گے یعنے ہر واحد کو ایک حصّہ ملیگا اور بقیہ ایک حصّہ وارث عصبہ کا حق ہی درصورتیکہ ایسا وارث موجود ہوا ور اگر موجود نہو تو کُل ترکہ فرض اور رد کی رو سے بموجب اصول مسائل وراثت کے دخترون کو ملیگا چنانچہ سراجیہ مین یہ لکھا ہی کہ موانع ارث چار ہین اول رقیت عام اس سے کہ وہ کامل ہو یا ناقص واضح ہو کہ لفظ کامل سے رقیت قطعی مراد ہی اور لفظ ناقص کا اطلاق رق مدبر و مکاتب اور آن کنیز پر ہی جو صاحب اولاد ہون متوفی کی بیٹیان تین صورتون مین مستحق ورثہ پانے کی ہوتی ہین اگر صرف ایک بیٹی ہو تو اسکو نصف اور دو یا دو سے زیادہ کو دو ثلث ملتا ہی — ؎

مقدمہ ۷۳

س — ایک عورت نے بہن اور شوہر اور چند برادر زادے اور چچا کا بیٹا اور اور بہنون کی اولاد چھوڑ کر وفات پائی اس صورت مین عورت مذکورہ کی وفات کے بعد اشخاص مذکورہ مین سے کون شخص مستحق پانے اسکی جائداد کا ہوگا —

؎ اس صورت مین مسئلہ رد کی تمثیل پائی جاتی ہی — اصول وراثت دفعہ ۹۲ — دخترون کا حصّہ ترکے سے صرف دو ثلث ہی لیکن چونکہ سوائے انکے اور وارث موجود نہین ہین لہٰذا تیسرا حصّہ بھی فاضل جو رہتا ہی آن ہی کی طرف عود کرتا ہی —

ج ۱- عورت کے بھائی کے بیٹے اور اُسکے چچا کے بیٹے اور اُسکی اور بہنون کی اولاد کا بمقابلۂ متوفیہ کے شوہر اور بہن کی وراثت مین کچھ اِستحقاق نہین ہر- جائداد کو دو حصّون مین تقسیم کرنا چاہیے نصف اسمین سے ہمشیر کو اور نصف شوہر کو ملیگا-

استحقاق بھتیجون اور چچا کے بیٹے کا بحالت موجود ہونے شوہر اور بہن کے

س ۲- شوہر صرف ایک ہمشیر چھوڑکر مرگیا علاوہ اسکے اور کوئی شخص مستحق حصّہ یا عصبات مین سے موجود نہین ہر اس صورت مین کس شخص کو جائداد ازروے شرع وراثتاً ملنی چاہیے-

ج ۲- درحالیکہ صرف ہمشیر دعویدار ہر اور کوئی شخص مستحق حصہ یا وسطہ دار عصبات موجود نہین ہر تو ہمشیر اپنے بھائی کا کل ترکہ پائیگی اور گو وہ ترکہ متوفی کو زوجہ سے حاصل ہوا یا کسی اور طور پر نصف اُسکا شرع کی روسے حصّہ ہر اور نصف رد کے ذریعہ سے - [1]

استحقاق ہمشیر کا اس صورت مین جب ہی صرف وارث ہو-

مقدمہ ۴۷

س- غلام حسین کی وفات کے بعد اُسکی زوجہ جائداد آراضی پر استحقاق کی روسے قابض ہوئی بعد ازان وہ ایک ہمشیر حقیقی اور ایک علاتی چھوڑکر مرگئی اس صورت مین جائداد مذکور جسپر متوفیہ قابض تھی اُسکی بہنون کو ملے گی یا غلام حسین کے بھائی کی بیوہ یا بھائی کے

[1] اصول وراثت دفعہ ۹۲-

بیٹون کی بیوون کو پہنچیگی - اور اس پچھلی صورت مین جائداد مذکور کس حساب سے انکو دیجائیگی -

علاتی بہن کا استحقاق بحالت موجود ہونے ہمشیر حقیقی کے -

ج - غلام حسین کی زوجہ مرتے وقت جائداد آراضی پر بطور مالکہ قابض تھی لہذا جائداد مذکور اسکی ہمشیر حقیقی اور علاتی کو بلاشک ملیگی - ہمشیر حقیقی کو تین حصے پہونچین گے اور علاتی کو ایک حصہ ملیگا - ۱ے

مقدمہ ۷۵

س - ایک شخص نے ایک زوجہ اور دو بیٹیان چھوڑکر وفات پائی اُن دونون شخصون کو منجملہ جائداد متوفی کے کس حساب سے حصہ ملیگا -

---

۱ے اس مقدمہ سے تمثیل مسئلہ رد کی پائی جاتی ہو - اصول وراثت کی دفعہ ۹۲ معائنہ کیجائے - جائداد چھ حصون مین تقسیم ہونی چاہیے تھی منجملہ اُنکے سدس ہمشیر علاتی کا حق ہو اور نصف ہمشیر حقیقی کا - اصول وراثت کے دفعات ۲۳ و ۲۷ - معائنہ کیجائین برابر ایک کے ہو اور نصف مساوی تین کے لہذا کل جائداد کو چار حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے تین حصے ہمشیر حقیقی کو ملینگے اور ایک حصہ ہمشیر علاتی کا حق ہو اور یہی اُنکے حصص جائز ہین -

روکنا استحقاق بحالت موجود ہونے دو دختر کے۔

ج۔ کُل جائداد ۱۶ حصّون مین تقسیم کیجائیگی منجملہ اُنکے دو حصّے زوجہ کو دیے جایئن گے اور سات سات حصّے ہر ایک دختر کو ملین گے۔ ۱

۱ اس مقدمہ سے بھی مسئلہ رد کی تمثیل پائی جاتی ہو منجملہ وارثون کے ایک ایسا ہو جسکو رد کی رو سے حصہ نہین پہونچ سکتا لہذا اس صورت مین وہ حساب کیا گیا ہو جو تیسرے ورجہ کے اشخاص کے لیے اور جواز رو ے مسئلہ رد مستحق پانے حصص کے ہین۔ اصول وراثت کی دفعہ ۴۹ معائنہ کیجاے مثلاً اس صورت مین جبکہ بیوہ کو مستحق حصّہ کی اور رُو ے رد نہین ہو اور صرف آٹھوین حصّہ پانے کی حقدار ہو جائداد کو کم از کم آٹھ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے اور بعد دیے جانے حصۂ بیوہ کے ۷ حصے باقی رہتے ہین یہ اُن شخصون مین جو رد کی رو سے مستحق پانے حصص کے ہین تقسیم ہونے چاہئین مگر یہ تقسیم بغیر کسر کے نہین ہوسکتی لہذا اس صورت مین نسبت مابین تعداد ان مستحقین کے جو رد کی رو سے حصّہ پایئن گے اور تعداد حصص کی دریافت کرنی چاہیے ۳ × ۲ – ۷ – ۱ اور انمین نسبت تباین ہو۔

اب عدد ۸ کو جسمین کُل جائداد تقسیم کی گئی ہو اُن مستحقین کی تعداد سے۔ جو رد کی رو سے حصّہ پانے کے مستحق ہین ضرب دینی چاہیے مثلاً ۸ × ۲ = ۱۶ – واضح ہو کہ شوہر رد کی رو سے شرعاً حصّہ پانے کا مستحق نہین ہو اور نہ زوجہ اور جس صورت مین کہ شوہر اور زوجہ اور وارثون کے ساتھ مستحق ترکہ ہون تو حصّہ مزید صرف دیگر وارثان مذکور کو عود کرتا ہو۔

مقدمہ ۷۶

س- ایک شخص نے مان اور زوجہ اور حقیقی بھائی کی دو دختر چھوڑ کر وفات پائی اسمین اسکی جائداد موروثی اشخاص مذکورۂ بالا مین کس حساب سے تقسیم ہونی چاہیے-

استحقاق زوجہ کا بحالت موجودگی مان کے- بھائی کی بیٹیونکا حق بحالت موجود ہونے زوجہ اور مان کے-

ج- بعد اداے اخراجات ضروری کے متوفی کی کل جائداد اول بارہ [1] حصّون مین تقسیم کرنی چاہیے مگر چونکہ یہ صورت مسئلۂ رد سے متعلق ہی لہذا بارہ [۱۲] حصّون کے پھر چار حصّے مان کو شرعاً ملین گے اور چونکہ کوئی اور واسطہ دار عصبی موجود نہین ہی لہذا رد کی رو سے بھی حصّے اُسے ہی پہونچینگے- متوفی کے حقیقی بھائی کی بیٹیان واسطہ داران بعید مین شمار کی جاتی ہین اور بحالت موجود ہونے وارثان جائز کے

[1] اصول وراثت کی دفعہ ۲۴ کی رو سے مان کا حصّہ ثلث ہی اور دفعہ ۱۴ کے بموجب زوجہ کا حصّہ ربع ہی پس اصول وراثت کی دفعہ ۶۵ کے مطابق جائداد ۱۲ حصون مین تقسیم کرنی چاہیے لیکن چونکہ یہ صورت مسئلہ رد سے متعلق ہی لہذا جائداد کم سے کم عدد مین تقسیم کرنی چاہیے اور عدد مذکور مطابق حصّہ اُس شخص کے ہو جو رد کی رو سے کچھ پانے کا مستحق نہین ہی اور اس صورت مین حصّہ ایسے شخص کا ایک ربع ہی لہذا جائداد کو چار حصون مین تقسیم کرنا چاہیے- اصول وراثت کی دفعہ ۴۹ معائنہ کیجاوے-

اُنکو کچھ حصّہ نہین ملسکتا۔

مقدمہ ۷۷

س ۔ ایک شخص نے ایک زوجہ اور ایک بیٹی چھوڑکر وفات پائی اور واسطہ اُن دونون کا متوفی کے ساتھ ثابت ہی اس صورت مین متوفی کی جائداد سے یہ دونون شخص کس حساب سے ترکہ پائینگے۔

استحقاق زوجہ بحالت موجود ہونے دختر کے۔

ج ۔ متوفی کی جائداد آٹھ حصّون پر تقسیم کرنی چاہیے منجملہ اُنکے ایک حصّہ زوجہ کو ملیگا۔ اور باقی سات حصّے بیٹی کو پہونچینگے مگر شرط اسمین یہ ہی کہ متوفی کے کوئی اور واسطہ دار عصبی موجود نہو۔ اور درصورت موجود ہونے ایسے رشتہ دارون کے بیٹی کو صرف چار حصّے ملینگے اور باقی تین واسطہ داران عصبی کو دیے جائینگے ۔ ۱؎

۱؎ درصورت ہونے اولاد کے زوجہ کا حصّہ ایک ثمن ہی اور اولاد اس صورت مین صرف ایک دختر ہی پس حصّہ اسکا کل جائداد سے نصف ہی لیکن چونکہ شوہر اور زوجہ دونون مستحق پانے حصص کے از روے رد نہین ہین لہذا تین مزید حصّے دختر کو عود کرین گے بشرطیکہ کوئی اور وارث عصبے موجود نہو۔ اگر ایسے واسطہ دار موجود ہون تو یہ تینون مزید حصّے اُنکو ملینگے اور دختر کو اسکا صرف حصّہ جائز جو نصف ہی ملیگا یعنے آٹھ حصون مین سے چار حصّے اُسکو دیے جائینگے۔

اصول وراثت کی دفعہ ۱۴۱۔ معائنہ کیجائے ۔ کم سے کم تعداد جسمین جائداد

مقدمہ ۷۸

س - ایک عورت نے جسکے ایک لڑکی پہلے شوہر سے تھی کچھ جائداد شوہر ثانی کے نام سے تحریر کرائین - عورت اپنے حین حیات آراضی مذکور پر قابض رہی بعد اُسکی وفات کے شوہر ثانی نے قابض ہوکر اُس آراضی کو اپنی دوسری زوجہ کے نام ہبہ کردیا اور زوجۂ ثانیہ بعد وفات شوہر کے اُسپر قابض ہوئی اب آراضی کے استحقاق ملکیت کی نسبت باہم اسکی اول زوجہ کی لڑکی اور دوسری زوجہ سے تکرار ہے اس صورت مین کون اُنمین سے مستحق جائداد ہے اور اگر دونون مین تو کسقدر ہر ایک کو ملنی چاہیے - اور شوہر بحالت موجود ہونے دختر کے جو زوجۂ اول سے ہے دوسری زوجہ کو کل جائداد منتقل کرنے کا مجاز ہے یا نہین -

ج - اگر جائداد جسکی دستاویز زوجہ اور اُسکے شوہر کے نام لکھی گئی زوجہ نے خاص اپنے روپیہ سے خرید کی ہو تو ایسی جائداد بلا شرکت غیرے زوجہ کی تصور کرنی چاہیے کیونکہ منشار آئین یہ ہے کہ امر واقعی پر لحاظ کیا جائے نہ کہ اُسپر جو برائے نام ہو - اس صورت مین شوہر کو اپنی دوسری زوجہ کے نام جائداد کے ہبہ کردینے کا مطلق استحقاق حاصل نہین ہے اور اُسکی زوجۂ اول کی

جو جائداد عورت اپنے روپیہ سے خریدے وہ اُسی کی خاص ملکیت ہے دستاویز مین شوہر کا نام مندرج ہو

مطابق حصہ زوجہ کے تقسیم کیجائے آٹھ ہے -

وفات کے بعد جو آراضی مذکور کی مالک تھی اگر کوئی اور وارث نہو تو جائداد کو چار حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے تین حصے مالکہ کی دختر کا جو شوہر اول سے ہی حق ہی اور باقی ایک حصہ شوہر ثانی کو ملنا چاہیے ۔ ؎۱

استحقاق دختر کا بحالت موجود ہونے شوہر کے ۔

مقدمہ ۷۹

س ۔ محمد واصل کی تین زوجہ تھین پہلی زوجہ مسماۃ فہمیدہ سے ایک بیٹا رحم علی تھا اور بیٹی فیض النسا اور دوسری زوجہ سے ایک لڑکی بھورن اور تیسری سے ایک دختر سوہن تھی ۔ محمد واصل کی وفات کے بعد اُسکی تیسری زوجہ کی دختر سوہن مرگئی اور قاسم علی سوہن کا لڑکا بہ حین حیات اپنی مان کے مرگیا قاسم علی کی لڑکی درگاہن یعنی سوہن کی پوتی موجود ہی رحم علی نے ایک زوجہ جو زندہ ہی چھوڑ کر وفات پائی اور رحم علی کی بہن فیض النسا اور محمد واصل کی دوسری زوجہ کی لڑکی بھورن بھی زندہ رہین اس صورت مین اشخاص مذکورہ کے باہم کسطرح سے جائداد تقسیم ہونی چاہیے

؎۱ یہ ایک مثال اُس قسم کے مسئلہ رد کی ہی جو تیسرے درجہ کے مستحقین رد کے واسطے مندرج ہی ۔ اصول وراثت کی دفعہ ۹۴ ۔ معائنہ کیجائے ۔

استحقاق بیٹے کی زوجہ کا بحالت موجود ہونے دو دختر اور ایک ور دختر کے بیٹے کی دختر کے اس صورت مین جبکہ مالک کا بیٹیا قبل مرجانے اپنی ہمشیرہ در ہمشیرزادہ کے مرگیا ہو۔

ج۔ اگر رحم علی حین حیات سماۃ سوہن کے مرگیا تو کل جائداد محمد واصل کی ۱۲۰ حصون مین تقسیم ہونی چاہیے۔ ؎

؎ یہ ایک مثال مسئلہ مناسخت کی ہے یعنی جائداد کی تقسیم حین حیات اشخاص کے جو یکے بعد دیگرے مرگئے عمل مین نہین آئی طریق مرقومۂ ذیل سے تقسیم حصص کے حساب کی صورت یہ پائی جاتی ہے۔

شجرۂ خاندان

محمد واصل متوفی

زوجہ	زوجہ	زوجہ
دختر فیض النسا	دختر	دختر
پسر رحم علی اور اسکی زوجہ		پسر
		دختر

محمد واصل کی وفات کے بعد اسکی تین زوجہ اور تین متباین اور بیٹیا وارث ہین زوجگان کا حق بحالت ہونے اولاد کے ثمن ہے چنانچہ اس صورت مین ایسا ہی ہے تاکہ زوجگان کا حصہ اور پسر کا جو دختر کی بہ نسبت دوچند ہے بغیر کسر کے تعین کیا جاے ضرور ہے کہ کوئی ایسا کم سے کم عدد تلاش کیا جاوے جس سے ایسی تقسیم عمل مین آسکے ظاہر ہے کہ عدد ۸ سے ایسا نہ ہو سکے گا لیکن چونکہ عدد ا کو ۸ سے وہی نسبت ہے جو ۱۵ کو ۱۲۰ سے ہے لہذا ہر ایک زوجہ کو پانچ حصے یعنے تینون کو ۱۵ حصے یعنے ۱۲۰ کا ثمن ملیگا۔ پسر ۴۲ حصے یعنے ہر ایک دختر

منجملہ اُنکے رحم علی کے - ۲۷۲ - حصے اُسکی زوجہ کو ملین گے
اور ۱۹۵ حصے مسماۃ بھورن کو اور ۷۵ احصے رحم علی کی ہمشیر کو

کی نسبت دوچند حصہ پائیگا دوسری اور تیسری زوجہ کی وفات کے بعد انکے حصے
اُنکی دخترون کو پہونچین گے اور ہر ایک کو اس طریقہ سے ۲۶ حصے ملین گے
اول زوجہ کی وفات کے بعد اُسکے پانچ حصے مابین اُسکے پسر اور دختر کے
اس حساب سے کہ پسر کو دوچند پہونچے تقسیم ہونے چاہئین لیکن اُسکی کل
جائداد یعنی پانچ حصہ اس طور سے بغیر کسر تقسیم ہونے ممکن نہین لہذا ایک بڑا عدد
تلاش کرنا چاہیے چنانچہ ۱-کو ۵ سے وہی نسبت ہی جو ۶ کو ہی ۳۰ سے انمین سے
بیٹے کو ۲۰ حصے ملینگے اور دختر کو ۱۰ پسر کی وفات کے بعد اسکی کل جائداد بالعوض
مہر کے اُسکی زوجہ کو حاصل ہوگی - تیسری زوجہ کی دختر کے مرنے کے بعد اُسکی
جائداد چار حصون مین تقسیم ہونی چاہیے تھی منجملہ اُنکے دو حصے اُسکے پسر کی دختر کو
ملنے چاہیے تھے اور ایک ایک حصہ اسکی سوتیلی ہمشیر کا حق تھا لیکن اُسکی کل
جائداد یعنے ۲۶ حصون کو اس طریقہ سے بغیر کسر کے تقسیم کرنا غیر ممکن تھا اس لیے
ایک بڑا عدد تلاش کرنا چاہیے چنانچہ ۱-کو ۲۶ سے وہی نسبت ہی جو ۶ کو ہی ۱۵۶
سے منجملہ اس تعداد کے ۷۸ حصے پوتی کو اور ۳۹ - ہر سوتیلی بہن کو ملینگے
مگر چونکہ ایک حصے کی نسبت بڑھانا پڑا تھا اس واسطے ضرور ہوا کہ کل
حصون کو اسی مطابق بڑھانا چاہیے یعنے ۱- کو ۱۲۰ سے وہی نسبت
ہی جو ۶- کو ہی ۷۲۰ سے اس حساب سے رحم علی کی بیوہ کا حصہ یہ

جو مسماۃ فہمیدہ کی لڑکی ہی اور ۸۰۷ حصے مسماۃ درگاہن کو ملین گے۔ اگر بالفرض رحم علی نے بعد مرنے مسماۃ سوہن کے وفات پائی ہو تو

ہوگا ۴۲×۶×۲۰=۲۷۲ - اور بھورن کا حصّہ یہ ہوگا ۲۹ × ۳۹ = ۱۹۵ - اور فیض النسا کا حصّہ یہ ہوگا - ۲۱×۶×۱۰×۳۶ = ۱۷۵ باقی ۸۰۷ حصے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا پوتی کو پہونچینگے اس حساب مین یہ فرض کر لیا گیا ہی کہ تقسیم جائداد بعد وفات رحم علی کے عمل مین آئی اور رحم علی نے قبل مرنے اپنی سوتیلی بہن سوہن کے وفات پائی اور بدین وجہ سوہن کی جائداد سے کچھ نہ پا سکا اور اسی سبب سے رحم علی کی زوجہ سوہن کی جائداد سے کچھ حصّہ نہین پا سکتی لیکن اگر رحم علی کے حین حیات سوہن نے وفات پائی ہو تو سوہن کی جائداد سے نصف حصّہ اُسکی پوتی کو ملیگا اور باقی جائداد دونون سوتیلی بہنون اور سوتیلے بھائی رحم علی کے مابین تقسیم ہوگی اس حساب سے بھائی کو بہنون کی نسبت دوچند حصّہ ملیگا لیکن ظاہر ہی کہ سوہن کے ۲۱ حصے باہم ورثاے مذکور بلا کسر تقسیم نہین ہوسکتے لہذا ایک بڑا عدد تلاش کرنا ضرور ہی شلاً ۱-کو ۲۶ سے وہی نسبت ہی جو ۱۲-کو ہی ۳۱۲ سے منجملہ اُنکے ۱۵۶ حصے پوتی کو اور ۸۰۷ سوتیلے بھائی کو اور ہر ایک سوتیلی بہن کو ۳۹ ملینگے مگر اس صورت مین اور حصص کو بھی بڑھانا ضرور ہی شلاً ۱-کو ۱۲۰ سے وہی نسبت ہی جو ۱۲ کو ہی ۱۴۴۰ سے -

اس حساب سے رحم علی اور بعد ازان اُسکی زوجہ کا یہ حصّہ ہوگا

جائداد کے ۱۴۰۴۰ حصے ہونے چاہئین منجملہ اُنکے رحم علی کے ۲۲ حصے اسکی زوجہ کو پہونچینگے بشرطیکہ اسقدر مہر مقرر کیا گیا ہو اور ۳۱۱ حصے سماۃ فہمیدہ کی دختر کو اور ۳۵۱ حصے سماۃ بھورن کو اور ۱۵۶ حصے قاسم علی ابن سوہن کی دختر سماۃ درگاہن کو ملینگے۔

استحقاق اس صورت مین جبکہ بیٹا اپنی ہمشیرہ و ہمشیرزادہ کی وفات کے بعد مرگیا ہو۔

مقدمہ ۸۰

س — ایک شخص جائداد آراضی کا مالک ایک بیٹا اور ایک بیٹی اور بھائی علاتی چھوڑکر مرگیا بعد ازان بیٹا بھی لاولد مرگیا اور دختر حین حیات اپنے سوتیلے چچا کی کل جائداد پر قابض ہوئی اس صورت مین دختر مذکور مستحق پانے کل جائداد کی ہے یا ایک جزو کی۔

ج — صورت مذکورۂ بالا مین دختر کا حصہ دو ثلث ہے اور اُسکے سوتیلے چچا کا ایک ثلث یعنے کل جائداد تین حصّون مین تقسیم کیجائیگی۔

استحقاق دختر کا بحالت موجود ہونے بیٹے اور چچا کے اس صورت مین جبکہ بیٹا قبل تقسیم مرگیا ہو

۴۲ × ۱۲ × ۴۰ × ۷۸ = ۶۲۲ — اور بھورن کا حصہ یہ ہوگا ۲۶ × ۱۲ × ۳۹ = ۳۵۱ — اور فیض النسا کا حصہ یہ ہوگا ۲۱ × ۱۳ × ۲۰ × ۳۹ = ۳۱۱ باقی ۱۵۶ حصے جیسا کہ پیشتر مذکور ہوا پوتی کو ملینگے یہ ایک عمدہ طریقہ حساب کا نہین ہے اور اسمین قواعد معینہ کی نسبت جنکی تمثیلین مع تفسیر مقدمات آیندہ سے معلوم ہونگی زیادہ تر مشکل عائد ہوتی ہے۔

جنمین سے دو دختر کو ملین گئے اور ایک بوجہ عصبہ ہونے کے چچا کا حق ہی — ۱/

مقدمہ ۸۱

س — ایک عورت نے چار دختر اور ایک پسر اور ایک شوہر چھوڑ کر وفات پائی — بیٹیا قبل تقسیم جائداد کے چار بہن اور باپ چھوڑ کر

ہلہ یہ ایک آسان تمثیل مسئلہ مناسخت کی ہی اصول وراثت کی دفعات ۹۶ و ۹۷ و ۹۹ — معائنہ کیجایئن — اصل مالک کی وفات کے بعد اسکی جائداد تقسیم ہونی چاہیے تھی اور اسمین اصول وراثت کی دفعہ ۲۱ کے بموجب اسکے بھائی کا بوجہ موجود ہونے متوفی کے بیٹے کے کچھ حق نہ تھا جائداد مذکور کے تین حصہ ہو کر دو حصے بیٹے کو ملنے چاہیے تھے اور ایک حصہ کی دختر مستحق تھی — پسر کی وفات کے بعد ابین اُسکے دو حصون اور اُن حصص کی تعداد کے جنپر اسکی جائداد کو تقسیم کرنا ضرور ہی نسبت دیکھنی چاہیے اور یہ تعداد اس صورت مین ہی یعنے اصول وراثت کی دفعہ ۲۳ کے بموجب بہن کا حصہ نصف ہی اور باقی نصف سوتیلے چچا کا حق ہی جو اصلی مالک کا بھائی اور وارث عصبہ ہی عدد ۲ — اور ۴ — آپسمین متداخل ہین اور تعداد حصص کا مضروب فیہ نصف یعنی صرف ایک ہی لہذا دفعہ ۹۹ کے بموجب ضرب دینا ضرور نہین ہی —

مرگیا اس صورت مین عورت مذکور کی جائداد ورثاے حی القائم یعنی شوہر اور چار دخترون کے باہم کس طور پر تقسیم ہوگی۔

دختر اور شوہر کا حق اس صورت مین جبکہ بیٹا قبل تقسیم جائداد مرگیا ہو

ج — اگر کل جائداد عورت متوفیہ کی ہو تو شرع کے بموجب اول اُسکی تجہیز و تکفین کے صرف مین آنی چاہیے بعد ازان بقیہ جائداد کا ایک ثلث اُسکی وصیت کے بموجب صرف ہونا چاہیے ان اخراجات کے بعد جو باقی بچے وہ آٹھ حصّون پر تقسیم کیا جائے منجملہ اُنکے چار حصّے شوہر کو ملینگے اور ایک حصّہ چارون بیٹیون کا حق ہوگا۔ ۱

۱ اصل مالکہ کے وارث اُسکا شوہر اور اُسکا بیٹا اور چار دختر ہین چنانچہ اُسکی وفات کے بعد اُسکی جائداد آٹھ حصّون پر تقسیم ہونی چاہیے تھی منجملہ اُنکے شوہر اور بیٹا دو دو حصّون کا مستحق تھا اور باقی ایک ایک حصّہ چارون دخترون کو ملنا چاہیے تھا پسر کی جائداد اُسکی وفات کے بعد تقسیم ہونی چاہیے تھی اور دونون حصّے جو پسر کو ماں سے وراثتاً ملے تھے اُسکے باپ کو ملنے چاہئین کیونکہ وہی اُسکا صرف وارث ہے بہنون کا اُسمین کچھ حق نہین رہا اسی وجہ سے جائداد آٹھ حصّون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے چار حصّے شوہر کو یعنے دو جو اُسی زوجہ سے اور دو پسر سے وراثتاً ملے ہین ملنے چاہئین اور باقی ایک ایک حصّہ چارون دخترون کو جو اُنھین اُنکی ماں سے ارث مین پہونچا ہے ملیگا۔

مقدمہ ۸۲

س ۱- ایک شخص نے حین حیات اپنی جائداد کو باہم پسر اور دختر کے مساوی تقسیم کرکے وفات پائی بعد از ان پسر بھی بہن اور زوجہ چھوڑکر مرگیا اس صورت مین بہن مستحق ورثہ پانے کی ہے یا نہین اور اگر ہے تو کسقدر جائداد اسکو ملیگی۔

ج ۱- شرع کے بموجب دوسرے شخص متوفی یعنے بیٹے کی جائداد کو چار حصّون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے ایک حصّہ زوجہ کو ملیگا اور باقی حصونکی متوفی کی ہمشیر مستحق ہے۔ — ہمشیر کا حق بمقابلہ زوجہ کے۔

س ۲- اگر شخص مقدم الذکر بعد تقسیم کرنے اپنی جائداد کے ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑکر مرجائے اور بعد ازان بیٹا بھی زوجہ چھوڑکر وفات پائے اور جائداد مذکور تقسیم نہوئی ہو تو اس صورت مین کسقدر جائداد بیٹے کی زوجہ کو اور کسقدر دختر کو ملنی چاہیے۔

ج ۲- جو شخص اول مرگیا اُسکی جائداد کو تین حصّون مین تقسیم کرنا چاہیے اُنمین سے دو حصے بیٹے کو دیے جائین اور ایک حصہ دختر کا حق ہے- بعد ازان پسر متوفی کی جائداد کو چار حصون مین تقسیم کرکے منجملہ اُنکے تین حصے اُسکی بہن کو ملینگے اور ایک زوجہ کو پہونچیگا اسی واسطے شخص اول کی کل جائداد کو چھ حصّون مین تقسیم کرکے ایک حصہ اُسکے بیٹے کی زوجہ کو دیا جائے اور پانچ حصے دختر کو ملنے چاہئین۔ — دختر کا استحقاق بحالت موجودگی پسر کی زوجہ کے اس صورت مین جبکہ پسر بعد وفات اپنے باپ کے مرگیا ہو۔

دختر کا استحقاق بمقابلہ بیٹے کی زوجہ کے اس صورت مین جبکہ بیٹا بعد وفات اپنے باپ کے ایک دختر چھوڑ کر مرگیا ہو اور اس دختر نے بھی وفات پائی ہو

س ۳۔ اگر پسر متوفی کی زوجہ کے ایک دختر ہوئی ہو اُسنے پانچ برس کی عمر مین وفات پائی ہو تو اس صورت مین دختر مذکور کسقدر جائداد کی مستحق تصور کیجائیگی اور اُسکی وفات کے بعد حصہ کسکو ملیگا۔

ج ۳۔ صورت مذکورہ بالا مین متوفی اول کی جائداد تین حصون پر تقسیم ہونی چاہیے منجملہ اُنکے بیٹے کو دو حصے ملین گے اور ایک حصہ دختر کو اور پسر کی وفات کے بعد اُسکے دو حصون کو آٹھ حصون پر تقسیم کرنا لازم ہے انمین سے ایک حصہ اُسکی زوجہ کو ملیگا اور چار اُسکی دختر کو اور تین ہمشیر کو پہونچین گے اور دختر کی وفات کے بعد اُسکے چارون حصے اُسکی ماں کو ملین گے۔ اسی واسطے متوفی اول کی کل جائداد کے بارہ حصے کرنے چاہئین منجملہ اُنکے پانچ حصے اُسکے پسر کی زوجہ کو اور سات اُسکی دختر کو ملین گے۔ ۱ـ

۱ـ ان سوالات سے بہت آسان تمثیلین مناسخت کی پائی جاتی ہین پہلی تقسیم مین جائداد کے تین حصے کرنے چاہیے تھے تاکہ پسر کو دختر کی نسبت دوچند ملتا۔ اور دوسری مرتبہ کی تقسیم مین پسر کی جائداد کے چار حصے کرنے لازم تھے منجملہ اُنکے زوجہ کا حصہ ایک ربع تھا لیکن چونکہ یہ صورت مسئلہ مناسخت سے تعلق ہے لہذا تناسب بین تعداد حصص پسر متوفی اور اُس تعداد کے جسپر جائداد تقسیم کیجائے دیکھنی چاہیے شلاً ۲ × ۲ = اور اُنکا وفق ۲ ہے پس مسئلۂ مناسخت کی دفعہ ۹۹ کے بموجب قاعدہ یہ ہے کہ اصل تقسیم کے عدد کو بالاجمال و بالانفراد دوسرے درجہ کے وارثونکی تعداد نصف سے ضرب دین اور اس

مقدمہ ۸۳

س — ایک شخص نے زوجہ حمیدہ اور تین بیٹے زید و بکر و عمرو اور تین بیٹیاں جمیلہ و سکینہ جو حمیدہ سے تھین اور

تعداد وارثوں کو ان حصص کی تعداد کے نصف سے جنکے پانے کا متوفے مستحق تھا ضرب دین — اس صورت مین تعداد مذکور صرف ایک ہی لہذا ضرب دینا ضرور نہین ہی مثلاً ۳ × ۲ = ۶ منجملہ اُنکے حسب تفصیل ذیل زوجہ کو ایک حصہ ملیگا اور بیٹی کو پانچ حصے دیے جائینگے —

توضیع تعین حصص

۳ × ۲ = ۶

زید	حمیدہ
پسر	دختر
۴	۲

پسر
۴

جمیلہ	فہمیدہ
پسر کی زوجہ	ہمشیر
	۲

علے ہذا القیاس تیسرے سوال کے مطابق دوسری مرتبہ کی تقسیم مین پسر کی جائداد کے آٹھ حصے کرنے چاہیے تھے آئین سے زوجہ

دوسری زوجہ سے محمودہ چھوڑ کر وفات پائی شخص مذکور کی وفات کے بعد اور جائداد کی تقسیم کے قبل اُسکی زوجہ حمیدہ اور دو بیٹے

کا حصّہ ایک ثمن اور دختر کا نصف ہونا چاہیے تھا مگر ۲ - اور ۸ عدد ۲ پر متوافق ہین اور جو قاعدہ کہ پچھلے سوال کے جواب مین منقول ہی اُسکے بموجب ۴ کو ۳ کے ساتھ ضرب دینا چاہیے مثلاً ۳ × ۴ = ۱۲ - منجملہ اُنکے پسر کی ہمشیر کو ۳ حصّے یعنی ۳ اپنے باپ کے اور ۳ بھائی کے رو سے ملین گے اور پسر کی دختر ۴ حصّے یعنے اپنا نصف حصّہ جائز پائیگی اور پسر کی زوجہ کو ایک حصّہ یعنے ایک ثمن جو اُسکا حصّہ جائز ہی پہونچیگا - تیسری مرتبہ کی تقسیم مین کل جائداد دختر کی مان کو ملیگی اور بہن کا حصّہ زیادہ نہین کیا جائیگا تفصیل ان حصص کی یہ ہی -

۳ × ۴ = ۱۲

زید		حمیدہ
پسر		دختر
۸		۴
فہمیدہ	زید	سکینہ
ہمشیر	پسر	زوجہ
۳	۸	۱
	جمیلہ	
	دختر	

زید و بکر اور ایک بیٹی محمودہ نے یکے بعد دیگرے وفات پائی اب ورثاے حی القائم عمرو اور جمیلہ اور سکینہ ہین اُنمین اصل مالک جائداد کس طور پر اور کس حساب سے تقسیم ہونی چاہیے۔

ج - جائداد کے ۱۷۲۸ حصے کرنے چاہئین منجملہ انکے عمرو ۸۶۴ حصے اور جمیلہ کو ۴۳۲ - اور اسی قدر سکینہ کو ملینگے فہرست ذیل سے اشخاص حی القائم کے اس ورثہ کی کیفیت واضح ہوگی جو انکے رشتہ دارون کی وفات کے باعث بطریق مناسخت انکو حاصل ہوا اور جنکی وفات اصل مالک کے مرنے کے بعد مگر جائداد کی تقسیم کے قبل واقع ہوئی۔

۱۷۲۸ = ۳ × ۵۷۶ = ۸ × ۷۲

	حمیدہ	زید	بکر	عمرو	جمیلہ	سکینہ	محمودہ	
	۹	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	= ۷۲
		۱۱۲	۱۱۲	۱۱۲	۵۶	۵۶	۵۶	
			۳۶	۶۳	۱۶۸۳۳	۱۶۸	۱۶۸	

حمیدہ متوفیہ

زید	بکر	عمرو	جمیلہ	سکینہ	محمودہ	
۲	۲	۲	۱	۱	×	= ۸
۱۸	۱۸	۱۸	۹	۹	×	
	۵۴	۵۴	۲۷	۲۷		

زید متوفے

بکر	عمرو	جمیلہ	سکینہ	محمودہ	
۲	۲	۱	۱	×	= ۶
	۱۳۰	۲۵	۲۵	×	

ذکر اس صورت کا جب ایک زوجہ اور تین پسر اور تین دختر اور ایک دختر جو زوجہ ثانیہ سے ہو موجود ہون اور زوجہ اور دو بیٹے اور ایک بیٹی اور زوجہ ثانیہ کی بیٹی نے یکے بعد دیگرے وفات پائی ہو۔

استحقاق تین بیٹیوں کا بمقابلہ تین دخترون اور ایک زوجہ کے۔

استحقاق تین بیٹون کا بحالت موجود ہونے بیٹیون کے

استحقاق دو بھائیوں کا بحالت موجودگی دو ہمشیر کے۔

استحقاق بھائی کا بمقابلہ دو بہنون کے۔

بکر متوفی

عمرو	جمیلہ	سکینہ	محمودہ
۲	۱	۱	— ۴
۲۶۰	۱۳۰	۱۳۰	

استحقاق سوتیلے بھائی اور سوتیلی بہن کا۔

محمودہ متوفیہ

عمرو	جمیلہ	سکینہ
۸۴	۴۲	۴۲

کُل

عمرو	جمیلہ	سکینہ ۱ـ
۸۶۴	۴۳۲	۴۳۲

۱ـ اس صورت سے اس قاعدہ کی تمثیل بخوبی پائی جاتی ہی جو درباب وراثت سخت کے ہی اول مرتبہ بنظر تقسیم جائداد کے مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷ کے تیسرے قاعدے پر عمل کرنا چاہیے چونکہ زوجہ کا حصہ ایک ثمن ہی لہذا ظاہر ہی کہ ترکہ آٹھ حصون سے کم مین تقسیم نہ کیا جائے لیکن علاوہ زوجہ کے نو شخص اور بھی دعویدار ہین اور ۹ قرار دینے کی وجہ یہ ہی کہ ایک بیٹا بمنزلہ دو دخترون کے تصور کیا گیا ہی اور ظاہر ہی کہ بعد دینے ایک ثمن زوجہ کے باقی ۷ حصے ۹ دعویدارون مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتے پس ضرور ہوا کہ سہام اور رؤس کی تعداد مین مناسبت دریافت کیجائے چنانچہ معلوم ہوتا ہی کہ انمین نسبت تباین ہے مثلاً ۷ = ۹ - ۴ - اور ۲ × ۳ - ۷ - ۱ - ایسی صورت مین قاعدہ کی رو سے حصہ وارون کی

مقدمہ ۸۴

س — ایک شخص نے دو بیٹے جو حقیقی بھائی بہن چھوڑ کر وفات پائی دونوں نے جائداد پدری کو باہم مساوی تقسیم کرلیا اور

تعداد کو حصوں کی کل تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۹ × ۸ = ۷۲ - اور یہی حاصل ضرب مطلوب ہو - دوسری قسم کے حصہ دارون سے تقسیم کا پہلا قاعدہ متعلق ہو - سوتیلی بیٹی کو کچھ نہین ملسکتا اور چونکہ مرد کا حصہ بہ نسبت عورت کے دوچند ہی لہذا حصہ دارون کی تعداد ۸ ہوتی ہو اور اگر جائداد کے آٹھ حصے کیے جائین تو وہ بلغیر کسر کے تقسیم ہوسکتی ہو زوجہ کی جائداد اسکی وفات کے وقت تقسیم نہین ہوئی تھی پس دریافت کرنا ضرور ہوا کہ ہر وارث کا استحقاق مناسخت کی رو سے کسقدر ہو اور دریافت کرنا اس امر کا ضرور ہو کہ حصوں کی کل تعداد اور اُس حصہ کی تعداد مین جو زوجہ کو پچھلی تقسیم مین ملنا چاہیے تھا کیا نسبت ہو چنانچہ وہ عدد ۹ ہو مثلاً ۸ = ۹ - ۱ - اور چونکہ اُن اعداد مین نسبت متبائن ہو لہذا بموجب قاعدہ مناسخت مندرجہ دفعہ ۹۸ - اصول وراثت کے پہلے قسم کے حصہ دارون کے حصون کو بالاجمال اور بالانفراد دوسری قسم کے کل حصون کی تعداد کے ساتھ ضرب دیجائے مثلاً ۷۲ × ۸ = ۵۷۶ - اور ۱۴ × ۸ = ۱۱۲ - اور ۷ × ۸ = ۵۶ - بعدہ دوسری قسم کے حصہ دارون کی تعداد کو بالانفراد اُس حصہ کی تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جو زوجہ پچھلی تقسیم کے وقت پانے کی مستحق ہوتی مثلاً ۲ × ۹ = ۱۸ - اور ۱ × ۶ = ۶ - تیسری

اپنے اپنے حصّہ پر قابض ہوے ورثہ کی تقسیم کے چند سال بعد چوتھا بیٹا ایک زوجہ اور چار بیٹیان چھوڑ کر مر گیا اور زوجہ بعد وفات اپنے شوہر کے

قسم کے حصّہ دارون مین بھی تقسیم کا پہلا قاعدہ حسب وجوہ مذکورۂ بالا صادق آتا ہی اور بنظر دریافت کرنے اُس حق کی مقدار کے جو ہر وارث کو طریق مناسخت کی رو سے حاصل ہو اسی قاعدہ پر عمل کرنا چاہیے مثلاً زید متوفےٰ اپہلی تقسیم کے وقت ۱۱۳ — اور دوسری تقسیم کے وقت ۱۸ حصے یعنی کُل ۱۳۰ پانے کا مستحق تھا لیکن اِس قسم کے حصہ دارون کی کُل تعداد ۶ ہی اور عدد ۲ — انکا وفق ہی یعنے انمین نسبت متوافق ہی مثلاً ۶ × ۲۱ = ۲۳۰ — ۴ — اور ۴ = ۶ — ۲ — ایسی حالت مین بموجب مسئلۂ مناسخت مندرجۂ دفعہ ۹۹ کے قاعدہ یہ ہی کہ پہلی قسم کے وارثون کی تعداد بالاجمال اور بالانفراد ہی دوسری قسم کے حصّہ دارون کے سہام کی تعداد بالانفراد کو تیسری قسم کے وارثون کے حصون کی نصف تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۵۷۶ × ۳ = ۱۷۲۸ — اور ۱۱۲ × ۳ = ۳۳۶ — اور ۵۶ × ۳ = ۱۶۸ — اور ۱۸ × ۳ = ۵۴ — اور ۹ × ۳ = ۲۷ — بعد ازان تیسری قسم کے وارثون کی تعداد کو بالانفراد اس حصّہ کے نصف کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جو زید کو پہلی تقسیم کے وقت حاصل ہوتا مثلاً نصف ۱۳۰ کا ۶۵ ہی اور ۶۵ × ۲ = ۱۳۰ — اور ۶۵ × ۱ = ۶۵ — چوتھی قسم سے بھی یہی قواعد متعلق ہین مثلاً بکر متوفےٰ کے حصّے پہلی تقسیم کے

اُسکی جائداد پر قابض ہوئی اور کئی سال تک متصرف رہی
اور اُسکی مین حیات جائداد شوہری کی تقسیم عمل مین نہین آئی

وقت ۳۳۶ - اور دوسری کے وقت ۵۴ - اور تیسری کے وقت ۱۳۰ ہوتے ہین اور اُنکی کُل تعداد ۵۲۰ ہوتی ہے لیکن ۴ × ۱۳۰ = ۵۲۰ - اور یہ عدد ۴ پر متوافق ہین یعنے اُنمین نسبت متداخل پائی جاتی ہے اِس صورت مین قاعدہ یہ ہے کہ بموجب دفعہ ۹۹ - اصول وراثت متعلقہ مناسخت کے پہلی قسم کے حصون کو بالاجمال اور بالانفراد اور دوسری اور تیسری قسم کے حصون کو بالانفراد اور چوتھی قسم کے حصون کی کُل تعداد کے ربع کے ساتھ ضرب دیجاے لیکن چونکہ ۴ کا ربع ۱ ہے لہذا ضرب دینا فضول ہے بعدہٗ چوتھی قسم کے حصون کو بالانفراد اس کُل حصّہ کی تعداد کے چہارم سے جو بکر کو پچھلی تقسیم مین ملا ضرب دینی چاہیے مثلاً ۵۲۰ کا ربع ۱۳۰ ہے اور ۱۳۰ × ۲ = ۲۶۰ - اور ۱۲۰ × ۲ = ۱۳۰ بعد وفات محمودہ کے منجملہ اُسکے ۱۶۸ حصون مین ۸۴ سہام اُسکے سوتیلے بھائی کو ملینگے اور اُسکی سوتیلی بہنون سے ہر واحد کو ۴۲ سہام دیے جائینگے یعنی عمرو کا حصّہ جو زندہ ہے یہ ہوگا ۸۴ × ۲۶ × ۱۲۰ × ۵۴ × ۳۳۶ = ۸۶۴ - اور جمیلہ کا حصّہ یہ ہوگا ۴۲ × ۱۳۰ × ۶۵ × ۲۷ × ۱۶۸ = ۴۳۶ - اور سکینہ کا حصّہ یہ ہوگا ۴۲ × ۱۳۰ × ۶۵ × ۲۷ × ۱۶۸ = ۴۳۲ -

منجملہ متوفی کی بیٹیون کے تین کا نکاح ہوگیا اور ایک ناکتخدا ہی بعد ازان زوجہ
مذکورہ نے انتقال کیا لیکن چار یا پانچ سال قبل اُسکی وفات کے اُسکے شوہر کا
بھائی اور اُسکا بیٹا اور پوتا اُسکی جائداد شوہری پر قابض ہوئے اور
بلا شرکت غیرے متمتع ہوتے رہے یہ امر معلوم نہین کہ اُنھون نے جائداد
مذکورہ پر غصبًا قبضہ کیا تھا برضامندی زوجہ کے۔ چارون بیٹیان زندہ ہین
منجملہ اُنکے ایک بیٹی جائداد پدری سے ایک ربع کا دعوی کرتی ہی اور اپنی
بڑی ہمشیر جو اُسکے چچا کی زوجہ ہی اور چچا کے لڑکے اور پوتے پر جو جائداد مذکور
پر قابض ہین نالشی ہی۔ شرع محمدی کے بموجب جائداد پدری سے مدعیہ مستحق
پانے ایک ربع کی ہی یا اُس سے کچھ کم اور اگر وہ مستحق ہی تو منکوحہ ہونیکی حالت مین
اپنے یا اپنے شوہر کے نام سے نالش کرنے کی مجاز ہی یا نہین۔

استحقاق بھائی کا بحالت موجود ہونے ایک زوجہ و چار بیٹیون کے اس صورت مین جبکہ زوجہ نے قبل تقسیم ترکہ وفات پائی ہو۔

ج۔ جائداد جو ابتداءً دو بھائیون مین تقسیم ہوئی وہ تقسیم بہت درست
اور مناسب تھی اب چونکہ متوفی بھائی کی جائداد کی نسبت تکرار ہی تو جائداد کو
وارثون کے باہم حصص جائز پر تقسیم کرنا چاہیے اور اس نظر سے اُسکے ۹۶ حصے
کرنے لازم ہین اُنمین سے ۷۶ حصے چار بیٹیون کو اور ۲۰ پسر کو ملین گے
اور ہر دختر کو خواہ وہ منکوحہ ہو یا غیر منکوحہ ۱۹ حصے دیے جائینگے اسی وجہ سے
منجملہ ۹۶ حصون کے مدعیہ صرف ۱۹ حصے پانے کی مستحق ہی اور اس امر سے
کچھ غرض نہین ہی کہ قابضان حال جائداد پر جائز یا ناجائز طور پر قابض
ہوئے کیونکہ شرع کے بموجب بغیر موجود ہونے کسی طرح کے
استحقاق مثلاً از روے ہبہ وغیرہ کے حق مالکیت تسلیم نہین کیا جا سکتا

اور ظاہر ایسا امر وقوع مین نہین آیا لہذا اس طرح کا قبضہ مدعیہ کے استحقاق کا مانع نہین ہی - مدعیہ کا شوہر کسی حالت مین مجاز نہین ہی کہ نالش مین جو اسکی زوجہ نے جائداد پدری کی نسبت دائر کی ہی دخل دے کیونکہ اس صورت مین استحقاق ملکیت مناسخت کی روسے صرف زوجہ کو پہونچتا ہی - ۱ے

نالشی ہنوز ہر شکو حصہ عورت کا -

مقدمہ ۸۵

س - ایک شخص دو زوجہ اور چار بیٹے اور دو بیٹیان چھوڑکر مرگیا لیکن اسکی جائداد کی تقسیم بعد وفات اسکی دونون زوجہ اور ایک

۱ے یہ مثال مناسخت کی ہی پر اور متوفی کا ترکہ بموجب دفعہ ۶۶ - اصول وراثت کے ابتداءً ۴۸ - حصون پر تقسیم ہونا چاہیے تھا لیکن چونکہ زوجہ تقسیم سے پہلے مرگئی لہذا اُن سہام کی تعداد مین جو اسکو ملنے چاہیے تھے بمقابلہ اُسکے وارثون کی تعداد کے نسبت دریافت کرنی چاہیے چنانچہ حصہ اُسکا ۳ - اور اُسکے وارثون کا حصہ ہی لیکن اُن دونون عددون کو نسبت تبائن ہی لہذا بموجب قاعدہ مندرجہ دفعہ ۹۸ - اصول وراثت مناسخت کے اُن حصون کی تعداد کو جنپر جائداد کو پہلے تقسیم کرنا چاہیے تھا متوفی کے وارثون کی تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۴۸ × ۲۲ منجملہ اُنکے دخترون کو ۶۴ یعنی دو ثلث بذریعہ اُنکے استحقاق وراثت اور ۱۲ یعنی ایک ثمن اور ربع استحقاق وراثت اُنکی مان کے ملنے چاہئین -

دختر کے عمل مین آئی - زوجۂ اول سے اُسکے صرف ایک پسر تھا اور دوسری زوجہ سے ایک بیٹا اور دو بیٹیان تھین اور باقی دو بیٹے ایک اور عورت کے بطن سے تھے زوجۂ اول حین حیات زوجۂ ثانی کے مرگئی اور زوجۂ ثانی نے قبل مرنے دختر کے وفات پائی اور دختر ایک شوہر چھوڑکر مرگئی اس صورت مین جائداد کے کتنے حصے کرنے چاہئین اور دعویدار کس حساب سے اُنکے پانے کے مستحق ہین -

ج - متوفی کی جائداد اول ۸ حصّون پر تقسیم کرنی چاہیئے اُنمین سے دو حصے یعنے ایک ثمن زوجگان کا حق ہو یعنے ہر ایک زوجہ پانچ حصے پائیگی اور اولاد ذکور کو اناث کی نسبت دوچند حصہ ملیگا لہذا ہر ایک بیٹے کو ۱۴ - اور بیٹی کو ۷ حصے پہونچین گے زوجۂ اول کی وفات کے بعد اُسکا اکلوتا بیٹا صرف وارث اُسکی جائداد کا ہوگا علاتی بھائیون کا اسمین کچھ حق نہین ہے دوسری زوجہ کی وفات کے اُسکے پانچ حصون کو اُن حصص کی تعداد کے ساتھ جنپر اُنکو تقسیم کرنا چاہیے ضرب دینے سے ۲۰ حصے ہوے اُنمین سے دو حصے اُسکے پسر کو اور پانچ پانچ دخترون کو ملین گے - اور اُن حصص کی تعداد کو جنمین جائداد پہلے تقسیم ہوئی تھی چار کے عدد کے ساتھ جو تعداد بالفعل حصہ دارون کی ہے ضرب دینی چاہیے اس حساب سے زوجۂ اول کی وفات کے بعد پسر کا حصّہ یہ ہوگا ۵ × ۴ = ۲۰ - علیٰ ہذا القیاس اُسکا حصہ بیٹے اور بیٹیون کے ساتھ بعد وفات باپ کے یہ ہوگا ۱۴ × ۴ = ۵۶ - اور دختر کا حصّہ یہ ہوگا ۷ × ۴ = ۲۸ - اور کل تعداد حصّون کی

استحقاق بیٹوں کا بمقابلہ دو دختر اور زوجہ کے -

یہ ہوگی ۸۰ × ۴ = ۳۲۰ دختر کی وفات کے بعد اسکی جائداد اُسکے جو ۳۲۰ حصّون پر مشتمل ہو ۱۹۸ حصے کرنے چاہئین آٹھین سے اُسکا شوہر ۹۹ حصے یعنے ایک نصف کا مستحق ہو اور بقیہ نصف حصہ باہم اُسکے حقیقی بھائی اور حقیقی بہن کے اس حساب سے کہ دوچند حصہ ذکور کو پہونچے تقسیم ہوگا یعنی بھائی کو ۶۶ - اور بہن کو ۳۳ سہام ملین گے اور سوتیلے بھائیون کا کچھ حق نہوگا - اب اُن حصص کی تعداد کو ۶ سے جو بالفعل تعداد حصّہ دارون کی ہو ضرب دینا چاہیے مثلاً ۱۰ × ۶ = ۶۰ - اور ۵ × ۶ = ۳۰ - اور ۲۰ × ۶ = ۱۲۰ اور ۶ × ۶ = ۳۶ - اور ۲۸ × ۶ = ۶۸ - اور ۳۲۰ × ۶ = ۹۲۰ - منجملہ اُنکے بیٹے کو جو زوجۂ اول سے ہو یہ ملیگا ۳۳۶ × ۲۰ = ۴۵۶ - اور زوجۂ ثانی کے بیٹے کو ۳۳۶ × ۶۰ × ۶۶ = ۴۶۲ - اور زوجۂ ثانی کی دختر کا حصہ یہ ہوگا ۱۶۸ = ۳۰ × ۳۳ = ۴۳۱ - اور باقی دو بھائیون مین سے ہر ایک ۳۳۶ حصّون کا مستحق ہو اور شوہر کو جیسا کہ اوپر مذکور ہوا - ۹۹ حصے ملین گے - ۱ـــ

استحقاق شوہر کا بحالت موجود ہونے بھائی اور بہن کے - استحقاق دو زوجون اور اول زوجہ کے ایک پسر اور زوجۂ ثانی کی ایک دختر اور ایک اور زوجہ کے دو بیٹون کا اس صورت مین جبکہ دو زوجہ اور ایک بیٹی نے یکے بعد دیگرے وفات پائی ہو اور بیٹی ایک شوہر چھوڑ کر مر گئی ہو -

---

۱ـــ پہلی قسم کے حصّہ دارون سے تقسیم کے قاعدۂ پنجم کی مثال پائی جاتی ہے شرع کے رو سے زوجہ کا حصہ ثمن ہو لہذا جائداد کے کم سے کم آٹھ حصے کرنے چاہئین - لیکن انکے علاوہ دوسرا ورد ہو بیاد رہین اور ملحوظ رہے کہ دس شمار کرنے کی یہ وجہ ہو کہ بیٹے کا حصہ بیٹی کی نسبت دوچند ہو - واضح ہوگا کہ اس صورت مین زوجگان اور اطفال کے حصص تعین کرنے مین کسر واقع ہوتی ہو کیونکہ

مقدمہ ۸۶

س ۔ ایک شخص نے ایک زوجہ اور ایک پسر اور دو دختر وارث چھوڑ کر وفات پائی بعد ازان ایک بیٹی لاولد اور اُسکے پیچھے

ایک حصہ دونون زوجگان مین بغیر کسر کے نہین دیا جا سکتا اور بعد محسوب کرنے اُنکے حصے کے سات باقی حصے دس دعویدارون مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتے اس صورت مین بعد دریافت کرنے مناسبت باہم زوجگان اور اُنکے حصص کے اور باہم اطفال اور اُنکے حصون کے کہ وہ تمبائن ہین یہ ضرور ہے کہ مناسبت باہم حصہ دارون کی بالانفراد دریافت کیجائے اور یہ نسبت اس صورت مین متداخل ہے یعنے عدد قلیل کو عدد کثیر مین ضرب دینے سے حاصل ضرب پورا ہوتا ہے مثلاً ۲ × ۵ = ۱۰ ۔ اب تقسیم کے پانچوین قاعدہ دفعہ ۲۷ کے بموجب قاعدہ یہ ہے کہ عدد کثیر کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتھ ضرب دین مثلاً ۸ × ۱۰ = ۸۰ ۔ زوجۂ اول کی وفات کے بعد چونکہ اُسکا بیٹا صرف اُسکا وارث ہے لہذا کچھ تقسیم عمل مین نہ آئیگی ۔ دوسری زوجہ کی وفات کے بعد اس قاعدے کے بموجب کہ ذکور کا حصہ اناث کی نسبت دوچند ہے اُسکی جائداد کو چار حصون پر تقسیم کرنا لازم ہے لیکن چونکہ یہ صورت مسئلۂ مناسخت سے متعلق ہے لہذا مناسبت باہم اُن حصص کی تعداد کے جنکی وہ اول مرتبہ کی تقسیم مین مستحق پانے کی تھی اور اُس جائداد کے جسمین اُسکی جائداد بعد وفات کے تقسیم ہوئی دیکھنی چاہیے یہ دونون عدد ۳ اور ۵ تمبائن

زوجہ مرگئی بعد شخص مذکور کا بیٹا ایک زوجہ اور ایک پسر چھوڑکر مرگیا اور اسکا پسر یعنے شخص مذکور کا پوتا بھی فوت ہوا اس صورت مین شرع محمدی

ہین یعنے صرف ایک عدد پر تقسیم ہوسکتے ہین اور تقسیم انکی کسی تیسرے عدد سے ممکن نہین اس صورت مین اصول مناسخت کی دفعہ ۹۸ کے بموجب قاعدہ یہ ہے کہ پچھلی تقسیم کے حصص کو بالاجمال وربالانفراد ان حصص کے ساتھ جنہین زوجہ ثانی کی وفات کے بعد اسکی جائداد تقسیم ہوئی ہو بالاجمال ضرب دیجاے مثلاً ۸۰ × ۴ = ۳۲۰ - اور ۵ × ۴ = ۲۰ - اور ۱۴ × ۴ = ۵۶ - اور ۷ × ۴ = ۲۸ - اور دعویداران حال کے حصص کو بالانفراد آن حصص کی تعداد کے ساتھ جوکے پانے کی متوفیہ پہلی تقسیم کی رو سے مستحق تھی ضرب دین مثلاً ۲ × ۵ = ۱۰ - اور ۱ × ۵ = ۵ - تیسرے مرتبہ کی تقسیم مین دختر کی وفات کے بعد آن قواعد کے بموجب کہ شوہر کو لاولد ہونیکی صورت مین نصف حصہ ورذکور کو نسبت اناث کے دوچند حصہ ملے دختر مذکور کی جائداد چھ حصون مین کم سے کم تقسیم کرنی چاہیے لیکن چونکہ یہ صورت مناسخت کی ہے لہذا وہی حساب جو پہلے عمل مین آیا ہے یہان بھی ملحوظ ہوگا اور تعداد کی مناسبت کا نتیجہ بھی وہی ہوگا کیونکہ ۳۲ - اور ۶ مین نسبت تباین ہے مثلاً ۶ × ۵ = ۳ - ۳ × ۳ - اور ۳ = ۲۵ - اور ۲ = ۳ - اور بموجب قاعدۂ مرقومۂ بالاکے ضرب دینے سے حاصل ضرب ۹۲۰ - ہوگا مثلاً

۳۲۰ × ۹ = ۱۹۲۰ -

کے بموجب اصل مالک کے بیٹے کی زوجہ اور دختر کے باہم موجودہ زمین جائداد کس طور پر تقسیم ہوگی اور واضح ہو کہ ستوفیان متذکرہ بالا کی حیات مین جائداد کی تقسیم کبھی عمل مین نہین آئی۔

استحقاق دو دختر اور ایک پسر کا اسصورت مین جب ایک دختر اور زوجہ اور ایک بیٹیا اور پوتا یکے بعد دیگرے مرگئے ہون اور بیٹیا ایک زوجہ اور ایک پسر چھوڑ مرا ہو۔

ج ۱۔ اصل مالک کی صرف ایک دختر اور پسر کی زوجہ موجود ہین اس صورت مین جائداد کے تین حصے کرنے چاہئین منجملہ اُنکے بیٹے کی زوجہ کو دو حصے ملینگے اور دختر صرف ایک حصّہ کی مستحق ہو کیونکہ اصل مالک ایک زوجہ اور ایک بیٹیا اور دو بیٹیان وارث چھوڑ کر مر گیا تھا اور زوجہ کا حصّہ ایک ثمن تھا اور باقی جائداد کے مستحق بیٹے اور بیٹیان اس حساب سے کہ ذکور کا حصہ اناث کی نسبت دو چند ہوتا ہو یعنے بیٹے کا ایک نصف اور باقی نصف دونون بیٹیون کا حق تھا یعنے ہر ایک دختر کو ایک ایک ربع ملنا چاہیے تھا۔ ایک دختر کی وفات کے بعد جو لاولد مر گئی اُسکی جائداد کے تین حصے کرنے لازم ہین اُنمین سے دو حصّے اُسکے بھائی کے ہین اور ایک اُسکی بہن کا حق ہو اور اصل مالک کی زوجہ کی وفات کے بعد اُسکا حصہ جائز تین حصون پر تقسیم کرنا چاہیے تھا اُنمین سے دو حصّے اُسکے بیٹے کو ملنے چاہیے تھے اور ایک حصّہ حی القائم دختر کو۔ اور منجملہ بیٹے کے حصّے کے جو اُسکو اپنی بہن اور مان سے وراثتہً حاصل ہونا چاہیے تھا اُسکی وفات کے بعد ایک ثمن اُسکی زوجہ کو اور باقی پسر کو ملنا چاہیے۔ اُسکے پسر یعنے اصل مالک کے پوتے کی وفات کے بعد اُسکی کل

جائداد مناسخت کی روسے اسکی ماں کو پہونچتی ہو کیونکہ ایک ثلث اسکا حصّہ جائز ہو اور باقی دو ثلث اسکو قاعدے کی روسے ملین گے ۔ اُس تقسیم کے بموجب اصل مالک کی جائداد کا دو ثلث اسکے بیٹے کی زوجہ کا حق ہو اور باقی ایک حصّہ اسکی دختر کو ملنا چاہیے ۔ ؎

؎ مناسخت کی اس صورت مین حساب مفصلۂ ذیل کی روسے تقسیم عمل مین آئیگی چونکہ ایک زوجہ اور ایک بیٹا اور دو بیٹیان وارث ہین اور حصے دعویدارون کے بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتے لہذا بموجب تیسرے قاعدہ تقسیم دفعۂ ۷ کے ابتداءً جائداد کے ۳۲ حصے ہونے چاہئین انمین سے زوجہ کو چار اور بیٹے کو ۱۴ ۔ اور ہر ایک دختر کو ۷ حصے ملین گے دوسرے مرتبہ کی تقسیم مین بعد وفات ایک بیٹی کے اُسکی ماں اور بھائی اور بہن اُسکے وارث ہین اور تاکہ ایک سدس ماں کو دیا جاتا متوفیہ کی جائداد کو ۶ پر تقسیم کرنا چاہیے تھا لیکن چھ حصے دعویدارون کے باہم بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتے لہذا اُس دوسرے مرتبہ کی تقسیم مین جائداد متوفیہ کو تیسرے قاعدہ کے تقسیم کے بموجب اٹھارہ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے انمین سے ماں کو ۳ ۔ اور بھائی کو ۱۰ ۔ اور بہن کو ۵ حصے ملنے چاہیے لیکن چونکہ یہ صورت مناسخت سے متعلق ہو لہذا ضرور ہو کہ مناسبت باہم ان حصص کی تعداد کے جو متوفیہ کو قبل از وفات حاصل تھے اور اُنکے جنہین اب اسکی جائداد کو تقسیم کرنا چاہیے دریافت کیجائے مثلاً ۷ × ۲ = ۱۴ ۔ ۱۸ ۔ ۱۴

ماخذ درباب استحقاق وراثت زوجہ کے۔

سراجیہ مین لکھا ہی کہ۔ زوجہ کو دو صورت مین ترکہ ملتا ہی۔
اگر ایک یا چند زوجہ ہون تو ربع اُس حالت مین دیا جاتا ہی کہ اُسکی یا

اور ۴۲ = ۷ = ۲ ۔ اور ۳ = ۴ ۔ اُنمین نسبت تباین ہی پس اس صورت مین بموجب
اصول مناسخت دفعہ ۹۸ کے قاعدہ یہ ہی کہ اول مرتبہ کی تقسیم کے حصون
کو بالاجمال اور بالانفراد دوسرے مرتبہ کی تقسیم کے حصص کے ساتھ
ضرب دین مثلاً ۳۲ × ۱۸ = ۵۷۶ ۔ اور ۴ × ۱۸ = ۷۲ ۔ اور ۱۴ × ۱۸ = ۲۵
اور ۷ × ۱۸ = ۲۶ ۔ اور دوسرے قسم کے حصص کو بالانفراد اُن حصص کے ساتھ
جنکی تقسیم اول کے وقت دختر مستحق تھی ضرب دینا چاہیے مثلاً ۳ × ۷ =
۲۱ ۔ اور ۱۰ × ۷ = ۷۰ ۔ اور ۵ = ۳۵ ۔ تیسرے مرتبہ کے تقسیم مین ماں
کی وفات کے بعد اول قاعدہ تقسیم کے بموجب اُسکی جائداد کو تین حصون مین
تقسیم کرنا لازم تھا منجملہ اُنکے دو حصون کا بیٹا مستحق تھا اور ایک حصہ دختر کو ملنا
چاہیے تھا۔ لیکن چونکہ یہ صورت مناسخت کی ہی لہذا مناسبت باہم ان
حصص کی تعداد کے جو ماں متوفیہ کو قبل حاصل ہونے اور اُنکے جنمین
اب اسکی جائداد کو تقسیم کرنا چاہیے دریافت کرنی ضرور ہی۔ پچھلی تقسیمون کے
بموجب اُسکے ۹۳ یعنے پہلے مرتبہ کی تقسیم مین ۷۲ ۔ اور دوسرے مرتبہ
۲۱ حصے ملے اب اُسکی جائداد کو تین حصون پر بانٹنا چاہیے مثلاً ۳ ×
۳۱ = ۹۳ ۔ اُنمین نسبت متداخل ہی اور یہ ۳ کے عدد پر متوافق
ہین اس صورت مین اصول مناسخت کی دفعہ ۹۹ ۔ کے بموجب

اُسکے بیٹے کی یا اور اولاد اسی سلسلہ مین نہو اور ایک ثمن اُس صورت مین جب اُسکی یا اُسکے بیٹے کی یا اور اولاد اسی سلسلہ مین موجود ہو ۔

اول مرتبہ کی تقسیم کے حصون کو بالاجمال اور بالانفراد تیسرے مرتبہ کی تقسیم کے حصص کے ایک ثلث کے ساتھ بالاجمال ضرب دین اور چونکہ ایک ثلث بالاجمال حصون کا اس صورت مین ضرب ایک ہر لہذا ضرب دینا فضول ہر ۔ اور یہ ان کے ۹۳ ۔ حصے اُسکی وفات کے بعد باہم اُسکے بیٹے اور بیٹی کے اس حساب سے تقسیم کیے جائین کہ بیٹے کو دو چند یعنے ۶۲ ۔ اور بیٹی کو ۳۱ حصے ملین ۔ یہ اخیر حساب حصون کا پسر اور دختر کے حصون کو جو ۲ ۔ اور ۱ ۔ مین ۳۱ کے ساتھ ضرب دینے سے حاصل ہوا ہر اور ۳۱ ۔ ایک ثلث ہر ۹۳ حصون کا جنکے پانے کی زوجہ مستحق تھی ۔ چوتھے مرتبہ کی تقسیم مین پسر کی وفات کے بعد اُسکی جائداد کو قاعدہ اول تقسیم بموجب آٹھ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے تھا اُنمین سے ایک حصہ زوجہ کا حق تھا اور سات حصے اسکے بیٹے کو ملنے چاہیے تھے مگر چونکہ یہ صورت مناسخت کی ہر لہذا مناسبت باہم اُن حصص کی تعداد کے جو متوفے کو قبل وفات وصل تھے اور اُنکے جنہین اب اُسکی جائداد کو تقسیم کرنا چاہیے دریافت کرنی ضرور ہر ۔ پچھلی تقسیمون کے بموجب اُسکو ۳۸۴ ۔ یعنے پہلی تقسیم مین ۲۵۲ ۔ اور دوسری تقسیم مین ۷۰ ۔ اور تیسری مین ۶۲ حصے ملے اب اس جائداد کے آٹھ حصے کرنے چاہئین مثلاً ۸ × ۴۸ = ۳۸۴ ۔ انمین نسبت متداخل ہر اور عدد ۸ ۔ پر متوافق ہین اس صورت مین اصول مناسخت

علے ہذا القیاس دختروں کے ورثہ کی نسبت یہ لکھا ہے - بیٹیان جو متوفی کے نطفہ سے ہون تین صورت مین ورثہ پاتی ہین - اگر ایک دختر ہو تو نصف جائداد کی مستحق ہے اور دو یا دو سے زیادہ ہون تو انکو دو ثلث ملیگا اور اگر ایک بیٹا بھی موجود ہو تو ذکور کا حصہ نسا کی نسبت

ماخذ درباب استحقاق وراثت دختر کے -

کی دفعہ ۹۹ کے بموجب قاعدہ یہ ہے کہ پہلی تقسیمون کے کل حصص بالاجمال اور بالانفراد چوتھے مرتبہ کی تقسیم کے حصص کے ایک ثمن کے ساتھ بالاجمال ضرب دین لیکن چونکہ ایک ثمن بالاجمال حصون کا اس صورت مین صرف ایک ہے لہذا ضرب دینا فضول ہے اور بیٹے کے ۳۸۴ حصون کو اُسکی وفات کے بعد باہم اُسکی زوجہ اور پسر کے تقسیم کرنا چاہیے اُنمین سے ۴۸ حصے یعنے ایک ثمن زوجہ کا حق ہے اور باقی ۳۳۶ - پسر کو ملنے چاہئین یہ اخیر حساب حصّون کا پسر اور زوجہ کے حصّون کو ۷ - اور اسمین ۴۸ کے ساتھ ضرب دینے سے حاصل ہوا ہے اور ۴۸ - ایک ثمن ہے ۳۸۴ - حصون کا جنکے پانے کا اصل مالک کا بیٹا مستحق تھا - پانچوین مرتبہ کی تقسیم مین پوتے کی وفات کے بعد اُسکے ۳۳۶ حصے اُسکی ماں کو ملتے اور اسی طرح سے بیٹے کی زوجہ کو ۳۸۴ حصے ملتے لیکن اصل مالک کی دختر نے جو زندہ ہے اپنے باپ و رہبن ورمال سے ۱۹۲ حصے وراثتًا پائے لہذا اب اخیر مرتبہ کی جائداد کے ۵۷۶ حصّے کرنے لازم ہین اُنمین سے ۳۸۴ حصے یعنے دو ثلث بیٹے کی زوجہ کا حق ہے اور ایک ثلث یعنے ۱۹۲ حصّے اصل مالک کی دختر کو ملین گے -

ماخذ درباب استحقاق وراثت ہمشیر کے۔

دوچند ہوگا اور نسا واسطہ دار عصبہ مین شمار ہوتی ہین۔ ہمشیر کے استحقاق وراثت کی نسبت کتاب مذکور مین یہ مندرج ہی۔ اگر بھائی حقیقی ہون تو انکا حصہ اناث کی نسبت دوچند ہوگا اور اناث اس وجہ سے کہ متوفی کے ساتھ مساوی درجہ کا رکھتی ہین عصبہ شمار کیجاتی ہین۔

ماخذ درباب استحقاق وراثت مان کے۔

مان کے استحقاق ارث کی نسبت اس طور پر مرقوم ہی۔ مان کو تین صورتون مین ورثہ ملتا ہی اگر اُسکی یا اُسکے بیٹے کی یا اور اولاد اسی سلسلہ مین موجود ہو تو ایک سدس پہونچتا ہی اور اسی قدر اس صورت مین تھی جب دو بھائی یا بہن یا دو سے زیادہ ہون اور لحاظ واسطے کی جہت کا نہ کیا جائیگا اور اُنکے نہونے کی صورت مین مان کو کُل جائداد سے ایک ثلث دیا جاتا ہی۔ اس کتاب مین مسئلہ رد کی بابت یہ درج ہی۔ کہ رد عول کی صورت معکوس ہی اور جب کچھ جائداد بعد تقسیم مستحقین کے بچتی ہی اور اور کوئی دعویدار جائز باقی نہین رہتا اُسوقت اس صورت پر عمل کیا جاتا ہی یعنے جو جائداد فاضل رہتی ہی وہ حصہ دارون کی طرف بموجب اُنکے حقوق کے عود کرتی ہی۔

مقدمہ ۸۷

س۔ ایک شخص نے ایک زوجہ اور ایک بھائی اور ایک بہن اور زوجہ کی مان اور زوجہ کا بھائی چھوڑ کر وفات پائی اس صورت مین منجملہ اشخاص مذکورہ کے متوفی کی جائداد کنکو اور کس حساب سے

ملیگی۔

ج۔ اس صورت مین کُل اشخاص مذکورہ بالا مستحق وراثت ہین جائداد کے بارہ حصے کرنے چاہئین منجملہ اُنکے متوفی کے بھائی کو چھہ اور اُسکی بہن کو تین حصے ملینگے اور ایک حصہ زوجہ کی مان کا اور دو حصے زوجہ کے بھائی کا حق ہو۔ ۱؎

استحقاق بھائی اور بہن کا بمقابلہ زوجہ کی مان اور زوجہ کے بھائی کر اس صورت مین جب زوجہ نے قبل تقسیم جائداد کے وفات پائی ہو۔

۱؎ چونکہ دعویدار اس صورت متوفی کی زوجہ اور بھائی اور بہن ہین لہذا جائداد کے ابتداءً چار حصے کرنے چاہئین یہ کم سے کم تعداد حصص کی ہی اُنمین سے زوجہ کو ایک ربع یعنے ایک حصہ پہونچتا ہو اور بھائی کو دو حصے ملینگے اور ایک حصہ بہن کا حق ہو زوجہ کی وفات کے بعد اُسکی جائداد کے کم سے کم تین حصے کرنے چاہئین اُنمین سے ایک ثلث زوجہ کی مان کو ملیگا لیکن قاعدہ مناسخت کے بموجب باہم اُسکے حصہ کی تعداد یعنے ۱۔ عدد اور عدد تقسیم یعنے ۳۔ کی مناسبت دیکھنی چاہیے اور چونکہ اُنمین نسبت متبائن ہی یعنے صرف ایک سے منقسم ہوسکینگے لہذا اصول مناسخت کی دفعہ ۸ و ۹ کے بموجب اول قسم کے حصص کو بالاجمال اور بالانفراد دوسری قسم کے حصص کے ساتھ بالاجمال ضرب دین مثلاً ۴×۳=۱۲۔ اور ۱×۳=۳۔ اور ۲×۳=۶۔ بعد ازان دعویداران حال کے حصص کو اُس تعداد کے حصص کے ساتھ جنکے پانے کی زوجہ پہلی تقسیم کے وقت مستحق تھی ضرب دین لیکن چونکہ وہ عدد صرف ایک ہو لہذا ضرب دینا فضول ہو۔ پس منجملہ کُل حصّون کی

مقدمہ ۸۸

س — مالک ایک جائداد آراضی کا دو زوجگان کے بطن سے دو بیٹے اور چار بیٹیان چھوڑ کر مر گیا ایک زوجہ ابھی حیات ہے مالک کی وفات کے بعد اُسکا بیٹا جو زوجۂ اول سے تھا تین بیٹے چھوڑ کر مر گیا اب ایک بیٹا اور اُسکے حقیقی چار بہنین اور علاتی بھائی متوفی کے تین بیٹے اور مالک مذکور کی مان یعنی کل ۹ شخص دعویدار وراثت ہین اس حالت مین شرع کے بموجب ۹ اشخاص مذکورۂ بالا کے باہم کس حساب سے جائداد تقسیم ہوگی —

ج — اس صورت مین مسئلۂ مناسخت کے بموجب مورث کی جائداد کے ۱۹۲ حصے کیے جائینگے منجملہ اُنکے ۲۴ — اُسکی زوجہ ۲۴ — اُسکے بیٹے اور ۲۱ حصے ہر ایک دختر کو ملینگے اور ۱۴—۱۴—۱۴ حصے اُسکے تینون پوتون کو جو اُسکے پسر متوفی کے بیٹے ہین پہونچین گے اور پسر مذکور بعد وفات اپنے باپ اور قبل تقسیم جائداد کے مر گیا — [1]

استحقاق ایک بیٹے اور چار بیٹیون اور ایک زوجہ اور ایک اور بیٹے کے تین بیٹوں کا اس صورت مین جب یہ بیٹا قبل تقسیم مر گیا ہو —

تعداد کے جو ۱۲ ہے اصل مالک کا بھائی ۱۶ — اور اُسکی بہن ۴ حصے پائیگی اور ایک حصہ وجہ کی مان کا حق ہے اور ۲ — اُسکی زوجہ کے بھائی کو ملین گے —

[1] اس تمثیل مناسخت مین تیسرے قاعدہ کی دفعہ ۷ کے بموجب جائداد کے ۶۴ حصے کیے گئے تاکہ جملہ دعویدارون مین جو مورث کی وفات کے بعد حصہ پانے کے مستحق تھے تقسیم ہون چونکہ بنظر دیے جاتے ایک ثمن یعنے حصہ زوجہ کے ابتداءً جائداد کے

مقدمہ ۸۹

استحقاق دو بیٹیون اور ایک بیٹی اور ایک اور بیٹے کی زوجہ کا جسکا شوہر قبل تقسیم مرگیا ہو۔

س — ایک شخص نے جو نصف مکان وراور جائداد موروثی کا مالک تھا تین بیٹے اور ایک دختر چھوڑکر وفات پائی اور قبل تقسیم ہونے جائداد موروثی کے اسکا ایک بیٹا بھی علاوہ اپنے دو بھائیون اور ایک بہن کے ایک زوجہ چھوڑکر مرگیا اس صورت مین جائداد مذکور ان اشخاص مین کس حساب سے تقسیم ہوگی —

ج — اصول مناسخت کی رو سے مورث کی جائداد کے ۷۰ حصے ہونے چاہئین منجملہ اُنکے ہر ایک بیٹے کو ۲۶ — اور بیٹی کو اور متوفی بیٹے کی زوجہ کو پانچ حصے ملین گے — ۱

آٹھ حصے کرنے چاہئین تھے اور بعد دیے جانے زوجہ کے صرف ۱ حصہ آٹھ دعویدارونمین اس حساب سے کر ذکور کو اناث کی نسبت دوچند ملے تقسیم ہونے چاہیے تھے — لہذا اب ایک بیٹے کی وفات کے بعد باہم اُسکے ۲۶ حصون اور اُسکے وارثون کی تعداد کے جو ۳ ہے مناسبت دیکھنی چاہیے اور انمین مناسبت تباین ہے پس اصل تقسیم کی تعداد کو دوسری قسم کے وارثون کی کل تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۶۴×۳ = ۱۹۲ — اصول مناسخت کی دفعہ ۹۸ معائنہ کیجائے —

۱ اس طور پر حصون کی تقسیم ہونے کیواسطے اول یہ امر دریافت کرنا ضرور ہے کہ اگر مورث کی وفات کے بعد جائداد تقسیم ہوتی تو تینون بیٹون اور دختر کو کس حساب سے ملتی اور چونکہ ذکور کو اناث کی نسبت دوچند حصہ ملتا ہے لہذا جائداد کو بغیر کسر کے تقسیم کرنے کیواسطے سات حصونمین بانٹنا چاہیے انمین سے

مقدمه ۹۰

س - ایک شخص صرف ایک دختر حمیدہ چھوڑ کر مر گیا بعد ازان حمیدہ نے ایک پسر زید اور شوہر چھوڑ کر وفات پائی بعدہٗ

دو حصے بھائی متوفی کا حق تھا اور اسکی وفات کے بعد اسکا حصہ باہم اسکے دو بھائیون اور دختر اور زوجہ کے تقسیم ہونا لازم ہر لیکن زوجہ کا حصہ بحالت لاولد ہونے کے ایک ربع ہر لہذا جائداد کم سے کم چار حصون مین تقسیم کیجائے۔ بعد دیے جانے زوجہ کے حصہ کے ۳ حصے ۵ ورثون مین تقسیم کیے جائینگے اصل مین وارث ۴ ہین مگر ۵ - اسواسطے شمار کیے گئے ہین کہ بلحاظ حصے کے ایک مرد دو عورتون کے برابر تصور کیا جاتا ہر ظاہر ہر کہ یہ تقسیم بغیر کسر کے نہین ہوسکتی اسواسطے قاعدہ یہ ہر کہ مناسبت باہم وارثون اور حصص کے دیکھنی چاہیے ورنہ اس صورت مین تبائن ہر یعنے ان اعداد کی تقسیم بموجب تقسیم کے تیسرے قاعدہ کی دفعہ ۷ کے صرف عدد ایک سے ہوسکتی ہر یعنے ۴ - ۵ - ۱ - قاعدہ سوم کے بموجب وارثان کی تعداد کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتھ ضرب دین مثلاً ۴ × ۵ = ۲۰ - اگر یہ صورت مناسخت کی نہ ہوتی تو ان اعداد سے مختلف حصے وارثون کے قائم کیے جاتے مگر چونکہ یہ مناسخت کی صورت ہر لہذا مناسبت مابین نتیجہ مذکورہ بالا اور متوفی کے حصص کی تعداد کے دیکھنی چاہیے انمین نسبت متداخل ہر مثلاً ۲۰ × ۱۰ = ۲۰۰ - اس صورت مین مناسخت کی دفعہ ۹۹ کے بموجب قاعدہ

شوہر بھی ایک زوجہ جمیلہ اور ایک بیٹا زید جسکا اوپر ذکر ہوا اور جو پہلی زوجہ سے تھا اور ایک بیٹا عمرو اور چار بیٹیان سکینہ و خاتون و فہمیدہ و عمدہ جو زوجہ حی القائم سے ہین چھوڑکر مرگیا اور حین حیات شخص مذکورہ کے اسکی جائداد تقسیم نہین ہوئی اس صورت مین اشخاص مذکورہ بالا کے باہم جائداد کس حساب سے تقسیم ہوگی۔

ج۔ صورت مذکورۂ بالا مین جائداد کو ۲۵۶ حصو نمین تقسیم کرنا چاہیے انمین سے ۲۰۶ حصے زوجۂ اول کے بیٹے اور ۱۴ از وجۂ حی القائم کے بیٹے اور ۸ زوجہ کو ملینگے اور باقی ۲۸ حصے چارون بیٹیون مین تقسیم ہونگے یعنی ہر دختر کو ۷ حصے پہونچینگے ۱ـــ

استحقاق شوہر در پکراس صورت مین جب شوہر قبل تقسیم کے ایک زوجہ اور ایک دربیٹا اور چار بیٹیان چھوڑکر مرگیا ہو۔

یہ ہر کہ پہلی تقسیم کے حصص کو بالاجمال اور بالانفراد دوسرے مرتبہ کی تقسیم کے حصص کے مقسوم الیہ کے ساتھ ضرب دین مثلاً ۷ × ۱۰ = ۷۰ ۔ الخ۔

۱ـــ اس صورت مین نیا سخت مین فہرست مرقومۂ ذیل سے ورثا کے قائم مقام ہونکی ترتیب اضح ہوگی۔

حمیدہ ۴ × ۶۴ = ۲۵۶

بکر ۱ × ۶۴ = ۶۴ زید ۳ × ۶۴ = ۱۹۲

بکر ۱ × ۶۴ = ۶۴

عمدہ	فہمیدہ	خاتون	سکینہ	عمرو	جمیلہ	زید
۷	۷	۷	۷	۱۴	۸	۱۴ = ۶۴

حمیدہ کی وفات کے بعد جو تقسیم ہونی چاہیے تھی اسمین حمیدہ کی جائداد کو کم سے کم چار حصون مین تقسیم کرنا چاہیے تھا تاکہ ایک ربع شوہر کو ملنا اور

مقدمہ ۹۱

س — ایک شخص زید ایک زوجہ حمیدہ اور تین بہنین جمیلہ اور فہمیدہ و عمدہ اور چچا کا بیٹا بکر چھوڑکر مرگیا بعد ازان اُسکی ایک

شوہر کی وفات کے بعد اُسکی جائداد کے کم سے کم آٹھ حصے کرنے چاہئین تھے تاکہ اُسکی زوجہ کو ایک ثمن دیا جاتا مگر ثمن دینے کے بعد بقیہ حصص اور دعویٰدارون مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتے اور چونکہ باہم اُنکی تعداد حصص کے مناسبت دیکھنے کے بعد نسبت تباین پائی گئی لہذا تقسیم کے تیسرے قاعدہ کی دفعہ ۷۔ کے بموجب اصل تقسیم کے عدد کو ورثا کی تعداد کے ساتھ جو ۸ ہے ضرب دینے چاہیے اور ۸ تعداد اسواسطے ہے کہ باعتبار حصہ کے ایک مرد دو عورتون کے بجائے شمار کیا جاتا ہے مثلاً ۸ × ۸ = ۶۴ — پس بموجب مسئلۂ مناسخت کے مناسبت باہم ان حصص کی تعداد کے جنکے پانے کا متوفی اول مرتبہ تقسیم کے وقت مستحق تھا اور ان حصص کی تعداد جنپر دوسرے مرتبہ کی تقسیم مین جائداد کو منقسم کرنا چاہیے دیکھنی ضرور ہے اور انمین نسبت تباین پائی گئی پس مناسخت کی دفعہ ۹۸ کے بموجب قاعدہ یہ ہے کہ اول مرتبہ کی تقسیم کے حصص کو بالاجمال اور بالانفراد دوسرے مرتبہ کی تقسیم کے حصص کے ساتھ ضرب دینا اور اس حساب سے بیٹا جو زوجۂ اول سے ہے ۲۰۶ حصے یعنے اول مرتبہ کی تقسیم کے وقت ۱۹۲ — اور دوسرے مرتبہ ۱۴ حصے پائیگا —

بہن فہمیدہ نے مین حیات اشخاص متذکرہ بالا ایک دختر خاتون چھوڑکر وفات
پائی بعدہ عمدہ بھی ایک دختر سکینہ چھوڑکر مرگئی اس صورت مین شرع کے
بموجب اصل مالک کی جائداد حی القائم کے باہم کس طور پر تقسیم
ہونی چاہیے۔

ج۔ صورت متذکرہ بالا مین اول زید کی تجہیز و تکفین عمل مین آنی چاہیے
اور اخراجات مراسم کے فضول نہون بلکہ بطریق مناسب عمل مین آئین اور
قرضہ واجب اسکا ادا کیا جائے بعدازان جو بچے اسمین سے ایک ثلث
اسکی وصیت کے بموجب صرف ہو بقیہ جائداد مسئلہ ہنا سخت کے
بموجب ۳۶ حصون مین تقسیم کیجائے انمین سے ۹ حصے حمیدہ اور
۱۴ جمیلہ اور ۳ عمدہ اور ۴ خاتون اور بقیہ ۵ سکینہ کو ملینگے۔ ؎۱

استحقاق ایک زوجہ اور تین ہمشیر اور چچا کے بیٹے کا اس صورت مین جب دو بہنین قبل تقسیم ایک ایک دختر چھوڑ مری ہون۔

؎۱ اس صورت مین اصول وراثت کی دفعات ۱۴ و ۲۴ و ۶۵ کے بموجب جائداد کو
۱۲ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے تھا انمین سے زوجہ کا حق ایک ربع اور بہنون کا دو ثلث
لیکن عدد ۸ یعنی ۱۲ کا دو ثلث تین بہنون مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتا اور
۳ اور ۸ مین نسبت متباین ہر لہذا تقسیم کے تیسرے قاعدہ کی دفعہ ۷۷ کے
بموجب اصل تقسیم کے عدد کو ان ورثا کی تعداد کے ساتھ جنکو بلا کسر حصہ نہین ملسکتا ہر
ضرب دین مثلاً ۱۲ × ۳ = ۳۶۔ ان حصص کی تقسیم اس طور پر ہونی چاہیے۔

حمیدہ	جمیلہ	فہمیدہ	عمدہ	بکر
۹	۸	۸	۸	۳

فہمیدہ کی وفات کے بعد ان حصص کی تعداد یعنی ۹۸ مین جنکے پانے کی وہ مرتبۂ اول کی تقسیم مین مستحق تھی اور ان حصص کی تعداد یعنی ۴ مین جنپر اسکی جائداد کو اب تقسیم کرنا ضرور ہی نسبت متداخل پائی گئی لہذا اور حساب کرنا ضرور نہین ہی اور اسکے ۸ حصون کی اس طور پر تقسیم ہوگی —

جمیلہ	عمدہ	خاتون
۲	۲	۴

علی ہذا القیاس اس قاعدہ کے بموجب عمدہ کی وفات کے بعد اسکے دس حصون مین سے نصف اسکی دختر سکینہ اور نصف اسکی ہمشیر جمیلہ کو ملیگا —

دوسرا باب

نظائر بیع

مقدمہ ۱

س ـ چند اشخاص کسی قدر آراضی پر بالاشتراک قابض تھے منجملہ اُنکے ایک شریک نے بغیر استرضاء اور شرکا کے ایک دستاویز مشعر انتقال جزو حقیت منجملہ آراضی مشترکہ مذکور کے ایک شخص اجنبی کے نام بغیر تصریح حدود اربعہ کے لکھدی اور دستاویز مین اسی قدر لکھا کہ آراضی منتقلہ خاص میری ملک سے ہی ایسی صورت مین دستاویز جائز ہو یا نہین ـ

ج — اگر دستاویز انتقال کا مضمون یہ ہے کہ مقر نے حقیت اپنی منجملہ جائداد مشترکہ غیر منقسمہ منتقل کی تو در صورت ہونے دستاویز ہبہ کے وہ بسبب عدم تصریح حدود اربعہ کے شرعاً جائز متصور نہین ہو سکتی کیونکہ وہ ہبہ بجہالت نہونے تصریح جائداد موہبہ ناجائز ہے لیکن اگر یہ دستاویز بیعنامہ ہے تو وہ جائز تصور کیجائیگی کسواسطے کہ اس قسم کے معاہدہ کی نسبت شراکت اور عدم توضیح اور شرکا کی عدم استرضا اور نہونا تصریح حدود اربعہ کا مانع نہین ہے پس معاملہ بیع بہر تقدیر جائز اور واجب التعمیل ہے —

فرق درمیان بیع و ہبہ کی شرائط جواز کے —

مقدمہ ۲

س — ایک شخص نے ایک جزوی قطعہ آراضی کرایہ لیکر اسپر مکان تعمیر کیا اور درخت نصب کیے اور بعد ازان اسنے دو بیٹے اور ایک زوجہ اور مان چھوڑکر وفات پائی اور جائداد غیر منقسم ہے اسکی وفات کے بعد اور اسکی مان کی حیات مین اسکی زوجہ اور اسکے بیٹون نے مکان اور درختون کو بیع کیا ایسی صورت مین اسطرح کا بیع جائز ہے یا نہین یا مان بھی اپنے بیٹے کے ترکہ سے کسی قدر حصہ پانیکی مستحق ہے اور اگر ہے تو متوفی کے ترکہ سے اشخاص مذکور کو کس حساب سے حصہ ملیگا —

ج — اگر بقیہ وارثون نے جائداد غیر منقسمہ کو حسب تصریح سوال کے بیع کیا تو معاہدہ بیع انکے حصص کی نسبت واجب التعمیل ہے لیکن جو وارث شریک بیع نہو وہ ترکہ سے اپنا حصہ پانیکا مستحق ہے کیونکہ اسکا استحقاق دیگر وارثون کے فعل سے باطل

جائداد غیر منقسمہ کا بیع بنسبت حصہ بائع کے صحیح ہے بمقابلہ اس شخص کے جو شریک بیع نہو

(مشین)

نہین ہوتا۔ ملہ

مقدمہ ۳

س۔ ایک شخص نے میں حیات اپنی جائداد اراضی کو تین مساوی حصون پر تقسیم کرکے ایک جزو اپنی ہر زوجہ کے نام بغرض دین مہر کے بیع کیا اور جائداد مبیعہ کا ایک جزو تقسیم ہوگیا اور باقی بدستور غیر منقسم رہا بعد ازان متوفی کا بیٹا جو دوسری زوجہ سے تھا اُس حصہ پر وراثۃً قابض ہوا جو اُسکی مان کے نام بیع ہوا تھا اور اُسنے بھی حصۂ مذکور کو بغرض دین مہر اپنی زوجہ کے نام بیع کیا مگر اراضی مبیعہ بظاہر اُسکے قبضہ اور اہتمام مین رہی ایسی حالت مین اسطرح بیع باوجود نہونے ثبوت قبض و تصرف مشتریہ کے شرعاً جائز رہی یا نہین۔

ج۔ معاہدہ بیع کا جواز اسپر موقوف نہین ہی کہ مشتری فوراً قابض کرایا جائے اور اگر جائداد مبیعہ غیر منقسمہ ہو تو بھی معاملہ

فوراً قابض کرانا یا جائداد مبیعہ کا تقسیم ہونا لازمہ بیع نہین ہی۔

ملہ شرع کی رو سے بیع اور ہبہ مین فرق ہی یعنی اگر صورت مذکورۂ بالا مین جائداد بجائے بیع کے بذریعۂ ہبہ منتقل ہوئی ہوتی تو معاہدہ جائز نہین تصور کیا جاتا کیونکہ اسلئے کہ ہبہ کی صورت مین قبضہ ضرور ہی اور ظاہر ہی کہ بحالت عدم تصریح و تعیین اس جزو کے جسکو ہبہ کی رو سے منتقل کرنا منظور ہو قبضہ نہین دیا جاسکتا

بیع مین کچھ خلل واقع نہین ہوتا پس جب بیع کے ذریعے سے کہ اصل مالک نے آراضی کو بقدر تین مساوی حصّون کے اپنی تین زوجگان کے نام منتقل کیا وہ جائز ہی گو کسی قدر جزو آراضی مذکورہ کا تعین نہوا ہو اور بایع کی دوسری زوجہ سے جو بیٹا تھا وہ اپنی مان کے حصّہ پر دراثتہً قابض ہوا لہذا جو بیع کہ اُسکی جانب سے اُسکی زوجہ کے نام دین مہر کی عوض بابت حصّہ مذکور عمل مین آیا وہ بھی جائز ہی اور جو قابض اور متصرف رہنا ماہردہ کا حصّہ مبیعہ پر بعد بیع کے قابل لحاظ نہین ہی مشتریہ کو اختیار ہی کہ جب مناسب سمجھے حصّۂ مبیعہ پر دخیل ہو جائے — ۱؎

مقدمہ

س — زید نے اپنا مکان مع آراضی متعلقہ عمرو کے ہاتھ بہ تعین دو ہزار روپیے کے بیع کیا چنانچہ عمرو نے اس شرط کو قبول کیا اور زید کو پچیس روپیے بیعانہ دیکر باقی روپیہ کے ادا کرنے کا وعدہ بہ تعین تاریخ خاص قرار پایا کہ اسی تاریخ بیعنامہ حسب ضابطہ لکھا جائیگا زید نے ان شرائط پر راضی ہو کر جائداد عمرو کے حوالہ کی اور عمرو نے اسپر قابض ہو کر اپنی جانب سے چند شخصونکو آباد کیا ایسی صورت مین

۱؎ جو مسئلہ کہ اس مقدمہ مین قرار پایا ہی تائید اسکی مراتب مندرجہ دونون مقدمات مذکور الصدر سے ہوتی ہی —

اسطرح کا بیع کامل ہی یا احد المتعاقدین کو اسکے استرداد اختیار حاصل ہی یا عمر سے کل زر ثمن جبراً ادا کرانا چاہیے۔

ج — از روے حالات مندرجۂ سوال کے بیع کامل ہی اور متعاقدین سے کسیکو اسکے استرداد کا منصب نہین ہی اور زر ثمن مشتری پر واجب الادا ہی چنانچہ ہدایہ مین یہ لکھا ہی کہ معاملہ بیع کا ایجاب و قبول سے مکمل ہوتا ہی اور ان دونون لفظون کا استعمال بزمانۂ ماضی اس نہج پر ہوتا ہی یعنے ایک فریق کہے کہ مین نے بیع کیا اور دوسرا کہے کہ مین نے خرید کیا اور واضح ہو کہ اگر کسی طرح کے اور الفاظ بھی جنکا یہی مقصود ہو بیان کیے جائین تو بھی معاملۂ بیع مکمل ہوتا ہی مثلاً بایع کہے کہ مجھکو یہ قیمت منظور ہی یا مین نے یہ شی بعوض اس قدر ثمن کے تمکو دی یا کہے تم اس شی کو اسقدر قیمت کے عوض لے لو۔ جب ایجاب و قبول کا اظہار بغیر کسی شرط کے بخوبی ہو جاے تو بیع واجب التعمیل ہوتا ہی اور متعاقدین سے کسیکو استرداد کا اختیار نہین رہتا ملے بیع اس صورت مین جائز ہوتا ہی کہ زر ثمن نقد دیا جاے یا اسکے ادا کرنیکا زمانہ معین کیا جاے علی ہذا القیاس کنز الدقایق مین بھی یہ لکھا ہی

مراتب جنکی رو سے بیع مکمل اور واجب التعمیل تصور کیا جاتا ہی۔

ملے اگر جائداد مبیعہ مین کچھ نقص پایا جاے یا معائنہ اسکا نہو تو مشتری استرداد کا مجاز ہی — وفعات ۲۱ و ۲۶ — اصول بیع ہدایہ ۲ صفحہ ۲۶۳ — واضح ہو کہ بموجب مسئلۂ شافعی رح متعاقدین کو تا برخاست ہونے مجلس عقد بیع کے استرداد کا اختیار حاصل ہی لیکن یہ راے منسوخ ہو گئی ہی۔

تعریف بیع۔	کہ جب ایک شیٔ کا مبادلہ دوسری شیٔ کے ساتھ فریقین کی رضامندی سے عمل مین آئے اُسکو بیع کہتے ہین اور تکمیل اسکی ایجاب و قبول سے ہوتی ہی اور عمل مین آنا اُسکا بابت زر نقد یا بوعدہ اداے آئندہ جائز ہی۔

مقدمہ ۵

س۔ ایک شخص نے اپنے بیٹے کے نام اپنی جائداد غیر منقولہ مختار کے ذریعے سے بیع کی اور اُسکے نام بیعنامہ مہر و دستخط سے مصدق کر کے حسب ضابطہ لکھدیا بعد ازان باپ بیٹے کو زر ثمن ہبہ نامہ کے ذریعہ سے دیدیا اور باپ بوجہ نابالغ ہونے بیٹے جائداد پر قابض رہا اور اُسنے بیعنامہ و ہبہ نامہ اپنے پاس رکھا بعد تکمیل بیعنامہ کے جسمین کچھہ شرط مندرج نہ تھی اور قبل دیے جانے اسکے مشتری کو استرداد اُسکا بایع کو اظہار سے منظور ہوا کہ یہ دستاویز بلحاظ ایک ایسی شرط کے لکھی گئی تھی جس سے خلاف ورزی وقوع مین آئی اور جب نوبت بعدالت پہونچی تو بایع نے تحریر ہونا بیعنامہ کا پابندی شرط مذکورہ ظاہر کیا اور بتائید اپنے اظہار کے اُسنے قابض رہنا اپنا جائداد مبیعہ پر اور نہ حوالہ کرنا بیعنامہ کا مشتری کو بیان کیا اور مظہر ہوا کہ جس شرط کی رو سے بیعنامہ لکھا ہو گیا تھا اُسکی خلاف ورزی منجانب مُدد مشتری کے ہوئی اور اسی وجہ سے بیع ناجائز ہی ایسی حالت مین اسطرح کا بیع جائز ہی یا ناجائز۔

ج - اگر باپ نے اپنے پسر نابالغ کے ہاتھ ایک شخص ثالث کی معرفت اپنی جائداد بیع کیا ہو اور شخص مذکور نے نابالغ کے باپ کے سامنے یہ ظاہر کیا کہ مین نے بہ حیثیت مختاری جائداد بیٹے کے ہاتھ بیع کی اور باپ نے رضامندی اپنی نسبت اس امر کے ظاہر کی ہو تو بیع جائز ہوگا اور اگر ایسا نہین ہوا یا بیع مین ایسی شرط کی گئی جو اس طرح کے معاہدہ کے خلاف ہو تو بیع باطل اور ناجائز ہوگا چنانچہ فصول عمادیہ اور فصول استروشی مین یہ لکھا ہو کہ اگر ایک شخص دوسرے کو اپنی طرف سے بغرض بیع کرنے جائداد اپنے پسر نابالغ کے نام مختار قرار دے یا مختار مذکور بغرض خریدنے جائداد واسطے پسر نابالغ کے مقرر کیا جائے تو بغیر موجود ہونے اور رضامندی باپ کے اس طرح کا معاہدہ جائز نہین ہو علی ہذا القیاس ہدایہ مین یہ لکھا ہو کہ اگر کوئی ایسی شرط جو لازمہ معاہدہ نہو درج کیجاے اور اس سے بایع یا مشتری کا فائدہ متصور ہو یا شی مبیعہ کو فائدہ پہونچتا ہو تو ایسا معاہدہ ناجائز ہو ملہ پس عدالت کو تجویز و تنقیح اس امر کی چاہیے کہ بیع بصورت مقدم الذکر واقع

بیع کرنا باپ کا نابالغ بیٹے کے نام -

اگر بیع مین ایسے شرائط واقع ہون جنکو ایسے معاہدہ سے علاقہ نہین ہو تو وہ بیع ناجائز متصور ہوگا -

---

ملہ اصول بیع دفعہ ۱۶ - اس قاعدہ کا مقصود یہ ہو کہ ناجائز معاہدات کا انسداد ہو اور بعد تکمیل معاملہ بیع و شری کے تکرار واقع نہو چنانچہ ہدایہ مین ایک مثال لکھی ہو کہ ایک شخص نے غلام اس شرط سے بیع کیا کہ مشتری اسکو بعد لینے کے آزاد کردے اس صورت مین ایسی شرط سے معاہدہ بیع ناجائز متصور ہوتا ہو کیونکہ مشتری پر بلا معاوضہ کے نقصان عائد ہوتا ہو اور اس

ہوا یا نہین اور اگر ہوا تو جائز ہی کہ اگر انعقاد پچھلی صورت کے موافق ہوا ہی تو ناجائز ہی لیکن مضمون دستاویز اسی طرح کا ہی جو بالعموم اسی طرح کے معاملات بیع وشری مین لکھا جاتا ہی اور اس سے یہ پایا نہین جاتا کہ کوئی شرط خلاف معاہدہ ہوئی ہو —

مقدمہ ۲

س — ایک عورت کے ایک نابالغ بیٹا اور صرف وہی اُسکی ولی اور محافظ تھی بیٹے کی جائداد غیر منقولہ سے ایک جزو واسطے سبیل مصارف نالش کے جو بابت حصول جائداد مشترکہ دونون کے

صورت خاص مین شی مبیعہ یعنی غلام کا فائدہ متصور ہی لیکن اگر شرط لازمہ معاہدہ نہو اور اس سے کسی فریق یا شخص خاص کا فائدہ متصور نہو تو معاہدہ ناجائز متصور نہین ہوسکتا مثلاً ایک شخص دوسرے کے ہاتھ کوئی جانور اس شرط سے فروخت کرے کہ مشتری اُسکو بیچدے تو ایسی صورت مین تکرار واقع نہین ہوسکتی کیونکہ کوئی خاص شخص مشتری کی نسبت دعویدار نہین ہوسکتا ہدایہ صفحہ ۴۴۶ جلد ۲ —

پس اگر مقدمہ مذکورہ بالا مین وجہ ثبوت سے یہ پایا گیا ہو کہ باپ نے وقت کرنے بیع بنام اپنے بیٹے کے کوئی ایسی شرط کی ہو جس سے خاص اُسکا نفع متصور رکھا تو بیع کرنا جائز اور باطل تصور کرنا چاہیے —

دائر کی گئی تھی بیع کیا اور وہ مقدمہ آخر کار حسب مراد اسکے فیصل ہوا۔ بعد ازان اسنے بیعنامہ تحریر اپنے اور بیٹے کے دستخط کے لکھدیا ایسی صورت مین اسطرح کا بیعنامہ مصدقہ اور بیع جائز ہی یا نہین۔

ج۔ مان کو وراثۃً ۱؎ اپنے نابالغ کی جائداد کی نسبت نفاذ استحقاق کا منصب نہین پہونچتا پس بیع کرنا پسر نابالغ کی جائداد غیر منقولہ کے ایک جزو کا محض ناجائز اور غیر صحیح ہی۔ ۲؎

پسر نابالغ کی جائداد کا بیع مان کی جانب سے۔

۱؎ ایک ہی سال و ماہ کی نوین تاریخ کو یہی سوال دوسرے شخص سے جو اصل عہدہ دار کا قائم مقام تھا پوچھا گیا اُنھون نے بجواب اسکے لکھا کہ اگر بیع سے پسر نابالغ کی نسبت نفع کی امید تھی توبھی مان اسکی جائداد اراضی کے بیع کرنے کی مجاز نہین ہی لیکن ہرگاہ نابالغ نے بیعنامہ پر دستخط کردیے تو اُس سے رضامندی اُسکی ثابت ہی اور اگر اُسکو شعور کافی واسطے سمجھنے بیع و شریٰ کے حاصل ہو تو ایسا بیع بشرطیکہ اُسکا باپ یا اُسکے باپ کا وصی یا اُسکا دادا یا حاکم وقت منظور کرے تو جائز ہوگا لیکن یہ فتوے مقدمہ مذکورہ سے غیر متعلق تھا کیونکہ بیع کے وقت نابالغ کا کوئی ایسا ولی موجود نہ تھا۔

۲؎ مان کو وراثۃً صرف اسقدر اختیار ہی کہ بچہ کو بحالت طفولیت پرورش کرے اور اُسکا ازدواج کردے لیکن پچھلا امر صرف اُسی حالت مین ضرور ہی جب سوائے مان کے کوئی واسطہ دار پدری موجود نہ ہو اور جن شخصون کو نابالغون کی جائداد کی نسبت اختیار حاصل ہی اُنکی تفصیل اسی ترتیب

مقدمہ

س۔ ایک شخص نے جائداد مادری کا ایک جزو بہ تعین حصص بیع کیا اور شی مبیعہ کے کل زرثمن کے وصول پانے سے مقر ہوکر بیع کو تسلیم کیا اور مشتری نے بھی جائز ہونا معاملہ کا ظاہر کیا اور بایع اور مشتری نے بایع کے اور شرکا پر واسطے حصول دخل جائداد مبیعہ کے بنظر تکمیل معاہدہ نالش کی اور مدعا علیہون نے استحقاق بایع تسلیم کیا ایسی صورت مین بیع صحیح و جائز ہی اور مشتری بذریعہ اُسکے قبضہ پانے کا استحقاق رکھتا ہی یا تقسیم نہونا جائداد کا کل وارثون مین واسطے ناجوازی بیع کے کافی ہی اور اگر بایع اپنے بیان تحریری مین ہونا بیع اور وصول پانا زرثمن کا تسلیم کرکے بسازش مدعا علیہون کے کہ انمین سے ایک اُسکی نانی اور باقی خالات ہین دعوی سے دست بردار ہو تو دست برداری سے ایسے استحقاق دوسرے دعویدار یعنی مشتری کا زائل ہوگا یا نہین۔

ج۔ جس بیع کا ذکر سوال مین ہی وہ شرعاً ہر طور پر جائز اور واجب التعمیل ہی اور تقسیم نہ ہونا جائداد کا بموجب شرح وقایہ کے عدم

جائداد غیر منقولہ مشترکہ کے جزو کا بیع اس صورت مین جب بایع بعد انعقاد اُسکے بیع سے دست بردار ہو

ے ہی یعنی باپ یا وہ شخص جسکو باپ نے ولی مقرر کیا ہو یا دادا یا جس شخص کو دادا نے ولی نامزد کیا ہو۔ اور اگر اُنمین سے کوئی نہو تو حاکم وقت۔ دفعات ۸۰۵ اصول ولایت و نابالغی۔

جواز بیع نہین ہو اور منجملہ سو حصون کے دس حصہ تک کا بیع جائز ہو
علی ہذا القیاس ہدایہ مین یہ لکھا ہو کہ اگر کوئی شخص منجملہ کسی مکان یا حمام
کے جسمین سو حصے ہون دس حصے خرید کرے تو ایسا بیع کل علما کے نزدیک
جائز ہو اور بایع جو بعد تسلیم بیع اور وصول کل زرثمن کے دست بردار ہو
یہ امر کسی طرح باعث ناجوازی استحقاق مشتری نہین ہو سکتا اور ہدایہ مین
یہ بھی مرقوم ہو کہ اگر کوئی شخص بصحت اور سن بلوغ مین کسی حق کو تسلیم
کرے تو ایسا اقرار اسپر واجب التعمیل ہو پس ایسی حالت مین مشتری کو
حصہ مبیعہ کا استحقاق پہونچتا ہو۔

مقدمہ ۸

س۔ ایک شخص نے اپنا مکان بیع کر کے مشتری سے زرثمن وصول
کر لیا اور بیعنامہ بتصدیق چار گواہون کے لکھدیا لیکن اسپر بایع نے
دستخط نہ کیے اور نہ قاضی کی مہر ہوئی ورنہ رجسٹری سے مکمل ہوا اور
نہ تاریخ و ماہ تحریر ہوا بعدہ بایع نے معاملہ بیع کی نسبت اعتراض پیش
کیے اور چھ مہینے بعد تحریر ہونے دستاویز مذکور کے اُسنے مشتری مذکور پر
کرایہ کی بابت نالش دائر کی ایسی صورت مین اسطرح کا معاملہ بذریعہ بیعنامہ
کے جائز ہو یا نہین۔

ج۔ بیع کی تکمیل بذریعہ ہونے ایجاب و قبول فیما بین بایع و
مشتری کے ہوتی ہو علاوہ اسکے مشتری نے زرثمن بایع کو ادا

اگر بیع او رطور پر مکمل ہو تو بے ضابطگی بیعنامہ سے کچھ خلل واقع نہین ہوتا۔

کردیا اور بایع نے اُسے بلا تامل لے لیا ایسی صورت مین بایع کا شرعاً موثوق
نہین ہی اور بایع کو شخص ثالث سے جو دعویدار حق شفع ہی کچھ واسطہ نہین
ہی شفیع کو مشتری پر ملا نالش کرنے کا اختیار رہا اور تحریر نہونا تاریخ کا
بیعنامہ مین یا نہونا مہر اور رجسٹری کا فی الواقع داخل بے ضابطگی ہی لیکن
اس امر سے نفس بیع ملا مین کچھ خلل واقع نہین ہوتا اور بایع کا دعوی
بابت کرایہ قبل بیع کے جائز ہی۔

مقدمہ ۹

س۔ ایک شخص نے دو بیعنامہ یکے بعد دیگرے اپنی زوجہ کے نام
لکھدیے اور بعد تحریر اُنکے نو برس تک اپنی کل جائداد پر قابض رہا اور اس
عرصہ مین حسب اقرار مصرحہ دستاویزات سابق اسنے کوئی بیعنامہ باضابطہ
ایسا نہ لکھدیا جو قاضی کی مہر سے مسجل ہوا ہو اس صورت مین مذکورہ بالا
بعد وفات شخص مذکور کے اُسکی زوجہ کی تصور کیجائیگی یا خاص متوفی کی متصور
ہو کر اُسکے ورثا مین تقسیم ہوگی۔

ملا اس مقدمہ مین بایع نے یہ بیان کیا کہ مجھکو مشتری کنے ہاتھ جائداد کے بیع کرنے
کا اختیار حاصل نہ تھا کیونکہ اس سے استحقاق شفیع کا حرمان متصور تھا لہذا
بیع ناجائز ہی لیکن یہ عذر اُسکا بمقابلہ مشتری کے بیجا قرار پایا۔
ملا دفعہ ۳ ۔ مطالبات وغیرہ۔

شئی مبیعہ کی نسبت ابہام کے باعث سے معاہدہ باطل ہوجاتا ہے۔

ج۔ بینا موں سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر نے اپنی کل جائداد آراضی اور مکانات مصرحہ دستاویزات اور اثاث البیت اور کل اشیا کو جو وراثتہً حاصل ہوے اُس جائداد کے جو یوم بیع تک اسکو حاصل ہوں بعوض پندرہ ہزار روپیہ مہر کے اپنی زوجہ کے نام بیع کیا شرائط اس معاہدہ کے ناجائز ہیں اور یہ معاہدہ باطل اور نادرست ہے کیونکہ شئی مبیعہ کی تصریح نہیں ہوئی اور معاہدہ بیع ابہام کے باعث سے باطل ہوجاتا ہے[1] لہذا بایع کے ورثا کو ایسے بینامہ کے مسترد کرنیکا اختیار ہے اور ضابطہ کے بموجب قاضی[2] کی مہر ہونے یا بعد بیع کے[3] نو برس تک بایع کے قابض رہنے سے یہ ضرور نہیں ہے کہ بیع ناجائز تصور کیا جائے اور بیع مسترد ہونے اور بایع کے قرضہ ادا کیے جانے کے بعد اسکی جائداد اور ورثا مین تقسیم ہونی چاہیے۔

مقدمہ ۱۰

س۔ ایک شخص نے اپنی کُل جائداد مقاصہ کے[4] طور پر اپنی زوجہ کے نام بیع کی اور دستاویز انتقال مین منجملہ اور جائداد کے

---

[1] اصول بیع دفعہ ۱۳۔

[2] اصول مطالبات دفعہ ۳۔

[3] اصول بیع دفعہ ۱۴۔

[4] مبادلہ جائداد کا بعوض جائداد کے بیع مقاصہ کہلاتا ہے یعنی یہ ایک صورت بیع شرعی کی ہے لیکن ایسا مبادلہ جو

کچھ آراضی ایسی مندرج ہی جسکی نسبت مالک نے قبل تکمیل بیع مقاصہ کے ایک شخص غیر کے نام چھ سال کے واسطے بعوض چار ہزار پانچسو ایک روپیہ کے پٹہ کردیا تھا اس صورت مین اگر مشتریہ کو بیعنامہ کے بموجب آراضی مذکور پر قبضہ حاصل نہوا ہو تو ایسی دستاویز صحیح متصور ہوگی یا نہین۔

ج صورت مذکورہ بالا مین شرعاً مواضع مصرحہ دستاویز بیع مقاصہ خواہ ایک ہو یا دو سے زیادہ دستاویز کی رو سے منتقل ہو جاینگے گو بایع نے قبل تحریر ایسی دستاویز کے جائداد مذکور چھ برس کے واسطے اجارہ دیدیا ہو اور معاہدہ مذکورہ بالا کے بموجب مشتریہ یعنے اسکی زوجہ مالک جائداد متصور ہوگی اور چونکہ معاہدہ بیع مقاصہ ہی شرعاً حاصل ہونا دخل قبضہ کا ضرور نہین ہی لہذا دستاویز بیع مقاصہ آئینا صحیح تصور کیجائیگی گو مشتریہ کو کئی سال تک قبضہ حاصل نہوا ہو۔ ۱؎

بیع مقاصہ کی صورت مین فی الفور حاصل ہونا قبضہ کا ضرور نہین ہی۔

دو شخصون مین ہوتا ہی اسکی نسبت بلحاظ ایک دوسرے کے قطعی بیع کا اطلاق نہین ہوسکتا ہی۔ ہدایہ ترجمہ ہملٹن صاحب جلد سوم صفحہ ۱۳۱۔

۱؎ اگر سوال یا اسکے جواب مین تصریح یہ امر نہین لکھا ہی کہ یہ مقدمہ بابت مہر کے مابین زوجہ و شوہر کے تھا مگر گمان کیا جاتا ہی کہ شوہر نے اپنی کل جائداد بعوض مہر شروطہ کے منتقل کردی لہذا یہ معاملہ مثل ہبہ بالعوض کے ہی۔ نظائر وراثت کے اٹھارھوین مقدمہ کی تنبیہ معائنہ کیجائے۔

مقدمہ ۱۱

س ۔ اگر ایک شخص نے اپنے حین حیات اپنی جائداد بطور بیع بالوفا دس برس کے واسطے منتقل کردی ہو تو بعد اسکی وفات کے اسکی زوجہ قبل انقضاے مدت معینہ بلا ایفاے شرائط معاہدہ کے شخص ثالث کے نام ایسی جائداد کو بطور بیع کامل فروخت کرنے کی مجاز ہی یا نہین ۔

ج ۔ ایسا بیع شرعاً صحیح ہی لیکن نفاذ اسکا بیع بالوفادار کی خوشی پر منحصر ہی اگر اسکی مرضی ہو تو نفاذ اسکا ہوسکتا ہی لیکن وہ اسکو مسترد نہین کرا سکتا بیع کامل کے مشتری پر بھی نفاذ ایسے معاہدے کا منحصر ہی اگر وہ چاہے تو انقضاے میعاد انتظار کرے یا وہ فوراً بیع بالوفادار کو اسکا روپیہ ادا کردے اور اگر ضرورت ہو تو عدالت سے بیع مشروطہ کا استرداد کرائے کیونکہ بیع مشروطہ اور رہن کا اثر آئینگا مساوی ہی اگر راہن شی مرہونہ کو بلا اجازت مرتہن کے بیع کرے تو ایسا بیع جائز ہی مگر بیع کا نفاذ مرتہن کی رضامندی پر موقوف ہی اور مشتری کو بھی اختیار ہی کہ تا انقضاے مدت رہن کے انتظار کرے یا عدالت مین نالش کرکے فک الرہن کرلے چنانچہ وقایہ مین لکھا ہی ۔ راہن کا بیع کرنا اپنی شی مرہونہ کا مرتہن کی خوشی پر منحصر ہونا چاہیے اور بیع کا نفاذ مرتہن کی رضامندی یا اسکے قرض ادا کرنے سے ہوسکتا ہی پہلی صورت مین زر ثمن بعوض شی مرہونہ کے جمع کردینا چاہیے ۔ مسائل صحیحہ کی رو سے

ذکر بیع کامل کا بتقابلہ بیع بالوفا کے ۔

مرتہن کو بیع کے مسترد کرنیکا اختیار حاصل نہین ہو لیکن مشتری کو اختیار ہی انفکاک رہن تک انتظار کرے یا عدالت کے ذریعہ سے فک الرہن کرا لے م خلاصہ مین بھی فتاوی نجم الدین نقی سے یہ منقول ہو کہ ۔ قواعد جو رہن سے متعلق ہون وہی بیع بالوفا سے بھی تعلق رکھتے ہین ۔

رہن کے قواعد بیع شروعہ سے بھی متعلق ہین ۔

مقدمہ ۱۲

س ۔ شوہر نے حالت بیماری مین پانچ روز قبل وفات کے اپنی کل جائداد کو منجملہ زوجگان کے ایک زوجہ کے ہاتھ بیع کیا اس صورت مین یہ بیع شرعاً جائز ہو یا نہین ۔

ج ۔ جو بیع قریب الموت ہونے کی حالت مین ایک وارث کے نام کیا جائے اسکا صحیح ہونا اور ورثا کی رضامندی پر منحصر ہی اگرچہ انھون نے بیع کی نسبت اپنی رضامندی ظاہر کی ہو تو ایسا معاہدہ جائز اور واجب التعمیل متصور ہوگا ورنہ باطل اور نادرست تصور کیا جائیگا چنانچہ خزنیۃ المعتیین مین لکھا ہو کہ ۔ اگر ایک شخص قریب الموت ہونے کی حالت مین منجملہ ورثا کے ایک وارث کے نام اپنی جائداد بیع کرے اور پانچ روز بعد مرجائے اور اسکی وفات کے بعد اسکے اور وارث ایسی بیع کی نسبت رضامندی ظاہر نکرین تو وہ باطل اور ناجائز متصور ہوگا

ذکر اُس بیع کا جو قریب الموت ہونے کی حالت مین ایک وارث کے نام کیا جائے ۔

ـــــــــــــــــــ

سلہ وجہ اسکی یہ ہو کہ جو شخص قریب الموت ہوتا ہے اسکا استحقاق قطعی اسکی جائداد کی نسبت

مقدمہ ۱۳

س — ایک شخص نے جو مقروض تھا بلا ادائے قرضۂ ذمگی اپنے کے کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ کو بلا تصریح اپنی زوجہ کے نام بعوض مہر کے ہبہ کر دیا اور زوجہ نے اس ہبہ کی عوض مین مہر معاف کیا — جائداد مذکور دونون واہب و موہوب لیہ کے قبض و تصرف مین رہے اور ظاہر ادونون کی غرض اس سے یکسان متعلق معلوم ہوئی — شوہر ابھی تک بقید حیات ہی اس صورت مین زوجہ ترجیح دعاوی اور قرضدارون کے جو شخص مجیر ہین اپنے قرضۂ مہر کے پانے کی مستحق ہی یا نہین —

ج — شرعاً زوجہ کا مہر داخل قرض ہی اور ادا کرنا اسکا مثل مطالبات واجب اور قرضخواہون کے لازم ہی اور قرضۂ دین مہر کا ادا کرنا اور دیون پر مقدم ہی اور مدیون کو اختیار ہی کہ ان دونون قسم کے قرضون سے جسکو چاہے پہلے ادا کرے یا منجملہ اپنی جائداد کے ایک جزو سے کسی خاص قرضخواہ کا قرضہ دیدے پس بلحاظ اس قاعدہ کے اگر شوہر زوجہ کا دین مہر قبل ایفاے مطالبات اور قرضخواہون کے جو شخص مجیر ہین ادا کرے تو یہ امر جائز ہی اور اگر وہ اپنی جائداد غیر منقولہ دین مہر کے عوض ہبہ کرے تو یہ عمل بھی جائز ہی اور گو ایسا معاملہ در حقیقت داخل بیع ہوگا

مبادلہ کے جملہ معاہدات مین تصریح شرط کی ضرور ہی —

تا وقتیکہ اس نہین کیا جا سکتا کیونکہ اسکے وارثون کا دعوی اوجود پذیر ہوتا ہی —

لیکن بجاے نام ہبہ کہلائیگا لیکن اس صورت مین وہین مہر کی تصریح پائی نہین جاتی اور نہ جائداد غیر منقولہ کا موقع وحدود اربعہ درج ہین حالانکہ شرعاً مبادلہ کے جملہ معاہدات مین تصریح شیٔ متبادلہ کی ضروری ہی لہذا ہبہ نامہ بسبب عدم تصریح اُن مراتب کے ناجائز اور ناقابل نفاذ ہی اور اگر قطع نظر اس اعتراض کے یہ معاملہ مثل ہبہ تصور کیا جاے تو یہ پایا نہین جاتا کہ موہوب لہا کو شرع کے مطابق قبضہ ملا۔

مقدمہ ۱۴

س ۱- ایک شخص نے اپنی جائداد بشمول جائداد دوسرے شخص کے معاہدۂ واحد کے ذریعے سے بیع کی اور تصریح اس امر کی نہوئی کہ منجملہ زرثمن موصولہ کے کس شخص کا حصّہ کس قدر ہی پس ایسا معاہدہ جو دوسرے شخص کی جائداد کی نسبت ہونا جائز ہی یا صحیح ونافذ متصور ہو سکتا ہی۔

ج ۱- اگر کوئی شخص اپنی جائداد بشمول دوسرے شخص کی ملکیت کے بغیر تصریح زرثمن ہر جائداد کے بیع کرے تو ایسی حالت مین دو صورتین لازم آتی ہین یعنے ایک صورت یہ ہے کہ

قواعد دربابِ بیع اس جائداد کے جو بایع کی ملک سے ہو۔

۱ یہ امر ضروریات سے ہی کیونکہ دفعہ ۱۳- اصول بیع کی رو سے لازم ہی کہ اس قسم کے معاہدات مین ایسی تصریح کردیجاے جس سے درباب مقصود متعاقدین نزاع واقع نہو سکے۔

بایع دوسرے شخص کی جائداد کو بشمول اپنی جائداد کے بیع کرکے ہوتا اُسکا خاص اپنی ملک سے بیان کرے اور ایسی حالت مین وقت دعویدار ہونے اصل مالک کے مشتری اسقدر زرثمن پانے کا بایع سے مستحق ہوگا جو منجملہ جائداد مبیعہ بقدر اُسکے حصہ کے ثابت ہو اور بقیہ جائداد مبیعہ کی نسبت معاہدہ بیع نافذ متصور ہوگا کیونکہ اگر ایک جزو کی نسبت دعویٰ ثابت ہو تو اس سے کل معاملات کے جواز مین خلل واقع نہین ہوسکتا اور وجہ اسکی یہ ہو کہ زرثمن بابت کل جائداد مبیعہ کے دیا جاتا ہو اور اسی حساب سے نسبت زرثمن کی بمقابلہ ہر جزو جائداد مذکورہ کے دیکھی جاتی ہو۔ دوسری صورت یہ ہو کہ ایک شخص اپنی جائداد بشمول دوسرے کی ملکیت کے بیع کرے اور جزو جائداد فی الحقیقت دوسرے شخص کا ہو اور گو فائدہ اُسکا بیع سے متصور ہو لیکن بیع بغیر اُسکی رضامندی کے عمل مین آئے اور زرثمن مین کسی طرح کی تصریح نہ کیجائے تو اسطرح کا بیع ناجائز ہو اور جواز اسکا مالک کی رضامندی پر منحصر ہو یعنے مالک کو اختیار ہو کہ اپنی جائداد کی نسبت بیع کو بحال رکھے یا مسترد کرے لیکن بایع کے حصہ کی نسبت بیع جائز اور اُسپر واجب التعمیل ہوگا۔

س ۲ - ایک شخص نے جو نہایت مقروض تھا کل جائداد اپنی زوجہ کے نام دین مہر کے عوض بیع کردی اور اس بیع کے ہونے سے اُسکے اور قرضخواہون کو اپنے مطالبات کے وصول کی کچھ اُمید باقی رہی اسطرح کا بیع صحیح و جائز ہو یا نہین۔

ج ۲- اگر شخص مذکور اُسوقت جب اُسنے اپنی کل جائداد اپنی زوجہ کے نام بعوض دین مہر کی مرض مہلک مین مبتلا تھا تو بیع ناجائز ہی- کیونکہ ایسی صورت مین مالک کو یہ اختیار نہین ہو کہ جزو دین ادا کر کے بقیہ قرضخواہون کو محروم رکھے لیکن اگر شخص مذکور بیع کے وقت تندرست اور صحیح الحواس تھا تو بیع جائز ہی کیونکہ اسکو ایسی حالت باوجود نہایت مقروض ہونے کے اپنی ملکیت پر اختیار کلی حاصل تھا-

بیع جو مدیون کی جانب سے حالت بیماری مین ہو

بیع جو بحالت صحت واقع ہو-

مقدمہ ۱۵

س- ایک عورت نے اپنی جائداد اراضی کسی شخص غیر کے ہاتھ بیعنامہ کے ذریعے سے منتقل کی اور بعد ازان وہ مرگئی اور دس برس بعد اسکی وفات کے اُسکا بھتیجا جائداد مبیعہ کی نسبت استحقاق وراثت کی رو سے دعویدار ہوا اور دو گواہان حاشیہ کی بیعنامہ کی شہادت سے واضح ہوتا ہی کہ عورت مذکورہ بیعنامہ تحریر ہونے کے وقت صحیح الحواس نہ تھی ایسی صورت مین شرع کا حکم کیا ہی-

ج- جو بیع اشخاص علیل کی جانب سے بحالت نزاع اور اختلال حواس کے عمل مین آئے شرعاً ناجائز ہی لیکن بایع کے وارث اور قرضخواہ جائداد مبیعہ کو بغیر واپسی زرثمن موصولہ کے واپس نہین کر سکتے اور جبتک زرمذکور واپس نہوگا جائداد مبیعہ مشتری کے قبضہ مین کفالت رہیگی-

جو بیع بحالت عدم صحت حواس عمل مین آئے وہ ناجائز ہی- بشرط مفید مشتری شرط مفید مشتری ہو-

تیسرا باب

نظائر شفع

مقدمہ ۱

س - ایک شخص نے کچھ آراضی بیع کی ور شفیع اور بھی اُسکا مختار اُس آراضی سے فاصلۂ بعید پر رہتا تھا بیع کے سات یا آٹھ مہینے بعد مختار کو بیع کے حال سے اطلاع ہوئی اور اُسنے مشتری اور نیز بایع کو اپنے دعوی سے بذریعہ تحریر کے اطلاع دی اور زر ثمن بھیجدیا اور اس اثنا مین ایک مہینہ اور گذر گیا اسکے اخیر پر مختار مذکور نے دعوی اپنا عدالت مین پیش کیا ایسی صورت مین دعوی شفیع جائز ہی یا نہین -

دعوی شفع مین تعمیل چند مراتب کی ضرور ہی۔

ج۔ سوال سے معلوم ہوتا ہی کہ شفیع فاصلۂ بعید پر تھا اور اُسکا مختار بھی موقع انعقاد بیع سے دور تھا اور سات آٹھ مہینے بعد بیع کے شفیع کے مختار نے آراضی مشفوعہ کے بیع سے اطلاع پاکر بایع اور مُشتری کو اپنے دعوی سے بذریعۂ تحریر مطلع کیا او رمُشتری کے پاس اسقدر زر ثمن بھی بھجوا دیا جو اُسنے ادا کیا تھا اور بعد ایک مہینہ کے دعوی اپنا عدالت مین رجوع کیا ایسا دعوی شرعًا جائز ہی کیونکہ وقوع مین آنا مراتب مواثبت اور اشتہاد کا بعد اطلاع کے لازم ہی اور اس مقدمہ مین سات آٹھ مہینے بعد واقع ہونے بیع کے مختار نے دعوی اپنا بمجرد ہونے اطلاع بیع کے بذریعہ تحریر کے پیش کیا اور زر ثمن بھی بھجوا دیا اور اگر اس اثنا مین ایک مہینہ زائد گذر گیا تو اس سے حق شفیع زائل ہو سکتا اسکو عدالت مین دعوے رجوع کرنے کا اختیار ہی جن شرائط کی تعمیل شرعًا واسطے اظہار استحقاق شفیع کے واجب ہی وہ یہ ہین کہ دعوی بگواہی گواہان فورًا پیش کیا جاے یعنے شفیع عقار پر جسکی نسبت اُسکو شفع کا دعوے ہو بایع یا مُشتری کے پاس جو قابض جائداد مذکور ہو جاوے اور کہے کہ مین دعویدار حق شفع کا ہون اور مین نے اپنا دعوی ابھی پیش کر دیا ہی اور ابتک دعویدار ہون اور اُسی وقت اس دعوی کی تائید مین یہ امر گواہون کے سامنے بیان کیا جاے اگر دعویدار فاصلۂ بعید پر ہو اور خود موجود نہو سکتا ہو تو اپنا مختار بھیجدے اور اگر مختار بھی نہ بھیج سکے تو بایع یا مشتری کو بذریعۂ خط کے اطلاع دے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو بھی اسکا استحقاق شفیع قائم رہتا ہی۔

اور جب کبھی اسکو اس امر کی طرف متوجہ ہونے کا موقع ملے وہ اپنے دعوی کو پیش کر سکتا ہی اگر بعد اظہار دعوی بگواہی گواہان بایع یا مشتری جائداد دعویدار کے حوالہ کرے تو عدالت مین رجوع کرنے کی ضرورت نہین ہی لیکن اگر دہی حوالہ کرنے مین انکار کرین تو ایک مہینہ کے اندر دعوی عدالت مین رجوع کرنا چاہیے اگر دعویدار اس عرصہ مین اپنے استحقاق کی نسبت نالش نکرے تو امام محمد رح کے قول کے بموجب وہ دعوی قابل سماعت نہوگا اور منصفان حال کی رائے کے مطابق ہی اور وقایہ کے شارح نے بھی ایسا ہی لکھا ہی لیکن ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب عدالت مین دعوی پیش کرنے کیواسطے زمانہ کا تعین نہین ہی اگر قبل انقضاے عرصہ بعید کے دعوی پیش کیا جائے تو مسموع ہوگا گو ایک مہینہ سے متجاوز ہو گیا ہو یہ مقولہ منصفان سلف کا ہی اور مصنف ہدایہ نے بھی انھین کے مطابق لکھا ہی لیکن اس مقدمہ مین مقولۂ امام محمد رح کے بموجب بھی استحقاق شفیع کی نسبت کچھ خلل عائد نہین ہوتا کیونکہ دعوے پیش کرنے کی تیاری مین ایک مہینہ گذر گیا لہذا اسکے دعوی کو ایک مہینہ منقضی ہو گیا آئیندہ قابل سماعت ہی اس مقولہ کی تائید مین اقوال مندرجۂ ذیل لکھے جاتے ہین۔

فوراً دعوے پیش کرنے کا ذکر

شرح وقایہ مین لکھا ہی کہ دعویدار حق شفع کو چاہیے کہ مجلس مین جہان علم مین آنا بیع کا اسنے قبل برخاستگی مجلس مذکور اپنا دعوی صاف بیان کرے مثلاً کہے کہ مین نے حق شفع کا دعوی پیش کیا کہ مین شفع کا دعویدار ہون یا کہ مین اسکی نسبت دعوی کرتا ہون۔ کرخی رح کے

مسئلہ کے بموجب دعوی پیش کرنیکا استحقاق برخاستگی مجلس تک ہی لیکن اور
علماء کے بموجب اگر بعد اطلاع یابی بیع کے تھوڑی دیر بھی حقدار خاموش
رہے تو اسکا استحقاق جاتا رہتا ہی۔ یہی معنی طلب مواثبت کے ہین یعنے
دعوی پیش کرنے مین عجلت درکار ہی بعد ازان دعویدار کو لازم ہی کہ عقار
یا بائع یا مشتری کے سامنے جو جائداد مذکور پر قابض ہو چند شخصون کو اپنا
گواہ قرار دے اور یہ کہے کہ فلان شخص نے فلان جائداد خرید کی ہی اسپر مجھے
شفعہ کا استحقاق ہی اور مین نے اپنا دعوی پیش کیا ہی اور مجھکو ابھی تک اسپر
دعوی ہی آپ سکے تم گواہ رہو یہ طریقہ استشہاد کا ہی واضح ہو کہ جہانتک ممکن ہو	استشہاد
اور دعویدار سے ہو یہی طریقہ عقار پر یا شخص قابض کے سامنے عمل
مین لانا چاہیے اور اگر اس باب مین دعویدار سے غفلت وقوع مین
آئے تو اسکا دعوی باطل اور نادرست ہو جائیگا اور ذخیرہ مین لکھا ہی کہ
اگر کوئی شخص جو استحقاق شفعہ رکھتا ہو حج کو مکہ گیا ہو اور اپنا دعوی فی الفور
ظاہر کرے مگر موقع جائداد پر یا شخص قابض کی موجودگی مین اس امر کی
بابت گواہ قرار نہ دیسکے تو اسکو چاہیے کہ اگر ممکن ہو تو اس امر کے واسطے
اپنا مختار مقرر کرے اور یہ نہو سکے تو قاصد یا خط بھیجے اور اگر یہ بھی وہ
نہ کرسکے تو بھی اسکا استحقاق قائم رہیگا اور جب کبھی ممکن ہو وہ اپنا
دعوی پیش کرسکتا ہی لیکن اگر وہ دیدہ و دانستہ مطابق قاعدہ
مصرحۂ بالا کاربند نہو کر غفلت کرے تو اسکا دعوی باطل اور نادرست
متصور ہوگا۔ بعد ازان وہ اپنا دعوی عدالت مین اس طور پر

پیش کرسکتا ہے - فلان شخص نے فلان جائداد خرید کی ہے اور میری
جائداد ایسے موقع پر واقع ہونے کی جہت سے مجھکو جائداد مبیعہ پر
شفع کا استحقاق پہونچتا ہے لہذا مجھکو قبضہ اسکا ملے - اسکو طلب فیض
خصومت کہتے ہین دعوی کا پیش کرنے مین تاخیر ہونے سے شفع کے
استحقاق مین خلل واقع نہین ہوتا اگرچہ امام محمدؒ کے قول کی رو سے جسکے
بموجب بعض اوقات عمل ہوا ہے خلل ہوتا ہے لیکن ہدایہ مین یہ لکھا ہے کہ اگر
وہ شخص جسکو حق شفع کا استحقاق پہونچتا ہے طلب خصومت کی رو سے دعوی
پیش کرنے مین تاخیر کرے تو بھی حنفیہ کے بموجب اسکا استحقاق نہین
جاتا رہتا ہے اور یہی قول مسلمہ ہے اور اسی کے بموجب اکثر فیصلہ ہوتا ہے
علی ہذا القیاس ابو یوسفؒ کی رائے بھی ہے امام محمدؒ لکھتا ہے کہ اگر کوئی شخص
باوجود مستحق ہونیکے ایک مہینہ تک بعد قرار دینے گواہون کے خصومت کے
پیش کرنے مین توقف کرے تو اسکا حق ساقط ہو جاتا ہے اور یہی رائے
زفرؒ کی بھی ہے - اور ایک رائے ابو یوسفؒ کی یہ ہے کہ اگر قاضی کے ایک
اجلاس کے بعد تک خصومت دائر کرنے مین تاخیر ہو تو استحقاق
باطل اور نادرست ہو جائیگا کیونکہ اگر وہ بلا اظہار کسی عذر کے دانستہ
اول اجلاس قاضی مین خصومت دائر نہ کرے تو ثبوت ظنی اس امر کا ہوگا
اُسے طلب خصومت منظور نہین ہے اور محمدؒ نے اپنی رائے کی تائید مین
یہ وجہ بیان کی ہے کہ اگر تاخیر کرنے کے باعث سے استحقاق شفع
کبھی زائل نہ سمجھا جائے تو مشتری کو بڑی دقت ہوگی کیونکہ وہ جائداد سے

بدین اندیشہ (کہ شفیع کے دعوی کے باعث سے وہ اُسکے قبضہ سے جاتی رہیگی) استفادہ نہین اُٹھا سکتا لہذا محمدؒ کہتا ہی کہ زیادہ سے زیادہ مُہلت ایک مہینہ کی قراردی ہی اور ابو حنیفہؒ کی رائے کی تائید مین یہ بیان کیا گیا ہی کہ جب استحقاق بگواہی گواہان بخوبی ثابت ہو جائے تو وہ شل اور قسم کے استحقاق کے زائل نہین ہو سکتا اِلّا اُس صورت مین کہ مستحق خود اُسکا استرداد علانیہ ظاہر کرے اور یہ رائے محمدؒ کی کہ توقف سے مشتری کو دقت ہوگی موثق نہین ہی کیونکہ اگر شفیع موجود نہو تو ارجاع نالش مین توقف ہونے کی وجہ سے استحقاق اُسکا ناجائز نہین ہوتا پس اگر دعویدار شفع موجود ہو یا غیر موجود دونون حالت مین مشتری کی نسبت مساوی دقت عائد ہوتی ہی اور اگر پایا جائے کہ قاضی شہر مین موجود نہ تھا اور اس سبب سے ارجاع خصومت مین توقف ہوا تو بموجب رائے متفقہ تینون علمائے مذکورۃ الصدر شفع کا استحقاق ناجائز نہین ہو سکتا کیونکہ ارجاع خصومت صرف قاضی کی موجودگی مین ممکن ہی اور یہی وجہ ہی کہ توقف پر لحاظ نہین کیا جاتا اور واضح ہو کہ حصول شفع مسلمان اور ذمی کی نسبت بدرجہ مساوی مؤثر ہین تفصیل اُن کی دونون پر یکسان واجب ہی اور اِس طرح کا استحقاق جملہ حالتون مین صورت مساوی رکھتا ہی اور یہی وجہ ہی کہ مرد یا عورت یا فاسق یا شخص آزاد یا رق مکاتب یا ماذون کو استحقاق شفع بلا خصومت کے بطور مساوی پہونچتا

توضیح دعویداران شفع۔

ہی ۱

مقدمہ ۲

س۔ شہامت علی بشمول مدعیان اس مقدمہ کے جائداد موروثی پر بالاشتراک قابض تھا اور ہر شخص کا حصہ معین تھا اور وہ لوگ اپنے اپنے حصہ کی بابت مالگزاری سرکار جداگانہ ادا کرتے تھے ماہ بھادون میں شہامت علی نے منجملہ جائداد کے اپنے حصہ کا ایک جزو منی رام کے ہاتھ بیع کیا اور ماہ اسوج کے اخیر میں مدعیون کو اس معاملے کے حال سے اطلاع ہوئی اور پندرھوین ماہ کاتک کو یعنے تخمیناً اطلاعیابی کی تاریخ سے ایک مہینہ بعد انھون نے استحقاق شفع اپنا پیش کیا لیکن وہ یہ امر ثابت نکر سکے کہ انھون نے اطلاعیابی کے بعد میعاد مناسب کے اندر دعوی اپنا بایع اور مشتری کے روبرو فوراً پیش کرکے گواہون سے تائید اسکی چاہی ایسی صورت مین دعوی شفع انکا بحالت نہونے ثبوت استشہاد اور فوراً پیش نہونے دعوی کے جائز و صحیح ہوگا یا نہین۔

حق شفع کس طور پر زائل ہوتا ہے۔

ج۔ جبتک دعوی شفع فوراً پیش نہو اور گواہون کے روبرو ظاہر نہ کیا جائے استحقاق شفع شرعاً قائم نہین ہوتا چنانچہ وقایہ مین یہ لکھا ہی کہ شفع کا استحقاق گواہون کے روبرو ظاہر کرنے سے ثابت

ہوتا ہی اور اگر دعوی فوراً پیش نہ کیا جائے اور اظہار اسکا گواہوں کے روبرو نہو تو وہ زائل ہو جاتا ہی مختار الفتاوی سے جو معدن میں عبارت انتخاب کی ہی اسمین یہ لکھا ہی کہ اگر دعوی شفعہ فوراً پیش نہ کیا جائے تو وہ زائل ہو جاتا ہی اور شرح وقایہ مین بھی یہ مرقوم ہی کہ اگر ممکن ہو تو جائداد مبیعہ پر دعوی کا اظہار گواہوں کے روبرو لازم ہی یا قابض جائداد کے روبرو اور اگر باوجود ممکن ہونے اس امر کے دعوی اس طور پر پیش نہ کیا جائے تو استحقاق جاتا رہتا ہی۔

مقدمہ ۳

س۔ دعوی شفعہ کے پیش کرنے کے لیے کوئی میعاد خاص شرعاً مقرر ہی یا نہین اور اگر ہی تو کس قدر اور اگر کوئی شخص دنل مہینے بعد تحریر ہونے بیعنامہ کے جو حسب ضابطہ مہر دستخط سے مکمل ہی اور بعد ادا ہو جانے زر ثمن منجانب بائع کے مشتری کو جائداد مبیعہ کی نسبت استحقاق شفعہ اپنا پیش کرے تو ایسا دعوی قابل سماعت ہی یا نہین اور دعویدار شفعہ دخیل ہونا اپنا جائداد مبیعہ پر بذریعۂ اجارہ ظاہر کرتا ہی اور بعد بیع کے مشتری نے بائع پر واسطے ثابت کرنے استحقاق مالکانہ اور داخل نام اپنے بطور مالک کے نالش دائر کی مگر تصفیہ اس نالش کا فریقین مین راضی نامہ کے ذریعے سے ہو گیا اور بعد اسکے دعویدار کو بیع کے حال سے اطلاع ہوئی اور اسکا بیان یہ ہی کہ اگر پیشتر سے مطلع ہوتا اسکا

نسبت بیع کے تسلیم کیا جائے تو بھی یا امر قابل لحاظ نہین ہی کیونکہ جبتک صداقت بیعنامہ کی آئینہ ثابت نہو تی بیع مکمل اور واجب التعمیل تصور نہین کیا جاتا اور یہ نالش تاریخ فیصلۂ مقدمہ مرجوعۂ مشتری سے ایک مہینے کے اندر دائر ہوئی ہی ایسی حالت مین مدت معینہ بیعنامہ کی تاریخ سے جو مشتری کے نام لکھا گیا محسوب ہونی چاہیے یا اُس نالش کے تصفیہ کی تاریخ سے جو مشتری نے دائر کی تھی —

ج — جبتک طلب مواثبت ثابت نہو استحقاق شفع قائم نہین ہوسکتا اور اس امر کے واسطے میعاد خاص معین نہین ہی بلکہ جملہ عالمون کا اس باب مین اتفاق ہی کہ جب دعویدار کو بیع سے اطلاع ہو اسی وقت بلاتوقف دعوی شفع پیش کرے اور یہ امر اس مرتبہ ضرور ہی کہ اگر کچھ توقف واقع ہو تو دعوی شفع باطل ہوجاتا ہی کیونکہ یہ دعوے ضعیف بنیاد پر مبنی ہی اور بعد طلب مواثبت اور استشہاد کے طلب خصومت واجب ہی اور طلب خصومت سے یہ مراد ہی کہ دعوی عدالت مین پیش کیا جائے اور ایک مسئلہ کے مطابق میعاد طلب خصومت کا تعین اس طور پر کیا گیا ہی کہ اگر کسی طرح کا حرج کامل واقع نہ ہو تو تاریخ مواثبت سے ایک مہینہ ملے کے

پیش ہونا دعوے شفع کا اس صورت مین کہ شفیع باوجود مطلع ہونے بیع کے یا حسب ضابطہ ہونے استحقاق مشتری کے دعوے پیش نہ کرے —

۱؎ اکثر فتاوی مین بالاتفاق یہ تجویز ہوا ہی کہ گذرنا ثبوت کا طلب خصومت سے پہلے دعوی شفع کو بذاتہ باطل نہین کرسکتا کیونکہ طلب مواثبت اور استشہاد کے بعد استحقاق شفیع کامل اور ناقابل بطلان ہوجاتا ہی —

اندر طلب خصومت لازم ہی اور اس مقدمہ مین معلوم ہوتا ہی کہ شفیع قبل ہونے تصفیۂ نالش مرجوعۂ مشتری کے بیع کے حال سے مطلع تھا اور اُسوقت اُسکی جانب سے اول طلب مواثبت اور بعدہ طلب خصومت کا ہونا واضح نہین ہوتا بلکہ قاصر رہنا اُسکا ان امور کی تعمیل سے ظاہر ہوتا ہی پس دعویٰ اُسکا قابل سماعت نہین اور مدعی خود واقف ہونا اپنا بیع سے بعد ہونے راضی نامہ مقدمۂ مرجوعۂ مشتری کے بیان کرتا ہی یہ امر اُسکے دعوے مین مفید نہین ہی کیونکہ اس طور پر واقف ہونا اُسکا فی الحقیقت بطور اطلاع مرتبۂ ثانی کے ہی اور اُسپر شرعاً لحاظ نہین ہو سکتا کیونکہ شرع کا مقصود اول مرتبہ کی اطلاع سے ہی پس مدعی کے بیانات اس باب مین التفات کے قابل نہین ہی۔

مقدمہ ۴

س۔ دو شخص ایک ہندو اور دوسرا مسلمان کچھ آراضی پر بالاشتراک قابض تھے مسلمان کے وارثون نے جائداد مشترکہ کا ایک جزو ایک شخص ثالث کے ہاتھ جو ہندو ہی اور فریقین سے کچھ واسطہ نہین رکھتا بیع کیا ہندو شریک نے بیع کی نسبت عذر پیش کرکے جس قدر قیمت مشتری نے دی تھی اُس سے زیادہ پیش کی اور استحقاق شفع حسب ضابطہ ظاہر کیا ایسی حالت مین دعویٰ شفع آراضی مبیعہ کی نسبت جائز متصور ہوگا یا جو بیع شخص اجنبی کے ہاتھ ہوا ہی اُسکو جائز تصور کرنا چاہیے

ج - چونکہ شخص شریک کی جائداد آراضی مبیعہ سے مختلط ہے اور مشتری شخص اجنب ہے لہٰذا مسلمان شریک کے وارثون کا فعل ناجائز اور ہندو شریک کے حق مین جسنے عذر دار ہوکر استحقاق شفع حسب ضابطہ پیش کیا مضر متصور ہے پس اسکا استحقاق قابل تسلیم ہے اور بیع جو شخص اجنب کے ہاتھ ہوا ہے مسترد ہونا چاہیے -

ہندو کو بمقابلہ مسلمان بائع کے بھی استحقاق شفع پہونچتا ہے

مقدمہ ۵

س - تین شخصون نے آراضی کے بائع و مشتری پر باستحقاق شفع نالش کی اور آنکے حق مین فیصلہ اس مضمون سے صادر ہوا کہ مدعا علیہم اسکے روپیہ سکہ بابت زرثمن آراضی متنازعہ مدعیان سے لیکر انکو اسپر دخیل کرادین لیکن مدعیون نے مطابق حکم فیصلہ کے زرثمن ادا کیا اور نہ فیصلہ کو جاری کراکے آراضی پر دخیل ہوے اس اثنا مین ایک مدعی اور ایک مدعا علیہ نے وفات پائی اور بقیہ مدعیان نے بعد گذر جانے گیارہ برس گیارہ مہینے سولہ یوم تاریخ صدور فیصلہ سے درخواست اجازت واسطے جمع کرنے زرثمن اراضی مذکورہ اور ملنے دخل کے گذرانی ایسی حالت مین مدعی کو اپنے استحقاق کے نفاذ کا اختیار بذریعہ اس فیصلہ کے جو ابتداءً آنکے حق مین صادر ہوا پہونچتا ہے یا نہین -

ج - شرع کے بموجب دعوی شفع جائز ہے اور اگر شفیع نے آراضی متنازعہ کا زرثمن وقت دائر ہونے نالش داخل نہ کیا ہو تو بھی فیصلہ

کس صورت مین فیصلہ بمبالغہ شفیع کے حق مین جو بر مفید تصور کیا جاتا ہے -

حاکم کا جسکی روسے استحقاق مذکور تسلیم ہوا ہی اُسکے حق مین مفید ہو لیکن اُسپر
واجب ہی کہ جب حاکم اسکے حق مین فیصلہ صادر کرے اُس وقت زر مذکور
داخل کردے چنانچہ ہدایہ مین یہ لکھا ہی کہ شفیع اپنے استحقاق شفع کی
بابت نالش دائر کرسکتا ہی گو اُسنے زر ثمن آراضی متنازعہ عدالت
مین داخل نہ کیا ہو مگر جب قاضی اسکے حق مین فیصلہ کرے تو اُسکو
زر ثمن لانا ضرور ہی اور اگر فیصلہ یہ ہوا ہو کہ زر ثمن آراضی فوراً جمع
کیا جائے اور آراضی پر مدعیان کو قبضہ دلایا جائے تو اس
صورت مین مسئلۂ مذکورہ بالا کے بموجب اگر زر ثمن کے ادا کرنے مین
توقف عائد ہو تو شفع کا دعوی باطل ہو جاتا ہی علیٰ ہذا القیاس زر ثمن کے
ادا کرنے کے واسطے زمانہ خاص معین کیا جائے یا مہلت معمولی ایک
مہینہ کی دیجائے اور قبل انقضاے اس مدت کے زر مذکور ادا نہ کیا جاے
تو شفع کا استحقاق زائل ہو جاتا ہی چنانچہ فتاوائے نقشبندی مین یہ لکھا ہی
کہ اگر کوئی شخص ایک مکان بعوض کسی قدر زر نقد کے خریدے تو قاضی
دعویدار حق شفع کے مفید فیصلہ نہین کرسکتا تا وقتیکہ دعویدار زر ثمن
داخل نہ کرے یا زمانۂ خاص ادا کرنے کے واسطے معین نہ ہو جائے
اگر وہ مطابق اقرار ادا کردے تو اُسکا دعوی بحال رہیگا ورنہ ساقط
ہو جاویگا۔ اس مقدمہ مین دونون مسائل مذکورہ بالا کے بموجب
شفع استحقاق زر ثمن کے ادا کرنے مین توقف ہونے کے باعث سے
باطل او ر نادرست ہی۔

مقدمہ ۶

س — اگر کوئی شخص اپنی جائداد آراضی کو اپنے باپ یا بھائی کے ہاتھ بیع کرے، تو شرع کے بموجب ایسی بیع کے باعث سے جو واسطہ دار کے نام عمل مین آئے شخص اجنبی کا استحقاق شفع جاتا رہتا ہی یا نہین۔

حق شفع کا دعوےٰ بمقابلہ بایع کے واسطے داروں کے۔

ج — شرعاً شخص اجنبی کا دعوی جو استحقاق شفع رکھتا ہو اس وجہ سے کہ مشتری بایع کا واسطہ دار ہی زائل نہین ہو جاتا واسطہ دار ہونا شفع کے استحقاق کی کوئی وجہ نہین ہی۔

مقدمہ ۷

س — ایک شفیع اور بایع و مشتری کے باہم آراضی کی بابت تنازع پیدا ہو شفیع کا بیان ہی کہ مشتری نے زر ثمن صرف دو سو روپیہ ادا کیا اور بایع اور مشتری کہتے ہین کہ زر ثمن آٹھ سو روپیہ ادا کیا گیا ہی اور بوجہ مساوی ہونے وجہ ثبوت طرفین کے فیصلہ نہین ہو سکتا اور شفیع کہتا ہی کہ اگر ایسے معاملون مین تنازع ہو تو شرع کا حکم ہی کہ بایع اور مشتری کو حلف دلانا چاہیے لہذا استفسار کیا جاتا ہی کہ شرع محمدی کے بموجب بایع اور مشتری کو انکے اظہار کی تصدیق کے لیے حلف دلانا ضرور ہی یا نہین۔

قاعدہ اُس صورت مین جب باہم شفیع اور مشتری کے زر ثمن کی نسبت اختلاف ہو۔

ج — اگر باہم شفیع اور مشتری کے زر ثمن کی بابت جو ادا کیا گیا ہو اختلاف ہو تو شرع کے بموجب صرف مشتری کو حلف

دلانا ضرور ہی اگر دونون وجہ ثبوت پیش کرین تو شفیع کی وجہ ثبوت کو ترجیح ہی یہ[1] بموجب مسئلہ مندرجۂ ہدایہ کے ہی۔

اگر مشتری اور شفیع مین زر ثمن کی بابت اختلاف ہو تو مشتری کے اظہار کا اعتبار کرنا چاہیے کیونکہ اس صورت مین شفیع اپنے حق شفع کا دعویٰ بعوض کم قیمت کے کرتا ہی جسکی نسبت مشتری کو انکار ہی شرع کے بموجب مدعا علیہ کا بیان حلفی معتبر تصور ہونا چاہیے دونون کو حلف دینا نہ چاہیے کیونکہ شفیع بمقابلۂ مشتری کے دعویدار ہی نہ مشتری بمقابلۂ شفیع کے اور شفیع کو اختیار ہی چاہے جائداد مذکور کا دعویٰ کرے یا دعویٰ سے دست بردار ہو پس دونون کو حلف نہین دلایا جا سکتا۔ اگر دونون وجہ ثبوت پیش کرین تو ابو حنیفہ اور محمد رح[1] کے قول کے بموجب شفیع کی وجہ ثبوت کا زیادہ تر اعتبار کرنا چاہیے۔

---

[1] اصول شفع دفعہ ۱۲۔ ابو یوسف کی رائے مختلف ہے انکے نزدیک مشتری کا وجہ ثبوت زیادہ تر قابل اعتبار ہی لیکن مصنف مذکور کی دلائل کی تردید ہدایہ مین بخوبی ہوئی ہی ترجمہ ہملٹن صاحب جلد سوم صفحہ ۵۹۰ معائنہ کیا جاے۔ اس مقدمہ مین جو فتوی دیا گیا ہے وہ شہادت کے قواعد عامہ کے مطابق ہے مدعا علیہ کا حلف زیادہ تر قابل اعتبار ہے اور مدعی کا وجہ ثبوت۔

مقدمہ

س ا- ایک قطعہ آراضی بیع کیا گیا اُسکے ایک جانب ہندو کا مندر اور دوسری جانب ایک شخص کی جائداد ہو مندر کا مہتمم اور شخص مذکور دونون شفع کے حق کا دعویٰ کرتے ہین اس صورت مین فریقین سے کس شخص کا استحقاق زیادہ ہو-

ج ا- صورت مذکورہ بالا مین فریقین سے کسی کو ترجیح نہین ہو حق شفع کے دونون مساوی دعویدار ہین اور قیمت جائداد بحصص مساوی ادا کرنے کے بعد ہر ایک مستحق پانے ایک نصف کا ہو چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہو کہ جب حق شفع کے متعدد اشخاص مستحق ہون تو سب کا استحقاق مساوی متصور ہوگا اور اُنکی جائداد کی کمی و بیشی پر لحاظ نہ کیا جائیگا اور علی ہذا القیاس اُسی کتاب مین یہ لکھا ہو کہ اصول شفع مسلمان اور ذمی کی نسبت بدرجہ مساوی مؤثر ہین اور تعمیل اُنکی دونون پر یکسان واجب ہو اور اس طرحکا استحقاق جملہ حالتون مین صورت مساوات رکھتا ہو اور یہی وجہ ہو کہ مرد یا عورت یا طفل یا بالغ یا مرد نیک یا فاسق یا شخص آزاد یا رق مکاتب یا ماذون کو استحقاق شفع یا خصومت بطور مساوی پہونچتا ہو-

صورتیکہ مین چند اشخاص دعویدار حق شفع ہون-

س ۲- اگر جائداد مشفوعہ کی نسبت کچھ تنازع دائر ہو تو اس وجہ سے شفع کا دعویٰ ناجائز ہو جائیگا یا نہین-

شفع کا دعوے اُس جائداد کی نسبت جو مرض تنازع مین ہو۔

ج ۲ - جس شخص کو شفع جار کا استحقاق حاصل ہو اُسکا دعوے بہر صورت درست ہو جائداد مذکور متنازعہ ہونے کی جہت سے شفیع کا استحقاق باطل نہین ہو سکتا -

مقدمہ ۹

س - ایک شخص نے اپنی اراضی ایمہ کو بیع بالوفا کے طور پر دش برس کے واسطے بیع کیا اور بیع بالوفادار کو جائداد مذکورہ پر قبضہ واقعی دلایا اور چند سال کے بعد بایع مذکور نے بیع بالوفادار کا روپیہ ادا کرنے کے واسطے جائداد مذکور کو شخص ثالث کے ہاتھ بذریعہ بیع کامل فروخت کیا - اس صورت مین اُس ضلع کے مالک کا دعوی شفع جسمین اراضی ایمہ مذکور واقع ہو قابل سماعت ہو یا نہین اور مالک مذکور زر مالکانہ پاتا رہا ہو -

ج - اگر حاکم اہل اسلام کوئی ملک فتح کرے تو اُسکو اختیار ہو کہ وہ قابضان اراضی کو پھر آباد کرے اور اُن سے مالگزاری لے یا اراضی مذکور کو انھین شرائط پر ملک کے اور باشندگان کے قبضہ مین منتقل کرے یا اپنی فوج کے سپاہیون مین بدین شرط کہ محاصل سالانہ کا دسوان حصہ داخل کیا کرین تقسیم کر دے اس سے معلوم ہوتا ہو کہ فتح کے اوائل زمانہ مین کل اراضی داخل بیت المال متصور ہوتی ہو حاکم کو اختیار ہو کہ اپنے حکمران ہونے کے زمانہ سے اراضی کا محاصل داخل خزانۂ عامرہ کرے اور کسی جزو اراضی کا

استحقاق مالکیت کسیکو عطا نہ کرے اور آراضی کو اجارہ پر دے علیٰ ہذا القیاس حاکم وقت کو اختیار ہی کہ جو آراضی بسبب لاوارث فوت ہونے مالکان سابق کے داخل بیت المال ہو اسکو اجارہ پر دے نسخہ بحرالرائق کے مصنف نے بضمن بیان مسئلہ شیخ ابن ہمام کے اس آراضی کی نسبت جو شہر کے اندر واقع ہو یہ لکھا ہی کہ جو آراضی شہر کے اندر واقع ہو وہ قابل ادای خراج نہین ہی لیکن چونکہ شہر مین کوئی ایسا شخص نہین ہوتا جس سے آراضی کا خراج لیا جائے لہذا اُسکی بابت خراج بصورت کرائیہ مکان لیا جاتا ہی یہی کیفیت ہندوستان کی بھی پائی جاتی ہی یعنی ملک حاکم کے قبضہ مین فتح کے ذریعے سے آیا ہی اور بہت سی آراضی بعد فتح کے ملکیت سرکار ہوگئی ہی یا بسبب وفات پانے مالکان سابق اور موجود نہونے اُنکے وارثون کے آراضی معافی ضبط ہوگئی ہی اور بعض شخص مقدم یعنی سرگروہ مواضع مستاجران کہلاتے ہین اور وے مالک تصور کیے جاتے ہین اور اُنکو محاصل آراضی سے کچھ حق نامزد نانکار یا مالکانہ ملتا ہی اور جیسا کہ حاکم وقت کو اختیار ہی کہ جس وقت چاہے مطالبہ بابت اپنے خراج کے چھوڑ دے ویسا ہی یہ بھی اختیار ہی جو شخص مستحق متصور ہو اُسکو آراضی بطور معافی عطا کرے اس باب مین اختلاف ہی کہ جو آراضی حاکم کی جانب سے عطا ہو وہ موہوب لیہ کی ملکیت سے متصور ہو سکتی ہی یا نہین لیکن وجوہ اختلاف ایسے ہین جنکا بیان کرنا اس موقع پر فضول ہی حقیقت یہ ہی کہ موہوب لہ کو اسی قدر استحقاق پہونچتا ہی جو اسکو

آراضی کا بیع شرعاً جائز ہی اور جس زمیندار کے علاقہ مین آراضی مذکور واقع ہی اُسکو شفع کا استحقاق پہونچتا ہی۔

انتقال کی رو سے حاصل ہوا خواہ وہ استحقاق صرف بابت معافی خراج کے ہو یا بابت قبض و دخل مالکانہ اس آراضی کے جو پیشتر سرکار کی ملک سے ہو۔ نسخۂ محیط مین یہ لکھا ہی جو جائداد بذریعہ عطیہ دوام کے واسطے ملے وہ ملکیت مطلق تصور کیجاتی ہی اور مختصر المحیط مین بھی یہ لکھا ہی کہ ایک شخص نے ابو حنیفہ سے یہ سوال پوچھا کہ اگر بادشاہ کچھ مال خزانۂ عامرہ سے کسی شخص مستحق کو عطا فرمائے تو ایسا موہوب لہ مالک مطلق متصور ہوگا یا نہیں ابو حنیفہ نے جواب دیا کہ موہوب لہ کو مال مذکور کی بطور مالک صرف کرنیکا اختیار ہی اُسی شخص نے ایک اور سوال پوچھا کہ موہوب الیہ وارث چھوڑ کر مر جائے اور اُسکی وفات کے بعد حاکم عصر وہی جائداد کسی اور شخص کو عطا کردے تو عطیۂ ثانی جائز ہی یا نہیں ابو حنیفہ نے جواب دیا کہ عطیۂ ثانی ناجائز و باطل ہی تعبیر واقعی اس مسئلہ کی صرف ایسی جائداد کی نسبت صادق آسکتی ہی جو جسمانی اور قابل قبضۂ واقعی ہو اور غیر جسمانی یا ایسی شی کی نسبت جسمین کمی بیشی کا احتمال ہو مثلاً آمدنی خراج کی نسبت اطلاق اُسکا نہین ہو سکتا والیان ہندوستان فرمان کے ذریعے سے آراضی عطا کرتے تھے اور فرمانون مین عہدہ داران مفصل کے نام یہ حکم ہوتا تھا کہ بعد پیمایش آراضی اور تصریح اُسکی حدود کے پابندگان عطیہ کو اُسپر دخل کامل دلایا جاے اور اس طرح کی عطیات کی رو سے صرف محاصل کا استحقاق حاصل نہین ہوتا تھا بلکہ حقیت کا اور اسی نظر سے عہدہ داران

آراضی کی پیمایش کرکے تصریح حدود اسکے اسپر پانیدگان عطیہ کو اُن زمینداروں کی رضامندی سے جنکے علاقہ مین واقع ہوتی تھی قابض کراتے تھے اور جب زمینداروں کے ساتھ بندوبست کیا جاتا تھا اُسوقت بابت اسقدر آراضی کے جو اُنکے علاقہ مین لیجاتی تھی خراج منہا کردیا جاتا تھا۔ سوال سے واضح ہوتا ہو کہ زمیندار کا دعوی شفع اس مقدمہ مین اس غرض پر مبنی ہو کہ ایمہ دار مالک مطلق ہو اور بلحاظ رواج اس نواح کے جس سے یہ سوال متعلق ہو ایمہ دار کو آراضی کے بیع کرنے یا اجارہ دینے کا اختیار حاصل ہو ایسی صورت مین دعوی شفع کا اس زمیندار کی جانب سے جسکے علاقہ مین آراضی واقع ہو بوجہ قرب اختلاط دونون علاقون کے صحیح و جائز ہو۔

اگر شفیع اسقدر زرثمن کے دینے سے انکار کرے جو بایع قبل بیع طلب کیا ہو تو اس سے استحقاق شفع زائل نہین ہوتا ہے۔

س ۲۔ شفیع کو اسقدر زرثمن دینے سے انکار ہو جو مالک آراضی مشفوعہ طلب کرتا ہو اور شفیع مذکور ایک رقم خاص سے زائد قیمت نہین دیا چاہتا بعد ازان مالک نے آراضی مذکور کو بعوض زرثمن منظورہ اپنے شخص ثالث کے ہاتھ بیع کیا ایسی صورت مین شفیع کو بعد اس معاملہ کے نالش شفع دائر کرنیکا استحقاق پہونچتا ہو یا نہین۔

ج ۲۔ جبتک آراضی فی الواقع دوسرے شخص کے ہاتھ بیع نہوئی ہو شفیع کا دعوی قائم نہین ہوسکتا اور سوال سے واضح ہوتا ہو کہ شفیع نے قبل بیع یعنی پیشتر پیدا ہونے استحقاق شفع کے آراضی کے لینے سے انکار کیا اور بیان کیا کہ مین زیادہ قیمت نہین دیسکتا چونکہ اسکی جانب سے انکار قبل بیع یعنی پیشتر قائم ہونے استحقاق

شفع کے ہوا لہذا یہ انکار سابق اسکا مزیل دعوی شفع مابعد نہین ہوسکتا لیکن اگر بیع ہو جانے کے بعد شفیع نے آراضی کو بعوض اسی قیمت کے خریدنا چاہا ہو جو وہ پیشتر دیا چاہتا تھا اور جو قیمت باہم بایع و مشتری کے قرار پائی ہو اُسکا دینا منظور نہو تو اسطرح کا انکار صریح بمنزلہ دست برداری استحقاق شفع کے ہے۔ ۱

۱ اس سوال کی اصل یہ ہے کہ ضلع شاہ آباد کی عدالت مین ایک مقدمہ دائر ہوا اور عدالت مذکور کے مفتی نے فتوی اس مضمون سے دیا کہ زمیندار کو استحقاق شفع حاصل نہین ہے اور اپنی رائے کی تائید مین اُنھون نے یہ لکھا کہ اراضی ایمہ جو زمیندار کے علاقہ مین واقع ہے قابل بیع نہین ہے کیونکہ ایمہ دار صرف حق سرکار کا مالک ہے اور سرکار نے اُسکو اپنا حق بعد منہائی مالکانہ بقدر دسوین حصہ کے دیدیا ہی پس ایمہ دار کو اراضی مین کچھ استحقاق کامل حاصل نہین ہے بلکہ اُسکو صرف بقدر اپنے محاصل کے حق پہونچتا ہے اور محاصل کی بابت شفع کا دعوی نہین ہوسکتا بعد ازان یہی سوال پٹنہ کی عدالت اپیل کے مفتی سے پوچھا گیا جواب اُسکا خلاف جواب مفتی شاہ آباد کے تھا اور اس اختلاف کی جہت سے بھیجا جانا سوال کا صدر دیوانی عدالت مین مناسب متصور ہوا چنانچہ پہلے سوال کے جواب مین مفتیون نے بنظر تردید اس رائے کے کہ عطیۂ شاہی مین حق محدود حاصل ہوتا ہے بطوالت بحث کی ہے اور یہ لکھا ہے کہ بعض صورتون مین اس قسم کے عطیات سے حق مالکیت کامل حاصل ہوتا ہے یہی قاعدہ قوانین سرکار

مین بھی تسلیم کیا گیا ہے اور اسمین کچھ شک نہین ہے کہ جن شخصون کو عطیات شاہی حاصل ہوئے اور معافی موروثی انکی حاکم مجاز کے حکم سے بعد حاصل ہوے حکومت دیوانی کے سرکاری کمپنی کو منظور ہوئی اُن شخصون کو مثل زمینداران خراج گذار کے استحقاق منتقل کرنے اپنی اراضی کا حاصل ہے اور اس مقدمہ مین جو اختلاف رائے ہوا اُسکی وجہ یہ معلوم ہوئی ہے کہ چند مفتیون نے ایمہ داران کو صرف اسقدر پیداوار کا مستحق تصور کیا جو درصورت خراجی ہونے اراضی کے حق سرکار ہوتا اور بقیہ حق اصل مالک کا سمجھا گیا اور باقی مفتیون کی یہ رائے ہوئی کہ ایمہ دارون کو معافی اراضی پر استحقاق کامل پہونچتا ہے اور اصل زمیندار محاصل کا دسوان حصہ پاتا ہے اور اسی جہت سے زمیندار مذکور ہر شخص سے جسکے ہاتھ اراضی منتقل ہو حصہ مذکور پانے کا مستحق ہے چنانچہ پچھلی رائے نہایت معقول اور رواج کے مطابق معلوم ہوتی ہے اور اگر پہلی رائے زیادہ ترصحیح تصور کیجاتی تو اس صورت مین حق شفع لازم نہین آتا کیونکہ اس حالت مین صرف محاصل کا بیع ہوا ہوتا حالانکہ مطابق دفعہ ۳ اصول شفع کے شفع کا استحقاق مال منقولہ سے متعلق نہین ہے۔

چوتھا باب

نظائر ہبہ

مقدمہ ۱

س - ایک شخص نے تین وارث چھوڑ کر وفات پائی اور اُسنے اپنے حین حیات ہبہ نامہ اُنمین سے ایک کے نام بابت اپنی کُل جائداد کے بحروجی اورون کے تحریر کیا ایسا فعل اُسکا جائز ہی یا نہین اور اگر جائز ہی تو ثبت ہونا باقی وارثون کے دستخط کا ہبہ نامہ پر ضرور ہی یا نہین اور ایسی شہادت واسطے اُسکے جواز کے لابد تصور ہی یا نہین -

ہبہ جو بحالت صحت یا علالت عمل مین آئے

ج - اگر واہب ہبہ کرنے کے وقت صحیح الحواس اور تندرست ہو تو جائز ہی کہ وہ اپنی کُل جائداد منجملہ اپنے وارثون کے ایک وارث کے نام بذریعۂ ہبہ منتقل کردے اور گو وہ ہبہ کے وقت بیمار ہو تو بھی ہبہ جائز ہی الا اس صورت مین کہ وہ بیماری سے شفا پائے لیکن اگر ایسی بیماری کے باعث سے وہ وفات پائے تو واہب کی جائداد کا انتقال صرف ایک ثلث پانے نسبت درست متصور ہوگا یعنی موہوب لہ صرف ایک ثلث پانیکا مستحق ہوگا اور باقی دو ثلث اُسکے اور وارثون مین تقسیم ہونگے مئلے چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ عام قاعدہ یہ ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی جائداد کی نسبت کسی طرحکی ایسی دستاویز ہبہ لکھدے جسکا نفاذ فوراً منظور ہو یعنی اُسکی وفات کی قید نہو تو دستاویز مذکور اُسکی کُل جائداد کی نسبت درست ہوگی اور اگر وہ بیمار ہی تو صرف ایک ثلث کی نسبت اور یہ بھی واضح ہو کہ بیماری جس سے کوئی شخص شفا پاوے بمنزلۂ تندرستی کے تصور کیجاتی ہی کیونکہ شفا پانے کے بعد ظاہر ہی کہ کوئی اور شخص مستحق اُسکی جائداد کا نہین ہی - دستاویز کے جواز کیواسطے شہادت اور وارثون کی ضرور نہین ہی وہ بلا انکی شہادت کے بجمیع الوجوہ صحیح ہی اسکی صداقت اشخاص اجنب کی گواہی سے ہوسکتی ہی علاوہ اسکے گواہون کی شہادت سوا نکاح کے اور کسی معاہدہ مین ضرور نہین ہی اور اسطرح کی گواہی بحالت ضرورت صرف مقدمات مرجوعہ عدالت مین درکار ہوتی ہی -

نکاح کے علاوہ اور کسی معاہدے کے لیے گواہون کا ہونا ضرور نہین ہے -

لیکن چونکہ موہوب لہ وارث ہی لہذا وہ بلا رضامندی وارثون کے ایک ثلث پانے کا بھی مستحق نہین ہے - اصول ہبہ دفعہ ۱۱ -

مقدمہ ۲

س - ایک شخص نے اپنی جائداد آراضی سے بارہ آنے کا حصّہ زوجہ کے نام حسب ضابطہ ہبہ کردیا بعدازان زوجہ نے قابض و متصرف ہوکر اُسے اپنے پوتے کی زوجہ کے نام زبانی ہبہ کیا ایسا زبانی ہبہ شرعًا جائز ہی یا نہین اور اُسکی وجہ سے پوتے کی زوجہ اس طورپر منتقل کی ہوئی جائداد پاسکتی ہی یا نہین -

آراضی کا زبانی ہبہ جائز ہے -

ج - اِس صورت مین اگر واہب نے جائداد آراضی کو ہبہ کے ذریعہ سے منتقل کرکے علحدہ کردیا ہو اور زوجہ کا اُسپر قبضہ کامل کرادیا ہو تو ایسا ہبہ شرع کی رو سے درست اور صحیح ہی اور اگر بعدازان موہوب لہانے اِس طورپر حاصل کی ہوئی جائداد اپنے پوتے کی زوجہ کے نام زبانی ہبہ کرکے اسکو اُسپر قابض کرادیا ہو تو یہ ہبہ بھی درست اور صحیح متصور ہونا چاہیے بشرطیکہ عمل مین آنا اس معاہدہ کا دو مردون یا ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی سے ثابت ہو - [1]

مقدمہ ۳

س - ہبہ بالعوض بلاعوض یا بیع ایسی جائداد جسکا تعین نہوا ہو یا جسکی تفریق دیگر جائداد سے عمل مین نہ آئی ہو جائز ہی یا نہین -

[1] اُصول مطالبات دفعہ ۳ -

ج - ہبہ بالعوض یا بلا عوض جائداد غیر معینہ کا ناجائز ہے اِلّا اُس صورت مین کہ تعین اُسکا ممکن ہو یا علیحدگی اُسکی عمل مین آسکتی ہو لیکن ایسی جائداد کا بیع ہو سکتا ہے اور نفاذ اُسکا بقدر استحقاق بایع کے ہوگا اور اس سے اُن شخصون کے استحقاق مین جو شریک معاہدہ نہون کچھ خلل واقع نہوگا -

ذکر اُس ہبہ اور بیع کا جسکا یقین نہوا ہو۔

مقدمہ ۲

س - ایک شخص تین زوجہ چھوڑ کر مرگیا اول زوجہ سے ایک پسر اور دختر اور دوسری اور تیسری سے ایک ایک دختر تھی قبل وفات کے اُسنے اپنی تینون زوجہ کے نام کل جائداد کا ہبہ نامہ لکھدیا لیکن جائداد مذکور اُنکے باہم تقسیم نہ کی اور نہ انکو قابض کرایا اس صورت مین ایسا ہبہ نامہ درست ہے یا نہین اور دستاویز مذکور کے ذریعہ سے زوجگان کے وارث جائداد پر قابض ہو سکتے ہین یا نہین -

ج - ہبہ نامہ جائز نہین ہے واہب کے وارث اُسکی جائداد وراثۃً پائینگے - ؎

ہبہ غیر منقسم جو تین شخصون کے نام کیا گیا ہو اور کہ اُسپر واہب کی مین حیات قابض نہوے ہون ناجائز ہے۔

؎ شرع کے بموجب ایسا معاہدہ خواہ وہ وصیت سے متعلق ہو یا ہبہ سے ناجائز قرار دینا چاہیئے - پہلی صورت مین وہ خلاف شرع اس باعث سے ہے کہ مسلمان کو اپنی جائداد کے ایک ثلث سے زیادہ وصیت کرنے کا اختیار نہین ہے دوسری صورت مین قبضہ کا ہونا ضرور ہے -

س ۲ - اگر منجملہ زوجگان کے کوئی زوجہ یا اُن کے وارثون مین کوئی شخص جزو آراضی کو جو زوجگان کے شوہر متوفی کی تھی بذریعہ ہبہ یا بیع منتقل کرے تو ایسا بیع یا ہبہ کسی قدر جائز متصور ہوگا یا نہین -

اپنے استحقاق سے زیادہ ہبہ کرنا جائز نہین ہے، اور بقدر اپنے استحقاق کے بیع کرنا جائز ہے -

ج ۲ - عمل مین آنا ہبہ کا منجملہ اشخاص مذکورۂ بالا کسی شخص کی جانب سے جائز نہوگا لیکن انمین سے ہر ایک کو اپنے اُن حصص جائز کے بیع کرنیکا اختیار ہے جو اُنکو وراثتہً ملے ہون مگر وہ اپنے حصّون کو بہ تعین پیمایش آراضی کے بیع نہین کرسکتے - [۱]

مقدمہ ۵

س - ایک عورت نے دو شخصون کے نام ہبہ نامہ لکھدیا اور اپنی کُل جائداد منقولہ کے حق وحقوق منتقل کردیے اور اُسنے

---

۱ اس رائے کی وجہ یہ ہے کہ ہبہ کے جواز کے لیے قبضہ دلانا ضرور ہے لیکن چونکہ زوجگان حصص کی تصریح نہین ہوئی تھی لہذا ایسی شے جو نامعلوم اور غیر مصرح ہو قبضہ نہین ہوسکتا بخلاف اسکے بیع جائز ہے کیونکہ ایسے معاہدہ جواز کے لیے فوراً قبضہ دلایا جانا ضرور نہین تقسیم کی رو سے حصۂ معینہ کی تصریح اور تنقیح آیندہ ہوگی لیکن بیع کرنا بحساب پیمایش اراضی بہ بیع بائع کے حق وحقوق کا ہے جسکی تنقیح آیندہ ہوگی لیکن بیع کرنا بحساب پیمایش اراضی اُس صورت مین جبکہ تعداد نامعلوم اور غیر مصرح ہو باطل وناجائز ہے -

یہ بھی اجازت دی کہ جائداد کو آپسمین تقسیم کرلین چنانچہ انھون نے جائداد کو دو یا تین مہینے بعد ہبہ کے باہم تقسیم کرلیا - ایسا امر شرعاً درست ہو یا ہبہ نامہ کے جواز کے لیے انتقال جائداد کے وقت اُسکا تقسیم ہونا ضرور تھا -

اگر دو شخصون کے نام ہبہ ایسی جائداد کا جو تقسیم کے قابل ہو عمل مین آئے تو قبل حوالہ کرنے جائداد کے تقسیم اُسکی ضرور ہے

ج - شرع کے بموجب جو چیز قابل تقسیم ہو اور دو شخصون کو دیجاے اُسکو واہب ہبہ کے وقت یا فوراً بعد انتقال اور قبل حوالہ کرنے کے تقسیم کردے تاکہ مشاع یعنی غیر مصرحہ ہونے کا اعتراض عائد نہ ہو اور قبضہ کامل جو ہبہ کے جواز کے لیے ضرور ہی حاصل ہو جاے اس صورت مین معلوم ہوتا ہی کہ موہوب لہم نے برضامندی واہب کے دو یا تین مہینے بعد تحریر دستاویز انتقال کے جائداد آپسمین تقسیم کرلی یہ امر جائز نہین ہو اور اسکے جائز ہونے کے واسطے ضرور تھا کہ جائداد حوالہ کیجانے کے وقت تقسیم کیجاتی -

---

مد ضلع شاہ آباد کی عدالت کے اس سوال کے جواب مین جاملز ہونا ایسے امرکا اقرار دیا اور اوس کے نزدیک تقسیم کرنے کی نسبت زوجہ کی اجازت ہبہ کے جواز کے لیے کافی تھی گویا تقسیم اور موہوب لہم کی جانب سے اُسکا نفاذ دو یا تین مہینے کے بعد انتقال جائداد کے عمل مین آیا مگر جبکہ اور مفتیون اور آخر کار مفتیان متعینہ صدر دیوانی عدالت سے پوچھا تو جو مسئلہ اس جگہ بیان کیا گیا ہے وہی صحیح معلوم ہوا -

مقدمہ

س - ایک شخص نے اپنے بھتیجے کے نام ہبہ نامہ تحریر کیا اور اسکی رو سے ایک ایسی جائداد کا استحقاق مالکیت اسکو دیا جسپر واہب قابض نتھا مگر اُسکے حاصل کرنے کیواسطے اُسنے اپنی زوجہ کے نام نالش دائر کی تھی اور اسی ہبہ نامہ کے ذریعہ سے اُسنے اور حقیت اراضی بھی جسپر وہ قابض تھا منتقل کی تحریر دستاویز کے ایک مہینے بعد واہب نے وفات پائی موہوب لہ ہبہ نامہ مذکورہ کی رو سے جائداد متنازعہ کی نسبت دعوی پیش کرتا ہی ایسی صورت مین دعوی اُسکا ہبہ نامہ کے ذریعے سے درست ہی یا نہین -

ج - ہبہ اُس جائداد کا جو حین حیات واہب کے قبضہ مین نہو ناجائز و باطل ہی اور جس دستاویز کی رو سے ایسا ہبہ عمل مین آئے وہ غیر موثر ہی کیونکہ ہبہ کا لازمہ قبضہ ہی اور ہبہ ایجاب قبول و قبضہ کے ذریعہ سے جائز ہوتا ہی اور ہبہ ہونے کی صورت مین دخل کا ہونا واسطے ثبوت حقیت مالکیت کے ضرور و لابد ہی چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ ہبہ کا جواز بذریعہ ایجاب قبول و قبضہ کے ہوتا ہی اور حضرت پیغمبر نے فرمایا ہی کہ ہبہ بغیر قبضہ کے جائز نہین ہی علی ہذا القیاس اگر شی موہوبہ رہن ہو یا اُسکو کسی شخص نے غصب کر لیا ہو تو اُسکا ہبہ بھی جائز نہین ہی اور شرح وقایہ مین لکھا ہی کہ ہبہ کی تکمیل قبضہ کامل سے ہوتی ہی چونکہ ہبہ ناجائز ہی لہذا موہوب لہ کا دعوی قابل سماعت نہین ہی اور ہبہ نامہ

ہبہ اُس جائداد کا جو حین حیات واہب کے قبضہ مین نہو ناجائز و باطل ہے -

بابت اُسقدر آراضی کے جسپر واہب کبھی قابض نہ تھا ناجائز ہی لیکن اور اراضی موہوبہ کی نسبت موہوب لہ استحقاق رکھتا ہی بشرطیکہ واہب نے اُسکو اراضی مذکورہ پر قابض کرا دیا ہو اور اگر واہب نے موہوب لہ کو اُسپر بھی قبل وفات اپنے دخل نہ دیا ہو تو موہوب لہ کا دعویٰ اسکی بابت بھی قابل سماعت نہین ہی — [۱]

مقدمہ

س — ایک شخص نے منجملہ ایک موضع کے کسی قدر جزو آراضی جسکا تعین نہین ہوا تھا اپنے نواسون کو دیا بعد ازان اُسنے بسبب وفات اپنے بیٹے کے کل اراضی موضع مذکور مع کل اور جائداد کے اپنے پوتے کے نام ہبہ کی لیکن شخص مذکور کے سوا جائداد منتقلہ مین اور شخص بھی شریک تھے اور ہبہ کے وقت انکی دو بیٹیان بھی موجود تھین اور وہ جائداد موہوبہ پر حین حیات اپنے قابض رہا اور موہوب لہ کا دخل اُسپر نہین ہوا اسطرح کا ہبہ شرعاً جائز ہی یا نہین —

[۱] اس قاعدہ کی وجہ یہ ہے کہ قابض بالیقین اُس صورت مین نہین ہو سکتا جب واہب شی موہوبہ کا قابض نہ ہوا ور اُسپر لحاظ نہین کیا جاتا کہ جائداد موہوبہ واہب کے قبضہ سے کس طور پر جاتی رہی گو استحقاق اُسکا صریح قائم یا اُسپر اُسکو دعوے ہو جیسا کہ رہن یا غصب کی صورت مین ہوتا ہے۔ لیکن اگر واہب جائداد مذکورہ کو حاصل کرکے موہوب لہ کو اُسپر قابض کرا دے تو یہ امر کافی ہی —

ج - بنظر حالات مندرجہ سوال کے پہلا ہبہ جو نواسون کے نام ہوا باطل اور ناجائز ہی کیونکہ جائداد موہوبہ کا تعین نہین ہوا تھا اور اُس سے استرداد[1] عمل مین آیا اور ہبہ ثانی بھی جسکے ذریعہ سے کُل اراضی مع کُل جائداد شخص مذکور کے اُسکے پوتے کے نام منتقل ہوئی باطل اور ناجائز ہی کیونکہ واہب کو حقیت مطلق حاصل نہ تھی اور وہ خود اپنی حیات مین اُسپر قابض رہا اور موہوب لہ کو دخل نہین ملا پس جو شرائط کہ واسطے جواز ہبہ کے درکار ہین وہ اس ہبہ مین۔

ہبہ کے ناجائز ہونے کی صورت ۱۲

مقدمہ ۸

س - ایک شخص نے دو بیٹے اور ایک زوجہ چھوڑ کر وفات پائی اور بڑا بیٹا اپنے حین حیات پدر متوفی کی جائداد قابض رہا اور ماں اور چھوٹے بھائی کی پرورش کرتا رہا بعد ازان بڑا بیٹا علاوہ ماں اور چھوٹے بھائی کے ایک زوجہ اور ایک دختر چھوڑ کر فوت ہوا اور اُسکے بعد باہم اُسکی زوجہ اور دختر اور بھائی کے یہ قرار پایا کہ منجملہ سولہ حصون جائداد اراضی کے دس حصّہ اُسکے بھائی اور ماں کو ملین اور بقیہ چھ حصے اُسکی زوجہ اور دختر پائین۔

[1] ہر چند بموجب دفعہ ۱۲ - اُصول ہبہ کے ہبہ بالعموم مسترد نہین ہوسکتا لیکن اس صورت مین استثناء خاص کیا گیا ہے جب باپ اپنے بیٹے یا پوتے کے نام کچھ جائداد ہبہ کرے یعنی ایسے ہبہ کے استرداد کو جائز قرار دیا ہے۔

چنانچہ اقرارنامہ لکھا گیا اور اسکو جملہ اشخاص مذکور الصدر نے سواے متوفی کی ماں کے مصدق کیا اور یہ معلوم نہین ہوتا کہ ماں شریک تحریر دستاویز ہوئی یا نہین اور ہرچند اراضی کی تقسیم عمل مین نہین آئی لیکن اشخاص مذکورہ بالا اپنے حصص پر جداگانہ قابض رہکر محاصل سے متمتع ہوئے تھوڑے عرصہ بعد بھائی نے منجملہ اپنے حصہ دس آنہ کے دو آنہ کا منافع ایک شخص اجنبی کے نام بصورت ہبہ منتقل کر دیا پس اگر واہب نے موہوب لہ کو اپنی حیات مین قابض نہ کرایا ہو تو اس طرحکا انتقال اُسکی وفات کے بعد جائز ہی یا نہین اور اگر دخل ہونا موہوب لہ کا فرض کیا جاے تو انتقال مذکور جائز ہی یا نہین اور دونون صورتون مین صرف ماں کو موہوب لہ کے بیدخل کرنیکا اختیار پہونچتا تھا یا نہین اور اگر متوفی کی زوجہ نے اپنے شوہر کی کل جائداد کو موہوب لہ مذکور کے نام قبل تحریر ہونے اقرارنامہ کے قطعی ہبہ کر دیا ہو تو کیا صورت ہوگی۔

ج۔ مقدمہ کے کل حالات سے واضح ہوتا ہی کہ ہبہ ناجائز ہی اور وفات واہب کے وہ قطعاً باطل و بیکار ہی اور جائداد منتقلہ واہب کے وارثون کی طرف عود کر گئی کیونکہ ظاہر ہی کہ صرف محاصل کا انتقال عمل مین آیا اور اراضی کل وارثون کی جائداد مشترکہ تھی اور تقسیم اُسکی عمل مین نہین آئی حالانکہ شرع کے مطابق محاصل غیر موصولہ کا ہبہ بغیر اراضی کے قطعی ناجائز ہی اور قابض و متصرف ہونا یا نہونا موہوب لہ کا اراضی مشترکہ کے محاصل پر قابل لحاظ نہین ہی کیونکہ دونون حالتون مین ہبہ ناجائز ہی اور جبتک

شئ موہوبہ کا تعین نہ کیا جائے قبضہ جائز متصور نہیں ہو سکتا پس ایسی حالت مین واہب کی مان یا اُسکا کوئی اور وارث موہوب لہ کے لیے دخل کرنے کا مجاز ہی اور مان کو اپنے شوہر کی کل جائداد کے ہبہ کرنے کا اختیار حاصل نہ تھا کیونکہ جائداد مذکور اُسکے کل وارثون کی حقیت مشترکہ تھی اور چونکہ خود اُسکا حصہ بھی مجمل اور ناقابل ملنے قبضہ محکومہ شرع کے ہی لہذا اُسکا ہبہ بھی ناجائز ہی اور بہر صورت ہبہ کلیتہً باطل و غیر صحیح متصور ہی چنانچہ شرح وقایہ مین لکھا ہی شیر غیر دوشیدہ اور اُون جو بکری کی پیٹھ سے تراشا نہ گیا ہو اور فصل اور اشجار استادہ یا وہ میوہ جو درختون پر ہو اُن اشیا سے ہین جنکا تعین ممکن نہین اور جبتک اُنکی علحدگی واہب کی جائداد سے عمل مین نہ آئے اور بعد ازان اُنکا قبضہ دیا جائے اُنکا ہبہ ممنوع ہی لیکن چونکہ اس صورت خاص مین درخت قطع نہین ہوے تھے اور موہوب لہ کو واہب کی حیات مین حسب ضابطہ قبضہ حاصل نہین ہوا ہی لہذا موہوب لہ کا وارث کسی فعل کے ذریعہ سے واسطے ثبوت جواز ہبہ کے دعویدار ہونے کا مجاز نہین ہی کیونکہ وہ معاملہ سے محض بے علاقہ ہی اور ایجاب اُسکی جانب سے نہین ہوا تھا بلکہ اُسکے مورث کی طرف سے اور مورث مذکور تفریق اور قبضہ ملنے سے پیشتر ہدایہ کے اُس باب مین جو نسبت استرداد ہبہ کے یہ لکھا ہی کہ اگر واہب مرجاے تو اُسکے وارثون کو معاہدہ ہبہ سے کچھ تعلق نہ ہوگا کیونکہ شئ موہوبہ اُنکی جانب سے دیگئی پس چونکہ یہ معلوم ہوتا ہی

جو درخت واہب کی اراضی پر ایستادہ ہون یا اُنکی پیداوار غیر موسولہ کا ہبہ بغیر ہبہ اراضی کے ناجائز ہے۔

کہ تفریق جائداد عمل مین نہین آئی اور نہ موہوب لہ کو اسپر دخل ملا للہذا جائداد کا انتقال واہب کی جانب سے اُسکی حیات مین نہین ہوا اور بعد اُسکی وفات کے وہ جائداد اُسکے وارثون کو پہونچتی ہی ہدایہ مین بھی یہ لکھا ہی کہ ہبہ کی صورت مین قبضہ دینے کی نسبت حکم صریح ہی اور اسی وجہ سے قبضہ کامل لازمہ ہبہ ہی لیکن جو اشیا قابل تقسیم ہین اُنکے جزو مجمل کی نسبت قبضہ کامل حاصل ہونا ممکن نہین ہی کیونکہ جزو موہوبہ پر بغیر جزو متعلقہ اُسکے قابض کرانا ممکن نہین ہی اور یہ صورت قبضہ ناقص کی ہی اور وقایہ مین بھی یہ لکھا ہی کہ ہبہ کی تکمیل قبضہ کامل سے ہوتی ہی اور شرح وقایہ مین یہ درج ہی کہ جو شی قابل تقسیم ہو اُسکے جزو کا ہبہ جبتک جزو مذکور منقسم نہ ہو جائے ناجائز ہی یعنے قبضہ شی مصرحہ پر ہونا چاہیے اور اُس سے کوئی اور شی متعلق نہ ہو پس ظاہر ہی کہ جس جائداد کا تعین نہ ہو اُسکا قبضہ بھی بذاتہ بلا تعین ہی اور اسی وجہ سے جائز متصور نہین ہو سکتا۔ ؎

؎ اس قاعدہ کی وجہ یہ ہے کہ جو درخت اراضی پر نصب ہون اور قطع نہ کیے گیے ہون وہ سے زمین سے متعلق تصور کیے جاتے ہین وہ زمین ایک جائداد جداگانہ ہے اور ہبہ میں داخل نہ تھی پس ہبہ کے رو سے شے موہوبہ پر بغیر اشتمال قبضہ اس شے کے جو ہبہ نہیں ہوئی قبضہ نہین مل سکتا اور یہی اعتراضات محاصل غیر موصولہ کے ہبہ کی نسبت بھی صادق آتے ہین اور نظر اس کے

مقدمہ ۹

س- ایک دختر صغیرہ کا باپ جو اُسکا ولی جائز بھی ہے دختر سے
تین منزل کے فاصلہ پر مقیم ہے اور دختر کی مان نے کچھ جائداد اُسکے نام ہبہ
کر دی اور چونکہ موہوب لہا نہایت صغیر سن ہے لہذا اُسکی جانب سے ایجاب
ہبہ نہین ہو سکا اور بسبب دختر کی نابالغی کے اُسکی مان یعنے واہبہ جائداد
موہوبہ پر قابض رہی ایسی صورت مین اسطرحکا ہبہ جسکے ذریعہ سے موہوب لہا
کو قبضہ حاصل نہوا جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہین -

ج- اگر مان نے خاص اپنی جائداد اپنی دختر صغیرہ کے نام جو اُسکے
پاس رہتی ہے ہبہ کی اور دختر کی جانب سے بسبب اُسکی نابالغی کے ایجاب
ہبہ نہو سکا اور اسی سبب سے جائداد موہوبہ واہبہ کے قبضہ مین رہی
اور باپ اُسوقت کسی مقام بعید پر تھا تو ایسا ہبہ شرعاً جائز اور واجب التعمیل ہے
ایسی صورت مین مان کا قبضہ بمنزلہ قبضہ دختر کے متصور ہوگا اور جب
مان نے رضامندی ظاہر کر دی تو ہبہ بغیر قابض ہونے موہوب لہا کے
مکمل ہے یہ مسئلہ مطابق ہدایہ اور چند کتابون کے ہے چنانچہ جوہرہ نیرہ مین نکاح
نکاح کا باب ہے اسمین مصفی اور فتاوی کبری سے لفظ غیبت منقطع کی

ہبہ بنام موہوب لہا نابالغہ کے بحالت موجود ہونے ولی جائز ہے۔

جس شے کا وجود زمانۂ آیندہ پر منحصر ہو اُسکا ہبہ بھی ناجائز و باطل ہے گو اُسکے پیدا کرنے کا
ذریعہ موہوب لہٗ کو حاصل ہوگیا ہو دفعات ۵ و ۶ اُصول ہبہ-

تصریح اس طور پر لکھی ہی کہ نابالغ کا ولی تین منزل کے فاصلہ پر ہو اور فتاوے سراجیہ مین اسی لفظ کی توضیح اس طور پر کی گئی ہی کہ ولی تین روز کی راہ پر ہو اور رسول الارکان مین اس لفظ کی نسبت یہ لکھا ہی کہ ایک منزل سے اسقدر مسافت مراد ہی جو ایک شخص متوسط سال کے چھوٹے سے چھوٹے دن مین طلوع آفتاب سے غروب تک طی کر سکے۔

مقدمہ

س — دو بھائیون کا ترکہ تمام و کمال انکی زوجگان کو ملیگا یا نہین اور اگر کل انکو نہین ملیگا تو وہ کسقدر حصہ کی مستحق ہین اور باقی جائداد کسکو ملیگی اور زوجگان کو اپنے شوہر متوفی کی جائداد کے ہبہ کرنیکا اختیار ہی یا نہین اور اگر ہی تو ہبہ نامہ جو انھون نے اپنے شوہر کے ورثا سے ایک شخص کے نام تحریر کیا شرعاً صحیح ہی یا نہین۔

ج — اگر شوہر کا ترکہ واسطے اداے دین مہر زوجگان کے جسکے دعوی کا انکو استحقاق پہونچتا ہی کافی نہو تو کل ترکہ انکو ملنا چاہیے اور اگر ادا ہونا دین مہر کا اس سے بخوبی ممکن ہو تو پہلے وہ ادا کیا جائے اس سے جو کچھ بچے اسکے چار حصے کیے جائین منجملہ انکے ایک ربع زوجگان کو بذریعۂ وراثت شوہر کے ملیگا بشرطیکہ انکے یا انکے بیٹے کی اولاد نہو اور اگر دین تو واجب نہو اور اسکا ایفا

کسی طور پر ہو گیا ہو تو کل ترکہ ایک ربع زوجگان کو ملیگا اور بقیہ تین ربع شوہر کے اور وارثون کو دیے جائین گے اور اگر زوجگان اپنے شوہر کی جائداد پر بذریعہ استحقاق مالکیت مثلاً بعوض دین مہر کے قابض ہون تو انکو اسکے ہبہ کرنے کا اختیار ہی ورنہ وہ صرف بقدر اپنے حصہ کے ہبہ کر سکتی ہین اور شوہر کی کل جائداد کا ہبہ جو اسکے ایک وارث کے نام ہوا ہی ناجائز ہی شوہر کے وارث نے جو جائداد پہلی صورت مفروضہ مین بذریعہ قبضۂ کامل ہبہ کی وہ موہوب لہ کی ملکیت خاص متصور ہوگی اور دوسری صورت مین موہوب لہ صرف بقدر حقوق واہبون کے جائداد پائیگا اور بقیہ جائداد آن شخصون کو ملیگی جو استحقاق وراثت کی روسے مستحق ہون کیونکہ قابض نہونا واہبان کا بذریعۂ استحقاق مالکیت مطلق کے موجب عدم جواز و ابطال ہبہ متصور نہین ہو سکتا اور اسکی وجہ یہ ہی کہ تعین نہونا انکے حصون کا بزمانہ مابعد[1] معلوم ہوا ہر چند زوجگان ہبہ نامہ

عدم تعین جائداد موہوبہ کی کیفیت بعد ہبہ کے معلوم ہو۔

[1] مراد اس سے یہ ہے کہ جسوقت کوئی شخص جائداد کسی کے نام ہبہ کرے اُسوقت واہب بظاہر اسکا مالک مطلق ہو لیکن اگر بعد ہبہ کے کسی زمانہ مین حق دار ہونا شخص ثالث کا نسبت ایک جزو جائداد موہوبہ کے ثبوت کو پہونچے تو ایسی حالت مین موہوب لہ بقدر حقیت واہب کے جو لیتا اس امر کے کہ غیر معین ہونا جائداد کا بزمانہ بعد دریافت ہوا مستحق ہوگا یعنی گویا امر زمانہ مابعد دریافت ہو کہ واہب ہبہ کے وقت کل جائداد موہوبہ کا مالک مطلق نہ تھا تو بھی ہبہ بقدر اسکے حصۂ خاص کے جائز سمجھا جاے گا اور اگر شخص

کے تحریر ہونے کے وقت جائداد موہوبہ پر قابض نہ تھیں لیکن اگر موہوب لہ کی رضامندی سے بذریعۂ فیصلہ عدالت بعد ازان قابض ہو گیا تو قابض نہ ہونا واہبان کا ہبہ کے وقت اسکے عدم جواز کے لیے کافی نہیں ہے مسئلہ بحر الرائق مین درباب ہبہ قرضہ یا قلتی کے یہ لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنا قرضہ یا قلتی دوسرے شخص کو جو اسکا قرضدار نہیں ہے ہبہ کر کے اسکو ہدایت کی کہ قرضہ مذکور وصول کر کے اپنے تصرف مین لاؤ تو ایسا ہبہ جائز ہے ظاہر ہے کہ ایسی صورت مین قرضۂ منتقلہ واہب کے قبضہ مین نہ تھا لیکن ہبہ باوجود اس امر کے جائز ہے اور موہوب لہ بعد وصول کرنے اسکا مالک مطلق متصور ہوگا اور یہی صورت اس مقدمہ کی ہے کیونکہ ہبہ نامہ کے مضمون سے واضح ہوتا ہے کہ واہبان نے موہوب لہ کو واسطے حاصل کرنے قبضہ کامل کے ہدایت کی تھی۔

ثالث کے استحقاق کا وجود جائداد موہوبہ کی نسبت ہبہ کے وقت تسلیم ہوا ہو تو ایسا نہ ہوتا کیونکہ ایسی حالت مین ہبہ ابتدا سے کالعدم و غیر صحیح تصور کیا جاتا ہے۔

لیکن یہ ضرور ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو واہب موہوب لہ کو قابض کرا دین گو حسب ضابطہ ہونا اقرار جدید کا ہبہ کی نسبت لازم نہیں ہے اور گو یہ قطعاً ضرور نہیں ہے کہ جائداد موہوبہ واہب کے قبضہ مین ہو لیکن وجود اسکا وقت ہبہ کے ہونا چاہیے
اصول ہبہ دفعہ ۵۔

مقدمہ ۱۱

س ۱ - اگر آقا اپنے غلام کے نام کل جائداد اپنی ہبہ کردے تو شرعًا واسطے جواز ایسے ہبہ کے اول آقا پر آزاد کرنا غلام کا واجب ہی یا نہیں ـ　ہبہ بنام غلام

ج ۱ - اگر آقا غلام کے نام اپنی کل جائداد بغیر پیشتر سے آزاد کرنے غلام کے ہبہ کرے تو ایسا ہبہ باطل و ناجائز متصور ہوگا کیونکہ جو شی غلام حاصل کرے آقا اسکا مالک ہی پس اگر آقا غلام کے نام جائداد ہبہ کیا چاہے تو اول آزاد کرنا غلام کا شرعًا لازم ہی ـ

س ۲ - ایک ہبہ نامہ مین یہ لکھا گیا کہ واہبان نے موہوب لہ کو کل آراضی واقعہ فلان مقام قطعًا ہبہ کی اسطرح کا ہبہ نامہ بحالت عدم تصریح حدود آراضی کے ناقص تصور کیا جائیگا یا نہین ـ　اگر اراضی کے حدود

ج ۲ - اگر آراضی موہوبہ کی حدود معروف ہون اور انکی تصریح کی ضرورت نہو اور نہ انکی نسبت کسی طرحکا شک واقع ہو تو ہبہ کے وقت انکی تصریح نہین ہی اگر ہبہ نامہ مین حدود درج نہوے ہون لکھا جانا اُن کا بسبب سہو کاتب کے متصور ہونا چاہیے کیونکہ اس قسم کے دستاویزات شرعی مین حدود کا لکھنا دستورات سے ہی لیکن ایسے سہو کے سرزد ہونے سے ہبہ ناقص نہین ہو سکتا اور اگر آراضی موہوبہ کی حدود مین شک واقع ہو تو تصریح انکی ہبہ کے وقت ضرور ہی ـ　معروف ہون تو ہبہ نامہ مین انکی تصریح ضرور نہین ہی

س ۴۳ - اگر مدن خان اور اصالت کا وارث غلام حسین خان ہو اور وہ اسوقت موجود نہو جب مدن خان اور اصالت نے مدعی کے نام ہبہ کیا تو اس باعث سے ہبہ ناجائز ہوگا یا نہیں -

ج ۴۳ - جب کوئی شخص اپنی جائداد کو شخص اجنبی کے نام ہبہ کرے تو ورثا کا علم یا انکا موجود ہونا ہبہ کے جواز کے لیے شرعاً ضرور نہیں ہے -

ہبہ کیجواب میں ورثا کی اجازت ضرور نہیں ہے -

س ۴۴ - مدعی نے مدن خان کے گھر مین ایام طفولیت سے تربیت پائی اور اپنے باپ اور اپنی قوم اور مذہب کو چھوڑ کر مسلمان ہوگیا اور مدن خان اور اسکی زوجہ کے مسن اور ضعیف اور لاولد ہونے کے باعث سے جملہ کاروبار کا اہتمام اسکے ذمہ تھا اور ہر امر آسکے اختیار مین تھا انھون نے اپنی کل جائداد اور اسباب کو مدعی کے نام ہبہ کیا اگر صرف ایک جزو ہبہ کیا جاتا تو اس صورت مین البتہ شک پیدا ہوتا کہ کسقدر جائداد دی گئی اور کس قدر نہین اس صورت مین شرع کے بموجب ہر ایک شے کی تصریح ضرور تھی یا نہین اور ہر چیز کا نام اور ذکر ہبہ نامہ مین تصریحاً درج کرنا چاہیے تھا یا نہین -

ج ۴۴ - جو اشیا کہ ہبہ کی گئین وہ واہبون اور موہوب لہ کو بخوبی معلوم تھین اور موہوب لہ نے لینا انکا قبول کرکے اُنپر قبضہ حاصل کیا پس اس صورت مین جواز ہبہ کے لیے تصریح ضرور نہین دستاویزات باضابطہ مین تصریح عموماً درج کیجاتی ہے لیکن اگر یہ امر فروگذاشت کیا گیا تو ہبہ شرع کے بموجب ناجائز نہین قرار دیا جائیگا -

جب واہب اپنی کل جائداد صرف ایک شخص کے نام کرے تو تفصیل ضرور نہین

مقدمہ ۱۲

س - ایک شخص کے دو بیٹے تھے اُنمین سے ایک حین حیات باپ کے ایک زوجہ اور ایک دختر چھوڑ کر مرگیا شخص مذکور نے اپنے نصف جائداد کو پسر متوفی کی زوجہ اور دختر کے نام بلا تعین حصص ہبہ کیا اور اُنکے ساتھ جائداد پر بالاشتراک قابض رہا اور تھوڑے عرصہ بعد اُسنے موہوب لہم سے ایک اقرارنامہ بدین مضمون کہ اُنھون نے اپنی جانب سے جائداد موہوبہ کا اُسے مہتمم مقرر کیا لکھا لیا - شخص مذکور اپنے حین حیات نصف جائداد کا محاصل موہوب لہم کو ہمیشہ دیتا رہا اس صورت مین واہب کی وفات کے بعد ایسا ہبہ بلا تعین جائداد جو دو شخصون کے نام عمل مین آیا شرعاً جائز متصور ہوگا یا نہین -

ج - اس مقدمہ مین معلوم ہوتا ہو کہ مالک متوفی نے اپنے پسر کی زوجہ اور دختر کے نام اپنی نصف جائداد کو غیر معین طور پر ہبہ کیا اور اُنکے حصص کی کچھ تخصیص نہ کی اور اُنسے ایک اقرارنامہ بدین مضمون کہ اُنھون نے اپنی جانب سے اُسنے منصرم مقرر کیا تحریر کرالیا اور وہ حین حیات اپنے ہمیشہ نصف جائداد کا منافع موہوب لہم کو دیتا رہا اس صورت مین اگر جائداد مذکور تقسیم کے قابل نہو مثلاً چاہ یا تالاب غیرہ کی قسم سے ہو تو ہبہ جائز متصور ہوگا لیکن اگر جائداد موہوبہ مثل آراضی قابل تقسیم کے تھی اور موہوب لہ دو شخص تھے اور اُنکے حصص کا تعین نہین کیا گیا تو جملہ علما کی رائے

جائداد غیر معینہ کا ہبہ دو شخص کے نام جائز ہی گو جائداد مذکور قابل تقسیم ہو

جملہ

یہ ہے کہ اگر موہوب لہم مفلس اور محتاج ہون تو ایسا جائز ہے اور
بعد وفات واہب کے استرداد اُسکا نہوگا لیکن اگر موہوب لہم
دولتمند ہون تو ہبہ ناجائز ہوگا اور قبضہ کا حاصل ہوجانا قابل لحاظ
نہوگا اور واہب یا موہوب لہ کے مرجانے کی صورت مین استرداد ہبہ
نہین ہوسکتا ۔ ۱

۱ اُصول ہبہ دفعہ ۔ شرع کا ایک قاعدہ یہ ہے کہ جب دو یا دو سے زیادہ موہوب لہم ہون تو اُنکے
حصص کا تعین اور تفریق ضرور ہے لیکن اس قاعدہ کی نسبت اس صورت مین استثنا
ہے جب ہبہ مفلس کے نام عمل مین آئے اور اوس کی دو وجہ ہین اور اُن
وجوہ کے جواز کی جو تعبیر کی گئی عمدگی نیت کی وجہ سے قابل اعتراض نہین
ہے بعض علما نے یہ وجہ لکھی ہے کہ جو شے ہبہ کی جاتی ہے وہ فی الحقیقت
خداوند کریم کے نام کہ وہی مبدا فیض ہے دی جاتی ہے اور اوسکے وسیلے سے
محتاج کو پہونچتی ہے اور بعض علما کے نزدیک وجہ اس امر کی یہ ہے کہ ایسا ہبہ
بطور ہبہ بالعوض کے ہے اور اس مین اُصول ہبہ کی دفعہ ۱۵ کے بموجب تقابض
بدلین ضرور نہین ہے اور اسی وجہ سے احتمال مشاع جو مانع قبضہ ہے ایسی
حالت وارد نہین ہوسکتا اور جو مسرت کہ ایسے فعل نیک کے کرنے طبیعت
کو حاصل ہوتی ہے وہی مطابق راے علماے مذکور کے شے موہوبہ کا
معاوضہ تصور کیجاتی ہے۔

مقدمہ ۱۳

س ۱- دو شخص ایک جائداد کے بالاشتراک مالک ہیں انمین سے ایک نے اپنی حقیت دوسرے کے نام منتقل کی اس صورت مین واہب کے شریک جائداد ہونے کی وجہ سے ایسا انتقال ناجائز ہوگا یا نہین -

ج ۱- واہب صحیح الحواس ہو تو اُسکے شریک جائداد ہونے سے انتقال ناجائز نہین قرار دیا جائیگا کیونکہ اس صورت مین شارع کا اعتراض جس سے انتقال ناجائز ہوجاتا ہو عائد نہین ہوتا اور یہ صورت وہ ہے جسمین جائداد منتقلہ پر مالکیت کا استحقاق واہب ور موہوب لہ کے علاوہ اور کسیکو حاصل نہین ہے -

اعتراض شارع اس صورت مین عائد نہین آتا جب واہب کا صرف ایک موہوب لہ ہو -

س ۲- اگر موہوب لہ جائداد کے انتقال کے وقت طفل نابالغ ہو اور اُسکی جانب سے اُسکے دادا کا بھائی قابض ہو تو ایسا قبضہ شرعاً کافی متصور ہوگا یا نہین -

ج ۲- ایسا قبضہ شرعاً کافی تصور نہ کیا جائیگا کیونکہ شرع کی بموجب موہوب لہ کا قبضہ ضروری ہے اِلّا اس صورت مین کہ ہبہ باپ کی جانب سے پسر نابالغ کے نام عمل مین آئے علاوہ اسکے استثنا کی اور چند صورتین بھی ہین شرح وقایہ مین لکھا ہے کہ باپ اگر اپنے طفل نابالغ کے نام ہبہ کرے تو صرف اظہار ایسے امر کا جواز ہبہ کے لیے کافی ہے لیکن اگر شخص اجنبی ہبہ کرے تو بشرط ذیہوش ہونیکے طفل کا قابض ہونا ضروری ہے یا اُسکا باپ دادا یا مان اُسپر قابض ہو اور اس حالت مین قابض ہوسکتی ہے جب طفل

ہبہ جو باپ کی جانب سے پسر نابالغ کے نام کیا جاتا ہے -

اُسکے پاس رہتا ہو اور شخص اجنبی بھی اگر وہ طفل کا محافظ ہو قبضہ پا سکتا ہو یہ مسئلہ ہدایہ اور دیگر کتب کے بموجب ہو معنے اس مسئلہ کے یہ ہین کہ اگر باپ اپنے بیٹے یعنے نابالغ پسر کے نام جسکو نیک و بد کا تمیز نہو ہبہ کرے تو صرف اظہار ہبہ اُسکی تکمیل کے لیے کافی ہو اور موہوب لہ کی جانب سے ایجاب یا اُسکا قبضہ ضرور نہین ہو لیکن اگر کوئی شخص اجنبی طفل نابالغ کے نام ہبہ کرے تو تکمیل ہبہ اُس صورت مین ہوگی جب موہوب لہ بشرط ذی ہوش ہونے کے اُسپر قابض ہو یا اُسکی جانب سے اُسکا باپ یا دادا یا وہ شخص جسکو اُنھون نے طفل مذکور کا ولی مقرر کیا ہو قبضہ پائے اور اگر اُنمین سے کوئی بھی نہو تو جائداد مان کے قبضہ مین رہے یا اس شخص غیر کے قبضہ مین جسکے ذمے طفل مذکور کی تربیت ہو اور اُسکی حفاظت مین وہ رہتا ہو لہذا دادا کے بھائی کا قبضہ شرعًا کافی متصور نہوگا اِلّا اُس صورت مین کہ موہوب لہ بزمانۂ نابالغی اُسکی حفاظت مین رہتا ہو۔

بعض صورتون مین ولی کا قابض ہونا کافی ہو۔

س ٣٣ - اگر دادا کے بھائی نے موہوب لہ کو اُسکے بالغ ہونے تک قبضہ نہ دیا ہو تو اس وجہ سے انتقال ناجائز متصور ہوگا یا نہین گو نابالغ کا بزمانۂ نابالغی واسطہ دار مذکور کی حفاظت مین رہنا تسلیم کیا گیا ہو۔

قابض ہونا مجازًا۔

ج ٣٣ - یہ وجہ ناجائز ہونے انتقال کی نہین ہو کیونکہ اس صورت مین قابض ہونا دادا کے بھائی کا نابالغ کے قابض ہونے کے برابر ہو۔

س ۴۴ ۔ حقیت کے انتقال کے وقت اگر ایک تیسرا شخص بھی جائداد مذکور کا شریک ہو تو اس وجہ سے واہب کے حصہ کا انتقال ناجائز متصور ہوگا یا نہین ۔

ج ۴۴ ۔ اس صورت مین انتقال جائداد بلاشک ناجائز ہوگا کیونکہ اس سے اعتراض شارع عائد ہوتا ہے تاوقتیکہ جائداد مشترکہ سے واہب کے حصہ کی علیحدگی و تفریق قبل یا بعد ہبہ عمل مین نہ آئے استحقاق ملکیت کا انتقال جائز متصور نہ ہوگا ۔ ہبہ مشاع ہونیکی وجہ سے کس صورت مین ناجائز متصور ہوگا ۔

مقدمہ ۱۴

س ۔ ایک شخص دو زوجہ اور ایک دختر چھوڑ کر مرگیا چند سال بعد اُسکی وفات کے دونون زوجہ نے اپنی جائداد شوہری کا کل حق و مرافق دختر کے نام ہبہ کے ذریعے سے منتقل کیا اور دختر نے ایک اقرارنامہ اس مضمون کا تحریر کیا کہ اپنی دونون مان کو انکی حین حیات خورد نوش دیتی رہیگی اور بعد انکی وفات کے تجہیز و تکفین عمل مین لائیگی واہبون نے جائداد کا دخل موہوب لہا کو دلا دیا اور موہوب لہا نے بعد ازان قبل وفات اپنی سوتیلی مان کے جائداد اراضی کو جو اس طور حاصل ہوئی تھی مدعا علیہ کے نام ہبہ کیا اور مدعا علیہ چار مہینے بعد وفات واہبہ کے جو اپنی سوتیلی مان کے حین حیات مرگئی جائداد موہوبہ پر ہبہ نامہ کے ذریعے سے قابض ہوا ۔ مگر گواہی گواہان ثابت ہوا کہ موہوب واہبہ کا یا تو چچا کا بیٹا تھا یا مامون کا

موہوب لہا اول کی مان یعنی منجملہ زوجگان کے ایک زوجہ جو بقید حیات ہی چاہتی ہی کہ ہبہ جو اُسنے پیشتر کیا تھا مسترد کرے اس صورت مین شرع کے بموجب وہ ہبہ کے مسترد کرنے اور جائداد کو موہوب لہ ثانی کے قبضہ سے لینے کی مجاز ہی یا نہین۔

ج۔ ہبہ جو دو زوجگان نے اپنے حصص جائز کا کیا وہ شرع کی روسے جائز ہی چنانچہ وقایہ مین لکھا ہی کہ اگر دو شخص بالاشتراک ایک مکان ہبہ کرین تو ایسا ہبہ جائز ہی۔ دختر نے جو اقرارنامہ اپنی مان کے نام لکھدیا اس سے ہبہ کے جواز مین فرق نہین آتا چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ ہبہ کے شمول مین جو اور شرائط ناجائز کیجائین اُنسے ہبہ کی نسبت کچھ اثر نہین ہوتا اور موہوب لہ کو قبضہ دینے سے ہبہ کی تکمیل واہبان کی جانب سے ہوجاتی ہی اور وقایہ مین یہ بھی مندرج ہی کہ ہبہ کی تکمیل قبضہ کامل سے ہوجاتی ہی۔ واہبہ اس ہبہ کے جو اُسنے اپنی دختر کے نام کیا مسترد کرنے کی مجاز نہین ہی اور اُسکے استرداد مین دو موانع عائد ہوتے ہین بموجب مسئلہ مندرجہ کنزالدقائق کے اول مانع موہوب لہا کی وفات ہی فریقین سے ایک کا مرجانا استرداد ہبہ کے لیے مانع ہی۔ اور مانع ثانی یہ ہی کہ ہبہ اُس شخص کے نام ہوا ہو جسکے ساتھ نکاح ہونا ممنوع ہی چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ اگر ایک شخص کوئی شی ایسے واسطہ دار کے نام جس سے نکاح کرنا منع ہی ہبہ کرے تو اُسکا استرداد ناجائز ہی۔[۱] موہوب لہا نے اپنی کُل جائداد موہوبہ کو اپنے چچا یا

ہبہ جسکے شرائط ناجائز ہون۔

مان کی طرف سے جو ہبہ عمل مین آئے مسترد نہین ہو سکتا اور خصوصاً بعد وفات موہوب لہ کے۔

[۱] اُصول ا۔ مکو دفعہ ۱۲۔

ماموں کے بیٹے کے نام ہبہ کیا لیکن موہوب لہ حین حیات واہبہ کے جائداد پر قابض نہوا اس وجہ سے ایسا ہبہ باطل و ناجائز ہے چنانچہ ابراہیم شاہی مین لکھا ہے کہ تا وقتیکہ موہوب لہ کو جائداد پر قبضۂ کامل نہ دلایا جائے ہبہ کی تکمیل نہین ہوتی - اور ہدایہ مین یہ بھی لکھا ہے کہ اگر مجلس مین جو تحریر دستاویز ہبہ کے وقت منعقد ہو موہوب لہ بلا اجازت واہب کے جائداد موہوبہ پر قابض ہو جائے تو ازروئے استحسان یہ امر جائز ہے - اگر بخلاف اسکے وہ بعد برخاستگی مجلس کے قابض ہو تو یہ امر جائز نہین ہے الا اس صورت مین کہ قبضہ باجازت واہب کے حاصل ہوا ہو - ہبہ جو واہبہ نے اپنے چچا یا ماموں کے بیٹے کے نام کیا باطل و ناجائز ہے لہذا جائداد متنازعہ دختر کی جائداد تصور کیجائے اور اسمین سے اول اسکی تجہیز و تکفین بمقدار مناسب کیجائے بعد ازان اسکا قرضہ واجب ادا ہونا چاہیے اور بعد ادا ہونے قرضہ کے جو کچھ بچے اسمین سے ایک ثلث بموجب اسکی وصیت کے صرف کیا جائے اور بعدہ اگر کچھ جائداد باقی رہے تو اسکے تین حصے کیے جائین منجملہ انکے ایک حصہ ماں کو فرضاً پہونچیگا اور باقی دو حصے اسکے چچا کے بیٹے کو عصبہ ہونیکی وجہ سے ملین گے اور اگر وہ چچا کا بیٹا نہین ہے بلکہ ماموں کا تو وہ ترکہ سے کچھ حصہ پانیکا مستحق نہوگا کل ترکہ دختر کا ماں کو فرضاً اور رد کی روسے ملیگا - [1]

اگر موہوب لہ کو قبضہ نملا تو جائداد موہوبہ بابت کی طرف قرضا ادا کیجاسکتی ہے

ماں کا حصہ بحالت موجودگی چچا کے بیٹے کے -

ماموں کا حصہ بحالت موجودگی ماموں کے بیٹے کے

[1] وجہ اسکی یہ ہے کہ چچا کا بیٹا عصبات سے ہے اور بشمول ذوی الارحام کے ترکہ سے حصہ پا سکتا ہے والانکہ ماموں کا بیٹا صرف واسطہ دار ان

مقدمہ ۱۵

س — ایک شخص نے بعد وفات پہلی زوجہ کے دوسرا نکاح کیا اور گو پہلی زوجہ اپنے دین مہر سے دست بردار نہین ہوئی تھی اور نہ اُسکا ایفا عمل مین آیا شخص مذکور نے اپنی کل حقیت دین مہر کے عوض دوسری زوجہ کو دیدی لیکن اُسکو حقیت پر قابض نہ کرایا بلکہ خود دخیل رہا بعدازان اُسنے صحت حواس مین ایک دستاویز تحریر کی اور اُسکے ذریعہ اپنی دونون زوجگان کے وارثون کے نام اپنی کل حقیت بعد باقی رکھنے کسی جزو کے بالاشتراک منتقل کی ایسی صورت مین ہبہ جو دین مہر کے عوض جو دوسری زوجہ کے نام ہوا باوجود واجب الادا ہونے مہر پہلی زوجہ کے جائز و قابل بجا لی ہو یا نہین اور باوجود عمل مین آنے ہبہ بعد کے شخص مذکور کو اختیار تقسیم کرنے اپنی جائداد کا دونون زوجگان کے وارثون مین حاصل ہو یا نہین —

تعریف ہبہ بالعوض

ج — اگر شخص مذکور نے بعد وفات پہلی زوجہ کے دوسری زوجہ کے نام جائداد بہ تحریر اس امر کے منتقل کی انتقال کل حقیت کا بعوض کسی قدر دین مہر زوجۂ ثانیہ کے عمل مین آیا تو ایسی صورت پر شرعاً ہبہ بالعوض کا اطلاق نہین ہو سکتا بلکہ اس طرح کا بیع مین داخل ہے اور واسطے وارثان مذکور کو درصورتیکہ ذوی الارحام سے کوئی شخص بذریعہ استحقاق رو ترکہ پا سکے وراثۃً نہیں مل سکتا۔

ہبہ بالعوض مثل بیع کے ہی اور اسمین قبضہ دلانا ضرور نہین ہی

معاہدہ بلحاظ شرط اور آسکے اثر کے مثل بیع ہی چنانچہ یہ راے مسلمہ عام ہی اور ایسی صورت مین حاصل ہونا قبضہ کا لابد نہین ہی اور واجب الادا ہونا پہلی زوجہ کے مہر کا مانع انعقاد اس قسم کے معاہدہ کا نہین ہی کیونکہ جو شخص قرضدار ہو اسکی نسبت درباب انتقال جائداد کے امتناع نہین ہی پس اسطرح کا معاہدہ بحالی کے قابل ہی اور شی مبیعہ مشتری کی ملک تصور کیجائیگی۔ اور بایع کو اختیار نہین ہی کہ اسی شی کو دونون زوجگان کے وارثون کے نام بعد بیع ہو جانے کے منتقل کرے لیکن اگر شخص مذکور نے دوسری زوجہ کے نام اپنی کل حقیت کو اس شرط سے ہبہ کیا تھا کہ موہوب لہا بعوض اس ہبہ کے کس قدر دین مہر اپنا اسکو دے اور موہوب لہا نے اس شرط کو تسلیم کیا تو یہ صورت ہبہ بشرط العوض کی ہی اور ایسا معاملہ بلحاظ شرط کے شرعًا ہبہ اور ہبہ بلحاظ تاثیر کے بیع تصور کیا جاتا اور اُسکے جواز کے لیے قبضہ کا ہونا ضرور ہی اور تا وقتیکہ تقابض بدلین عمل مین نہ آئے ہبہ قابل وثوق تصور نہین کیا جا سکتا بلکہ جائداد موہوبہ بدستور واہب کے تصرف مین رہتی ہی پس ایسی صورت مین شخص مذکور کو اختیار ہی کہ اپنی جائداد دونون زوجگان کے ورثا کے نام منتقل کر دے کیونکہ مالک کو اپنی ملکیت پر اختیار ہی مطلق حاصل ہوتا ہی شرح چلپی جو ماخذات لکھے ہین اُنکی تفصیل یہ ہی۔ مین نے یہ غلام تمکو بعوض تمہارے اس لباس یا ایک درم کے۔ اگر شخص مخاطب نے اس امر کو قبول کیا تو یہ صورت بلحاظ شرط اور یہی

تعریف ہبہ بشرط العوض

ماخذات درباب ہبہ بالعوض۔

بنظر تاثیر معاہدہ کے مثل بیع ہر اور یہ راے مطابق مسئلہ کافیہ اور بالعموم
بموجب اور کتب کے ہر اور شرح وقایہ مین یہ بھی لکھا ہر کہ جس
صورت مین استحقاق کسی شی کا بمبادلہٗ دوسری شی کے حاصل
ہوتا ہر اُسکو بیع کہتے ہین اور ہدایہ مین یہ مرقوم ہر کہ اگر ایک شخص
دوسرے سے یہ کہے کہ مین نے تمکو یہ شی اُس شی کے عوض دی تم اس
چیز کو اسقدر مبادلے کے عوض دو اور ان الفاظ کی مراد یہی ہر کہ مین نے فلان
شی تمہارے ہاتھ بیع کی یا تمسے خریدی علیٰ ہذا القیاس وقایہ مین یہ درج
ہر کہ جب یہ صورتین ہون تو بیع مکمل تصور کیا جاتا ہر ان صورتون سے
ایجاب قبول مراد ہر یعنی ایجاب قبول ہونے کی حالت مین واجب التعمیل
ہوتا ہر اور اس سے یہ مستنبط ہر کہ قبضہ دیا جانا لابد نہین ہر اور اگر ایجاب و
قبول نہو تو بیع واجب التعمیل نہین ہو سکتا شرح وقایہ مین یہ لکھا ہر کہ اگر
کوئی شخص صحت حواس مین جائداد منتقل کرے تو اُسکا ضعیف العقل یا
بدوضع و یا مقروض ہونا مانع انتقال نہین ہو سکتا یہ مسئلہ ابو حنیفہ رض کا ہر۔

امتناع بسبب شخص ضعیف العقل کے

لیکن بموجب طریقہٗ شافعی اور دو خلفا کے ضعیف العقل ہونا مانع انتقال
ہو سکتا ہر اور اُنہین اکابر کی یہ راے ہر کہ اگر قرضخواہ عدالت مین سوال
اس مضمون سے گذرانے کہ قرضدار نادہند اپنی جائداد بذریعۂ بیع اور
کسی طرح کے معاہدہ کے منتقل نہ کرے تو حکم امتناعی صادر ہو سکتا ہر۔

امتناع بحالت بدوضعی

اور بموجب راے علما شافعی کے شخص بدوضعی کی نسبت بنظر اصلاح
اسکے انتقال کے باب مین امتناع ہو سکتا ہر اور شرح چلپی مین

یہ لکھا ہی کہ اگر قرضہ کی حفظ کے واسطے قرضخواہون کو حکم امتناعی صادر کرانا منظور ہو تو اُنکو چاہیے کہ عدالت سے واسطے انسداد تلاف جائداد کے ـلہ درخواست کرین لیکن اس مقدمہ مین یہ پایا نہین جاتا کہ قرضخواہون نے کوئی درخواست اس قسم کی پیش کی اور وقایہ مین لکھا ہی کہ ہبہ بشرط العوض بلحاظ اُسکی شرط کے مثل ہبہ مطلق کے ہی اور اسی وجہ سے حاصل ہونا قبضہ کا ضرور ہی اور اُسی نسخہ مین یہ درج ہی کہ اس طرح کا ہبہ بلحاظ اُسکی تاثیر کے بیع کی مثل ہی شرح وقایہ مین بشرط العوض کی تعریف اس طور پر لکھی ہی کہ ایک شخص دوسرے سے یہ کہے کہ مین نے تمکو یہ شی اس شرط سے دی کہ تم مجھے فلان شی دو وعلیٰ ہذا القیاس ہدایہ مین یہ درج ہے کہ ہبہ بشرط العوض کی صورت مین تقابض بدلین ضرور ہی ـ ـعہ

امتناع کی صورت مین۔

ماخذات ہبہ بشرط العوض۔

ـلہ اس صورت مین بھی امتناع بصورت عام نہین ہوسکتا ہے لیکن مدیون کی نسبت امتناع ہوسکتا ہے وہ کوئی ایسا فعل نہ کرے جو صریح سازشی اور اُسکے قرضخواہون کے حق مین مضر ہو دفعہ ۷- اُصول مطالبات۔

ـعہ اس مقدمہ سے ہبہ بالعوض اور ہبہ بشرط العوض مین امتیاز معلوم ہوتا ہے دفعات (۱۵۰ و ۱۶۱) اُصول ہبہ بادی النظر مین یہ امتیاز صرف لفظی معلوم ہوتا ہی لیکن جب ان دونون معاملون کے شرائط پر نظر کیجاتی ہے تو امتیاز قطعاً بلا وجہ نہین پایا جاتا یعنے علماء کا یہ قول ہے کہ ہبہ بالعوض باعتبار اس لفظ کے ہر معنی کی بیع کے مثل ہے اور جواز بیع کے واسطے تقابض بدلین ضرور نہین ہے اور جن شرائط کے رو سے اسطرح کا معاہدہ عمل مین آتا ہی اُنکا مفہوم یہ ہے

مقدمہ ۱۶

س- ایک شخص رئیس کی جسکی وفات سات یا آٹھ برس گذرے
تین زوجہ تھین پہلی زوجہ سے ایک بیٹا اور دو بیٹیان تھین اور دوسری سے
دو بیٹے اور تین بیٹیان اور تیسری سے صرف ایک بیٹی تھی پہلی زوجہ
مع اپنی اولاد کے بقید حیات اور متوفی کے کل ترکہ پر

کہ جن دونون چیزون کا مبادلہ منظور ہر دی موجود ہین اور ایک فریق کو دوسرے کے فریب سے نقصان پہونچنے کا اندیشہ نہین ہو یعنے اگر ایک شخص دوسرے سے کہے کہ مین نے تمکو یہ شی دی مراد اُسکی یہ ہو کہ معاوضہ موجود ہو اور بایع قبل جدا کرنے اپنی جائداد کے معاوضہ لے لے اور اسی وجہ سے اسطرح کا معاملہ بلحاظ اُسکی شرط اور بھی بنظر اُسکی تاثیر کے شرعاً داخل بیع ہو اور ہبہ بشرط العوض کی نسبت علماء کی یہ رائے ہو کہ اسطرحکا ہبہ بیع کی قبیل سے نہین ہو کیونکہ جو الفاظ اُسکی تعریف مین لکھے گئے ہین اُنسے متعلق ہونا ایک شرط کا پایا جاتا ہو شلاً ایسی صورت مین کہا جاتا ہو کہ مین نے تمکو یہ شی دی بشرطیکہ تم مجکو فلان شی دو ایسے معاہدہ کو اہل شرع نے بلحاظ اُسکی شرط کے داخل ہبہ قرار دیا ہو اور ایسی حالت مین حاصل ہونا قبضہ کا ضرور ہو کیونکہ اگر وہ بغیر ایسی شرط کے جائز اور واجب التعمیل تصور کیا جاے تو ممکن ہو کہ معاوضہ نہ دیا جاے اور ایسی صورت مین معاہدہ کا لعدم متصور ہوگا اور بلحاظ تاثیر اس طرح کا معاہدہ بیع کے قبیل سے قرار دیا گیا یعنے بعد تقابض بدلین اسکا اثر مثل بیع کے ہو جاتا ہو۔

قابض ہی اور دوسری اور تیسری زوجہ نے شوہر سے قبل وفات پائی
لیکن اولاد انکی موجود ہی اور اب دوسری زوجہ کی اولاد پندرہ ہزار سے
کسی قدر کم روپیہ کی بابت یعنی منجملہ ۹۲ سہام ترکہ کے ۴۹ سہام کی
دعویدار ہی اور پہلی زوجہ اور اُسکی اولاد کو جو اس مقدمہ مین مدعا علیہ ہین
جواب دعوی مین یہ عذر ہی کہ شخص مذکور نے چند سال پیشتر اپنی وفات سے
کُل جائداد منقولہ وغیر منقولہ موروثی ومکسوبی اپنی پہلی زوجہ کے نام
دستاویز ہبہ بالعوض کے ذریعہ سے بابت اُسکے دین مہر کے جو بقدر
تین لاکھ روپیہ کے تھا منتقل کردی اور تصدیق دستاویز مذکور حسب ضابطہ
عمل مین آئی تبائید اس عذر مدعا علیہون نے دستاویز ہبہ بالعوض
پیش کی اور گواہون کی شہادت سے معلوم ہوتا ہی کہ شخص متوفی نے یہ
دستاویز بنظر رفع خفگی زوجہ کے تحریر کی تھی اور زوجہ کسی امر خانگی کی وجہ سے
ایک مرتبہ ناراض ہوکر شوہر کے گھر سے بھائی کے گھر جانا چاہے تھی علاوہ
اسکے شہادت سے پایا جاتا ہی کہ ہر چند دستاویز ہبہ بالعوض مین یہ لکھا ہی
کہ متعاقدین کے باہم تقابض بدلین عمل مین آیا لیکن فی الواقع شوہر اپنی
کُل جائداد پر تا وفات قابض رہا ایسی صورت مین اسطرح کی دستاویز اصول
وراثت کے بموجب مانع وارث ہی یا نہین۔

ج۔ ہبہ کی دو قسمین ہین اول ہبہ مطلق اور وہ یہ صورت ہی کہ شی
موہوبہ کی بابت کچھ معاوضہ نہین لیا جاتا اور واہب اپنی جائداد
قطعاً دیدیتا ہی اور ایسی حالت مین جواز ہبہ کے واسطے۔ ہبہ کی دو قسمین ہین ہبہ مطلق وہبہ مقید

حاصل ہونا قبضہ کا شی موہوبہ پر ضرور ہی اور دوسری قسم ہبہ کی مقید ہی اور
اسکی دو قسمین ہین یعنی ہبہ بشرط العوض اور ہبہ بالعوض ہبہ بشرط العوض
(ہبہ بشرط العوض) کی یہ صورت ہی کہ ایک شخص دوسرے کو کوئی شی بشرط ملنے دوسری شی کے
موہوب لہ سے دے اور اس حالت مین بھی حاصل ہونا قبضہ کا شی موہوبہ پر
لابد ہی اور اُسکی علیحدگی اور تفریق بھی واہب صرف بطور عام ہبہ جائداد
سے ضرور ہی لیکن اس طرح کا ہبہ اول مرتبہ مین واہب بطور عام کے ہی
اور مرتبہ اخیر مین یعنی بعد ملنے معاوضہ کے مثل بیع کے ہی پس اگر اس طرح
کا ہبہ بغیر قبضہ عمل مین آئے تو وہ بعد ادا ہونے جملہ مطالبات سابقہ
ذمگی جائداد مثل قبضہ و دین مہر و وصیت وغیرہ اصول وراثت کے بموجب
(ہبہ بالعوض) مانع ارث نہین ہو سکتا دوسری قسم ہبہ بالعوض ہی اور اُسکی صورت یہ
ہی کہ ایک شخص دوسرے سے کہے کہ مین نے تمکو یہ فلان شی کی بابت مثلاً
بعوض اُس پارچہ یا اُس غلام یا بابت ایک ہزار درم کی فلان شی
دی اس قسم کا ہبہ بموجب رائے مسلمہ عام کے مرتبہ اول و اخیر مین مثل
ہبہ کے ہی اور ایسی حالت مین دیا جانا قبضہ کا موہوب لہ کو لابد نہین ہی
چنانچہ دستاویز نوشتہ شوہر سے واضح ہوتا ہی کہ وہ بھی اسی قسم کی ہی اور
اگر وہ حسب ضابطہ ثابت ہو تو فی الواقع وراثت کا دعوی باطل متصور ہوگا
یہ رائے مطابق مسئلہ ہدایہ و خلاصہ و دیگر رسائل فقہ کے ہی — ؎۱

؎۱ دفعات ہبہ ۵ و ۱۶ —

مقدمہ ۱۷

س- ایک شخص دو زوجہ چھوڑ کر مر گیا مگر اپنی حین حیات کل جائداد کو مع اثاث البیت روپیہ و زر نقد و زیور کے ایک زوجہ کے نام دین مہر کے عوض ہبہ کیا شخص مذکور کی وفات کے بعد باہم اسکی دونون زوجہ کے بابت ورثہ کی تنازع پیدا ہوا- ایک زوجہ کی جسکے نام اُسنے کل جائداد ہبہ کی ایک دختر ہی اور دوسری کی دو دختر ہین- اس صورت مین شوہر کا ہبہ کرنا جائز ہی یا نہین اور اگر نہین ہی تو ان دونون مین جائداد کس حساب سے تقسیم ہونی چاہیے-

ہبۂ بالعوض کی وہ صورت جسمین نقد روپیہ معاوضہ مین دیا گیا ہو-

ج- اس صورت مین معلوم ہوتا ہی کہ ہبہ اس قسم کا عمل مین آیا جسکو شرع کے بموجب ہبہ بالعوض کہتے ہین اور اس قسم کا ہبہ بلحاظ بنا و تاثیر کے تشابہ بیع کے ہی لیکن اس معاملے کے جواز مین اس وجہ سے شُبہہ ہی کہ معاوضہ کی چیزون مین کچھ زر نقد بھی داخل تھا اور ایسے معاہدہ کو بیع صرف کہتے ہین اس قسم کے معاہدہ کے جواز کے لیے قبضہ لابد ہی اگر قبضہ ہو گیا ہی تو ایسا معاہدہ صحیح متصور ہو گا ورنہ باطل و ناجائز اور طرفین کو معاہدہ کے استرداد کا اختیار ہی علیٰ ہذا القیاس ورثہ اور قرضخواہون کو اختیار ہے کہ معاہدہ کو مسترد کر کے شی منتقلہ کو بعد ادا کرنے اُس چیز کے جو اُسکے معاہدے مین دی گئی ہو واپس لین تا وقتیکہ ہبہ عمل مین نہ آئے شی مذکور مشتری کے قبضہ مین بطور کفالت رہے

لیکن جب معاوضہ پھر واپس لیا جاے اُسوقت شئ مذکورہ کی نسبت حکم فرائض جاری ہوگا اور اس صورت مین شئ مذکورہ کے ۸ ۴ حصے کرنے چاہیئین منجملہ اُنکے ہر زوجہ کو ۱۳۔ اور ہر دختر کو ۱۴۔ سہام ملین گے۔

مقدمہ ۱۸

س۔ ایک عورت نے اپنی جائداد دوسری عورت کے نام اس شرط سے ہبہ کی کہ وہ اپنے حین حیات جائداد مذکور سے متمتع رہے اور بعد اُسکی وفات کے موہوب لہا کو ملے چنانچہ موہوب لہا نے اس اقرار کے بموجب جائداد کا محاصل و منافع وصول کر کے واہبہ کے حوالہ کیا اور جائداد کے ایک جزو پر واہبہ بھی ہمیشہ قابض رہی ایسا ہبہ شرع کے بموجب جائز ہریا نہین اور اسکے ذریعے سے موہوب لہا جائداد مذکور کو بذریعہ بیع منتقل کرنے کی مجاز ہر یا نہین اور بیعنامہ موہوب لہانے تحریر کیا اس وجہ سے کہ اُسکی تحریر مین واہبہ بھی شریک تھی اور اُسنے اپنے دستخط باضابطہ کر دیے تھے جائز اور واجب التعمیل ہر یا نہین اور بعد اسکے اگر واہبہ اُسی جائداد کو شخص ثالث کے ہاتھ ہبہ کرے تو ایسا ہبہ درست سمجھا جائیگا یا نہین۔

اگر ہبہ نا جائز ہو واہبہ اس بیعنامہ موہوب لہا کی سے لکھا جاوے دستخط اپنا کرے تو جائز ہو۔

ج۔ ہبہ کی تکمیل بغیر حاصل ہونے قبضۂ کامل کے نہین ہوسکتی اور اس مقدمہ کے حال سے واضح ہوتا ہر کہ واہبہ نے جائداد کے

ایک جزو پر خود قابض رہکر بقیہ جائداد پر موہوب لہا کو قابض کرا دیا حالانکہ
اس طرحکا قبضہ واسطے اثبات جواز ہبہ کے کافی متصور نہین ہوسکتا اگر
واہبہ نے موہوب لہا کو کل جائداد پر قابض کرادیا ہوتو ہبہ مکمل ہوتا اور
جو شرط قرار پائی وہ باطل اور ناجائز ہوجاتی لیکن جبکہ واہبہ جزو جائداد پر
خود قابض رہی تو قبضہ کامل قرار نہین پاسکتا اور بغیر اسکے ہبہ غیر مؤثر رہے
لیکن چونکہ واہبہ نے اس بیعنامہ پر جو موہوب لہا کی جانب سے تحریر ہوا
دستخط اپنا حسب ضابطہ ثبت کردیا لہذا اُسکے اس فعل سے رضامند ہونا
نسبت بیع کے واضح ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ معاہدہ بیع واہبہ اور
موہوب لہا کی رضامندی سے عمل مین آیا ایسی صورت مین بیعنامہ کو
جائز اور واجب التعمیل تصور کرنا چاہیے اور معاہدہ بذریعہ اسکے عمل مین
آیا قابل بحالی ہے اور واہبہ کو اختیار نہین ہے کہ اُسی جائداد کو بعد ازان
دوسرے کے ہاتھ منتقل کرے ۔ ؎۱

؎۱ بادی النظر مین فیصلہ اس مقدمہ کا قاعدہ عام ہبہ کے خلاف معلوم ہوتا ہے اور اگرچہ
واسطے تسلیم جواز بیع کے کوئی وجہ صراحتاً نہین لکھی ہے لیکن وجہ یہ ہے کہ
واہب نے موہوب لہا کو شے موہوبہ پر اسی غرض سے قابض کرادیا کہ شے
مذکور مشتری کو دیجاوے اور اس وجہ سے ناجوازی ہبہ مرتفع ہوگئی اور
قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی جائداد شخص ثالث کے نام منتقل ہوجاتی ہے تو استرداد
اُسکا نہین ہوسکتا۔

مقدمہ ۱۹

س ۱- ایک عورت نے اپنی کل جائداد اپنے پوتے کے نام جو پانچ برس کا تھا ہبہ کی اور پانچ برس بعد اُسنے جائداد موہوبہ کو اپنے کل وارثون مین کہ منجملہ اُنکے پوتا بھی داخل ہی تقسیم کی ایسی صورت مین جائداد کا ہبہ جو ایک وارث کے نام ہوا جائز اور درست ہی یا نہین اور اُسکو بعد ہبہ کے جائداد موہوبہ کے واپس لینے کا اختیار ہی یا نہین۔

ہبہ جو دادی کی جانب سے پوتے کے نام عمل مین آئے۔

ج ۱- اسطرح کا ہبہ جائز و درست ہی اور قابل استرداد نہین ہی کیونکہ دادی اور پوتے مین ایسا واسطہ ہی جسمین نکاح جائز نہین ہی اور اس طرح واسطہ مانع استرداد ہبہ ہی دادی نے جو اپنی جائداد کو پانچ برس بعد ہبہ کے اپنے کل وارثون مین بالعموم تقسیم کیا یہ امر ناجائز اور نادرست ہی اور پہلا ہبہ بدستور نافذ تصور کیا جائیگا شرح وقایہ مین لکھا ہی کہ جو شی موہوب لہ کے قبضہ مین ہو اُسکے ہبہ کی تکمیل کے لیے قبضہ جدید ضرور نہین ہی اور جو ہبہ باپ کی جانب سے اولاد کے نام عمل مین آئے تکمیل اُسکی محض بیان سے ہو جاتی ہے اور جو شخص اجنبی کی طرف سے طفل کے نام عمل مین آئے اور اگر طفل ذی شعور ہو تو اُسکو شی موہوبہ پر قابض ہونا چاہیے اُسکا باپ یا دادا اُسکی طرف سے جائداد پر دخیل ہون یا ولی جو اُنکی جانب سے مقرر کیا جائے یا طفل کی مان بشرطیکہ طفل اُسکے ساتھ رہتا ہو قبضہ حاصل کرین یا

ہبہ غیر قابل استرداد

شخص اجنب قابض ہو سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ طفل مذکور اُسکے گھر مین تربیت پاتا ہو اسی نسخہ مین استرداد ہبہ کے موانع سات قرار دیے ہین ۱- داخل ہونا شی مملوکہ کا ہبہ مین ۲- وفات موہوب لہ ۳- دیا جانا معاوضہ کا موہوب لہ کی طرف سے واہب کو ۴- انتقال ہبہ ۵- ہبہ کا ہونا باہم زوجہ و شوہر کے ۶- ہونا ہبہ کا اُن واسطہ داران مین جنکے ساتھ نکاح ناجائز ہے ۷- تلف ہونا شی موہوبہ کا - ؎

س ۲ - مدعی یعنی موہوب لہ کی دادی اور مان نے بعد وفات پدر موہوب لہ اور پانچ برس بعد ہبہ کے جائداد موہوبہ کو اپنے اور وارثون مین تقسیم کیا ایسی صورت مین اسطرح کی تقسیم جائز ہے یا نہین -

طفل کیجانب سے کسکو قبضہ ملنا چاہیے -

ج ۲ - چونکہ ہبہ بھی جائز قرار دیا گیا ہے اور استرداد اسکا ناجائز ہے لہذا تقسیم مابعد کو باطل تصور کرنا چاہیے اور زندہ ہونا یا وفات پانا موہوب لہ کے باپ کا ہبہ کے وقت اس امر مین مطلق مؤثر نہین ہے چنانچہ جو فقرہ شرح وقایہ سے منقول ہوا ہے وہ اس جواب کی تائید کے لیے کافی ہے اور سوا اسکے فقرہ ذیل جو ہدایہ سے

؎ اصول ہبہ دفعہ ۱۴۳ - اس دفعہ مین استرداد ہبہ کے موانع پانچ لکھے ہین اور رشتہ داران کی نسبت جو امتناع ہے اسمین ہبہ مابین شوہر و زوجہ کے بھی داخل ہے اور تلف ہو جانا شی موہوبہ کا مانع مذکور کی تفصیل مین سہواً متروک ہو گیا اور وفات پانا واہب کا بھی مانع استرداد ہبہ ہے -

منقول ہی اس صورت سے متعلق ہی اور وہ فقرہ یہ ہی کہ اگر باپ کوئی شی
اپنے پسر صغیر السن کے نام ہبہ کرے تو پسر بذریعہ ہبہ کے مالک ہوتا ہی
الّا اُس صورت مین الخ یہی قاعدہ اس صورت کی نسبت بھی صادق
آتا ہی جب مان کوئی شی اپنے پسر صغیر السن کو جسکی وہ پرورش
کرتی ہو ہبہ کرے اور شرط یہ ہی کہ باپ اُسکا مر گیا ہو اور کوئی شخص ولی
مقرر نہ کیا گیا ہو علیٰ ہذا القیاس یہی قاعدہ اس حالت سے بھی
متعلق ہی جب پسر صغیر السن بسبب وفات پانے باپ اور نامزد
نہونے ولی کے کسی اور شخص کی حفاظت مین ہو اور اُسکے نام
ہبہ عمل مین آئے اور اگر شخص اجنب کی جانب سے کسی
طفل کے نام ہبہ عمل مین آئے تو تکمیل ایسے ہبہ کی اُس
صورت مین ہوتی ہی کہ طفل کے باپ کو شی موہوبہ پر قابض کرا دیا جاے
اگر کوئی شخص کسی یتیم کے نام کچھ جائداد ہبہ کرے اور اُسکی جانب
سے اُسکا ولی یعنی وہی جو باپ نے نامزد کیا ہو یا دادا اُسپر
قابض ہو تو ایسا ہبہ جائز ہی اگر کسی طفل کا باپ مر گیا ہو اور اُسکی
پرورش مان کرتی ہو اور مان اُس شی پر جو طفل کے نام ہبہ ہوئی
قبضہ حاصل کرے تو اس طرحکا ہبہ صحیح ہی یہی قاعدہ اس حالت مین بھی
صادق آتا ہی جب طفل یتیم کسی شخص اجنب کی حفاظت مین ہو اور اگر
طفل شی موہوبہ پر خود قابض ہو جاے تو یہ امر جائز ہی الّا اس صورت
مین کہ طفل ذی شعور ہو۔

مقدمہ ۲۰

س ۱- دو بھائی بالاشتراک رہتے تھے دونون کا ازدواج ہوگیا تھا اور ایک بھائی کے ایک پسر اور تین بیٹیان تھیں دونون بھائیون نے اپنی کل جائداد پسر مذکور کے نام جو صرف ساڑھے سات برس کا تھا ہبہ کردی اور اسکے نام ایک ہبہ نامہ لکھدیا ایسا ہبہ شرعاً جائز ہے یا نہین-

ج ۱- باپ اور چچا نے جو اپنے مال مشترکہ کو نابالغ کے نام ہبہ کیا وہ جائز ہے بشرطیکہ قبضہ کامل دلایا گیا ہو یعنی چچا جائداد منتقلہ کی شرکت سے دست بردار ہوگیا ہو اور جائداد مذکور باپ کے حوالہ کی گئی ہو جو نابالغ پسر کی جانب سے قابض ہونے کا مجاز ہے لیکن اگر چچا باپ کے ساتھ جائداد پر بالاشتراک قابض رہا ہو تو یہ ہبہ نامہ ناجائز ہوگا باوجود اس مسئلہ کے اگر باپ قریب بمرگ ہونے کی حالت مین اپنی کل جائداد ایک پسر کو بمجرد جی دونون کے ہبہ کرے تو یہ بالکل ناجائز متصور ہوگا کیونکہ ایسی حالت مین ورثا کو عموماً اسکی جائداد پر استحقاق قائم الوجود حاصل ہوجاتا ہے لہذا اس طور کا انتقال ناجائز ہے لیکن اگر اسطرح کا ہبہ بحالت تندرستی کیا جاے تو واہب کا یہ فعل مذموم اور مداخل زیادتی تصور کیا جائیگا اور مورث کا اپنے ورثا کو ضرر پہونچانا گناہ ہے-

باپ اور چچا کا ہبہ کرنا پسر نابالغ کے نام-

ہبہ قریب المرگ ہونے کی حالت مین-

دیگر ورثا کو محروم رکھنا مذموم ہے-

س ۲- اگر صورت مذکورہ بالا مین واہب اتلاف استحقاق کا ملزم قرار دیا جاے تو بھی ہبہ درست اور صحیح تصور کیا جائیگا یا نہین-

ج ۲- کُل جائداد کا ایک وارث کے نام بمحرومی دیگر ورثا کے ایسی صورت مین ہبہ کرنا جسکا ذکر سوال اول کے جواب مین کیا گیا درست اور صحیح ہی گو ایسا فعل ابو حنیفہ کے مسائل کے بموجب مذموم ہی لیکن نعمان ابن بشیر محدث اور امام ابو یوسف اور محمدؒ امجد مصنف فتاواۓ قنوجی نے ایسے ہبہ کو فعل بیرحمی اور جبر سمجھکر ناجائز بیان کیا ہی اور لکھا ہی کہ ایسی صورت مین جائداد وارثون کے نام باہم مساوی طور پر تقسیم ہونی چاہیے فتاواے سراج المنیر مین درباب جواز مسائل مذکورہ بالا کے یہ مواخذہ مندرج ہین اگر دو شخص یا دو سے زیادہ ایک مکان ایک شخص کے نام ہبہ کرین تو جائز ہی ہدایہ مین لکھا ہی کہ اگر دو شخص بالاشتراک ایک مکان ایک شخص کے نام ہبہ کرین تو جائز ہی فتاواے سراج المنیر مین مندرج ہی کہ جائداد موہوبہ کی تفریق اور تصریح قبضہ دلانے کے وقت ضرور ہی اور دُرِ مختار مین یہ درج ہی کہ اگر حالت تندرستی مین کوئی شخص اپنی کُل جائداد ایک لڑکے کے نام ہبہ کرے تو ایسا ہبہ جائز ہی مگر واہب گنہگار تصور کیا جائیگا مشکوٰۃ شریف مین نعمان ابن بشیر کی ایک روایت اس طور پر لکھی ہی کہ جب مین صرف سات برس کا تھا تو میرے باپ نے مجھے ایک غلام دیا مگر میری ماں اس باب مین معترض ہوئی اس وجہ سے حضرت پیغمبرؐ کو بلایا اور آنکے سامنے یہ امر بیان کیا گیا حضرتؐ نے میرے باپ سے پوچھا تمہارے اور بھی اولاد ہی یا نہین اور جب جواب مین ہونا اور اولاد کا تسلیم کیا گیا تب حضرتؐ نے

مگر ہبہ جائز متصور ہوگا۔

مواخذہ بابت جواز ایسے ہبہ کے۔

ایسا ہبہ مذموم ہی

میرے باپ سے پوچھا کہ تمنے اپنی اولاد سے ہر ایک اسی طور کا ہبہ
کیا ہی یا نہین اس سے میرے باپ نے انکار کیا تب حضرتؐ نے کہا
کہ یہ بڑی بے انصافی ہی اور فرمایا کہ گھر جا اور خدا کا خوف کر اور اپنی
جائداد کو اولاد کے باہم مساوی طور پر تقسیم کر ۔ دُرِّمختار مین لکھا ہی کہ
ایک طفل کی جانب ازدیاد محبت کا اظہار قابل الزام نہین ہی کیونکہ یہ امر
طبیعت سے متعلق ہی علیٰ ہذا القیاس ہبہ کی صورت مین بھی کمی و بیشی
الزام کے قابل نہین بشرطیکہ مورث کا منشا یہ نہو کہ اور وارثون کو
مضرت پہونچے ورنہ جائداد مساوی طور پر تقسیم ہونی چاہیے مُصنّف
موخر الذکر کی راے کے بموجب دختر اور بیٹے کے نام ہبہ مساوی
چاہیے اور یہی راے مسلمہ ہی ۔ مصنف موخر الذکر سے یہان
ابو یوسف مراد ہی معاملات مین اسی راے کے مطابق عمل ہوتا ہی چونکہ
مضرت رسانی کی وجہ سے استحقاق ورثا کا مساوی سمجھا گیا ہی لہذا
ہر صورت مین جبکہ جائداد کی تقسیم بنظر مضرت رسانی غیر مساوی طور
پر عمل مین آئے ضرور ہی کہ مساوی طور پر جائداد تقسیم کرائی جاے لیکن
جب ایک شخص اپنی کل جائداد ایک طفل کو دیدے تو اس صورت مین
ضرور ہی کہ اورون کو مضرت بھی بڑی پہونچیگی ۔ مولانا محمد امجد شارح مصنف فتاوی
قنوجی نے اس باب مین اپنی راے یہ لکھی ہی کہ مقولہ یہ ہی کہ مورث کا جبر اپنے ورثا کی جانب
جائز نہین ہی اور گو فی الواقع مراد اس مقولہ کی یہ ہی کہ اگر باپ حالت صحت
مین ایک بیٹے کے نام اپنی کل جائداد یا کسی قدر جز و آسکا زائد اسکے

حصہ سے ہبہ کرے تو یہ امر موجب اتلاف استحقاق اور وارثون کا ہی لیکن اس سے بالعموم صرف یہی معنی مفہوم نہیں کیے جاتے ہین —

مقدمہ ۲۱

س ا — ایک شخص کی دو زوجہ تھین انہین سے ایک کے نام اُسنے دستاویز تحریری اور اُسکے ذریعے سے اپنی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے کل حقوق بالعوض دین مہر منتقل کردیے دو برس بعد اُسنے ایک دستاویز دوسری زوجہ کے نام لکھدی اور اُسکے ذریعہ سے اپنی نصف جائداد کا استحقاق بالعوض دین مہر کے اُسکے نام منتقل کردیا اور اس امر مین زوجۂ اول کی منظوری تحریری حاصل کرلی اس صورت مین شخص مذکور کی وفات کے بعد زوجۂ ثانی دعوی دین مہر کے ذریعہ سے مستحق پانے نصف جائداد کی ہی یا نہین —

ج ا — اس صورت مین شوہر نے اپنی جائداد کے کل حقوق زوجۂ اول کے نام قبل دینے نصف جائداد کے دوسری زوجہ کو دین مہر کے عوض منتقل کردیے لہذا دوسری مرتبہ کا انتقال نادرست ہی کیونکہ حق مالکیت نسبت شی موہوبہ کے شوہر سے منتقل ہوکر زوجہ کو حاصل ہوا تھا اور یہ بات اُس صورت مین صادق آتی ہی کہ پہلی زوجہ کی جانب سے اجازت حاصل نہین ہوئی تھی لیکن اگر یہ تسلیم کیا جاے کہ دستاویز مشعر اجازت بخوبی مصدق ہی اس صورت مین صرف اسی قدر لکھا ہی کہ شوہر کو اختیار ہے کہ منجملہ اس جائداد کے

زوجہ کے نام ہبہ جائداد مہر کا درست نہین ہی گو شخص مذکور تحریری اجازت سے ایسا عمل میں آیا ہو

جو اُسنے پیشتر اپنی پہلی زوجہ کے نام دین مہر کی عوض منتقل کی نصف اُسکا
بذریعۂ دستاویز اپنی دوسری زوجہ کے نام منتقل کرے اور ہبہ جو دوسری زوجہ
کے نام عمل مین آیا اُسکے حق مین محض بے فائدہ ہر کیونکہ بعد تحریر ہونے دستاویز
ہبہ منجانب شوہر کے رضامندی پہلی زوجہ کی اُسکے نفاذ کے واسطے
ضرور ہر لیکن حاصل ہونا اُسکی اجازت کا پایا نہین جاتا اور صرف اجازت
تحریری کی روسے دوسری زوجہ کو نصف جائداد ملہ پانے کا استحقاق شرعاً
حاصل نہین ہوسکتا لیکن اس مقدمہ کے ثبوت سے پایا جاتا ہر کہ پہلی زوجہ کی
اجازت کبھی حاصل نہین ہوئی۔

س ۲- اگر پہلی زوجہ نے دوسری زوجہ کی نسبت اجازت تحریری
دی ہو تو وہ بعد وفات شوہر کے مستحق پانے نصف جائداد کی جسپر اُسکو
شوہر کی حیات مین قبضہ حاصل نہین ہوا ہوگی یا نہین۔

ج ۲- ایسی صورت مین دوسری زوجہ جائداد ہبہ سے کچھ نہ پائیگی۔ اجازت نہونیکی صورت مین دوسری زوجہ کو بذریعۂ ہبہ اولی کچھ جائداد نہ ملیگی۔

ملہ یہ مسئلہ فی الحقیقت شرع کے مطابق ہر گو اسکے جواز مین کسی قدر شبہہ معلوم ہوتا ہر
اور وجہ اسکی یہ بیان کی گئی ہر کہ جبتک پہلی زوجہ کی جانب سے جائداد کا انتقال شوہر
کے نام بذریعۂ ہبہ یا دیگر طور پر عمل مین نہین آتا شوہر اُسکو ہرگز منتقل نہین کرسکتا
یا اگر پہلی زوجہ نے شوہر کو اپنا مختار واسطے انتقال کے نامزد کیا ہوتا تو وہ مجاز
انتقال تصور کیا جاتا اور انتقال اصل مالکہ یعنی زوجہ کی طرف سے تصور کیا جاتا
نہ مختار کی جانب سے۔

س ۳- پہلی زوجہ نے اپنی کُل ملکیت کا ہبہ نامہ اُسکے نام تحریر کیا جسکو اُسنے بحالت نابالغی متبنےٰ کیا اور نام اُسکے پسر متبنی کا اُسکی درخواست کے مطابق ملکیت کے بعض حصص کی نسبت بطور مالک درج ہوا لیکن بعض کی نسبت نہین لکھا گیا اور یہ ثابت ہر کہ تحریر ہبہ نامہ سے ڈھائی برس تک وہ قابض رہی اور بظاہر مالک تصور کی گئی اور یہ بھی ثابت ہر کہ اُسنے باوصف موجود ہونے والدین نابالغ کے جسکو اُسنے متبنی کیا تھا جزو جائداد کو اپنے نام سے رہن کیا ایسی صورت مین اگر مان کو انچر پسر نابالغ کی جانب سے قبضہ حاصل ہوا ہو تو ہبہ بخوبی جائز تصور کیا جائیگا یا کُل ملکیت کا ہبہ اسوجہ سے نادرست اور ناجائز متصور ہوگا کہ موہوب لہٗ قبضہ کامل حاصل یا نام اُسکا بطور مالک مطلق داخل نہین ہوا۔

ج ۳- جائداد کے اُن حصص کا ہبہ جنکی نسبت نابالغ کا نام بطور مالک داخل ہوا اور جنپر وہ بطور جائز قابض ہوا بلاشک درست ہر مگر اہل فقہ کی راے بابت اُن حصص جائداد کے مختلف ہر جنپر واہب بظاہر مالک کے طور پر قابض رہا بعض کی یہ راے ہر کہ واہب کا قبضہ نابالغ موہوب لہٗ کی جانب سے جو واہب کے کنبے کے ساتھ رہتا ہو مگر اُس سے رشتہ داری نہ رکھتا ہو ہبہ کے جواز کے لیے کافی نہین ہر بشرطیکہ موہوب لہٗ کا باپ زندہ نہ ہو اور در صورت زندہ اور موجود ہونے باپ کے ایسا قبضہ کافی تصور نہ کیا جائیگا بعض کی یہ راے ہر کہ ایسے واہب کا قبضہ جو موہوب لہٗ سے قرابت نہ رکھتا ہو

کس صورت مین نیصلا شخص اجنبی کا موہوب لہٗ نابالغ کی جائداد پر کافی متصور ہوتا ہے

اس ہبہ کے جواز کے لیے جو نابالغ کے نام عمل مین آئے کافی ہے یہ رائے حال کے اہل فقہ شلاً مصنفان جامع رموز و برجندی و دُرمختار و ابراہیم شاہی و کوہستانی و ملتقط وغیرہ کی ہے اور انکا بیان یہ ہے کہ فیصلجات مطابق اس مسئلہ کے ہین جسکے روسے ایسے شخص اجنبی کا قبضہ جسکے گھر مین نابالغ موہوب لہٗ رہتا ہو کافی تصور کیا گیا ہے اور روی اہل فقہ جنکی رائے بالعکس رائے مذکورۂ بالا کے ہے یہ بیان نہین کرتے کہ انکی رائے کے بموجب عمل کیا جاتا ہے موہوب لہا کا اپنے نام سے رہن کرنا ناجائز تھا یہ فعل اُسکا نابالغ موہوب لہٗ کے استحقاق کی نسبت کچھ مؤثر نہوگا نہ کسی صورت سے ہبہ ناجائز قرار پا سکتا ہے کیونکہ واہبہ کی جانب سے رہن کرنا ہبہ کے استرداد کا ثبوت نہین ہو سکتا اس لیے کہ ایسی صورت مین ہبہ کا استرداد لونا جائز ہے علاوہ اسکے واہب کا جائداد موہوبہ کے محاصل کو اپنے تصرف مین لانا اور اسی قبیل کے فعل کا اظہار صراحۃً ہونا چاہیے نہ کنایۃً اور کسی جگہ یہ نہین لکھا ہے کہ ہبہ کے استرداد کی دو قسمین ہین یعنی ایک صراحۃً اور دوسری کنایۃً ۔ [۱]

[۱] اول اور سوم سوال کی بابت قاضیون کے باہم اختلاف رائے تھا قاضی القضات نجم الدین علیخان کی یہ رائے تھی کہ ندو جہاد ل کی تحریر زوجۂ ثانیہ کے حق مین انتقال جائداد کے جواز کے لیے جو شوہر کی جانب سے اُسکے نام عمل مین آیا کافی ہے علاوہ ازین اُنکی یہ بھی رائے تھی کہ رہن جو واہبہ کی جانب سے اور اُسکے نام سے عمل مین آیا اُس سے ہبہ کے استرداد کنایۃً مراد تھی

س ۴ - اگر جائداد پر جسکو موہوب لہا نے اپنے متبنیٰ پسر کے نام منتقل کیا موہوب لہا مذکورہ بالاشتراک اپنے بھائی کے قابض ہے تو اس وجہ سے اس حصہ کے ہبہ کے جواز مین جو اسکے ملک سے تھا اعتراض عائد ہوگا یا نہین -

ج ۴ - چونکہ بھائی کو بالاشتراک استحقاق مالکیت حاصل ہو لہذا بوجہ مشاع ایسا ہبہ باطل و ناجائز ہو -

ہبہ کرنا جائدا مشترکہ کا -

مقدمہ ۲۲

س ۱ - ایک شخص نے اپنا مکان سکونت دوسرے شخص کے نام منتقل کیا مگر قبضہ اسکا نہ چھوڑا واہب اور موہوب لہ دونون سے موہوبہ پر بالاشتراک قابض ہے اس صورت مین ایسا ہبہ شرعاً جائز ہو یا نہین -

ج ۱ - ایسا ہبہ شرعاً جائز نہین ہو کیونکہ ہبہ کی صورت مین شرط محکومۂ شرع یہ ہو کہ موہوب لہ بلا شرکت غیرے شی موہوبہ پر قبضہ کامل حاصل کرے اور واہب اُسکو بالکل حوالہ کردے اور جائداد منتقلہ کا بالکل قبضہ چھوڑ دے اور موہوب لہ کو اُسپر کلیتہً اختیار حاصل ہو جائے لیکن اس صورت مین معلوم ہوتا ہے کہ واہب نے شی موہوبہ کا قبضہ نہین چھوڑا بلکہ بالعکس اسکے واہب اور موہوب لہ

ہبہ مکان کا اس صورت مین باطل و ناجائز ہو جبکہ ہبہ کے بعد ہبہ کرنیوالا اسکے کسی جزو پر دخیل رہے -

اور اسپر عمل ہوجانا چاہیے مگر کثرت رائے کے بموجب جوابات مذکورہ بالا مین مندرج ہو عمل کیا گیا -

بالاشتراک شے مذکور پر دخیل رہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ وہ اپنی وفات تک اس مکان مین رہا بلکہ اسی گھر مین اُسنے وفات پائی یہ امر بخوبی ثابت ہو گیا ہی اور کتب فقہ مین یہ امر صاف لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص ایک مکان کسی دوسرے شخص کے نام بذریعہ ہبہ منتقل کرے اور وہ خود اسمین رہے یا اسمین اپنا کچھ مال بھی رکھے تو ایسا ہبہ بوجہ نہ حوالہ کیے جانے اور نہ دلائے جانے قبضہ کامل کے ناجائز ہے الّا اس صورت مین جب زوجہ ایک مکان اپنے شوہر کے نام ہبہ کرے تو ایسا ہبہ صحیح تصور کیا جائیگا گو وہ اپنے شوہر کے ساتھ اُسپر دخیل رہے اور اپنا کل مال اُسمین رکھے کسواسطے کہ زوجہ اور اُسکا مال دونون شوہر کے قبضہ جائز مین رہتے ہین علےٰ ہذا القیاس بعض اہل فقہ کی رائے یہ ہی کہ باپ اپنے نابالغ بیٹے کے نام مکان ہبہ کر لے اور وہ خود اُسپر دخیل رہے اور وہ اپنا اسباب اُسمین رکھے تو ایسا ہبہ اس مسئلہ کے بموجب کہ باپ کا قبضہ جائداد موہوبہ پر مختار تا تصور کیا جاتا ہی جائز ہی اور اس مسئلہ کی رو سے باپ کا قبضہ بیٹے کے قبضہ کے مساوی ہی لیکن بعض اہل فقہ کو اس مسئلہ کی نسبت بھی اعتراض ہی ا لیکن یہ امر صاف ظاہر ہی کہ باستثنا دو صورتون مذکورۂ بالا کے یعنے ہبہ جو زوجہ کی جانب سے شوہر کے نام یا باپ کی طرف سے نابالغ بیٹے کے نام عمل مین آئے اگر کوئی شخص اپنا مکان دوسرے شخص کے نام ہبہ کرے تو ہبہ کے جواز کے لیے مکان کے قبضہ سے دست بردار ہونا

ا اصول ہبہ دفعہ ۸ و ۹ –

ضرور ہے اور مکان مذکور اس طور پر کلیتہً خالی کرے کہ اپنی جائداد سے ایک تنکا تک وہان نہ چھوڑے اور اُسکے استعمال اور نفع سے کسی طور پر متمتع نہو اور اُسکو تمام و کمال موہوب لہ کے حوالہ کردے اور صرف اسی صورت مین تفویض و قبضۂ کامل اور جائز ہونا ہبہ کا متصور ہوگا اس صورت مین واہب مکان موہوبہ مین بعد ازان مثل سابق تا دم زیست سکونت پذیر رہا لہذا ایسا ہبہ قطعی اور بلا شبہہ باطل اور ناجائز ہی بدین وجہ مکان کی نسبت واہب کا استحقاق ملکیت اُسکے مرنے تک قائم رہا اور اُسکی وفات کے بعد اُسکے وارثون کو وہ استحقاق پہونچیگا چنانچہ مواخذہ یہ ہین۔ ہدایہ مین لکھا ہی کہ ہبہ کی صورت مین قبضہ کا بالتخصیص حکم ہی لہذا قبضۂ کامل اصل شرط ہبہ ہی شرح وقایہ مین مندرج ہی کہ ہبہ کی تکمیل اس طور کے قبضۂ کامل سے ہوتی ہی جو بہ لحاظ قسم موہوبہ کے موزون ہو منقولہ و غیر منقولہ جائداد کی نسبت قبضہ کا طور مناسب جدا گانہ ہی شارح مرزا چلپی کہتا ہی کہ ہبہ کے استحقاق کا ثبوت شی موہوبہ کی علیحدگی اور تفویض پر منحصر ہی۔ قاضی خان لکھتا ہی کہ ایک شخص نے اپنا مکان دوسرے آدمی کے حوالہ کیا لیکن اپنا اسباب اُسمین رہنے دیا یہ امر ناجائز ہی کیونکہ شی موہوبہ کا استعمال بابت شی غیر موہوبہ کے عمل مین آیا لہذا یہ تفویض کامل نہین ہی یعنے واہب کی جانب سے تفویض کامل عمل مین نہین آئی کیونکہ گو مکان حوالہ کیا گیا مگر بدستور واہب کے تصرف مین رہا مصنف مذکورۂ بالا نے یہ مثال بھی لکھی ہی کہ اگر کوئی شخص اپنا

مواخذ نسبت اس مسئلہ کے جسکی رو سے واہب کا کلیتہً جاتا رہنا اور موہوب لہ کو قبضۂ کامل حاصل ہونا ضرور ہی۔

مکان دوسرے شخص کو دے اور اسمین اسکا مال یا ایک کیسہ محمولۂ خوراک رکھا ہو تو ان صورتون مین ہبہ ناجائز ہوگا کیونکہ شی موہوبہ کا استعمال اُس شی کے واسطے عمل مین آیا جو داخل ہبہ نہین ہی اور یہ امر مانع تفویض کامل ہی تو بلحاظ معنی متعارفہ کے مانع تفویض نہین ہے مگر تفویض کامل ہبہ کی شرط ہی نہ صرف تفویض فصول عمادیہ مین لکھا ہی کہ ہبہ اس صورت مین جب اجازت استعمال شی موہوبہ کی نہ دیجائے صحیح نہین ہی اگر واہب شی موہوبہ کو اپنے کام مین لائے تو یہ امر مانع تکمیل ہبہ ہی کیونکہ ہبہ کی شرط قبضہ ہی موہوب کو قبضہ کامل حاصل کرنا چاہیے جو اس صورت مین نہین ہوسکتا ہی اگرچہ قبضہ کا ہونا بلحاظ عام معنی کے قرار دیا جاسکتا ہی مگر استعمال شی موہوبہ کا حاصل نہین ہوتا نسخۂ اشباہ نظائر کی کتاب اول مین جو درباب ہبہ ہی یہ لکھا ہی کہ ہبہ اس صورت مین جب استعمال شی موہوبہ کا حاصل نہونا جائز ہی الا اس حالت مین جب ہبہ باپ کی جانب سے نابالغ بیٹے کے نام عمل مین آئے یہ امر ذخیرہ مین لکھا ہی اور مصنف نسخۂ مذکور نے یہ صورت جسمین باپ نے نابالغ بیٹے کو کچھ دیا ہو مستثنیٰ کی ہی۔ قاضی خان نے لکھا ہی کہ اگر آراضی کا ہبہ باپ کی جانب سے نابالغ بیٹے کے نام عمل مین آئے اور باپ بعد ازان اسمین زراعت کرے یا ایک مکان اسکو دیکر بعد ازان اسمین رہے تو ایسا ہبہ ناجائز ہی۔ نسخۂ مجردمین ابو حنیفہ رضہ کی یہہ راے لکھی ہی اگر باپ اپنے نابالغ بیٹے کو مکان ہبہ کرے

اور پھر وہ اسمین رہے یا اپنا اسباب رکھے یا اورون کو اسمین بلا کرایہ رہنے
کی اجازت دے تو ایسا ہبہ جائز اور باپ کا یہ فعل بطور مختار تصور کیا جائیگا
لیکن اگر باپ مکان کا کرایہ حاصل کرے تو ہبہ باطل و نادرست متصور
ہوگا۔ ابو حنیفہ کا یہ مقولہ وہ ہی جو انھون نے پیچھے لکھا ہی ابتداءً گو انھون نے
باپ و نابالغ بیٹے کی صورت مستثنے انہین کیا تھا اور بوجہ نہ حاصل ہونے
استعمال شی موہوبہ کے ایسے ہبہ کو ناجائز قرار دیا تھا۔ ملہ

س ۲۔ ہبہ جو زبانی بلا تحریر دستاویز عمل مین آئے وہ جائز ہی یا نہین۔

تکمیل ہبہ کے شرائط ضروری۔

ج ۲۔ زبانی ہبہ جائز ہی اسواسطے کہ صرف ایجاب قبول امور ضروریہ
ہبہ کے ہین اور مکان کا بلا حاصل ہونا اور اسمین نہونا واہب کے
مال کا اور اسکا واہب کے تصرف مین نہ آنا تکمیل ہبہ کے شرائط ہین
اور دستاویز نہ امور ضروریہ مین داخل ہین اور نہ شرائط مین اسواسطے
ایسے ہبہ کی صورت مین جو زبانی عمل مین آیا ہو ایجاب قبول کا

ملہ مراد اس سے یہ ہی کہ جواز ہبہ کے مقولہ کے بالعموم بیان کرنے مین جسکے واسطے واہب
کے قبضہ کا کلیۃً جاتا رہنا اور موہوب لہ کا بالکل قابض ہونا ضرور ہی ابو حنیفہ نے
کوئی استثناء اس ہبہ کی نسبت نہین بیان کیا جو باپ کی جانب سے بیٹے
کے نام عمل مین آئے لیکن اس خاص ہبہ کی صورت کے بیان مین اسنے لکھا ہی
کہ باپ بیٹے کی جانب سے مختار تا اُس جائداد پر قابض ہوسکتا ہی جو اسنے بزمانہٴ
نابالغی بیٹے مذکور کو دی ہو۔

ہونا قرار پائے اور قبضہ کامل کی شرط کا ہونا بھی پایا جاے یعنے شی موہوبہ کسی طور پر واہب کے تصرف مین نہ ہو اور شی مذکور کی نسبت اعتراض شاع عائد نہو تو ایسا ہبہ جائز ہی گو کوئی دستاویز تحریر نہوئی ہو لیکن اس مقدمہ کی کیفیت سے ثابت ہوتا ہی کہ مکان موہوبہ مین واہب تا دم مرگ سکونت پذیر رہا پس واہب کی شی موہوبہ پر متصرف اور اُس سے متمتع ہونے کی وجہ سے ہبہ باطل اور ناجائز متصور ہوگا اور اس صورت مین ایک اور وجہ ہبہ کے باطل اور ناجائز کرنے کی یہ ہی کہ یہ امر ثابت ہوگیا کہ مکان مذکور دو شخصون یعنی واہب کی پوتی اور اُسکے شوہر کو دیا گیا اور ہبہ ایسا ور اور کتب فقہ مین یہ لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص دو آدمیون کے نام ہبہ کرے تو ایسا ہبہ ناجائز ہی کیونکہ ایسے ہبہ مین اعتراض شاع عائد ہوتا ہی اور اس صورت مین مکان دو شخصون کو بالاشتراک دیا گیا اور اُنکے حصص کی تفریق نہین کی گئی اور جب ہبہ کی تصریح نہکیجاے وہ شرعًا ناجائز ہی لہٰذا دو وجہ سے ہبہ ناجائز ہوا اول یہ کہ واہب اُسمین سکونت پذیر رہنے کے باعث سے اُسپر متصرف اور اُس سے متمتع ہوتا رہتا اور ہبہ کا غیر مصرح ہونا دوسری وجہ ناجوازی کی ہی۔ اور تحریری دستاویز کا ہونا یا نہونا مساوی ہی۔ وجوہات ناجوازی کے باعث سے ہبہ ناجائز قرار دیا جائیگا گو دستاویز تحریری موجود ہو اور اگر ہبہ کے جواز کے لیے وجوہ کافی ہین تو وہ جائز متصور ہوگا گو دستاویز نہ تحریر ہوئی ہو اس صورت مین نہونا دستاویز کا سبب ناجوازی

ہبہ ایک شخص کی جانب سے دو آدمیون کے نام۔

ماخذات درباب شرائط ضروری ہبہ کے۔

ہبہ ایک آدمی کے نام دو شخصون کی جانب سے۔

ہبہ کا نہین ہی مگر وجوہ یہ ہین کہ واہب مکان مذکور پر متصرف اور اُس سے متمتع ہوتا رہا اور ہبہ مین اعتراض مشاع لازم آتا ہی۔ ماخذات ہدایہ مین لکھا ہی کہ ایجاب وقبول ضرور ہی اور ہبہ ایک معاہدہ ہی اور جملہ معاہدات مین ایجاب وقبول کا ہونا ضرور ہی اور ہبہ کی نسبت استحقاق ملکیت قائم ہونے کے واسطے قبضہ لازم ہی اور اسی کتاب مین یہ بھی لکھا ہی کہ اگر دو شخص بالاشتراک مکان کو ایک شخص کے نام ہبہ کرین تو جائز ہی کیونکہ وہ آسکو کلیتہً حوالہ کر دیتے ہین اور موہوب لہ کل مکان پر متصرف ہو جاتا ہی اور قبضہ ہونے کے وقت اشتراک جائداد نہین ہوتا ہی اگر ایک شخص ایک مکان دو آدمیون کے نام ہبہ کرے تو ابو حنیفہ رض کے بموجب ایسا ہبہ ناجائز ہی مگر دو خلفاء کے نزدیک ایسا ہبہ جائز ہی کیونکہ واہب منجملہ موہوب لہم کے ہر ایک کو اپنا کل مکان دیتا ہی اور اُسمین صرف انتقال واحد ہی لہٰذا جائداد کی نسبت اسطرح کا اشتراک نہین ہی جو ایک مکان کو دو آدمیون کے ہاتھ مین رکھنے سے ہوتا ہی۔ اس امر کی نسبت ابو حنیفہ اپنی راے کی تائید مین دو وجہ لکھتا ہی اول یہ کہ ایسی صورت مین ہر ایک کو نصف مکان ہبہ کیا جاتا ہی اور اس سے ظاہر ہی کہ اگر ایک شخص کوئی ایسی شے جو تقسیم کے قابل ہو دو شخصون کو دے اور آنمین سے ایک لینا ہبہ کا قبول کرے تو ہبہ اُسکے حصہ کی نسبت جائز متصور ہوگا پس ظاہر ہی کہ ہر ایک موہوب لہ کے قابض ہونے کے وقت جائداد کا اشتراک واقع ہوگا۔ دوسری وجہ

کہ جب ہر ایک موہوب لہ کا استحقاق ملکیت نصف مکان کی نسبت قرار پایا
تو ظاہر ہی کہ انتقال مین بھی اُسی قدر تصور کیا جائیگا کیونکہ ملکیت اور
انتقال کا استحقاق متحد ہی پس جب استحقاق ہر موہوب لہ کا بہ نسبت ایک

رہن کرنا مکان کا دو شخصون کے ہاتھ -

ایک نصف کے ثابت ہی تو غیر معین ہونا اشتراک نسبت شی موہوبہ کے
بخوبی متحقق ہی رہن کی صورت مین ایسا نہین ہوتا کیونکہ رہن کے ذریعے سے
تصرف حاصل ہوتا ہی نہ استحقاق مالکیت اور منجملہ دونون مرتہنون کے ہر مرتہن
کا استحقاق تصرف کلیتہً وقطعاً ثابت ہوتا ہی کیونکہ اگر راہن ایک مرتہن کا
قرضہ ادا کرے تو بھی دوسرے مرتہن کا استحقاق درباب تصرف کامل بدستور

ماخذات -

قائم رہتا ہی اُسی کتاب مین یہ بھی لکھا ہی کہ ایسی شی کے جزو کا ہبہ جو
قابل تقسیم ہونا جائز ہی اِلّا اُس صورت مین کہ اُسکی تقسیم اور تفریق عمل
مین آئے اور تقسیم سے اِس جگہ مراد یہ ہی کہ واہب کی جائداد سے شی موہوبہ
کی علحدگی عمل مین آئے اور اُسپر ملکیت کے استحقاق کا نفاذ واہب کی
جانب سے جاتا رہے اور شرع کے بموجب مراد اُسکی یہ ہی کہ استعمال شے
موہوبہ کا بنظر نفع واہب کے عمل مین نہ آئے - مثلاً ایک شخص اپنا
مکان دوسرے آدمی کو دے مگر اُسمین اپنا اسباب رکھے یا اُسمین رہے تو
ایسا ہبہ نہ جائز ہی کیونکہ صورت اول مین مکان موہوبہ واہب کی جائداد
یعنے اُسکی اثاث البیت کے نفع کے لیے کام مین لایا گیا اور دوسری
صورت مین گو وہ اُسکی جائداد کی نظر سے کام مین نہ آیا مگر اُسمین رہنے کی
وجہ سے واہب کو نفع پہونچا -

س ۳۳ - اگر ایک شخص اپنی پوتی کے شوہر کے نام بحالت موجود ہونے ایک دختر اور تین اور پوتیون کے ہبہ کرے تو ایسا ہبہ جائز ہی یا نہین -

ج ۳۳ - سوال مذکورۂ بالا کی صورت مین ہبہ شرعاً جائز ہی کیونکہ ہر شخص کو اپنی مرضی کے مطابق اپنی جائداد دے ڈالنے کا اختیار ہی اگر اُسکی خوشی ہو تو اسے اپنی اولاد سے صرف ایک طفل کو یا اشخاص اجنب یا محتاجون کو دیسکتا ہی اُسکے اطفال یا اُسکی اولاد سے کسی کو اُسکی راے کے خلاف معترض ہونے کا استحقاق نہین ہی کیونکہ ورثا کو استحقاق جائداد مورث کی وفات کے بعد حاصل ہوتا ہی نہ کہ اُسکے حین حیات لہذا اگر باوجود ہونے ایک دختر اور چار پوتیون کے وہ اپنی کُل جائداد کو ایک پوتی کے شوہر کے نام بذریعۂ ہبہ منتقل کرے تو ایسا ہبہ بلاشک جائز ہی - لیکن اس صورت مین مابین دعوی شو موہوبہ اور گواہون کی شہادت کے بڑا اختلاف معلوم ہوتا ہی اور ہدایہ مین لکھا ہی کہ جب دعوی اور شہادت مین اختلاف ہو تو ایسی شہادت کو نامنظور کرنا چاہیے اختلاف یہ ہی کہ مدعا علیہا نے جواب مین یہ دعوے پیش کیا ہی کہ ہبہ اُسکے اور اُسکے شوہر کے نام بالاشتراک عمل مین آیا پس اس دعوی کے بموجب ایک ہبہ دو شخصون کے نام ہوا جو مشاع کی وجہ سے ناجائز ہی اور اسی واسطے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اس امر پر لحاظ نہوگا کہ ایسی ہبہ کا ہونا گواہون سے ثابت ہی یا نہین لیکن جو جواب مین یہ دعوی پیش کیا گیا ہبہ صرف مدعا علیہا کے نام ہوا

باپ کا اختیار اپنی جائداد کی نسبت -

واقع ہونا اختلاف بیانی کا کاغذات سوال و جواب مین نیز دعوی ہو -

اور وجہ ثبوت سے جو تبائید جواب گذرانا ہی ظاہر ہوتا ہی کہ ہبہ صرف شوہر مدعا علیہا کے نام عمل مین آیا یہ تینون بیان ایک دوسرے کے مخالف ہین اول بیان یہ ہی کہ مدعا علیہا اور اُسکا شوہر دونون موہوب لہ ہین اور دوسرا یہ کہ صرف مدعا علیہا موہوب لہا ہی اور تیسرا یہ کہ صرف مدعا علیہا کا شوہر موہوب لہ ہی یہ فرض کرنا کہ ہبہ شوہر یا زوجہ کے نام بوجہ انکے شامل ہونے کے بمنزلہ اُس ہبہ کے ہی جو دونون کے نام بالاشتراک عمل مین آئے غلط عام ہی اور شرع مین اسکی کچھ اصل نہین ہی اسی واسطے گواہون کی شہادت جو دعوی مظہرہ کے جواب کے مطابق نہین ہی اور نہ دعوی مظہرہ رد جواب کے شرعًا کالعدم اور ناقابل سماعت ہی اور انکی گواہی کا غذات سوال وجواب کے خلاف ہی اور اس سے غیر صحیح ہونا گواہی کا واضح ہی پس ہبہ کا ہونا قرار نہین دیا جا سکتا علاوہ اسکے یہ بھی واضح ہی کہ چونکہ خود واہب مکان مین سکونت پذیر تھا اور اس وجہ سے قبضہ غیر مکمل رہا لہذا ہبہ بنفسہ ناجائز ہی پس ایسے ہبہ کے ثبوت اور غیر ثبوت سے کچھ غرض نہین ہی چونکہ مکان موہوبہ کی علیحدگی واہب کی جائداد سے تا دم مرگ اسکے عمل مین نہین آئی لہذا اسکی وفات کے بعد وہ اُسکے ورثا کو ملیگا چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ وجہ ثبوت جو مدعی نے پیش کیا ہو اسکے دعوے کے مطابق ہو تو ایسا دعوے قابل اعتبار ہی اور مخالف ہونے کی صورت مین ایسا نہ ہوگا کیونکہ استحقاق کے امور مین وجہ ثبوت کی

شوہر کے حقوق زوجہ کے حقوق سے مختلف ہین

ساقط ہونا شہادت کا بیان دعوی سے

تسلیم کے واسطے اول دعوی کا پیش کرنا ضرور ہی اور یہ امر پہلی صورت مین ہوتا ہی اور پچھلی مین نہین ۔ ۔ ؎

مقدمہ ۳۴

س ا ۔ مسماۃ ساجدالنسار نے فخرالدین حسین کے نام اپنا حصہ یعنی باپ کی جائداد کا ایک ربع جو اسکو وراثتہً ملا تھا ہبہ کیا اگر ایسا ہبہ بوجہ غیر منقسم ہونے جائداد کے یا بسبب کسی اور وجہ ناجوازی کے باطل و نادرست قرار پائے اور موہوب لہ یہ بیان کرے کہ واہبہ کی وفات سے وہ اور اسکا ولی جائداد موہوبہ پر قابض ہا تو اس صورت مین موہوب لہ پر واہب کے ورثا کو جائداد کے اس منافع کا حساب دینا جو اسکے قابض ہونے کے زمانہ مین حاصل ہوا شرعًا ضرور ہی یا نہین ۔

ذکر زندہ اصلات کا ناجائز ہبہ کی صورت مین ۔

ج ا ۔ اس صورت مین زر و اصلات مطابق قاعدہ متعلقہ بیع ناجائز کے جائداد مبیعہ سے متعلق تصور نہین کیا جاتا ہی یعنی داخل جائداد موہوبہ متصور نہ ہوگا چنانچہ ابو حنیفہ کی رائے کے بموجب فخرالدین حسین پر ساجدالنسار کے وارثون کا مطالبہ بابت منافع کے عائد

؎ مراد اس سے یہ ہی کہ دعوی کی تائید مین قبل پیش کرنے وجہ ثبوت کے اول تو عیب دعوی کا اظہار ضرور ہی اور دعوی کا استحکام وجہ ثبوت کے ذریعہ سے ہونا چاہیے نہ وجہ ثبوت کا دعوی سے ۔

نہین ہوسکتا دونون خلفا کی رائے بالعکس ہو مگر ابو حنیفہ کی راے مسلمہ ہو
اور اُسکے بموجب عمل ہوتا ہو۔ ۱؎

س ۲۔ منجملہ چند دیہات کے ایک موضع کا زرلگان کاشتکاران
سے وصول کرنا موہوب لہ کی نسبت قرار دیا گیا مگر موضع مذکور کا محاصل
کُل شرکا نے بالاجمال وصول کیا اراضی متعلقہ کاشتکاران
کی تفریق اور حدود کی تصریح عمل مین نہین آتی اور نہ اس موضع
کی تصریح دستاویز ہبہ مین درج ہوئی اسمین صرف جائداد موروثی کا ذکر عموماً

۱؎ اس مسئلہ کی نسبت بڑا ابہام واقع ہو عبارت منقولہ ذیل ہدایہ سے شاید انکشاف
اس مسئلہ کا ہو۔ واضح ہو کہ اگر ایک شخص دوسرے کی نسبت ایک ہزار درم کا دعوی کرکے
زر مذکور اُس سے وصول کرے اور بعد ازان فریقین اس امر کو تسلیم کرین کہ قرضہ واجب نہ تھا
تو مدعی جو منافع اس عرصہ مین زر مذکور سے حاصل کرے جائز ہو کیونکہ بے اصلی اس معاملہ
کی استحقاق کی ناجوازی کے باعث سے واقع ہوئی ہو اور وجہ اسکی یہ ہو کہ قرضہ مدعی کے
دعوی اور مدعا علیہ کے اقبال کے باعث سے عائد ہوا تھا اور بعد ازان ظاہر ہوا کہ قرضہ کی بابت
مدعی کا استحقاق نہین ہو بلکہ طرف ثانی یعنی مدعا علیہ کا ہو مگر پھر بھی ہزار درم جو مدعی نے اپنے
دعوی کے مطابق وصول پائے وہ اُسکی ملک مین داخل متصور ہونگے گو استحقاق ناجائز
کے ذریعہ سے ایسا تصور کیا جائے اور چونکہ اصلی اس معاملہ کی صرف ناجوازی استحقاق
جائداد کے باعث سے تصور کی گئی ہو نہ قطعی معدوم ہونے استحقاق کی وجہ سے لہذا
ایسی ناجوازی سے شو غیر مبیعہ مثلاً زر نقد کی نسبت کچھ موثر نہو گی۔

مندرج ہے اس صورت مین موضع مذکور کا ایک ربع ایسی دستاویز ہبہ کے
بموجب موہوب لہا کا حق ہو یا نہین۔

ہبہ اراضی کی تکمیل محاصل کے انتقال سے نہین ہوتی۔

ج ۲ - منجملہ دیہات کے صرف ایک موضع کے کاشتکاران کی تصریح
سے موضع کے کسی جزو کا ہبہ درست نہین ہے اِلّا اُس صورت مین کہ
ان اراضیات کی تفریق جنپر وہ دخیل ہون اور حدود کی تصریح تقسیم
جائداد عمل مین آئی ہو لیکن اگر اراضی مذکور دیگر جائداد سے پیمائش کے
بموجب علٰحدہ کی گئی ہو اور اراضی مقبوضہ کاشتکاران کی تصریح ہوئی
ہو تو ایسی اراضی منقسمہ کا جائداد سے کچھ تعلق نہ ہوگا اور بوجہ عائد
نہ ہونے اعتراض مشاع کے ایسے موضع کے ایک ربع کا ہبہ
موہوب لہ کے قابض ہوجانے کے زمانہ سے کامل ور واجب التعمیل
تصور کیا جائیگا۔

پانچوان باب

نظائر وصیت

مقدمہ ا

س - ایک شخص واسطے حصول قبضہ کسی قدر جائداد کے استحقاق ملکیت کی بناپر اس بیان سے نالش کرتا ہے کہ متوفیہ نے اپنے حین حیات کُل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کو مع جملہ حقوق ومنافع کے اُسکے یعنے مدعی کے نام باستثناء اس جائداد کے جسکی بابت اب نالش دائر کی ہے اور جسکی نسبت اسوقت تنازع درپیش تھا منتقل کیا اور اُسپر قابض کرادیا اور علاوہ اسکے مالکہ نے اسکے نام

زبانی وصیت کی ہے[1] اور باضابطہ اور علانیہ اُسکو وصی اپنا مقرر کرکے واسطے وصول کرنے ہر قسم کے زرباقی کے جو اُسکا یا فتنی تھا اور اپنی جائداد اور جملہ مطالبات ذمگی جائداد کے تصفیہ کا اختیار دیا ایسی صورت مین مدعی ایسے انتقال وصیت کے ذریعہ سے ایسی جائداد کی نسبت جو حین حیات مالکہ متوفیہ کے قبضہ مین نہ تھی استحقاق جائز رکھتا ہی یا نہیں اور مابین ہبہ اور تملیک کے شرعاً کیا فرق ہی اور نیز ایسے انتقال اور وصیت مذکورہ بالا کے جواز مین کیا مواخذ ہین۔

وصیت کی تعریف

ج۔ وصیت سے جائداد کا وہ انتقال مُراد ہی جو بعد وفات عمل مین آئے مثلاً ایک شخص دوسرے شخص سے یہ کہے کہ فلان چیز میری وفات کے بعد فلان شخص کو ملے اسطرح کی دیگئی شی کو موصی بہ کہتے ہین اور جو شخص دے اُسکو موصی اور جسکو دیجائے اُسکو موصی الیہ کہتے ہین اور جس شخص کے ذمہ وصیت کی تعمیل ہو وہ وصی ہی اور وصیت کے جواز کے لیے جائداد موصی بہ کا موصی کے قبضہ مین اُسکی وفات کے وقت ہونا ضرور ہی[2] ورنہ وصیت کا کچھ اثر نہ ہوگا مثلاً اگر کوئی شخص یہ وصیت کرجائے کہ اسکی بقیہ زمین سے ایک ثلث فلان شخص کو ملے

ذکر اس جائداد موصی کا جو موصی کی وفات کے وقت اُسکے قبضہ مین نہو۔

[1] ہبہ زبانی بلحاظ جواز شرعاً ہبہ تحریری کی مساوی ہی۔ اصول وصیت دفعہ ا۔

[2] وصیت کے عمل مین آنے کے وقت شی موصی بہ کا موجود ہونا ضرور نہیں ہی۔ اصول وصیت دفعہ ۸۔

اور یہ معلوم ہو کہ موصی کے پاس وقت وفات کے بغیر نیت تعیین تو ایسی وصیت اس قاعدہ کی روسے کہ موصی کی وفات کے وقت جائداد کا اُسکے قبضہ مین ہونا ضرور ہی باطل اور نادرست متصور ہوگی تملیک ایک عام اصطلاح ہی جو ہبہ کے خواہ وہ مشروط ہو یا غیر مشروط یا بیع یا وصیت سے متعلق ہوسکتی ہی لیکن ہبہ سے مراد یہ ہی کہ جائداد دوسرے شخص کے نام فوراً بلا معاوضہ منتقل کیجاے پس۔ فرق مابین انتقال استحقاق مالکیت اور ہبہ کے یہ ہی کہ استحقاق مالکیت کا انتقال ایک عام اور ہبہ ایک خاص امر ہی۔ اسواسطے جائداد جو مالکہٗ متوفیہ کے قبضہ مین نہ تھی اسپر مدعی کا استحقاق وصیت یا ہبہ کے ذریعہ سے شرعاً تصور نہین کیا جا سکتا۔ ط

فرق مابین تملیک اور ہبہ کے۔

ط نتوی مذکورہ بالا سے معلوم ہوگا کہ شرائط ہبہ اور وصیت مین فرق بہت کم ہی یعنی وصیت کی صورت مین واہب کو شی موصی بہ سے بلالحاظ موجود ہونے موصی الیہ کی قطعاً دست بردار ہونا لازم ہی اور اس سے شرط محکومہ شرع کی تعمیل لازم آتی ہی لیکن ہبہ کے جواز کے لیے موہوب لیہ کا قبول کرنا ضرور ہی اور وصیت کا ابطال بلاشک موصی کی مرضی پر منحصر ہی۔ ایک بڑا فرق وصیت اور ہبہ مین یہ معلوم ہوتا ہی کہ وصیت اس صورت مین بھی جبکہ شی موصی بہ وصیت کے وقت موصی کے قبضہ مین نہ ہو عمل مین آسکتی ہی بخلاف اسکے ہبہ ایسی صورت مین باطل و ناجائز متصور ہوگا علاوہ اسکے یہ بھی ضرور نہین کہ چند اشخاص کے نام وصیت کرنے کی صورت مین موصی ہر ایک کے نام کے ہبہ کی تفریق و تصریح کرے۔

مقدمہ ۲

س — ایک عورت کچھ جائداد منقولہ چھوڑکر مرگئی اور کوئی وارث نہونے کی وجہ سے اُسکی جائداد کا عدالت مین تعلیقہ ہوگیا اور دعویدارونکے احضار کے لیے اشتہار جاری ہونے کے بعد ایک عورت نے حاضر ہوکر اپنے تئین متوفیہ کی اُسکی جائداد کا وارث ظاہر کیا اور مظہر ہوئی کہ متوفیہ نے اسکا نکاح کیا علاوہ اسکے مدعیہ نے گواہ چار پیش کیے اُنھون نے ازروے حلف بیان کیا کہ متوفیہ نے انکے سامنے متبنیٰ کرنا مدعیہ کا بطور اپنی دختر کے بارہا تسلیم کیا اور اُسکا نکاح بھی کیا اور یہی اُسکی وارث جائز ہے اس صورت مین مدعیہ کو متوفیہ کی جائداد پانے کا استحقاق ہی یا نہین یا جائداد مذکور داخل بیت المال کیجاے۔

اگر مالک کسی شخص کو اپنا وارث قرار دے تو شخص کو بطور موصی لہ مستحق ارث ہوگا۔

سوال سے معلوم ہوتا ہی کہ متوفیہ عورت نے چار گواہون کے سامنے مدعیہ کو اپنا وارث قرار دیا اور ظاہر ہو کہ اس اظہار سے نیت اور مراد اسکی یہ تھی کہ مدعیہ اُسکی وفات کے بعد وارث ہو اور ان الفاظ کی تعبیر بجز اسکے اور کسی طرح نہین ہوسکتی کہ ایسی وصیت نسبت کل جائداد کے مفہوم کیجاے اور ہرچند یہ امر عبارت سے واضح نہین ہی لیکن بیان کے منشا پر لحاظ ہونا ضرور ہی۔

ملہ درصورت نہ ہونے وارثون اور قرض خواہون کے وصیت کل جائداد کی شرعًا جائز ہی اور مثل ہبہ کے وصیت مین تصریح جائداد ضرور

مقدمہ ۳

س — اگر کوئی شخص اپنی جائداد کی چار جنبی شخصون کے نام وصیت کرے تو ایسی وصیت جائز ہے یا نہین الا اگر وصیت کی کوئی شرط خلاف شرع ہو تو یہ امر قطعاً باعث ناجوازی وصیت ہوگا یا صرف شرط ناجائز کی نسبت مؤثر ہوگا اور اگر شرط ناجائز سے کل وصیت غیر صحیح قرار پائے تو تسلیم ہونا اسکا اور اسپر عمل کیا جانا دو یا تین برس تک بعد وفات موصی کے جب اسکے جواز کا ہوگا یا نہین —

ج — ترکے کے ایک ثلث کی نسبت وصیت شرعاً جائز ہے اور باقی دو ثلث وارثون کا حق ہے اور اس مقدمہ خاص مین دو زوجہ اور ایک بہن متوفی کی وارث ہین اور دونون زوجہ کا حصہ ایک ربع اور مابقی بہن کا حق ہے پس اگر منجملہ اُن وارثون کے کوئی شخص دعوی اپنا بصورت جائز پیش کرے تو وصیت کی کل شرائط قائم نہین رہ سکتین اور جو جائداد ترکہ کی ایک ثلث سے زائد ہو وہ اُن شخصون کو جو ورثا مین داخل نہ ہون نہین ملسکتی پس وصیت کا ایک جزو خلاف اور دوسرا جزو مطابق شرع کے ہے لیکن جس قدر جزو وصیت کا ناجائز ہے اس سے عدم جواز وصیت کا لازم نہین آتا اور جن شخصون نے بعد وفات موصی کے وصیت کو تسلیم کر کے

وصیت جسکی ایک شرط ناجائز ہو —

نہین ہے اور جیسا کہ بہتر واحد وصیت باطل نہ عمل مین آتا ہو ویسا ہی وصیت بھی باطل نہ ہوسکتی ہے
اصول وصیت دفعہ ۱۱ —

نفاذ اسکی شرائط کا روا رکھا وہ بغیر نالشی ہونے کے اس سے منحرف نہین ہو سکتے ـــ ۱

مقدمہ

س ـ ایک شخص نے حین حیات اپنے باوصف موجود ہونے ایک زوجہ کے اپنی جائداد کو بھائی کے بیٹے کے نام وصیت کیا اور وصیت نامہ پر زوجہ کی تصدیق بھی ثبت ہوئی تھوڑے عرصہ کے بعد وہ لاولد مر گیا اور اُسکی وفات کے بعد اُسکا برادرزادہ اور زوجہ جائداد پر بالاشتراک قابض رہے اور جب زوجہ فوت ہوئی تو اُسکا بھائی اُسکے حصہ کے بابت منجملہ جائداد کے دعویدار ہوا ایسی صورت مین وصیت جو متوفی کی جانب سے بنام برادرزادہ کہ وارثون مین داخل ہے عمل مین آئی جائز ہے یا نہین اور واسطے ابطال استحقاق وارثان زوجہ کے کافی متصور ہے یا نہین ـــ

ج ـــ اگر زوجہ نے شوہر کی وفات کے بعد نسبت دستاویز نوشتہ شوہر کے رضامندی ظاہر کی تو ہر صورت جائز و صحیح ہے کیونکہ جو وصیت ایک وارث کے نام عمل مین آئی وہ صرف بحالت نارضامندی اور وارثون کے ۲ ناجائز ہو سکتی ہے اور ہرچند اس

اگر ایک وارث کے نام با جازت مرحیہ دیگر باقی وارثون کی وصیت عمل مین آئے تو ایسی وصیت جائز ہے ـــ

ـــــ

۱ اس مقدمہ مین اصل امر متعلقہ شرع یہ ہے کہ اگر وصیت کی کوئی شرط ناجائز ہو تو اس سے اُسکے جواز مین بالعموم خلل واقع نہین ہو سکتا اصول وصیت دفعہ ۹

۲ اصول وصیت دفعہ ۳ ـــ

مقدمہ خاص مین اظہار رضامندی صراحتاً ہوا لیکن اسکے مفہوم ہونے مین کچھ شک و شبہہ نہین ہی۔

مقدمہ ۵

س ا۔ منجملہ دو بھائیون کے ایک بھائی تین بیٹے اور ایک دختر چھوڑکر مرگیا اور دوسرے بھائی نے بعد ازان برادر متوفی کی اولاد یعنی اپنے بھتیجون اور بھتیجی کے نام کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ موروثی و مکسوبہ جو خاص اسکی اور برادر متوفی کی مملوکہ تھی وصیت کردی اور اسکو سات حصون پر تقسیم کرکے دو دو حصے ہر برادرزادہ کو اور ایک بھتیجی کو دیا لیکن اسنے اپنے حین حیات انکے حصص کو تقسیم نہین کیا اور نہ انکو قابض کرادیا بلکہ انکو صرف جائداد کے منافع وصول کرنیکا اختیار بلحاظ حصص مجوزہ کے دیا ایسی صورت مین وصیت نامہ جو برادر حی القائم نے تحریر کیا شرعاً درست ہی یا نہین۔

ج ا۔ وصیت جسکا ذکر سوال مین ہی جائز ہی کیونکہ موصی نہی جائداد کا مالک ہی اور اسکو اختیار ہی جسکے نام چاہے وصیت کرے پس جسقدر وصیت کہ بابت جائداد منقولہ یا غیر منقولہ یا موروثی یا مکسوبہ مملوکہ موصی کے بھتیجون اور بھتیجی کے نام عمل مین آئی جائز ہو لیکن بھائی کی جائداد کی نسبت جو وصیت ہوئی وہ محض بیفائدہ ہی کیونکہ موصی کے بھتیجی اور بھتیجون کو اپنے باپ کے ترکہ کی نسبت وراثت کا استحقاق کامل شرعاً حاصل ہو چکے

ذکر وصیت کا بابت اس جائداد کے جسکا ایک جزو موصی کی ملک ہے نہ کل جزو ایسے شخصون کے نام عمل مین آئے جنمین سے بعض وارث ہون۔

بیٹون کو بہ نسبت دختر کے دو چند حصّہ ملیگا اور واضح ہو کہ وصیت کا مقصود
استقرار ملکیت ہی حالانکہ جو وصیت اس مقدمہ خاص مین ہوئی وہ بیفائدہ
تھی کیونکہ موصیٰ الیہم بعد وفات اپنے باپ کے ورا ثۃً ترکہ کے
[فرق مابین جائداد] مستحق ہوے لیکن براورجی القائم نے جو اپنی جائداد کو وصیتہً
[اور اجازت بابت] تقسیم کیا وہ ہرگز اس وجہ سے ناجائز نہین ہوسکتی کہ ناہبروہ نے
[نفاذ استحقاق کے] حین حیات حصص کو تقسیم نہ کیا اور نہ موصیٰ الیہم کو انپر قابض کرایا کیونکہ وصیت
مین مشاع جائز ہی اور موصی نے جو موصیٰ الیہم کو اختیار وصول کرنے منافع کا
بابت اُنکے حصص کے دیا یہ فعل اُسکا صرف داخل اجازت ہی یعنی
یہ اجازت اُسکی بمنزلہ اس امر کے تھی کہ اُسکی جائداد سے اور شخص متمتع
ہون اور یہ امر جائز ہی کیونکہ جیسا کہ ہبہ کامل کی صورت مین ہوتا ہے
[تصریح فرق—] ویسا اجازت دینے کی نسبت اعتراض مشاع وارد نہین ہوسکتا
وصیت جو موصی نے تحریر کی نفاذ اُسکا اُسکی وفات پر منحصر ہی اور بعد
اُسکے فوت ہونے کے اُسکی بھتیجی اُسکے ترکہ سے ساتوان حصّہ پانیکی مستحق
ہی کیونکہ وہ اُسکے ورثا مین داخل نہین اور بعد ملنے ساتوین حصّے کے
جسکی نسبت اُنکو وصیتاً استحقاق پہونچتا ہی بقیہ جائداد سے بھائی کے
بیٹون کو ازروے استحقاق وراثت کے حصّہ مساوی ملنا چاہیے چنانچہ
[انفساخ وصیت بلا] ماخذات ذیل سے اس مسئلے کی تائید ہوتی ہی ہدایہ مین لکھا ہی کہ جو وصیت اس شے
[illegible] کی بابت عمل مین آئے جسکی وصیت کا اختیار موصی کو حاصل ہو جائز ہے اور
[موصی ہے] جسکی نسبت اختیار نہو وہ ناجائز ہو اسی نسخہ مین یہ بھی لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص

اپنی جائداد کا ایک ثلث شخص کے نام اور دوسرا ثلث کسی اور کے نام
وصیت کرے اور ورثا دونون وصیت نامون کی تحریر کی نسبت رضامند
نہون تو ایسی صورت مین ایک ثلث دونون پابندگان وصیت بالمناصفت
تقسیم ہوتا ہو کیونکہ اگر وصیت نامہ ترکہ کے ایک ثلث سے زائد جائداد
کی بابت ہو اور وارث کل جائداد کی بابت لکھنا وصیت نامہ کا نامنظور
کرے تو جیسا کہ ابھی بیان ہوا ہو وصیت بقدر ایک ثلث کے محدود
کیجاتی ہو اور چونکہ اس صورت خاص مین دونون دعویات ان کا استحقاق
بدرجہ مساوی جائز ہو اور ایک ثلث قابل تقسیم ہو لہذا تقسیم اسکی
دعویدارون مین بطور مساوی کیجائے علی ہذا القیاس شرح وقایہ مین
یہ لکھا ہو کہ جیسا ہبہ مطلق سے استحقاق ملکیت حاصل ہوتا ہو ویسا ہی اس
صورت مین حاصل ہوتا ہو جب اسکے نفاذ کے واسطے اجازت دیجاوے مثلاً
کسی شخص کے پاس ایک ظرف پانی سے بھرا ہوا ہو اور وہ آن شخصون (فرق مذکورہ بالا کے سوا قند۔)
کو جنھون نے طہارت بطور تیمم کی ہو کہے کہ جسکو ضرورت ہو اس پانی
سے وضو کرے اور پانی ایک شخص کے وضو کے واسطے کافی ہو تو
اسکا تیمم بیفائدہ ہو کیونکہ جب ایک شخص نے منجملہ جماعت کے پانی سے
وضو کیا تو باقی شخصون پر تیمم کے ذریعہ سے طہارت لازم آئی کس لیے کہ وضو
کی اجازت ہر شخص کو بالانفراد دیگئی تھی لیکن اگر اس شخص نے جسکا پانی تھا یہ
کہا کہ یہ پانی تمھارے سب کے واسطے موجود ہو اور دیا آسکو اپنے کام مین لائین
تو اس سے طہارت جو پیشتر تیمم کے طور پر کی گئی بیفائدہ قرار نہین پا سکتی

کیونکہ بموجب مسئلہ دو خلفا کے ہبہ غیر مصرحہ کی صورت مین استحقاق مالکیت کل موہوب لہم کو بالاشتراک حاصل ہوتا ہو اور ظاہر ہو کہ پانی اسقدر نہ تھا جو ہر شخص کے وضو کے واسطے کافی ہوتا لیکن جو دلیل کہ بموجب مسئلہ ابو حنیفہ رحمہ کے زیادہ تر مسلم ہو وہ یہ ہو کہ پانی بدستور واہب کی ملکیت تصور کیا گیا اور حاصل ہونا اختیار کا ثابت نہین ہوا کیونکہ جب ہبہ ناجائز ہو تو وہ اختیار بھی جو اسکے ذریعہ سے مفہوم کیا جاے لامحالہ باطل ہو پس اگر کل جماعت کے آدمی ایک شخص کو پانی کے صرف کے واسطے اجازت دیدین اور وہ اسکو صرف مین نہ لاے تو جو طہارت اُس شخص نے پیشتر تیمم کے طور پر کی وہ بیفائدہ ہوگی یہ رائے مطابق مسئلہ دو خلفا کے ہو نہ مطابق ابو حنیفہ رحمہ کے کسواسطے کہ ابو حنیفہ کا یہ قول ہو کہ جب اہل جماعت کو استحقاق مالکیت حاصل نہ تھا تو اُنکو اجازت دینے کا اختیار کہان سے حاصل ہوا پس عبارت منقولۂ بالا سے یہ نتیجہ نکلتا ہو کہ ہبہ مطلق اور اختیار کے دینے مین فرق ہو یعنی ہبہ مطلق کے واسطے حاصل ہونا قبضہ کا ضرور ہو کہ اختیار دینے کے لیے اور مشاع سے ہبہ ناجائز ہوتا ہے نہ صورت اختیار یہ فرق بخوبی مستنبط ہو چنانچہ اس باب مین ہدایہ سے منقول ہو کہ اگر کوئی شخص منجملہ اپنے وارثون کے چند کے نام وصیت کرے تو یہ جائز نہین ہو اور واضح ہو کہ اس امر کی تنقیح کے واسطے کہ جس شخص کے نام وصیت عمل مین آئے وہ وارث ہو یا نہین موصی کی وفات کے زمانہ پر لحاظ کرنا چاہیے نہ اس زمانہ پر

موصی لیہ جو قبل وفات موصی کے وارث قرار پانے

جب وصیت کیجائے کیونکہ وصیت کا نفاذ بعد فوت ہونے موصی کے ہوتا ہے یعنی شرح ہدایہ مین اس فقرہ کی نسبت یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص بحالت موجود ہونے بیٹے کے بھائی کے نام وصیت کرے اور بیٹا باپ کی حیات مین مرجائے تو وصیت ناجائز ہے۔ ؎۱

س ۲۔ اگر وصیت نامہ مین الفاظ اثاث البیت داخل نہوے ہون تو اس قسم کی جائداد باوصف نہونے اسکی تصریح کے داخل وصیت تصور کی جائیگی یا نہین۔

ذکر اس وصیت نامہ کا جسکی عبارت عام طور پر لکھی گئی ہو

ج ۲۔ اثاث البیت کو بھی داخل وصیت تصور کرنا چاہیے کیونکہ وصیت نامہ مین الفاظ مقبوضات اور اراضیات مستعمل ہوتے ہین اور الفاظ مقبوضات اثاث البیت پر بھی حاوی ہے علی ہذا القیاس لفظ اراضیات مین باغات و شوارع وغیرہ بھی داخل ہین گو ذکر انکا بصراحت درج نہین ہے لیکن وصیت نامہ کی شرائط کو برادر موصی کی کل اولاد سے کچھ تعلق نہین ہے پس برادر موصی کی دختر کو کل جائداد سے ساتوان حصہ مع اثاث البیت اور ہر قسم کی جائداد کی شرائط وصیت کی رو سے ملیگا اور جو کچھ بچے وہ برادر موصی کی بیٹیون بوجہ استحقاق وراثت کے بحصص مساوی تقسیم ہوگا اور بھائی کی دختر وارثون مین نہین ہے حالانکہ بیٹی داخل ہے اور جو تصریح کرادیا

؎۱ اگر کوئی شخص وقت تحریر ہونے وصیت نامہ کے مستحق وراثت ہو اور بعد ازان قبل وفات موصی کے محجوب الارث ہو جائے تو وہ جائداد موصی بہ وصیت نامہ کی رو سے پا سکتا ہے۔ اصول وصیت دفعہ ۱۰۔

لکھی گئی وہ شرع کے مطابق ہو۔ ماخذات۔ تلویح اور فقہ کے اور رسائل مین
یہ لکھا ہو کہ جو لفظ بصورت عام واقع ہو وہ جملہ جزئیات پر حاوی ہوتا ہو اور اس
قاعدہ کو ان کل الفاظ سے جو بمعنی عام مستعمل ہون متعلق تصور کرنا چاہیے
مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جو کچھ میرے قبضہ مین ہو یا جو اشیاء میرے پاس
ہین تو یہ الفاظ ہر قسم کی جائداد پر جو متکلم کے قبضہ مین ہو حاوی ہین پس
بموجب اُن فقرون کے جو کفایہ اور ہدایہ سے منقول ہوئی ہین وصیت نامہ
کی تعبیر اسی طور پر ہونی چاہیے۔ ۱؎

۱؎ بیان جو اس جگہ درباب مسئلہ تیمم کے تمثیلاً واقع ہوا ہو توضیح اسکی فرد ہو شرع محمدی
مین یہ حکم ہو کہ اگر طہارت کے واسطے پانی میسر نہ ہو تو خاک سے طہارت کیجائے
اور یہ بھی حکم ہو کہ جس قدر جلد ممکن ہو وضو کیا جائے اور اگر اس باب مین غفلت ہو تو
تیمم بیکار ہو جاتا ہو پس پہلی صورت جو اس تمثیل مین بیان کی گئی ہو اسمین منجملہ ان شخصون
کے جو تیمم کر چکے تھے ہر شخص کو بالانفراد وضو کا اختیار حاصل تھا یعنی مالک کی اجازت
سے ہر شخص پانی صرف مین لاسکتا تھا اور چونکہ پانی اس قدر موجود تھا کہ انمین سے
کوئی شخص اُسے صرف مین لاتا لہذا طہارت جو پہلے بطور تیمم کے کی گئی تھی لہذا
بیکار ہو گئی لیکن دوسری صورت جو لکھی گئی ہو اسمین ہبہ بسبب ہونے تفریع
ہر حصہ دار کے حصہ کے ناجائز متصور ہوا اور اگر وہ نافذ بھی تصور کیا جائے تو منجملہ
موہوب لہم کے کوئی موہوب لہ خاص ہبہ سے مستفید ہونے کا مجاز نہ تھا
کیونکہ ہبہ کل شخصون کے نام بالاجمال عمل مین آیا اور کل جماعت کے صرف
کے واسطے پانی کافی نہ تھا۔

چھٹا باب

نظائر نکاح و مہر طلاق و نسب

مقدمہ ۱

س ۱۔ ایک عورت نے دوسری عورت کے نام کچھ روپیہ لیکر اقرارنامہ اس مضمون سے تحریر کیا کہ مین اپنی لڑکی کا نکاح اُسکے لڑکے کے ساتھ کردونگی اور لڑکی معاہدہ کے وقت صرف تین مہینے کی تھی اور اُسکی مان نے لڑکے کو اپنے گھر مین رکھکر اُسکی تربیت کی بعدہ لڑکی کی مان منحرف ہوئی اور اُسنے معاہدہ کے نفاذ سے انکار کیا ایسی صورت مین لڑکے کی مان کو شرعاً یہ استحقاق پہونچتا ہے یا نہین کہ لڑکی کی مان کو تعمیل معاہدہ کے واسطے

مجبور کرائے یا جو روپیہ کہ اُسنے لڑکی کی ماں کو اقرار نامہ نکاح کی بابت دیا ہو وہ اُسکی واپسی کی مستحق ہو۔

اقرار نکاح شرعًا قابل نفاذ نہین ہو

ج ۱ - جو روپیہ لڑکے کی ماں نے نکاح کی بابت دیا اُسکو صرف اُسی قدر زر وصول کرنے کا استحقاق شرعًا حاصل ہو اور اُسکو کل زر مذکور ملنا چاہیے - فتاوی قاضی خان مین یہ مسئلہ لکھا ہو کہ ایک شخص دوسرے شخص کی لڑکی سے خواستگار نکاح ہوا اور اُسکے واسطے تحائف بھیجے بعد ازان لڑکی کے والد نے نکاح کرا دینے سے انکار کیا اس صورت مین یہ تجویز ہوئی کہ جو کچھ بطور مہر یا معاوضہ نکاح دیا گیا وہ بلا لحاظ اُسکے موجود ہونے یا نہونے کے واپس ملنا چاہیے اور جو کچھ بطور تحفہ بھیجا گیا وہ درصورت موجود ہونے کے قابل واپسی ہو لیکن اگر گم یا تلف ہوگیا تو دعوی اُسکا مثل قرضہ کے نہین ہو سکتا۔

س ۲ - ایک عورت کے پاس ایک لڑکا تربیت پاتا تھا اُسنے ایک اور عورت کی لڑکی سے نکاح ہو جانے کا پیام کیا اور لڑکی کے والدین کے گھر مین زیور و لباس وغیرہ بھیجا یا دیا ایسی صورت مین معاہدہ نکاح کامل اور واجب التعمیل ہو یا نہین اور اگر نہین ہو تو عورت مذکور کو استحقاق واپسی اُس شی کا جو دی گئی تھی شرعًا حاصل ہو یا نہین۔

جو شی نکاح کی بابت دیجاوے وہ واپسی کے قابل ہو۔

ج ۲ - ایسی صورت مین معاہدہ نکاح واجب التعمیل اور کامل نہین ہو کیونکہ نکاح کے جواز کے لیے ایجاب قبول طرفین کا لازم ہو حالانکہ اس صورت خاص مین ایجاب و قبول کا عمل مین آنا پایا نہین جاتا

لیکن جو کچھ لڑکی کے والدین کو نکاح کی بابت دیا گیا اُنکے گھر بھیجا گیا شرعاً
قابل استرداد ہو نسخہ مختصر عشیانی مین جسکا حوالہ فتاوے حصومی مین دیا
گیا ہو یہ لکھا ہو کہ ایک شخص نے اُس لڑکی کے باپ کے پاس جس سے
نکاح منظور تھا زیور نقرہ و طلا اور پوشاک وغیرہ اسباب بھیجا یا کچھ چیزین اُسکو
زمانۂ حال کے دستور کے مطابق چند مرتبہ دین ایسی صورت مین عقد نکاح
لازم نہین آتا کیونکہ انعقاد نکاح کے واسطے شرعاً ایجاب و قبول ضرور ہی
اور اُنکا عمل مین آنا اس صورت مین پایا نہین جاتا علی ہذا القیاس دستور
انقضات مین بھی یہی لکھا ہو اور فتاوے قاضی خان مین ایک فقرہ اس
مضمون سے تحریر ہو کہ ایک شخص نے کسی کی لڑکی سے پیام نکاح کیا اور اُسکے
واسطے تحائف وغیرہ بھیجے الخ (یہ فقرہ اوپر منقول ہو)—

جو شی تحفہ دیجاے اور وہ موجود ہو تو واپس لیجاسکتی—

مقدمہ ۲

س—نکاح کے واسطے لکھا جانا کسی دستاویز کا ضرور ہی یا نہین
مثلاً ایک شخص نے اپنے بیٹے کا نکاح ایک طوائف کی لڑکی کے ساتھ
قرار دیا اور طوایف نے لڑکے کے والد کو کچھ روپیہ بھی دیا اور اُس سے
ایک اقرارنامہ اس مضمون کا لکھا لیا کہ روپیہ وصول ہوا اور اُسکے عوض
لڑکی کے ساتھ نکاح کر دیا جائیگا اور شخص مذکور نے بعد لکھدینے
دستاویز کے لڑکی کو جسکے ساتھ نکاح ہونے والا تھا اپنے گھر
مین رکھا اور باوجود ان مراتب کے اقرار نکاح ایفا نہ کیا ایسا معاہدہ

شل بیع کے واجب التعمیل متصور ہو سکتا ہے یا نہیں شرعاً قابل نفاذ ہے۔

ج ۔ شرفا مین نکاح کی بابت کوئی دستاویز تحریر نہین ہوتی ممکن ہے کہ اس طرح کا دستور ذیل قومون مین جاری ہو لیکن اگر کوئی شخص روپیہ لیکر اس طرح کا اقرار نامہ لکھا تو وہ صرف بمنزلہ اقرار نکاح ہے اسپر ہرگز عقد نکاح واقعی کا اطلاق نہین ہو سکتا اور جو شخص ایسی دستاویز لکھدے اُسکو شرائط دستاویز سے منحرف ہونے کا اختیار ہے اور جس شخص کے ساتھ مناسب سمجھے اپنے لڑکے کا نکاح کرے لیکن اگر اس سے زر موصولہ طلب کیا جاے تو اُسپر ادا کرنا زر مذکور کا واجب ہے اور واضح ہو کہ معاہدہ بیع کے شرائط صریح و مختص ہوتے ہین لیکن جس قسم کے معاہدہ کا سوال مین ذکر ہے اُسمین ایسی کوئی شرط پائی نہین جاتی ۔ ؎۱

اقرار نامہ نکاح کی بابت لکھا جاے واجب التعمیل نہین ہے مگر جو کچھہ روپیہ عوضہ کی بابت دیا جاے وہ قابل واپسی ہے۔

؎۱ اس صورت کے معاہدہ کو ہبہ بشرط العوض کہہ سکتے ہین اور اثر اُسکا صرف شل بیع کے ہے اور جبتک معاوضہ وصول نہو اس جائداد کو جو دیجاے داخل ہبہ مطلق تصور کرنا چاہیے اور اس قسم کی جائداد بحالت موجود ہونے کے قابل استرداد ہے یہ معاملہ شل ہبہ بالعوض کے بھی تصور کیا جا سکتا ہے یعنی ایسی صورت مین واپس کرنا قیمت کا بحالت نہونے جائداد کے لازم آتا ہے اور سوال مذکورہ بالا مین جو کئی صورتین قائم کی گئی ہین اُنمین سے ایک یہ ہے کہ کل اشیا محض تحفہ بغیر لینے کچھہ معاوضہ کے دی گئین پس اگر اشیاء مذکورہ موجود ہون تو از روے قاعدہ عام استرداد ہبہ کے وے قابل واپسی ہین۔

مقدمہ ۳

س — ایک شخص نے باہم بیٹے اور بھتیجی کے بغیر رضامندی بھتیجی کی ماں کے اُس زمانہ مین جب اُن دونون کی عمر صرف تین تین برس کی تھی نسبت مناکحت قرار دی لیکن بیٹے اور بھتیجی نے زمانۂ طفولیت مین ایک ہی عورت کے دودھ سے پرورش پائی اس صورت مین ازدواج اُن دونون کا شرعاً جائز ہی یا نہین —

ج — سوال سے صرف اسی قدر معلوم ہوتا ہی کہ بیٹے اور بھتیجی نے ایک ہی زمانہ مین بعہد طفولیت ایک مرضعہ کے دودھ سے پرورش پائی لیکن یہ نہین لکھا ہی کہ اُنکی عمر اُسوقت مین کیا تھی شرع مین نکاح اُن اطفال کا جنھون نے ایک ہی عورت کے دودھ سے پرورش پائی ہو بلحاظ اُنکی عمر کے جائز و ناجائز قرار دیا گیا ہی پس اگر بیٹے یا بھتیجی نے قبل ہونے تیس مہینے کی عمر یعنی ڈھائی برس کے یا بیشتر اُس سے ایک ہی عورت کے دودھ سے پرورش پائی تو نکاح فیمابین انکے زمانہ مابعد مین ناجائز ہی لیکن اگر بعد اس عمر کے اُنھون نے ایک ہی عورت کے دودھ سے پرورش پائی تو نکاح جائز ہوگا علیٰ ہذا القیاس اگر زمانۂ رضاعت مین ایک کا سن عمر معینہ سے زائد اور دوسرے کا کم ہو تو یہ امر مانع نکاح نہوگا — [1]　رضاعت سے نکاح باطل نہین ہو سکتا —

[1] قاعدہ یہ ہی کہ جن صورتون مین نکاح بسبب قربت نسبتی کے ممنوع ہی ویسا ہی رضاعت کی وجہ سے ممنوع ہو سکتا ہی لیکن اس قاعدے کی نسبت دو استثنا ہین اور اُنکا ذکر مسائل نکاح کی دفعہ ۲۳ مین لکھا ہی —

مقدمہ

س- ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا اور بنظر رفع بدنامی کے اُسکے ساتھ بحالت اُسکے حاملہ ہونے کے نکاح کر لیا لیکن عورت بدستور اپنے والدین کے گھر مین رہی اور اب اُسنے شوہر پر دعوی بابت نان ونفقہ بقایاے چھہ سال کے کیا ہو گواہ جو پیش ہوے ہین بیان کرتے ہین کہ نکاح کو سولہ یا سترہ برس ہوے اور یہ بھی ثابت ہو کہ زوجہ کبھی شوہر کے پاس نہ رہی اور نہ کبھی اُسنے نان ونفقہ اُس سے پایا ایسی صورت مین اسطرح کا نکاح جائز ہو یا نہین اور زوجہ کو سولہ یا سترہ برس بعد عقد نکاح کے بقایا نان ونفقہ کا استحقاق شرعاً پہونچتا ہو یا نہین-

ج- شرعاً زن حاملہ کے ساتھ نکاح روا ہو لیکن اگر حمل کسی اور شخص سے ہو تو جبتک وضع حمل نہو مصاحبت ممنوع ہو ہدایہ مین لکھا ہو کہ اگر کوئی عورت زنا حاملہ ہو تو اُسکے ساتھ نکاح جائز ہو لیکن شوہر کو تا وضع حمل اُسکے ساتھ مصاحبت نہ کرنی چاہیے- نان ونفقہ کا دعوی شوہر پر نہین ہو سکتا الا اُس صورت مین کہ شرط خاص قرار پائی ہو یا بذریعۂ حکم عدالت کے تجویز ہوا ور وقایہ مین یہ لکھا ہو کہ ایام ماضیہ کی نسبت نان ونفقہ واجب الادا نہین ہو سکتا الا اُس صورت مین کہ قاضی کے حکم سے دلایا جاے یا بتعاقدین مین شرط ٹھہری ہو اور ایسی صورت مین ادا کرنا اُسکا واجب ہو-

نکاح مصاحبت زن حاملہ کے ساتھ-

مقدمہ ۵

س — ایک عورت نکاح کے وقت ماں سے ۱۰ بیگھہ اراضی اور ایک منزل مکان اور گاؤخانہ بطور ہبہ ملا بعدہ وہ شوہر اور ایک دختر غیر منکوحہ اور ایک بیٹا چھوڑ کر مر گئی پس متوفیہ کے شوہر اور اسکی اولاد کو جائداد مذکور الصدر کس حساب سے ملیگی۔

ج — جو جائداد منقولہ وغیر منقولہ عورت کو نکاح کے وقت یا اور طور پر حاصل ہو اسکی نسبت وہ شرعاً مالک کامل تصور کی جاتی ہی لہذا اسکی وفات کے بعد اسکا ترکہ از روے فرائض کے چار حصوں پر تقسیم ہوگا منجملہ انکے شوہر کو ایک حصہ ملیگا اور اسکا بیٹا دو حصے پائیگا اور اسکی دختر کو ایک حصہ دیا جائیگا۔

زوجہ کی جائداد شوہر کو نکاح کے ذریعہ سے حاصل نہوگی۔

مقدمہ ۶

س — عورت منکوحہ کا اپنے زیور و پوشاک وغیرہ اسباب کو شخص اجنب کے نام ہبہ کرنا جائز ہی یا اسکو شرعاً شوہر کی اجازت پیشتر حاصل کرنی چاہیے۔

ج — عورت منکوحہ کو اپنے زیور اور اشیا کا بذریعہ ہبہ منتقل کرنے کا اختیار ہی اور شرعاً شوہر کی اجازت اس باب مین ضرور نہین ہی۔

عورت یعنی زوجہ کو اپنی جائداد خاص کی نسبت استحقاق مطلق حاصل ہے۔

مقدمہ

س ۱- ایک شخص نے پہلی زوجہ سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہونے کے بعد فرنگستان کی ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا اور عورت مذکور کو اپنے مذہب مین داخل کیا اسطرح کا دوسرا نکاح شرعاً جائز ہی یا نہین -

مذہب ور تعداد ازدواج کا ذکر -

ج ۱- ایسا نکاح جائز ہی کیونکہ عورت نے اسلام اختیار کیا اور دین مذکور کے بموجب چار نکاح [۱] جائز ہین ایک شخص ایک ہی وقت مین چار زوجہ رکھ سکتا ہی - [۲]

س ۲- شوہر نے اول زوجہ کا دعوی مہر ادا کرکے اس سے فارغ خطی حاصل کی اور برضامندی طرفین مناکحت کے معاہدہ کی تنسیخ عمل مین آئی اور شوہر باوجود زندہ ہونے اُسکے بیٹے اور بیٹی کے جو زوجۂ اول سے ہین اپنی کُل جائداد منقولہ و غیر منقولہ بلا اطلاع اُنکے بعوض دین مہر دوسری زوجہ کے ہبہ کے روسے منتقل کرتا ہی ایسا ہبہ شرعاً جائز ہی -

کُل جائداد کا ہبہ دوسری زوجہ کے نام جائز ہی گو اولاد زوجۂ اول سے موجود ہو -

ج ۲- صورت مذکورۂ بالا مین چونکہ نکاح اول کی تنسیخ عمل مین آئی لہذا شوہر اپنی جائداد کو بطور معرضۂ بالا ہبہ کرنے کا مجاز ہی اور جائداد پر دوسری زوجہ کے قبضہ ہوجانے سے ہبہ کی

[۱] اصول نکاح وغیرہ دفعہ ۸ -

[۲] نکاح کے جواز کے لیے عورت کا مسلمان ہونا یا نہ ہونا ضروری نہین ہی - اصول نکاح وغیرہ دفعہ ۱۲ -

تکمیل ہو جائیگی کیونکہ شوہر کو اپنی جائداد پر اختیار کلی حاصل ہے اسکا بیٹا اور بیٹی بعد اسکی وفات کے وارث ہونگے نہ اسکے حین حیات — ۱؎

مقدمہ ۸

س — ایک شخص نے قبل نکاح کے اپنی زوجہ کے ساتھ یہ زبانی اقرار کیا کہ بعد نکاح کے زوجہ کو اپنے والدین کے گھر میں رہنے کا اختیار ہوگا بعد ازدواج کے وہ خلاف اس اقرار کے زوجہ دوسری جگہ لیجا سکتا ہے یا اسپر اس شرط کا ایفا ضرور ہوگا۔

ج — شرع کی رو سے ایسا اقرار ناجائز ہے لہذا شوہر کی نسبت ایفا اسکا ضرور نہیں ہے اور اُسنے زوجہ کو اپنے گھر لیجانیکا اختیار ہے بشرطیکہ دین مہر اُسنے ادا کر دیا ہو اور نہ ادا کرنے کی صورت میں زوجہ معترض ہونیکی مجاز ہے ۲؎

۱؎ واضح ہو کہ اس مقدمہ میں ادا کیا جانا زوجۂ اول کے دین مہر کا بصراحت مذکور ہوا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو زوجۂ اول کی اولاد جائداد پدری سے بقدر دین مہر اپنی ماں کے دعویدار ہوتی۔

۲؎ شرع محمدی کا ایک عام قاعدہ یہ ہے کہ اگر ایسے معاہدے کے ساتھ شرائط ناجائز عمل میں آئیں تو اُنکی خلاف ورزی سے خاص معاہدے کے جواز میں کچھ خلل واقع نہیں ہوتا ایسی شرائط بالا حالت اس طور پر کالعدم تصور کیجاتی ہیں کہ گویا وہ کبھی عمل میں نہیں آئی تھیں اصول بیع کی دفعہ ۶ - اور اصول وصیت کی دفعہ ۱۹ - اور اصول مطالبات کی دفعہ ۳ معائنہ کیجائیں

مقدمہ ۹

س — ایک شخص نے بعوض کچھ زر نقد کے اقرار نامہ اس امر کا تجویز کیا کہ وہ اپنی دختر کا نکاح ایک اور عورت کے پسر کے ساتھ کر دیگا چنانچہ پسر کی ماں نے لڑکی کو اپنے گھر مین رکھ لیا مگر اُسکا لڑکا قبل نکاح کے مر گیا ایسی صورت مین دختر کا باپ دوسرے شخص کے ساتھ اُسکے کر دینے کا مجاز ہی یا متوفی کی ماں —

ج — متوفی جسکے ساتھ لڑکی کا نکاح ہونا قرار پایا تھا مگر عمل مین نہین آیا اُسکی ماں شرعاً اس امر کی مجاز نہین ہی کہ لڑکی کا دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرائے لڑکی کے باپ کو اختیار ہی جس شخص کے ساتھ مناسب سمجھے نکاح کرے اور اگر لڑکی ذی شعور اور بالغہ ہی تو اُسکو بہر صورت اجازت ہی کہ کسی شخص کے ساتھ جو مساوی الدرجہ ہو نکاح کر لے اس امر مین سب علما کا اتفاق ہی —

مقدمہ ۱۰

س — اگر زید جمیلہ کے ساتھ نکاح کرنے کے بعد اُسکی حقیقی بہن حمیدہ کے ساتھ حین حیات جمیلہ کے نکاح کرے اور شرعاً ایسا نکاح ناجائز قرار پائے تو نکاح اول جائز متصور ہوگا یا نہین اور جمیلہ دین مہر کی مستحق ہی یا نہین —

زوجہ کی بہن کے ساتھ نکاح کرنا مین حیات زوجہ کے۔

ج ۔ زید کا نکاح جمیلہ کے ساتھ جائز متصور ہوگا گو اُسنے بعد از ان زوجہ کی حقیقی بہن حمیدہ کے ساتھ نکاح کیا ہوا اور چونکہ حمیدہ بوجہ قرابت نسبی اُن واسطہ دارون مین ہی جنکے ساتھ نکاح کرنا جائز نہین ہی لہذا اُسکا نکاح زید کے ساتھ باطل اور نادرست ہی اور وہ مستحق مہر کی نہین ہی لیکن اس امر سے معاہدہ اول جو جمیلہ کے ساتھ ہوا ہی ناجائز نہ تصور کیا جائیگا اور زید کی وفات کے بعد اُسکی جائداد سے جمیلہ اپنے کل مہر کے پانے کی مستحق ہی ۔ ۱؎

مقدمہ ۱۱

س ۔ وے کونسے الفاظ اور مراسم ہین جنسے نکاح کی تکمیل ہوتی ہی ۔

مراسم ضروریہ نکاح۔

ج ۔ نکاح کے لیے متعاقدین کی ایجاب و قبول نہایت ضرور ہی مثلاً شوہر یہ کہے کہ فلان عورت کے ساتھ بہ تعین اس قدر

۱؎ اگر دونون بہنون کے ساتھ وہی شخص ایک ہی زمانہ مین نکاح کرتا یا اس امر کی تنقیح نہوسکتی کہ کسکے ساتھ اول نکاح ہوا تو اس صورت مین دونون نکاح ناجائز قرار دیے جاتے بشرطیکہ زوجۂ اول زندہ ہو اور تنسیخ مناکحت عمل مین آئی ہو۔ زوجۂ متوفیہ یا مطلقہ کی ہمشیرہ کے ساتھ نکاح شرع کے بموجب منع نہین ہے یہ مسئلہ محیط السرخسی مین فتاوی عالمگیری سے نقل ہی ۔

مہر کے مین نے نکاح کیا اور زوجہ یہ کہے کہ مین نے اس امر کو قبول کیا - یا زوجہ کی جانب سے اُسکا وکیل یہ کہے کہ مین نے فلان عورت کا بابت اسقدر مہر کے فلان شخص کے ساتھ نکاح کرادیا علیٰ ہذا القیاس شوہر کا وکیل یہ کہے کہ مین نے اس امر کو فلان شخص کی جانب سے تسلیم کیا اور یہ شرط بھی ضرور ہے[1] موقع معاہدہ پر دو شخص آزاد اور صحیح الحواس ور بالغ اور مسلمان[2] موجود رہین تاکہ ایجاب وقبول کی نسبت گواہ رہین اور ایک مرد اور دو عورتین موجود ہون اور اُنکی نسبت بھی وہی شرائط مقرر ہین - دعوت اور رسوم ابتدائی محض رواج مین داخل ہین معاہدہ کی تکمیل کیواسطے ہرگز ضرور نہین ہین -

س ۲ - ثبوت نکاح کیواسطے کس قسم کی شہادت ضرور ہے -

ج ۲ - یہ ضرور ہے کہ گواہون کی شہادت جملہ صورتون مین

شہادت سمعی کس صورت مین منظور ہی کے قابل ہے -

[1] بادی النظر مین یہ مسئلہ خلاف مسئلہ کے معلوم ہوتا ہے جو مرزا جان کے مقدمہ مین لکھا گیا ہے نظائر نکاح کے مقدمہ ۲ کی تنبیہ ملاحظہ کیجائے مگر فی الواقع دونون متوافق ہین مقدمہ مذکور مین یہ مقولہ تحریر ہو کم ہے کہ شہادت سمعی نکاح کے ثبوت کے لیے کافی ہے مگر اسمین یہ فرق کر لیا گیا ہے کہ نکاح دو گواہون کے سامنے پر بموجب مسئلہ متذکرہ مقدمہ ہذا عمل مین آیا یہ دیگر سوال کے جواب سے بھی یہی امر ثابت ہوتا ہے -
[2] واضح ہو کہ جیسا اور معاملات مین گواہون کی نسبت وضع اور قرابت کا اعتراض کیا جاتا ہے ویسا گواہان نکاح کی نسبت ضرور نہین ہے - اصول نکاح وغیرہ دفعہ ۵ -

باستثنار معاملات نسب، نکاح اور بعض خاص معاملات استثنائیہ کے چشم دیدہ ہو الّا معاملات استثنائیہ مین شہادت سمعی جائز ہے مگر شرط یہ ہو کہ گواہ امر مظہرہ کی نسبت بوجہ شہرت یا دریافت ہونے اسکے کسی ایسے شخص سے جسکی صداقت پر اسکو اشتباہ نہو یقین رکھتا ہو۔ یہ قول مطابق ہدایہ کے ہو۔

س ۳ - شخص مسلمان کا نکاح جاریہ کے ساتھ جائز ہو یا نہین۔

ج ۳ - شخص مسلمان کا نکاح جاریہ کے ساتھ فضول و بے سود ہے کیونکہ جاریہ کے ساتھ بوجہ استحقاق ملک کے متمتع ہونا اسی طور پر جائز ہو جیسا بذریعۂ عقد نکاح کے لیکن باوجود اسکے اسطرح کا نکاح بنظر احتیاط و تہذیب جائز رکھا گیا ہو کیونکہ بالعموم یہ تسلیم کیا گیا ہو کہ جاریہ کا اطلاق بلحاظ اصل معنی اصطلاح کے صرف اسی عورت پر صادق آتا ہو جو دار الحرب مین اسیر یا ایسی کنیز کی اولاد سے ہو مگر جن عورات کو اصطلاح متعارفہ مین کنیز کہتے ہین اُنکے ساتھ مصاحبت جائز نہین اور وہی عورات ہین جو ایام قحط سالی مین اہل اسلام وغیرہ خرید کرین پس ایسی عورات کے ساتھ مصاحبت جائز ہونے کے لیے نکاح کرنا زیادہ تر مناسب ہو۔ لفظ جاریہ کی تعریف شرع کے بموجب۔

س ۴ - ایک شخص نے اپنی چار کنیزون کے ساتھ نکاح کیا اور بعد ازان اُن چارون کی حیات مین عورت حرّہ کے ساتھ نکاح کیا ایسی صورت مین پانچوان نکاح جائز و صحیح ہو یا نہین۔

۱ - اصول مطالبات دفعہ ۱۴۲ -

نکاح جاریہ کے ساتھ۔

ج ۴- اگر یہ ثابت ہو کہ شخص مذکور نے جن چار عورتون کے ساتھ نکاح کیا وہ فی الواقع اسکی کنیز ہین تو اسکا نکاح انکے ساتھ ناجائز و باطل ہی اور نکاح مابعد عورت حرہ کے ساتھ فی الحقیقت پانچوان نکاح تصور نہین کیا جائیگا اور وہ مین حیات کنیزون کے جائز ہی لیکن اگر چارون کنیز فی الواقع از روے شرع اسکی جاریہ نہین بلکہ بلحاظ اصطلاح متعارفہ کے کنیز کہلاتی ہین تو اسکا نکاح انکے ساتھ شرعاً روا ہی اور نکاح مابعد زن پنجم کے ساتھ پانچوان نکاح تصور کیا جائیگا اور اسی جہت سے ناجائز ہوگا ۱؎ لیکن دین مہر بعد تکمیل نکاح ناجائز کے واجب الادا ہوتا ہی اور ایسی صورت مین شوہر پر ادا کرنا اس دین مہر کا واجب ہی جو منجملہ مہر مثل اور مہر مشروط کے قلیل ہو علی ہذا القیاس اولاد جو نکاح ناجائز سے پیدا ہو باپ کے نسب سے کہلائیگی۔

مہر و نسب نکاح ناجائز کی صورت مین۔

مقدمہ ۱۲

س ۱- ایک عورت بالغہ نے اپنی رضا و رغبت سے ایک شخص کے ساتھ گواہون کے روبرو نکاح کیا بعد ازان عورت مذکور کے رشتہ دار اسکو شوہر کے گھر سے زبردستی لیگئے اور اسکا نکاح اور ایک شخص کے ساتھ کردیا اب دونون شوہر واسطے قبضہ عورت کے دعویدار ہین اور

۱؎ لیکن اگر اس شخص نے جسکا ذکر سوال مین ہی دوسرے شخص کی طرف ایک کنیز کے ساتھ نکاح کیا ہوتا تو بعد ازان وہ عورت حرہ کے ساتھ نکاح کرنیکا مجاز نہوتا۔ اصول نکاح ذخیرہ دفعہ ۱۱

دونون نے اپنے اپنے گواہ پیش کیے ہین ایک کا یہ بیان ہو کہ نکاح حسب قاعدہ شرع کے پانچوین رمضان کو ہوا اور دوسرا مظہر ہو کہ نکاح اسی رمضان کی آٹھوین کو ہوا اور دوسرا شوہر یہ بھی اقرار کرتا ہو کہ عورت کا نکاح میرے ساتھ اسکے طلاق کے بعد ہوا ہو اور عورت اور اُسکے واسطہ دار نکاح ثانی کو جائز رکھا چاہتے ہین ایسی صورت مین منجملہ دونون دعویدارون کے شرعاً عورت کسکو ملنی چاہیے اور واسطے ثبوت نکاح کے ثابت کرانا عقد کا گواہون کی گواہی سے ضرور ہو یا نہین اور جواز نکاح کیواسطے رضامندی عورت اور ولیون کی درکار ہی یا نہین۔

ج۔ گواہون کی شہادت سے ثابت ہو کہ دعویدار اول کا نکاح قبل نکاح دعویدار ثانی کے ہوا اور اسی جہت سے پہلا نکاح بلحاظ تقدم کے مرجح ہو[1] پس عورت دعویدار اول کو ملنی چاہیے چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ اگر دعویداران نکاح تاریخ نکاح بیان کرین تو شہادت اُس شخص کی جو تاریخ ماقبل ظاہر کرے قبول ہونی چاہیے علی ہذا القیاس شرح وقایہ مین یہ مرقوم ہو کہ اگر دو شخص نکاح کرنا اپنا ایک عورت کے ساتھ یکی بادیگرے ظاہر کرین اور اپنے اپنے نکاح کی نسبت گواہ گزرانین تو جس شخص کا نکاح قبل ہوا ہو وہ جائز ہی۔ دعویدار ثانی خود مظہر ہو کہ اسکا نکاح اُسوقت ہوا جب زوجہ پہلے شوہر سے طلاق پا چکی تھی لیکن نکاح ثانی کو باطل و ناجائز تصور کرنا چاہیے کیونکہ مدت عدت مین نکاح

اگر خود دعویدار نکاح ہونا اپنا عورت کے ساتھ بعد اُسکے طلاق پانے کے بیان کرے تو اُس سے نکاح سابق کا ثبوت بمقابلہ اُسکے لازم آتا ہی

[1] اصول مطالبات دفعہ ۱۴۔

نکاح ثانی بعد عدت مین۔

ثانی عورت کا ناجائز ہو اور ممکن نہین ہو کہ پانچوین سے آٹھوین تک مدت مذکورہ منقضی ہو گئی ہو لیکن اگر یہ یقین کیا جاے کہ پہلے دعویدار نے فی الواقع عورت کو طلاق دیا اور یہ بھی ثابت ہو کہ دعویدار مذکور نے باوصف ہونے طلاق کے اُسکو پھر نہ بلایا اور متبائن ہونا طلاق کا ثابت ہو تو ایسی صورت مین پہلے دعویدار کا نکاح بھی باطل اور ناجائز ہوتا ہی اور اگر خلاف اسکے عورت طلاق پانا اپنا ثابت نہ کرے اور نکاح گواہان مجاز سے ثبوت کو پہونچے تو عورت پہلے دعویدار کو ملنی چاہیے اور واضح ہو کہ اگر نکاح ثابت ہو تو زوجہ یا اُسکے ولیون کی استرضاء ضرور نہین ہی اِلّا اُس صورت مین کہ متعاقدین کا درجہ مساوی نہو یا اور کسی طرح کا ایسا امر مانع شرعی عارض ہو جو اسکے ابطال عقد نکاح کے کافی قرار دیا گیا ہو۔ ؎۱

مقدمہ ۱۳

س۔ مسماۃ ہندہ و زید پچپن برس تک بطور زن و شوہر یکجا رہے اور بسبب منقضی ہو جانے اسقدر عرصہ دراز کے وقوع نکاح کی نسبت کوئی گواہ رویت موجود نہین ہی لیکن زید کا اقرار درباب ہونے نکاح کے ہندہ کے ساتھ شہادت گواہان اور کاغذات سے ثابت ہو سکتا ہی

؎۱ اصول متعلقہ طلاق کی نسبت اصول نکاح کی دفعہ ۲۴ و ۲۵ ۔ دیکھنی چاہیئے اور بابت مداخلت ولیون کے بھی اصول نکاح کی دفعات ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ معائنہ کیجائین۔

ایسی صورت مین نکاح شرعاً ثابت ہی یا نہین اور اگر نکاح حسب حالات متذکرہ بالا کامل اور واجب التعمیل ہو تو زوجہ بعد لینے اپنے دین مہر کے کس قدر جائداد پانے کی مستحق ہی۔

ج - اگر زید و ہندہ پچپن برس تک بطور زن و شوہر یکجا رہے ہون یا اگر زید نے گواہون کے روبرو نکاح ہونا اپنا ہندہ کے ساتھ تسلیم کیا ہو تو ایسا اقرار اسکا واسطے ثبوت نکاح کے شرعاً کافی ہی اور اگر زید لاولد مر گیا تو اسکی زوجہ ترکہ سے ایک ربع پانے کی مستحق ہوگی اور اگر شوہر نے کچھ اولاد چھوڑی تو زوجہ ایک ثمن پائیگی اور اگر یہ ثابت ہو کہ کوئی رقم خاص بابت مہر کے قرار نہ پائی تھی تو زوجہ کو مہر مثل ملنا چاہیے کیونکہ شوہر پر ادا کرنا دین مہر کا مثل اور مطالبات کے لازم ہی اور ورثا تا ادا ہونے دین مہر کے مستحق ترکہ نہین ہو سکتے۔ [1]

اگر شوہر کا اقرار ثابت ہو تو در صورت موجود ہونے بہتر ثبوت کے اقرار مذکور اثبات نکاح کے لیے کافی تصور ہی۔

مقدمہ ۱۴

س - صغیر السن لڑکی کا نکاح جسکا حقیقی چچا موجود ہو بلا اجازت اُسکے چچا کے مگر با اجازت مان اور نانا اور نانی کے درست اور جائز ہی یا نہین۔

[1] ہرچند اس مقدمہ مین واضح ہو کہ علاوہ اقرار شوہر کے ایک عرصہ تک یکجائی کا ثبوت بھی موجود ہو لیکن اگر ان دونون امور سے ایک امر بھی بخوبی ثابت ہو تو وہ واسطے ثبوت نکاح کے کافی تصور کیا جائیگا۔

نکاح اس صورت مین جب ولی جائز موجود نہو۔	ج ۔ چچا کی اجازت ضرور ہر اِلّا جب وہ تین روز کے فاصلہ پر ہو تو واسطہ داران مذکور الصدر کی اجازت سے نکاح ہو سکتا ہر ۔ ۱

مقدمہ ۱۵

س ۔ مساوی الدرجہ ہونے کی حالت مین اسد علی خلف میر نجان کا نکاح مسماۃ اماناً کے ساتھ بلا رضامندی امامن کے علی مظفر خان کے جائز ہر یا نہین ۔

ج ۔ اگر لڑکی نابالغہ ہر تو اُسکا نکاح محافظین کے اختیار مین ہر سلسلۂ ورثا مین قریب ہونے کی وجہ سے واسطہ دار پدری آسکے محافظ ہین اور باپ کا بھائی ایسے واسطہ دارون مین داخل ہر لہذا وہ نابالغہ کا نکاح کرنے کا مجاز ہر لیکن بالغہ ہو جانے کے بعد عورت کو اُس معاہدہ کی تنسیخ کا اختیار ہوگا جبتک لڑکی نابالغہ رہے اُس وقت تک اُسکے محافظ کو لازم ہر کہ تا وقتیکہ شوہر مہر نہ ادا کرے لڑکی کو شوہر کے گھر جانے سے باز رکھے اس باب مین بحر الرائق اور عالمگیری مین یہ مندرج ہر ۔ اگر نابالغہ کا نکاح عمل مین آئے اور بغیر حاصل ہونے مہر کے وہ اپنے شوہر کے گھر جانا چاہے تو اُس شخص کو

واسطہ دار پدری کا اختیار نسبت ازدواج نابالغہ کے ۔

محافظین پر ادا کرنا مہر کا لازم ہر

۱ واسطہ دار پدری نہ ہونے کی حالت مین واسطہ دار مادری دختر صغیر السن کا نکاح کر سکتا ہر ۔ اصول نکاح وغیرہ کی دفعہ ۱۹ معائنہ کیجاے اور تین روز کے فاصلہ سے جو مراد ہر اُسکی نسبت ہبہ کا نوان مقدمہ معائنہ کیا جاے ۔

جسکی حفاظت مین وہ قبل ازدواج تھی لازم ہی کہ اُسے ایسے امر سے باز رکھے تاوقتیکہ نابالغہ کی جانب سے وہ شخص جو دین مہر پانے کا مستحق ہو اُسے حاصل کرلے۔ جب چچا اپنی بھتیجی نابالغہ کا بہ تعین مہر خاص نکاح کرکے بغیر حاصل کرنے زر مہر کے اُسکو شوہر کے حوالہ کری تو یہ نامناسب ہی اور لڑکی کو اُسکے گھر کے لوگ واپس لے سکتے ہین نکاح دختر بالغہ کا شخص مساوی الدرجہ کے ساتھ بلا اجازت اُسکے محافظ کے صحیح و جائز ہی لیکن اگر فریقین مساوی الدرجہ نہون تو ولی معترض ہوسکتا ہی۔ اور اگر لڑکی ذی شعور ہو مگر صغیر السن ہو اور وہ اپنا نکاح ایک مساوی الدرجہ شخص کے ساتھ کرے اور بعد ازان ولی بھی اس امر مین اپنی رضامندی ظاہر کرے ایسا نکاح درست متصور ہوگا مگر باوجود اسکے عورت کو بالغہ ہونیکی صورت مین معاہدہ کی تنسیخ کا اختیار ہی۔ اگر کوئی ولی موجود نہین ہی تو معاہدہ کا جواز عورت کے بالغہ ہوجانے کے بعد اُسکی مرضی پر بالکل منحصر ہی چنانچہ عالمگیری مین لکھا ہی کہ قاضی بدرالدین سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ ایک دختر صغیر السن کا کوئی ولی نہ تھا اور اُسنے ایک شخص مساوی الدرجہ کے ساتھ بلا موجودگی قاضی کے نکاح کرلیا قاضی نے جواب دیا کہ نکاح ہوگیا مگر اُسکا قائم رہنا عورت کے بالغہ ہوجانے کے بعد اُسکی مرضی پر منحصر ہوگا۔ ملہ

بالغہ عورت کا نکاح مساوی الدرجہ شخص کے ساتھ۔

مساوی الدرجہ نہونیکی صورت۔

ازدواج نابالغہ کا ولی کی رضامندی سے

ولی نہونے کی صورت مین۔

۱ـ لیکن عورت کو چاہیے کہ بالغہ ہونے کے بعد فی الفور نکاح کے معاہدہ کی تنسیخ عمل مین لائے ورنہ اگر وہ بعد بالغ ہونے کے

مقدمہ ۱۶

س — اس مقدمہ کی وجہ سے لطف النسا کا نکاح کبیر الدین کے ساتھ جائز معلوم ہوتا ہی یا نہیں اگر جائز ہی تو لطف النسا کو بعد بالغہ ہونے کے فسخ ازدواج کا استحقاق حاصل ہی یا نہیں اور اس وجہ سے کہ متعاقدین کی ایک ہی مرضعہ تھی یا کسی اور امر مانع سے نکاح باطل و ناجائز متصور ہی یا نہیں اور اگر نکاح بہر صورت شرع کے بموجب عمل مین آیا ہی اور کوئی امر اُسکے ناجائز قرار دینے کا نہ پایا جاے تو لطف النسا کو اُسکے شوہر کے حوالہ کرنا ضرور ہی یا وہ ایام نابالغی مین اپنے واسطہ دارون کی حفاظت و حمایت مین رہے —

نابالغہ کا ازدواج — ج — صورت مذکورۂ بالا مین وجہ ثبوت سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح جائز طور پر عمل مین آیا لیکن عورت کو بالغہ ہوجانے کے بعد نکاح کی تنسیخ کا اختیار ہی اگر لطف النسا ابھی تک بالغہ نہین ہی یعنی علامات بلوغ ظاہر نہین ہوئی ہین تو وہ بعد بالغہ ہونے کے نکاح مسترد کر سکتی ہی — لیکن اگر بالغہ ہونے کے بعد وہ خاموش رہے اور

کسی قدر عرصہ تک اپنے شوہر کے ساتھ رہیگی تو پھر اُسکو فسخ نکاح کا اختیار نہ رہے گا —

اصول نکاح وغیرہ دفعہ ۱۴ الغایت دفعہ ۱۹ —

لیکن دختر نابالغہ جسکا نکاح اسکے باپ یا دادا نے کیا ہو اُسکو بالغہ ہونے کے بعد نکاح کے فسخ کا اختیار نہین ہی عورت اس امر کی مرتی آسی صورت مین مجاز ہی جب وہ اپنا نکاح خود کرے یا

معاہدہ کے ابطال کے واسطے نالشی ہو تو پھر اسکو یہ اختیار نرہیگا اور نکاح کو مسترد نہ کرا سکیگی - اگر یہ ثابت ہو کہ فریقین نے ایک عورت کا دودھ پیا ہو تو نکاح باطل و نادرست متصور ہوگا یہ امر اس مقدمہ مین بخوبی ثابت نہین ہوا اگر لطعت النسا نابالغہ ہو تو مان اسکو اپنی ولایت مین رکھنے کی مستحق ہو اور تاوقتیکہ مہر مشروطہ نہ ادا کیا جاے مان کو اختیار ہے کہ شوہر کو زوجہ کے اپنے گھر لیجانے سے باز رکھے -

اختیار ولایت مان کی نسبت -

مقدمہ ۱۷

س - اگر گیارہ برس کی لڑکی اپنی مرضی اور پسند کے مطابق بلا اجازت و استرضا اپنی مان اور دیگر محافظین کے نکاح کرلے تو ایسا نکاح شرعاً جائز ہو یا نہین -

ج - اس سوال کا جواب لڑکی کے جوان یا بالغہ ہونے پر بالکل منحصر ہے اگر خاص علامات نو یا دس یا گیارہ یا چودہ برس تک کی عمر مین ظاہر ہون تو ایسی لڑکی شرع کی رو سے بالغہ بالعلامات کہلاتی ہے اور اگر علامات مذکورہ چودہ برس تک نہ ظاہر ہون تو بہر حال پندرہ سال کی عمر مین لڑکی بالغہ تصور کی جائیگی اور اسکو شرع کے بموجب بالغہ بالسن کہتے ہین اس صورت مین اگر لڑکی گیارہ برس کی ہے

صورتین جنکے باعث سے نابالغی جاتی رہتی ہے -

کسی واسطہ بعید نے کیا ہو یعنے نکاح باپ یا دادا کی جانب سے عمل مین نہ آیا ہو -

اصول نکاح دفعہ ۱۸ -

اور اسمین علامات بلوغ ظاہر ہوگئی ہین تو وہ اصطلاحًا بالغہ بالعلامات ہی اور اسکو مساوی یا غیر مساوی الدرجہ شخص کے ساتھ بلا رضامندی مان یا اور ولی کے نکاح کرنے کا اختیار ہی ایسا نکاح شرعًا جائز ہی یعنے ایسا معاہدہ کسی مسئلہ مسلمہ شرع کے خلاف نہین ہی اگر عورت مذکور شخص مساوی الدرجہ کے ساتھ اپنا نکاح کرے تو مان یا اور ولیون کو معترض ہونے کا اختیار نہین ہی لیکن اگر شخص مذکور مساوی الدرجہ نہو تو انکو ایسا نکاح نہونے دینے کا استحقاق حاصل ہی اور علامات بالغہ ظاہر ہو جانے مین کچھ شبہہ ہو تو لڑکی سے اس امر کا استفسار کرنا چاہیے اور اگر وہ مقر ہو تو اُسے بالغہ تصور کرنا چاہیے ورنہ نابالغہ اور اگر اسکے اظہار سے تنقیح اس امر کی نہو سکے تو وہ نابالغہ متصور ہوگی اور اگر پچھلی دونون صورتون مین لڑکی نے بلا اجازت اور استرضا مان اور اور محافظون کے یا غیر مساوی الدرجہ شخص کے ساتھ نکاح کیا ہی تو ایسا نکاح شرعًا درست ہی یعنے ایسا معاہدہ کسی مسئلہ مسلمہ شرع کے خلاف نہین ہی لیکن اسکی مان یا کسی اور ولی کو اختیار ہی کہ جا ہین جب [1] فسخ نکاح کرائین۔

بالغہ عورت بلا اجازت اپنے ولیون کے مساوی الدرجہ شخص کے ساتھ نکاح کرسکتی ہی۔

مساوی الدرجہ نہونیکی صورت مین ولی معترض ہوسکتے ہین۔

ثبوت بلوغ۔

اگر نابالغہ کا نکاح شخص مساوی یا غیر مساوی الدرجہ کے ساتھ ہوا ہو تو انفساخ اسکا ولیون کیجانب سے عمل مین آسکتا ہی۔

[1] اس سے مراد یہ ہی کہ عورت کے اولاد پیدا ہونے کے قبل ایسا ہو سکتا ہی اور شوہر سے اولاد پیدا ہونے کے بعد معاہدہ کی تنسیخ کے لیے ولیون کو شرعًا کسی طرح کی مداخلت کا اختیار نہین ہی یہ مسئلہ کفایہ مین مندرج ہی۔ اصول نکاح وغیرہ کی دفعات ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ ملاحظہ کیجائین۔

مقدمہ ۱۸

س ۱ — ایک لڑکی نے بارہ یا تیرہ یا چودہ برس کی عمر مین بالغہ ہونا اپنا ظاہر کیا ایسا بیان کرنا اُسکا قابل اعتبار ہی یا نہین —

ج ۱ — اگر ایک لڑکا یا لڑکی بعد ہونے بارہ یا تیرہ یا چودہ برس کے بالغ ہونا اپنا ظاہر کرے تو بیان اُسکا معتبر اور کافی تصور کیا جائے چنانچہ وقایہ مین یہ لکھا ہی کہ اگر دو ہی جوان ہون اور بالغ ہونا اپنا ظاہر کرین تو اُنکے قول کو صحیح قرار دیکر اُنکو بالغ تصور کرنا چاہیے —

کس صورت مین بیان بلوغ قابل اعتبار ہی

س ۲ — اگر دختر نابالغہ کی مان دعویدار ولایت ہو تو ایسا دعوی جائز ہی یا نہین —

ج ۲ — حسب حالات مندرجہ سوال کے مان کو دختر کی ولایت یا حفاظت کا اختیار نہین ہی کیونکہ مان اور دادی کو صرف لڑکی کے بلوغ تک حفاظت کا اختیار ہی چنانچہ وقایہ مین یہ لکھا ہی کہ مان اور دادی کو لڑکی کی حفاظت کا اختیار اُسکے حائضہ ہونے تک حاصل ہوتا ہی —

مان کی ولایت کب تک درست ہی

س ۳ — لڑکی کو حسب حالات مندرجہ سوال اول کے بغیر رضامندی مان کے خود نکاح کرنے کا اختیار ہی یا نہین اور واضح ہو کہ لڑکی طفولیت سے اپنی مان سے علحدہ رہی ہی —

ج ۳ — جو لڑکی سن بلوغ کو پہونچی ہو اُسکو اپنے نکاح کا اختیار حاصل ہی اور درحالیکہ لڑکی کو اپنے نکاح کے باب مین ولی

زن بالغہ کو اپنے نکاح کا اختیار ہی —

بخیر کی استرضا ضرور نہیں ہر تو بدرجۂ اولی ماں کی رضامندی درکار نہیں ہو چنانچہ بدایہ مین لکھا ہو کہ زن حرہ جو سن شعور کو پہونچی ہو اسکا نکاح بغیر رضامندی ولی کے جائز ہو گو شخص مساوی الدرجہ کے ساتھ نہوا ہو۔ ؎

س ۴۴ ۔ ماں کو کس زمانہ تک دختر کی حفاظت کا اختیار شرعاً حاصل ہر اور کس صورت خاص مین ماں کو اپنے اختیار کے نفاذ کا منصب ہر اور استحقاق حفاظت کبتک قائم رہتا ہر اور اختیار اُس دختر کی نسبت بھی جو بالغ ہونا اپنا ظاہر کرے حاصل ہر یا نہیں۔

ماں کا اختیار ولایت کسقدر ہو۔

ج ۴۴ ۔ ماں کو اختیار دختر صغیر السن کی نسبت صرف اسی قدر ہو کہ وہ اُسکو اپنی حفاظت مین رکھے اور یہ استحقاق

؎ یہ مسئلہ درباب جواز نکاح کے ہر اس سے یہ نہیں مفہوم کرنا چاہیے کہ ولیوں کو کسی حالت مین مداخلت کا اختیار نہیں ہر بلکہ اگر عورت شخص غیر مساوی الدرجہ کے ساتھ نکاح کرے تو ایسی صورت مین اُسکے ولیوں کو نکاح سے باز رکھنے کا اختیار صریح حاصل ہو۔ چنانچہ یہ امر بمعائنہ اس مسئلہ کے واضح ہو سکتا ہر جو بمقدمہ علی مظفر خان بنام ولی خان وغیرہ نمبر ۱۵ لکھا گیا ہر اور درمیان نکاح زن بالغہ اور نابالغہ کے فرق یہ ہر کہ بالغہ کا نکاح جائز ہو لیکن اگر وہ شخص غیر مساوی الدرجہ کے ساتھ ہو تو ولی اُسکو فسخ کرا سکتا ہر اور زن نابالغہ کا نکاح جو بغیر استرضاء صریحہ یا مفہومہ ولی کے ہوا ہو قطعاً ناجائز ہو۔

شیر خوارگی سے حائضہ ہونے تک رہتا ہی۔ مٹ

مقدمہ ۱۹

س ا۔ ایک شخص نے ایک زوجہ اور اُس سے ایک بیٹیا اور ایک بیٹیا جاریۂ غیر منکوحہ سے چھوڑ کر وفات پائی اور واضح ہو کہ جاریۂ مذکورہ ایک شخص کی کنیز تھی اور اُسکا نکاح ایک شخص ثالث کے غلام سے ہوا تھا بعد وفات شخص مقدم الذکر کے اُسکا بیٹیا جو زن منکوحہ سے تھا کل ترکہ پر قابض ہوا اور اُسکے مرنے کے بعد اُسکی ماں جزو ترکہ پر وراثتہً دخیل ہوئی اور بقیہ جائداد پر جاریہ کے بیٹے نے قبضہ کر لیا ایسی صورت مین جاریہ کے بیٹے کو کسی قدر ترکہ پر قابض ہونے کا استحقاق پہونچتا ہی یا نہین اور اگر پہونچتا ہی اور اُسکو اور اصل مالک کی بیوہ جائداد کس حساب سے ملنی چاہیے۔

ج ا۔ جاریۂ غیر منکوحہ ایک اور شخص کی کنیز تھی اور اُسکا نکاح پیشتر کسی شخص کے غلام سے ہوا تھا پس جو لڑکا اس سے ہوا شرعاً شخص متوفی کی اولاد صحیح النسب تصور نہین کیا جاتا اور نہ وہ ترکہ کے کسی جزو کا مستحق ہی اور قابض ہونا اُسکا جزو ترکہ پر ناجائز ہی کیونکہ کل جائداد استحقاق کی روسے متوفی کی زن منکوحہ

مٹ اس سوال کے جواب مین واسطہ داران پدری کا موجود ہونا فرض کیا گیا ہی لیکن بحالت نہ ہونے واسطہ داران مذکور کے ماں کو دختر کے نکاح کا اختیار ہی۔

اور اُسکی اولاد کو پہونچتی ہی۔ ماخذات۔ طفل کے نسب کے ثبوت کے واسطے یہ ثابت ہونا چاہیے کہ اُسکی مان اُسکے باپ کی فراش تھی چنانچہ شرح وقایہ کے اس باب مین جو متضمن تدبیر اور استحقاق نسب کے ہی۔ فراش کی تین قسمین لکھی ہین یعنی ضعیف و متوسط و قوی۔ فراش ضعیف سے وہ کنیز مُراد ہی جسکی اولاد کا نسب آقا کی نسبت قائم نہین ہوسکتا اِلّا اُس حالات مین کہ آقا اُس اولاد کا اپنے صلب سے ہونا بیان کرے اور اس پچھلی صورت مین جاریہ ام ولد کہلاتی ہے اور فراش متوسط کی قسم مین داخل ہی اور ایسی عورت کی اولاد کا نسب آقا کی بغیر اسکے اظہار کے قائم ہوسکتا ہی لیکن باوجود اسکے بھی آقا بے تعلقی اپنی اولاد مذکور کی نسبت صرف بذریعۂ اِنکار کے ظاہر کرسکتا ہی اور فراش قوی سے زن منکوحہ مُراد ہی یعنے جو اولاد اُسکے بطن سے ہو اُسکا نسب بغیر تصدیق شوہر کے ثابت متصور ہوسکتا ہے اور شوہر بے تعلقی اپنی ایسی اولاد سے صرف بذریعۂ اِنکار کے ظاہر نہین کرسکتا بلکہ قسمیہ۔ جس عورت کا ذکر سوال مین ہی وہ ان تینون قسمون سے کسی قسم مین داخل نہین ہی لہذا جو اولاد اسکے بطن سے ہی شخص متوفی اسکا باپ متصور نہین ہوسکتا بلکہ اسکو غلام کے نُطفہ سے تصور کرنا چاہیے جسکے ساتھ عورت مذکور کا نکاح ہوا تھا اور جیسا کہ سراجیہ مین لکھا ہی زوجہ ایک ثمن پانے کی مستحق ہی اور بقیہ ترکہ بیٹے کو بذریعۂ عصوبت کے ملنا چاہیے چنانچہ اس باب مین قول یہ ہی کہ اگر اپنے یا بیٹے کی یا اسی سلسلہ مین اور اولاد ہو تو زوجہ کو ایک

فراش کی تین قسمین ہین۔

ان عورتون کی اولاد کے نسب کا ثبوت کس طرح ہوسکتا ہی۔

ثمن لیگا۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ متوفی کی اولاد میں اولاً اسکے بیٹے شمار کیے جاتے ہین اور اسکے بعد پوتے اور اسی سلسلہ مین اولاد۔

س ۲۱۔ اگر جاریہ جسکا ذکر پہلے سوال مین ہے شخص متوفی کی کنیز تھی اور نکاح اسکا پیشتر کسی اور شخص کے ساتھ ہو گیا تھا تو اس امر سے کسی طرحکا تبدل لازم آتا ہے یا نہین۔

ج ۲۱۔ امر مذکورۃ الصدر سے اس صورت کچھ تبدل واقع نہین ہوتا یعنے جاریہ کا لڑکا اسی شخص کی اولاد تصور کیا جائیگا جس سے جاریہ کا نکاح پیشتر ہوا تھا۔ فصول عمادیہ کے باب چہارم کے اخیر مین لکھا ہے کہ جو اولاد جاریہ سے ہو اسکا نسب شوہر جاریہ کی نسبت تصور کیا جاتا ہے نہ آقا کی نسبت گو آقا اولاد مذکور کا دعویدار بھی ہو۔ اور وجہ اسکی یہ ہے کہ فراش ضعیف کا درجہ مثل فراش قوی کے قائم نہین ہو سکتا۔

جاریہ منکوحہ کا آقا دعویدار ہونیکی صورت مین بھی اس اولاد کا باپ تصور نہین ہو سکتا جو جاریہ کے بطن سے ہو

مقدمہ ۲۰

س۔ ایک لڑکے نے ایک دختر کے ساتھ نکاح کیا لڑکے کی عمر صرف دس برس کی تھی اور دختر کی آٹھ یا نو برس سے زیادہ نہ تھی نکاح کے وقت شوہر نے گواہون کے روبرو زوجہ کو چند ہزار روپیہ دینے کا اقرار کیا ازدواج کے تھوڑے عرصہ کے بعد دونون مین باہم نااتفاقی ہو گئی اور زوجہ اپنے باپ کے گھر چلی آئی اور چند سال بعد شوہر پر اس

بیان ہے کہ اُسنے طلاق دیا ہی نالش دائر کی اس صورت مین اس قدر زر جو مدعا علیہ نے ایّام نابالغی مین بطور مہر دینے کا زبانی اقرار کیا تھا اس سے دلایا جا سکتا ہی یا نہین۔

مہر جو شوہر کی نابالغی کے زمانہ مین مقرر ہو وہ وصول نہین کیا جا سکتا۔

ج۔ اس صورت مین جسقدر زر مدعا علیہ نے اپنی نابالغی کے زمانہ مین بطور مہر دینے کا اقرار کیا وہ اُس سے وصول نہین کیا جا سکتا کیونکہ نابالغ کا اقرار واجب التعمیل نہین ہی الّا اس صورت مین کہ نابالغ کا ازدواج برضامندی اُسکے ولی کے عمل مین آیا اور زر مہر بموجب اُسکی ہدایت کے مقرر کیا گیا ہو۔ اس حالت مین اگر بعد بلوغ مابین زوجہ اور شوہر کے بالکل علٰحدگی ہو جائے تو کُل زر معینہ مہر کا دعویٰ ہو سکتا ہی ورنہ شوہر کو صرف نصف دینا ہوگا نابالغ طلاق دینے کا مجاز نہین چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ طلاق دینا شوہر کا مؤثر ہوگا بشرطیکہ وہ صحیح العقل اور بالغ ہو لیکن لڑکے یا مجنون یا ایسے شخص کا طلاق دینا جو خواب مین بات کرتا ہو مؤثر نہ ہوگا چنانچہ پیغمبر نے فرمایا ہی کہ طلاق ہر صورت مین جائز ہی الّا لڑکے یا مجنون یا ایسے شخص کا طلاق دینا جو خواب مین بات کرتا ہو جائز نہین ہی قاضی بدیع الدین سے ایک نابالغہ لڑکی کی نسبت جسنے بلا موجودگی قاضی اور ولی کے اپنا نکاح خود کیا سوال پوچھا گیا قاضی نے جواب دیا کہ یہ معاہدہ معطل تصور ہوگا اور زوجہ کے بالغہ ہو جانے کے بعد اُسکی منظوری سے صحیح تصور کیا جائیگا یہی مسئلہ بحر الرائق مین بھی مندرج ہی۔

کون شخص طلاق دینے کا مجاز نہین ہی۔

مقدمہ ۲۱

س- ایک شخص نے قریب الموت صحیح الحواس ہونے کی حالت مین زر خاص کے لیے زوجہ کا مقروض ہونا بیان کیا اور ایک اقرارنامہ اس مضمون سے لکھدیا اور اسمین یہ بھی تحریر کیا کہ دستاویز مہر جسمین مقدار مہر مشروطہ لکھی تھی گم ہوگئی ہی اور علاوہ اسکے اُسنے ہبہ نامہ بھی اپنی زوجہ کے نام لکھدیا کہ جسکے ذریعہ سے اپنی کُل جائداد بعوض مہر کے منتقل کردی تین یا چار روز کے بعد شخص مذکور اسی بیماری سے جسمین وہ مبتلا تھا مرگیا اس صورت مین اقرارنامہ و ہبہ نامہ مذکورۂ بالا شرعًا درست اور جائز ہی یا نہین -

مہر کا اقرار جو قریب الموت کیا جائے اُسکے ذریعے سے مہر معمولی سے زیادہ نہین ملسکتا -

ج- قریب الموت ہونیکی حالت مین اگر کوئی شخص اقرارنامہ اپنے وارثون کے حق مین لکھے تو وہ باطل و ناجائز متصور ہوگا اور زوجہ بھی ورثا مین داخل ہی لیکن اگر کوئی شخص قریب الموت ہونے کی حالت مین مہر کی بابت مقروض ہونے کا اقرار کرے تو ایسا اقرار اسقدر جائداد کی نسبت صحیح متصور ہوگا جسقدر کہ زوجہ کا مہر تصور کیا جاے یا جسقدر مہر کہ اور مساوی الدرجہ عورات کو ملنے کا معمول ہو نہ اُس سے زیادہ - قریب الموت ہونے کی حالت مین ہبہ بلا حوالہ کرنے شے موہوبہ کے بالکل باطل و نادرست ہی -

مقدمہ ۲۲

س- ایک عورت اپنے مہر کی بابت شوہر متوفی کی جائداد سے

ایک لاکھ پچیس ہزار روپیہ کا بدین بیان دعویٰ کرتی ہی کہ یہی اسکا مہر مثل ہی اور اسی قدر مہر اسکے اور واسطہ دارون کے واسطے اکثر باندھا گیا ہی اور نکاح کے دو گواہ جو اُسنے پیش کیے اُنکا بیان ہی کہ مہر جو مقرر کیا گیا اُسکی تعداد پچیس ہزار روپیہ اور دو اشرفی ہی اس صورت مین زوجہ مزبور مطابق بیان گواہون کے مہر پانے کی مستحق ہی یا جسقدر اُسنے مہر مثل کی تعداد بیان کی ہی۔

ج۔ معلوم ہوتا ہی کہ مدعیہ نے اپنا دعویٰ ایک لاکھ پچیس ہزار کا بیان کیا ہی مگر دو گواہ جنکی معرفت معاہدہ نکاح عمل مین آیا اور جنکو فریقین نے اپنی جانب سے کل اعتبار دیا تھا بیان کرتے ہین کہ تعداد مہر کی پچیس ہزار روپیہ اور دو اشرفی مقرر ہوئی تھی لہذا درصورت معتبر ہونے گواہون کے دعویٰ صرف بقدر بیان گواہون کے صحیح ہی نہ اس سے زیادہ اور بیان مذکورہ بالا کے مطابق جس قدر زر مہر پانیکی زوجہ مستحق ہی اُسکو شرعاً مہر معین کہتے ہین اور جسقدر مہر مثل کا وہ دعویٰ کرتی ہی وہ مہر مجہول کہلاتا ہی اور مہر مجہول کی صحیح تعداد دریافت کرنا اکثر دشوار ہی۔

بحالت ہونے مہر معین کے مہر مثل کا استحقاق نہین ہوتا ہی۔

مقدمہ ۲۳

س۔ ایک شخص اپنی جائداد منقولہ زوجہ کے قبضہ مین چھوڑ کر مر گیا اُسکے قرض خواہ اُسکی جائداد سے زر قرضہ وصول کرنا چاہتے ہین اور زوجہ اُنکے دعویٰ کے خلاف اپنا دعویٰ مہر پیش کرتی ہی

اس صورت مین اگر جائداد متوفی اسقدر نہو جو ادائے زر قرضہ اور مہر کے واسطے مکتفی ہو تو کیا کرنا چاہیے مہر کے دعوی کو قرض خواہون کے دعوی پر ترجیح ہی یا نہین اور کل دعویدارون کا استحقاق مساوی تصور کرکے جائداد کو رسدی طور پر تقسیم کرنا چاہیے یا کسی اور طور پر۔

ج ۱۔ زوجہ کا دعوی مہر شوہر متوفی کی جائداد پر درست ہی اور قرض خواہ بھی جو جائداد مذکورہ سے وصول کرنا قرضہ کا چاہتے ہین انکا دعوی بھی صحیح ہی اس صورت مین بعد دریافت کرنے مہر اور قرضہ کی تعداد کے کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کو فراہم کرکے دیکھا جائے کہ وہ کل دعوے کے ادا کے واسطے کافی ہی یا نہین اگر کافی ہے تو باہم تقسیم ہو جائے ورنہ رسدی طور پر تقسیم ہو مہر اور قرضہ کی نسبت شرع کی روسے کچھ فرق نہین ہی ایک دعوی کو دوسرے پر ترجیح نہین ہی جائداد کی تقسیم بلحاظ کل دعویدارون کے رسدی طور پر کرنی چاہیے۔

اور قرضہ کا دعوی مساوی ہی۔

س ۲۔ مہر کی تعداد اور اسکا استحقاق شرع کی روسے کس طور پر قرار دیا جاتا ہی اور کس صورت مین اسکا دعوی کیا جاتا ہی۔

ج ۲۔ مہر کا دعوی مثل اور دعوی کے قرار دیا جاتا ہی تنازع ہونیکی حالت مین وجہ ثبوت درکار ہی اور فریقین سے جو شخص استحقاق کا وجہ ثبوت پیش کرے اسکے حق مین فیصلہ کرنا چاہیے اگر وجہ ثبوت فریقین سے کوئی پیش نہ کرے تو مہر مثل یعنی اسقدر مہر دلایا جاے جسقدر زوجہ کی چچی یا بہن کو

مہر کا ثبوت مثل اور دعوی کے ہی۔

واجب الادا ہونا مہر کا۔

ملا ہوا ہے نکاح کے بعد مصاحبت ہونے یا زنین سے کسی شخص کے وفات پانے یا طلاق دیے جانے سے مہر واجب الادا ہو جاتا ہی اگر زوجہ حین حیات شوہر کے مہر کا دعویٰ نکرے تو اسکی وفات کے بعد وہ اسکی جائداد سے لے سکتی ہی ٢

مقدمہ ۲۴

س — مدعا علیہا جس قرضہ کا دعویٰ کرتی ہی وہ شرعاً جائز ہی یا نہین اور اگر ہی تو اسکے شوہر کی کُل جائداد منقولہ وغیر منقولہ صرف قرضہ مذکور کے واسطے کافی ہونے کی صورت مین زوجہ اُسکے پانے کی مستحق ہی یا وہ متوفی کے ورثا مین تقسیم ہونی چاہیے —

ج — قرضہ جو مدعا علیہا کو اپنے شوہر سے مہر کی بابت پانا ہی اسکی تعداد دس ہزار اشرفی اور پچیس ہزار روپیہ تین معتبر گواہون سے ثابت ہی اور قرضہ جو شرعاً ثابت ہو جاے اسکی بیباقی سوا رباہم کے رفع دام یا ادا کر دینے کے اور کسی طور پر نہین ہو سکتی جبتک قرضدار زندہ ہی اُس وقت تک وہ خود دیندار رہی اور اُسکی وفات کے بعد اُسکی جائداد ذمہ دار تصور کیجاتی ہی لیکن مہر کی صورت مین مابین زر نقد اور اور جائداد کے فرق یہ ہی کہ عورت کو زر نقد لینے کا

مہر کی صورت مین فرق مابین زر نقد اور اور قسم کی جائداد کے —

١ اصول مطالبات وغیرہ دفعہ ۳۰ و تنبیہ —

٢ اصول نکاح وغیرہ دفعہ ۲۰ —

اختیار ہے کیونکہ اُسپر اُسکو اختیار کُلّی حاصل ہوتا ہے لیکن اور قسم کی جائداد بطور کفالت اُسکے قرضہ کے ہے اور وہ بلا اجازت ورثا یا حکیم عدالت کے اُسکی جائداد بلا شرکت غیرے نہین ہو جاتی ہے اگر زر قرضہ جائداد کی نسبت سے زیادہ ہے تو باوجود معترض ہونے ورثا کے جائداد مذکور بہر حال ذمّہ دار قرضہ ہوگی اور تا وقتیکہ ورثا قرضۂ مذکور ادا نہ کرین قرض خواہ پر قابض ہو جائداد حوالہ کرنے کے واسطے دعویٰ پیش نہین کر سکتے ہین۔

مقدمہ ۲۵

س۔ اگر کابین نامہ نہو اور گواہون کی رو سے تعداد مہر نہ قرار پا سکے تو زوجہ کسقدر مہر شوہر سے پانے کی مستحق ہے۔

ج۔ وہ اپنا مہر مثل پانیکی مستحق ہے [۱] اور اگر یہ دریافت نہو سکے تو شرع کے رو سے دس درم پائیگی۔ یہی صورت مین جب تعداد نہ مقرر کی گئی ہو۔

مقدمہ ۲۶

س۔ شوہر نے زوجہ کے نام کُل جائداد منقولہ و غیر منقولہ دستاویز کے ذریعہ سے بعوض مہر کے منتقل کر دی لیکن زوجہ اُسپر

---

[۱] جسقدر مہر ایک ہی خاندان کی عورت نے اکثر پایا ہو اُسی کو در اصل مہر مثل کہتے ہین کم سے کم مہر کی تعداد دس درم ہے۔

قابض نہ ہوئی اس صورت مین وہ شوہر کی ملکیت سے جاتی رہی یا نہین۔

ج۔ صورت مذکورۂ بالا مین کل جائداد مصرحۂ دستاویز بابت دین مہر زوجہ کے ذمہ دار متصور ہوا اور دستاویز کی روسے زوجہ کا استحقاق بخوبی قائم ہو گیا اور جائداد شوہر کی ملکیت سے بالکل جاتی رہی ایسی صورت مین قبضہ شرط ضروری مین داخل نہین ہر کسی طرح کی قیمتی شی بعوض مہر کے منتقل کیجا سکتی ہر بشرطیکہ تعین اس شر کا ہو سکتا ہو۔ [1]

جائداد جو بعوض مہر دیجاے اُسپر قبضہ کا ہونا ضرور نہین ہر۔

مقدمہ ۲۷

س۔ زوجہ نے حین حیات شوہر کے دین مہر اپنا بخشدیا اور بخشدینا مہر کا فی نفسہ جائز ہو یا نہو مگر بسبب تحریر ہونے ابرا نامہ خلاف عرف کے بخشدینا مہر کا ناجائز تصور کیا جائیگا یا نہین۔

[1] وجہ اسکی یہ ہر کہ منتقل کرنا بعوض مہر کے خاص ہبہ مین داخل نہین ہر ہبہ کی صورت مین قبضہ کا ہونا ضرور ہر لیکن یہ صورت بیع مبادلہ کے مشابہ ہر کیونکہ ہبہ بالعوض عمل مین آیا ہر یعنی مبادلہ جائداد کا بالعوض روپیہ کے اور ایسی صورت مین اصول کی دفعہ ۱۲ کے بموجب تقابض کی شرط زمانہ آیندہ پر منحصر ہو سکتی ہر اور اسی وجہ سے فوراً قبضہ کا ہونا معاہدہ کے جواز کے لیے ضرور نہین ہر۔

ابراء مہر۔

ج۔ اگر زوجہ مہر بخش دے تو ایسا ابراء شرعاً درست ہی اور یہ صرف بمنزلہ اسکے ہی کہ مقروض کو قرضہ یا فقتی معاف کردیا جاے پس چونکہ ابراء مہر جائز ہی لہذا ابرارنامہ بھی قطع نظر مطابق یا خلاف ہونے عرف کے جائز تصور کرنا چاہیے کیونکہ شرع کی روسے عرف بمقابلہ حکم شرع کے ہمیشہ غیر نافذ تصور کیا جاتا ہی مگر واضح ہو کہ ابراء مہر کا ثبوت درکار ہی کیونکہ کوئی دستاویز بطور شہادت قبول ہو سکتی ہی اِلّا ثبوت قطعی تصور نہین کیجا سکتی۔

مقدمہ ۲۸

س۔ اگر یہ فرض کیا جائے کہ زوجہ لاولد نے دین مہر شوہر کو بخش دیا تو بحالت موجود ہونے شوہر کی ہمشیر اور چچا کے ترکۂ شوہر متوفی اسے زوجہ کو کسقدر جائداد ملیگی۔

مہر بخش دینے سے استحقاق وراثت مین کچھ خلل واقع نہین ہوتا۔

ج۔ بعد ادا کرنے قرضہ ذمگی متوفی اور اُن مراسم کے جنکی تعمیل قبل تقسیم ترکہ کے ضرور ہی ترکہ کو چار حصّون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ انکے زوجہ کو فرضاً ایک حصّہ یعنی ربع اور چچا کو ایک حصّہ ملیگا اور باقی دو حصّے بہن کو ملین گے اور زوجہ نے جو اپنا دین شوہر کو بخش دیا اُس سے زوجہ اسقدر استحقاق وراثت مین جو شرعاً نسبت وجہ ثبوت صرف دستاویز کے ہونے سے نہوگا بلکہ اس امر کی ہو سکتی ہی کچھ خلل واقع نہین ہو سکتا۔

مقدمہ ۲۹

س — دستاویز مین مہر کے معجل یا مؤجل ہونے کی کچھ تصریح نہین ہوئی تھی ایسی صورت مین زوجہ کا دعوی مہر حین حیات شوہر کے صحیح متصور ہوسکتا ہی یا نہین اور اگر یہ فرض کیا جاے کہ زوجہ شوہر کی حیات مین لاولد مرگئی اور اُسنے باوجود عرصۂ دراز تک رہنے شوہر کی حفاظت مین کبھی دین مہر کا دعوی نہ کیا تو اُسکے بھائی کا بیٹیا اُسکے شوہر سے یا اُسکی وفات کے بعد اُسکے وارثون سے دین مہر کے وراثةً دعوی کرنے کا مجاز ہی یا نہین اور اگر دعوی اُسکا دین مہر کی بابت واجب تصور کیا جاے تو کسقدر دین مہر اُسکو استحقاق وراثت کے روسے ملیگا۔

ذکر اُس دستاویز مہر کا جسمین مہر معجل یا موجل کی تصریح نہو۔

ج — اگر دستاویز صحیح تصور کیجاے تو زرمندرجہ اُسکا زوجہ کی حیات مین جب وہ شوہر کے ساتھ رہتی تھی واجب الادا تھا یعنی اُسکو اپنے شوہر سے دعوی کرنیکا اختیار تھا اور اگر اُسنے دعوی نہ کیا اور وہ شوہر سے پہلے لاولد مرگئی اور اُسنے تصفیہ اپنے دین مہر کا نہ کیا اور اپنے حق سے دست بردار نہوئی تو اُسکے بھائی کا بیٹا شرعاً مجاز ہی کہ دعوی مہر کا اُسکے شوہر یا شوہر کے وارثون سے کرے لیکن نصف دین مہر شوہر کو وراثةً پہونچتا ہی اور بقیہ نصف زوجہ کے بھائی کے بیٹے کا حق ہی مگر شرط یہ ہی کہ زوجہ نے اور کوئی وارث ذوی الفروض یا عصبات سے نہ چھوڑا ہو۔[1]

[1] یہ صورت منجملہ اُن چند صورتون مجموعۂ مسائل محمدی کے ہے

س — ایسا معلوم ہوتا ہی کہ زوجہ اور شوہر نے ایک دوسرے کے نام وصیت نامہ اس مضمون سے تحریر کیا کہ جو دونون مین سے

جنمین بسبب اتفاق راے علماء معتبر کے نہایت شک واقع ہی اور اسی وجہ سے تنقیح اس امر کی کہ کس عالم کا قول قابل ترجیح ہی دشوار متصور ہی ممکن ہی کہ اداء دین مہر کی شرط معجل ہو یا مؤجل یا اس امر کی تصریح نہو چنانچہ جب مہر معجل ہوتا ہی یا معجل و مؤجل کی تصریح نہین ہوتی تو مسئلہ عام یہ ہی کہ کل دین مہر فورًا ادا کر دیا جاے یہ راے ہدایہ اور فتاواے حمادیہ کے مؤلف کی ہی اور وہ اسکی وجہ یہ لکھتے ہین کہ نکاح مثل اُن معاہدات کے ہی جنمین بحالت نہ ہونے شرط صریح درباب توقف اداء معاوضہ کے فورًا ادا کرنا اُسکا لازم ہی اور دین مہر بھی نکاح کا معاوضہ ہی اور خلاف اس مسئلہ نے مصنف شرح وقایہ و فتاواے عالمگیری بحوالۂ قاضی خان یہ لکھتے ہین کہ اگر اداء مہر کے زمانۂ مہر کے زمانہ کا تعین نہو تو دین مذکور کو اسقدر عرصہ تک جو رواجًا معین ہو ادا کرنا چاہیے اور قول زیادہ تر تسلیم کیا گیا ہی وہ یہ ہی کہ اگر درباب زمانۂ اداء دین مہر کے تعین نہ کیا جائے تو زر مذکور کچھ عرصہ بعد ادا ہو سکتا ہی بشرطیکہ اس امر مین کچھ شک نہو مثلًا ملتوی رکھنا اداء دین مہر کا شوہر کی وفات یا حدق تک جائز ہی یہ مسئلہ مطابق فتاواے عالمگیری کے ہی اور اسمین محیط السرخسی کا حوالہ ہی لیکن اور عالمون کو ظاہران شرائط کی نسبت اعتراض ہی وہ یہ کہتے ہین کہ ایسی صورت مین شرائط اور اُنکے زمانۂ وقوع مین زیادہ تر شک ہی مگر چونکہ دین مہر کا دعوی بغیر شرط وفا یا طلاق کے ہو سکتا ہی لہذا ان شرائط کی نسبت مباحثہ کرنا فضول ہی اِلّا اگر

پہلے مرے اُسکا مطالبہ شخص حی القائم کی جائداد پر عائد نہوگا اور ایک دوسرے کا وارث تصور کیا جائیگا اب اگر یہ فرض کیا جاے کہ تاریخ تحریر وصیت نامہ تک شوہر کے ذمہ دین مہر واجب الادا تھا اور زوجہ کسی طرح اپنے حق سے دست بردار نہ ہوئی اور نہ اُسنے حق مذکور کی بابت کچھ تصفیہ کیا تو ایسے وصیت نامہ کے روسے دعوے مہر کا شوہر کی جائداد پر ممنوع السماعت متصور ہوگا یا نہیں۔

ج۔ جو وصیت نامہ فیما بین شوہر اور زوجہ کے لکھا گیا اُسکی روسے مہر کا دعوی زائل نہیں ہو سکتا اور شوہر کسی حالت مین مہر کے مطالبہ سے بری الذمہ نہیں ہو سکتا اِلّا اُس صورت مین کہ دین مذکور ادا کر دیا جاے یا زوجہ اُس سے مراحتاً دست بردار ہوا ور مہر شوہر سے اُسکے حین حیات اور اُسکی وفات کے بعد اُسکے ترکہ سے واجب الادا ہی۔

اگر فیما بین شوہر اور زوجہ کے وصیت نامہ تحریر ہو تو اُس سے دین مہر کا استحقاق زائل نہین ہوتا۔

دین مہر تا وفات شوہر کے ادا نہ کیا جائے تو ایسے توقف کا جائز رکھنا معقول اور بھی مطابق منشاء اصول عامہ کے ہی اور شرطا ایسے امر سے متعلق ہو سکتی ہی جسکا وقوع یا عدم وقوع ممکن ہو پس اگر شرطا ایسے امر سے متعلق ہو جسکے وقوع مین شک نہو تو اسپر فی الواقع شرط کا اطلاق نہین ہو سکتا بلکہ وہ بمنزلہ تعین مدت ادا کرنے زر دین کے ہی مثلاً اگر کسی ہنڈوی مین یہ شرط ہو کہ روپیہ فلان شخص کی وفات کے بعد ملیگا تو روپیہ ہنڈوی کا شخص مذکور کی وفات کے بعد اسی طور پر واجب الادا ہوگا جیسا کسی میعاد خاص کے بعد ہوتا ہی۔

مقدمہ ۳۰

س - شوہر نے زوجہ کے نام کابین نامہ بہ تعین دس ہزار اشرفی اور پچاس ہزار روپیہ کے تحریر کیا اور اسمین یہ لکھا گیا کہ دین مہر کا ایک جزو فوراً ادا کیا جائیگا اور باقی بتوقف اور جسقدر روپیہ فوراً ادا ہونا قرار پایا تھا اُسکی تعداد دستاویز مین مندرج نہین ہر ایسی صورت مین کسقدر دین مہر شرعاً و عرفاً فوراً ادا ہونا چاہیے اور کسقدر بہ توقف یعنی بعد وفات شوہر کے -

ج - چونکہ دستاویز مین مہر کی تعداد درج ہر لہذا اس قدر ابہام جس سے کل دعوی ناجائز متصور ہو واقع نہین ہر لیکن سوال مین لکھا ہر کہ جزو مہر معجل ہر اور اس سے لازم آتا ہر کہ جزو مابقی زمانہ آیندہ مین جسکا تعین نہین ہر ادا کیا جائے ایسے ابہام کی صورت مین شرعاً عرف یعنی رواج مقام پر لحاظ کرنا چاہیے چنانچہ ہونا اس نکاح کا مرشد آباد مین پایا جاتا ہر پس جو رواج اُس مقام اور قرب و جوار مین درباب دستاویزات مہر کی جاری ہین اُسی کے مطابق عمل ہونا چاہیے بالعموم یہ شرط ہوتی ہر کہ ایک ثلث فوراً ادا کیا جاے اور بقیہ دو ثلث توقف کے ساتھ - علاوہ اُسکے یہ شرط بھی اکثر ہوتی ہر کہ ایک نصف فوراً ادا کیا جاے اور نصف ثانی بتاخیر پس اس صورت خاص مین پہلے طریق پر عمل کرنا جائز ہر اور جملہ دیگر صورتون مین پچھلے طریقہ کے مطابق عمل

ذکر اُس صورت کا جب میعاد جزو دین مہر کی جو معجل ہو نہ لکھی گئی ہو -

کرنا فی الحقیقت زیادہ تر قرین انصاف ہی۔

مقدمہ ۳۱

س - اگر باہم زن و شوہر کے اتفاق مصاجت بغیر ہونے اعتراض منجانب زوجہ کے ہوا ہو اور بعد ازان وہ بسبب نہ ملنے مہر کے معترض ہو تو ایسا اعتراض اسکی جانب سے درست ہوگا یا نہیں۔

ج - اگر مہر کا ایک جزو معجل ہو تو زوجہ کو نبظر ملنے اُسکے معترض ہونے کا اختیار ہی علیٰ ہذا القیاس اگر مہر کے معجل ہونے کا ذکر دستاویز مین نہو تو بھی زوجہ بغرض ملنے مہر حیثیت اپنے معترض ہو سکتی ہی الّا اُس صورت مین کہ مؤجل ہونا کل دین مہر کا بتصریح قرار پایا چنانچہ منہ النفشار مین یہ لکھا ہی کہ گو باہم زوجہ اور شوہر کے بغیر ہونے اعتراض منجانب زوجہ کے

اگر دین کے مہر دینے مین کا حق توقف واقع ہو تو زوجہ پر شوہر کی اطاعت واجب نہیں ہی۔

مل واضح ہو کہ قاعدہ مذکور الصدر اس قسم کے معاملات کے واسطے بطور کلیہ قرار نہیں دیا گیا اور اس قسم کے مباحثات مین مرت رواج مختص المقام بمنزلہ مسئلہ شرع کے تصور کیا جاتا ہی اگر مہر کے معجل یا مؤجل ہونے کچھ تصریح نہوتی تو فوراً ادا کرنا کل دین مہر کا واجب ہوتا۔ اصول نکاح وغیرہ دفعہ ۲۲ حکم شرع کا فی الحقیقت یہی ہی اور مصنف شرع دتا یہ بھی اسکو تسلیم کرتا ہی مگر وہ یہ بھی لکھتا ہی کہ حسب رواج حال کے کبھی کبھی اس مقام خاص کے رواج پر بھی لحاظ کیا جاتا ہی جہان بنا و مخاصمت پیدا ہو۔

مصاحبت کا اتفاق ہوا لیکن زوجہ کو بنظر حاصل ہونے جزو یا کل
دین مہر معجل یا اسقدر دین مہر مثل کے جسکا فوراً ادا ہونا دستور ہو اختیار
ہے کہ مصاحبت سے احتراز کرے یا شوہر کے ساتھ سفر مین جانے
سے منکر ہو یا ایک مکان سے دوسرے مکان مین ہمراہ اسکے
نہ جاوے الّا زوجہ کو صورت مین اس امر کا اختیار نہو گا کہ موجل
ہونا کل دین مہر کا بصراحت قرار پایا چنانچہ ابو یوسف کا یہ قول
ہو کہ اس صورت خاص مین بھی تعبیر برعایت استحقاق زوجہ کی گئی
ہو اور بلحاظ اسی تعبیر رعایت کے اس مسئلہ کی نسبت علمانے راے
دی ہو اور در مختار مین بھی یہی مسئلہ اس طور پر لکھا ہو کہ عورت کو مصاحبت
کی نسبت محترز ہونیکا اختیار ہو اور ابو یوسف کا یہ قول ہو کہ گو موجل ہونا
کل دین مہر کا بصراحت قرار پایا ہو تو بھی تو زوجہ اختیار مذکور عمل مین لا سکتی
ہو اور بلحاظ اسی تعبیر رعایت کے ساتھ اس مسئلہ کی نسبت علمانے راے
دی ہو پس جبتک دین مہر ادا نہ کیا جاے شوہر کو اختیار نہین ہو کہ زوجہ
کو ہمخانگی کے واسطے مجبور کرے — ملہ

س ۲ - زوجہ حسب حالات مذکورۂ بالا درصورت نہ کرنے
اطاعت شوہر کے نان و نفقہ کی مستحق ہو یا نہین اور اسکو قبل ملنے

ملہ لیکن قول مسلمہ یہ ہو کہ اگر موجل ہونا کل دین مہر کا یعنی ادا کیا جانا اسکا بزمانۂ آیندہ مرحتماً
قرار پایا ہو تو زوجہ کو قبل مدت معہودہ کے جزو مہر کی بابت دعویدار ہونے کا استحقاق نہین ہو
کیونکہ وہ اپنے استحقاق سے برضا و رغبت دست بردار ہوئی —

دین مہر کے جسکا فوراً ادا ہونا قرار پایا ہو مکان اور رفاقت شوہر سے علیحدگی کا اختیار حاصل ہی یا نہین۔

زوجہ مستحق نان و نفقہ کی ہی۔

ج ۲- گو زوجہ حسب حالات مذکورۃ الصدر خلاف مرضی شوہر کے کہار بند ہوئی ہو وہ مستحق نان و نفقہ کی ہی اور اسکو مکان و رفاقت شوہر سے علیحدگی کا اختیار ہی اِلّا اُس صورت مین کہ دین مہر جسکا فوراً دیا جانا قرار پایا ہو ادا کر دیا جاے۔

س ۳- بعد مصاجعت کے حسب حالات مذکورۂ بالا زوجہ کو نسبت دین مشروطہ کے استحقاق پہونچتا ہی یا نہین۔

مصاجعت کے بعد بھی دین مہر واجب الادا ہوتا ہی۔

ج ۳- اس صورت مین دین مہر واجب الادا ہی چنانچہ اقوال مذکورۂ بالا سے واضح ہی۔ مصاجعت یا افتراق کلّی یا فریقین سے ایک شخص کے مرجانے کی صورت مین دین مہر واجب ہوتا ہی اور یہ مسئلہ تمام کتب فقہ مین لکھا ہی۔

مقدمہ ۳۲

س ۱- شرعاً کوئی ایسی میعاد مقرر ہی کہ اُسکے گذر جانے کے بعد قرضہ کا دعوی ناقابل سماعت متصور ہو اور دین مہر بھی مثل اور قسم کے قرضہ کے متصور کیا جاتا ہی یا نہین یا اسمین کچھ خصوصیت ہی۔

دعوی دین مہر کیواسطے کوئی میعاد خاص معین نہین ہی۔

ج ۱- کوئی ایسی میعاد خاص معین نہین ہے جس کے منقضی ہونے کے بعد مہر کا دعوے ممنوع تصور کیا جاے اور اس طرحکا

دعویٰ مثل اُن دیگر مطالبات کے متصور ہوتا ہی جو بغیر ایفاء دین منجانب مدیون یا بحالت عمل مین آنے دست برداری دائن کے زائل نہین ہوسکتے چنانچہ کافی مین یہ لکھا ہی کہ دین مہر بھی مثل ایسے قرضہ کے تصور کیا جاتا ہی جو کسی شخص اجنبی نے لیا ہو اور جبتک مدیون ادا نہ کرے یا دائن اپنے دعویٰ سے دست بردار نہو ادا کرنا اُسکا ضرور ہی علیٰ ہذا القیاس فصول عمادیہ مین یہ مرقوم ہی کہ شوہر پر ادا کرنا زوجہ کے دین مہر کا مثل اور قرضہ کے لازم ہی اور جبتک وہ ادا نہو ترکہ اُسکے وارثون مین تقسیم نہین ہوسکتا۔

س ۲۔ اگر فوراً ادا ہونا مہر کا قرار پایا ہو اور زوجہ شوہر کی حیات مین اسکی بابت دعویدار نہو اور شوہر نے بھی کچھ ادا نہ کیا ہو تو حد سماعت بشرطیکہ کوئی ایسی حد معین ہو تاریخ نکاح سے محسوب ہوگی یا روز وفات شوہر سے۔

ج ۲۔ دعویٰ مہر یا اور قسم کے قرضہ کے واسطے میعاد خاص معین نہین ہی اور گو فوراً ادا ہونا قرار پایا ہو تو بھی واسطے پیش ہونے اُسکے دعویٰ کے میعاد کا تعین کرنا فضول ہی لیکن مہر تاریخ نکاح سے واجب الادا ہوا اور اگر شوہر نے اسقدر مہر جسکا فوراً ادا ہونا قرار پایا تھا یا وہ جو بتوقف ادا ہونا چاہیے تھا اپنی حیات مین ادا نہین کیا تو وہ ترکہ سے وصول ہونا چاہیے۔

اگر فوراً ادا ہونا دین مہر کا قرار پایا ہو تو بھی سماعت عارض نہین ہوسکتی۔

س ۳۔ اگر یہ قرار پایا ہو کہ مہر کا ایک ثلث فوراً ادا کیا جاے اور بقیہ دو ثلث بتوقف ادا ہو اور زوجہ نے حین حیات شوہر کے مہر معجل طلب کیا اور شوہر نے بھی باوجود اس امر کے

کہ وہ مصاحبت کے بعد چونتیس برس تک زندہ رہا مہر کی بابت کچھ نہ دیا تو ایسی صورت مین خیما بین مہر معجل اور موجل کے فرق ہی یا نہین –

ج ۳ – حسب حالات مذکورہ بالا مین مہر معجل اور موجل کے شرعاً کچھ فرق نہین ہی یعنی زوجہ کا مطالبہ بابت دونون قسم کے مہر کے شوہر کی جائداد پر پہونچتا ہی –

شوہر کی وفات کے بعد کل دین مہر واجب الطلب ہوتا ہی –

س ۴ – اگر شوہر نے زوجہ کی حیات مین زوجہ کو سوا ے خورو پوش کے اور کچھ بھی دیا تو ایسے تحائف مزید دین مہر سے مجرا ہونگے یا نہین اور شوہر کے وارثون پر بنظر اطمینان زوجہ کے اُسکو حساب سمجھانا ضرور ہی یا نہین –

عطیات شوہر کا اثر نسبت دین مہر کے –

ج ۴ – اگر شوہر نے علاوہ ضروریات کے زوجہ کو دین مہر کے عوض کچھ زر نقد یا مال دیا تو ایسے تحائف دین مہر سے وضع کیے جائین اور ایسی صورت مین شوہر کے وارثون پر بنظر اطمینان زوجہ کے اُسکو حساب سمجھانا ضرور ہی لیکن اگر شوہر نے تحائف مذکور بلحاظ دین مہر کے نہین دیے تو یہ ایک صورت ایسی بخشش کی جو بہ رضا و رغبت عمل مین آئی اور اُسکا حساب سمجھنا بھی ضرور نہین ہی چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ اگر شوہر زوجہ کے واسطے کوئی چیز بھیجے اور زوجہ اُسکو تحفہ قرار دے اور شوہر دیا جانا اُسکا بہ عوض جزو دین مہر کے ظاہر کرے تو ایسی حالت مین شوہر کے بیان کو معتبر تصور کرنا چاہیے –

س ۵ – اگر یہ فرض کیا جائے کہ مہر کا دعوی میعاد معینہ کے

اندر پیش نہونیکی وجہ سے یا اس باعث سے کہ شوہر نے اپنی حیات مین اُسے ادا کردیا ہو پس نہ کیا جا سکتا ہو تو زوجہ کو ترکہ شوہر سے بشمول اور وارثون کے اپنے حصہ جائز پانیکا استحقاق پہونچتا ہو یا نہین اور اگر پہونچتا ہو تو کسقدر حصہ پائیگی۔

دعوی مہر کا بلحاظ ثبوت فریقین کے نا منظور نہین ہوسکتا۔

ج ۵ — اگر مہر کا دعوی میعاد معینہ کے اندر پیش نہین ہوا تو اس سے ابطال اُسکا لازم نہین آتا کیونکہ دعوی مہر کے واسطے کوئی میعاد خاص معین نہین ہو علی ہذا القیاس گذرنا مدت کا زمانۂ نکاح سے باعث بطلان مہر نہین ہو کیونکہ اگر عدالت کے حکم سے دعوی مہر کا بوجہ تمادی ایام کے باطل قرار دیا جائے تو بھی ایسا حکم رد و منسوخ تصور کیا جائیگا فصول عمادیہ مین یہ لکھا ہو کہ اگر قاضی دعوی مہر کو کسی وجہ سے سوائے ثبوت وصول ہو جانے دین مہر کے زوجہ کو یا مقر ہونے اُسکے اس امر سے بلحاظ اس مسئلہ متعارفۂ عوام کے نامنظور کرے کہ زمانۂ نکاح سے ایک عرصہ دراز گذرا لہذا یہ ظن ہوتا ہو کہ دین مہر ادا ہو گیا یا اُسکی نسبت دست برداری عمل مین آئی تو ایسا حکم رد و منسوخ متصور ہوگا علی ہذا القیاس اشباہ و نظائر مین لکھا ہو کہ اگر مہر کا دعوی اس وجہ سے نا منظور کیا جاے کہ شوہر نے ایفا اُسکا بحین حیات اپنے کردیا تو بھی زوجہ بعد وفات شوہر بحالت موجودگی اولاد کے بھی بشمول اور وارثون کے اپنا حصہ پانے کی مستحق ہو اور اگر کچھ اولاد نہو تو زوجہ کا حصہ حسب مسئلہ مندرجہ سراجیہ کے ایک ربع ہو اور مسئلہ یہ ہو کہ اگر اپنی باپ کی یا اسی سلسلہ مین اور اولاد نہو اور ایک یا چند

بعد ملنے دین مہر کے زوجہ بشمول اور وارثون متوفی کے اپنا حصہ پانیکی مستحق ہو۔

بقیہ

زوجہ ہون تو انکا حصّہ ایک ربع ہوتا ہے اور اگر اپنی یا پسر کی یا اسی سلسلہ مین اور اولاد ہو تو ایک ثمن ملیگا۔

مقدمہ ۳۳

س۔ ایک عورت کیواسطے نکاح کے وقت دین مہر کا تعین ہوگیا اور ہرچند کسی طرحکی دستاویز اس باب مین تحریر نہین ہوئی مگر دین مہر کا اقرار گواہون کے روبرو عمل مین آیا ایسا طریقہ کارروائی کا درست ہے یا نہین اور عورت شرعاً زر مشروطہ پانیکی مستحق ہے یا نہین اور عورت کی مان اور بھائی کو گذر جانے بارہ برس کے اسکی وفات سے اسکے شوہر پر واسطے وصول دین مہر کے نالش کرنے کا منصب ہے یا نہین اور ایسے دعوی کیواسطے کسقدر میعاد سماعت مقرر ہے اور بعد وفات عورت کے اسکی جائداد درمیان اسکے شوہر اور مان اور بھائی کے کسی طور پر تقسیم ہونی چاہیے۔

ج۔ جو کارروائی کہ اس مقدمہ مین ہوئی وہ قطعی درست و صحیح ہے اور اگر دعوی مہر کا شہادت گواہان کی بنا پر بلا تحریر ہونے کسی دستاویز کے پیش ہو تو وہ شرعاً بہر صورت جائز ہے اور گو بارہ برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا ہو عورت متوفیہ کی مان اور بھائی کو اُس کے شوہر پر بابت نصف دین مہر مشروطہ کے دعویدار ہونے کا منصب پہونچتا ہے اور اس قدر عرصہ کے گذر جانے سے دعوے ناجائز نہین ہوسکتا اور چونکہ عورت متوفیہ نے شوہر اور مان اور بھائی وارث

دین مہر کیواسطے دستاویز ضرور نہین ہے۔

دو جگہ وارث دعوی مہر کا جسوقت چاہین کر سکتے ہین۔

استحقاق شوہر کا بحالت موجود ہونے ماں اور بھائی کے۔

چھوڑے لہذا بموجب دفعہ ۴۶۔اصول وراثت کے اسکی جائداد کو چھ حصّون پر تقسیم کرنا چاہیے تھا اور چونکہ شوہر کا حصّہ نصف اور ماں کا ایک ثلث ہی لہذا شوہر تین حصے پانیکا مستحق تھا اور ماں کو دو حصّے ملنے چاہیے تھے اور بھائی ازروے عصوبت کے بقیہ ایک حصّہ پانیکا مستحق تھا۔

مقدمہ ۳۴

س۔ایک شخص نے اپنی زوجہ کے نام نکاح کے وقت کہ اسوقت وہ چھ یا سات یا نو یا بمرتبہ غایت دس برس کی تھی دستاویز مہر تحریر کی ایک سال اور آٹھ یا دس مہینے بعد نکاح کے شوہر نے وفات پائی ایسی صورت مین زوجہ کو شوہر متوفی کے ترکہ کی نسبت ازروے دستاویز مہر کے استحقاق وراثت پہونچتا ہی یا نہین۔

جو کچھ دین مہر قرار پایا ہو دعوے اسکا بعد وفات شوہر بلا لحاظ زوجہ کی عمر کے ہو سکتا ہی۔

ج۔بنظر حالات مندرجہ سوال کے جو کچھ بطور مہر معین و تجویز ہو کر دستاویز مین داخل ہوا وہ بعد وفات شوہر کے حسب دستاویز مذکور واجب الادا ہی اور شرائط اس دستاویز کی تسلیم ہونی چاہئیں چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص دین مہر بقدر دس یا دس سے زیادہ درم کے قرار دے اور بعد ازان مصاحبت ہو یا شوہر وفات پائے تو دونون صورتون مین زوجہ کُل مہر معین پانے کی مستحق ہی کیونکہ بوجہ وفات شوہر کے تکمیل نکاح لازم آتی ہی اور مصاحبت کی وجہ سے جملہ مراتب نکاح کامل اور موثر تصور کیے جاتے ہین

اگر شوہر اپنے حین حیات زوجہ کا دین مہر ادا کر دے تو بہتر ہی ورنہ اُسکے ترکے سے وصول کیا جائیگا اور دعوے مہر کا تقسیم ترکہ پر مقدم ہی اور اگر ترکہ دین مہر یا فقتی سے زائد نہو تو وارثون کو اُسکی نسبت کچھ حق نہین پہونچتا۔ لڑکی کے بالغ ہونے کا سن کم سے کم نوان سال ہی۔

لڑکی کے بالغ ہونے کا سن

مقدمہ ۳۵

س ۱۔ اگر زن منکوحہ کو طلاق نہ دیا گیا ہو تو دستاویز مہر جائز اور قابل نفاذ اور شرعًا اور عرفًا درست ہی یا نہین اور نویسندۂ دستاویز اور اُسکے وارثون پر زوجہ کے وارثون کا دعوی دین مہر کے پہونچتا ہی یا نہین۔ یا اسطرح کی دستاویز مہر صرف بنظر انسداد طلاق کے تحریر ہوتی ہی اور بحالت وقوع مین نہ آنے طلاق کے دین مذکور بعد وفات شوہر یا زوجہ کے واجب الادا نہین ہوتا۔ [1]

[1] جو دین مہر اس مقدمہ مین قرار پایا وہ نہایت کثیر اور شوہر کے مقدور سے زیادہ ہی اور چونکہ دین مہر طلاق کی صورت مین واجب الادا ہوتا ہی لہذا ہندوستان مین یہ دستور ہو گیا ہی کہ بنظر انسداد طلاق کے مہر زیادہ باندھا جاے اور اس مقدمہ مین جو استفتا ہوا اُس سے تنقیح اس امر کی ضرور تھی کہ اس طرح کا اقرار جو شوہر کی جانب سے ہو واقعی اور واجب التعمیل تصور کیا جاے صرف مصلحتًہ اور براے نام۔

مہر مشروط بلا لحاظ زائد ہونے اسکی مقدار کے شرعاً واجب الوصول ہے

ج ۱- دستاویز مہر جو اس مقدمہ خاص مین بنام زوجہ حرہ کے لکھی گئی جائز ہونا اسکا نائب قاضی اور گواہون کی شہادت سے ثابت ہے اور جسقدر دین مہر دستاویز مین درج ہے وہ بسبب تکمیل نکاح کے بغیر ہونے طلاق کے بھی واجب الادا ہے اور اگر شوہر زوجہ کو طلاق دے یا وفات پائے تو بھی مہر کا دعوی ہو سکتا ہے اور شوہر پر ادا کرنا اسکا عند الطلب زوجہ یا اسکے وارثون کے مثل اور قرضون کے لابد ہے اور اگر شوہر کچھ جائداد چھوڑ کر وفات پائے تو دین مذکور اُسکے وارثون کو ترکہ سے ادا کرنا چاہیے۔

س ۲- شوہر نے زوجہ کے نام دستاویز مہر تحریر کر کے نکاح کے وقت اُسکے حوالہ کر دی اور زوجہ نے بغیر حاصل ہونے قبضہ کسی جائداد مصرحۂ دستاویز کے شوہر سے پہلے وفات پائی ایسی صورت مین قابض ہونا زوجہ کے وارثون کا اُس جائداد پر جو شوہر کے قبضہ مین رہے جائز ہے یا نہین اور اگر وارثان مذکور اُس جائداد پر شوہر کی حیات مین قابض نہوے ہون تو شوہر کے وارثون کو اسکی نسبت استحقاق وراثت پہونچتا ہے یا زوجہ کے وارثون کو بذریعۂ دستاویز مہر کے۔

شوہر کی کل جائداد کا دیا جانا بعوض جزو غیر معین مہر کے ناجائز و نادرست ہے۔

ج ۲- اس مقدمہ کی دستاویز مہر مین دو امر درج ہین ایک مقدار مہر جو شوہر سے یافتنی ہے اور دوسرا ہبہ کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ و زر نقد و اسباب مقبوضہ شوہر کا بالعوض جزو مہر کے لیکن چونکہ دوسری شرط درباب معاوضہ کے معاہدہ مین داخل ہے اور مالیت اسکی کہ وہ بھی جزو مہر ہے غیر منقح ہے لہذا اس طرح کا معاہدہ ناقص تصور کیا جاتا ہے اور زوجہ کو جائداد

مقبوضہ شوہر والے پر کچھ استحقاق نہین پہونچتا لیکن زوجہ اور اُسکے وارثون کو شوہر کی حیات مین مہر کے مطالبہ کا منصب پہونچتا ہی اور اگر شوہر مرجاے تو اُسکے وارثون سے۔ پس بعد وفات شوہر کے اُسکے وارثون کو اُسکی جائداد پر قابض ہونے کا حق پہونچتا ہی لیکن زوجہ کے وارث مستحق اس امر کے ہین کہ شوہر کے ترکہ کو جو اُسکے وارثون کے قبضہ مین ہی نیلام کراکے زر مہر مصرحہ وصول کرین یا اگر شوہر کے وارث قبول کرین تو زوجہ کے وارثون کو اختیار ہی کہ جائداد بقدر دین مہر زوجہ کے لین۔

مقدمہ ۴۶

س۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ کے نام دستاویز مہر بابت انتقال حق ملکیت کسی قدر اراضی کے جو وقت تحریر دستاویز کے بقبضہ مالکانہ اُسکے نہ تھی لکھدی اور قبضہ اُسکا جائداد مذکور پر بعد ازان ہوا ایسی صورت مین اس طرح کی دستاویز جائز اور واجب التعمیل ہی یا نہین۔

ج۔ حسب حالات مندرجہ سوال کے دستاویز مہر بالکل کالعدم ہونا جائز ہی اِلّا اُس صورت مین کہ شوہر نے بعد حاصل ہونے استحقاق۔

دینا اُس جائداد کا بعوض مہر کے جو شوہر کے قبضہ مین نہ ہو۔

ملہ جو مسئلہ اس رسالے مین لکھا گیا ہی وہ شرع محمدی کے ایک قاعدہ معروف پر مبنی ہی اور وہ یہ ہی کہ معاوضہ کے معاہدہ مین بدلین کی قیمت کا تعین ہونا چاہیے۔

نسبت آراضی مصرحۂ دستاویز کے زوجہ کو اُسپر حسب ضابطہ قابض کرادیا ہو
اور صرف اسی صورت مین دستاویز جائز اور واجب التعمیل ہوگی نہ اور
حالت مین ۔

مقدمہ ۳۷

س - اگر دستاویز مہر جائز قرار دیجاے تو ادا ہونا زر مہر مندرجۂ دستاویز کا زوجہ کو بعد وفات شوہر یعنے نویسندۂ دستاویز کے قبل تقسیم اُسکے ترکہ کے شرعًا واجب ہو یا نہین اور اگر کل ترکہ کی مالیت زوجہ کے دین مہر سے زائد نہو اور زوجہ ادا کرنا شوہر کے قرضۂ واجب کا منظور کرے تو ایسی صورت مین زوجہ بذریعۂ اپنے اختیار خاص اور دعوی مہر جائداد آراضی اور مال پر قابض ہونے کی مجاز ہو یا نہین ۔

ج - دستاویز مہر جو اس مقدمہ سے متعلق ہو جائز ہو کیونکہ وہ گواہون سے ثابت ہو اور اگرچہ لکھا جاتا کہ مقدار کثیر مہر کا کسی حکم صریح کے روسے جائز نہین ہو لیکن باوجود اسکے یہ امر روا رکھا گیا ہو لہذا زر مندرجۂ دستاویز بیوہ پر جائداد اراضی شوہر متوفی سے قبل دعاوی وراثت کے واجب الادا ہو لیکن جس جائداد کا ذکر دستاویز مین بصراحت نہو اُسپر زوجہ اپنے اختیار سے بغیر حکم عدالت کے بذریعۂ دعوی مہر کے قابض نہین ہوسکتی گو ترکہ شوہر کا واسطے ادا اُسکے دین کے مکتفی ہو یا نہو اور زوجہ کو جائداد مذکورہ کی

مقدار مہر کی انتہا نہین ہو ۔
جائداد آراضی پر بابت دین مہر کے حسب استرضاے معترضہ وارثون کے قبضہ ہوسکتا ہو ۔

نسبت صرف اُسی صورت مین استحقاق حاصل ہو سکتا ہی کہ ن اُسے اپنے مہر کے روپیہ سے بذریعۂ حکم عدالت یا حسب استرضا وارثون کے خرید کرے اِلّا جس جائداد کی تصریح دستاویز مہر مین ہوا سپر زوجہ اپنے اختیار سے بغیر حکم عدالت یا استرضا وارثون کے قابض ہو سکتی ہی لیکن چونکہ اس مقدمہ مین زوجہ کے فریق مخالف نے اپنا مہتمم ہونا جائداد اراضی پر زوجہ کی جانب سے بنظر مفاد اُسکے قبول کر کے اقرار ادا کرنے کل حاصلات و منافع جائداد کا زوجہ کو کیا ہی اور فریق مذکور کو قرضہ ذمگی شوہر متوفی کی رسدی ادا کرنے سے انکار ہی اور زوجہ نے ادا کرنا کل قرضہ کا اپنے ذمہ لیا ہی لہذا اس سے یہ ثبوت حاصل ہوتا ہی کہ فریق مذکور نے قابض ہونا زوجہ کا جائداد پر تسلیم کر لیا۔

مقدمہ ۳۸

س ایک شخص نے اپنی زوجہ پر کسی قدر دین مہر تعین کر کے اُسکے نام دستاویز مہر لکھدی اور اُس دستاویز مین اُسنے یہ بھی لکھدیا کہ مین نے اپنا کل نقد و جنس اور جائداد منقولہ و غیر منقولہ جو کچھ بالفعل میرے قبضہ مین ہی یا آیندہ آوے بعوض دین مہر کے زوجہ کو اس شرط سے دیا کہ جب زوجہ خواستگار مہر ہو اُسی وقت اُسے بلاحجت و حیلہ ادا کرونگا ایسی دستاویز کی رو سے زوجہ کو بابت کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ استحقاق پہونچتا ہی یا وہ صرف زر مصرحہ دستاویز کے پانے کی مستحق ہی۔

ذکر اُس دستاویز مہر کا جسمین زر خاص کا تعین بابت دین مہر کا ہوگیا ہو اور شوہر کی کل جائداد مقبوضہ و ممکن الوصول بابت مہر کے نامزد ہوگئی ہو۔

ج - شوہر نے دستاویز مین یہ لکھا کہ مین نے اپنا کل نقد و جنس اور جائداد منقولہ و غیر منقولہ جو کچھ بالفعل میرے قبضہ مین ہو یا آیندہ آوے بعوض دین مہر کے زوجہ کو دیدیا یہ بیان بمنزلہ اظہار معاہدہ ناجائز بیع کے ہو یعنی یہ بیان معاہدہ واحد مین بایع کی جانب سے بابت اُس جائداد کے ہو جو اُس وقت اُسکے قبضہ مین تھی اور بھی جسکا وجود اُس زمانہ مین نہ تھا بلکہ وہ اُسکو زمانہ آیندہ حاصل ہوتی اور تصریح ثمن کی مطلق نہین کی گئی ہو اور بیان مذکور الصدر بمنزلہ ہبہ بالعوض کے نہین ہو کیونکہ ہبہ کیواسطے وجود ویدین کا ضرور ہو علاوہ اسکے معاملات بیع و ہبہ مین ہونا ایجاب و قبول کا ایک ہی موقع پر واجب ہو اور اگر قبل اظہار قبول کے معاہدہ سے انحراف کیا جاے تو وہ باطل و کالعدم تصور کیا جاتا ہو مگر اس مقدمہ مین ظاہر ہونا رضامندی کا بعد اظہار ایجاب کے پایا نہین جاتا بلکہ دستاویز کے فقرہ اخیر سے جسمین یہ شرط ہو کہ عند الطلب زوجہ کے دین مہر شرعاً بلا حجت و حیلہ ادا کیا جائیگا یہ مستنبط ہوتا ہو کہ شوہر نے اپنے اظہار سے انحراف کے عمل مین آیا ہو تو شوہر پر ادا کرنا مہر کا عند الطلب زوجہ کے لازم نہوتا پس جائداد منقولہ و غیر منقولہ زوجہ کو بذریعہ دستاویز مہر کے نہین پہونچتی بلکہ وہ صرف مستحق پانے زر مصرح دستاویز کی ہو[1] کیونکہ اگر اظہار رضامندی بموقع اظہار ایجاب کے۔

[1] اِس دستاویز کی اخیر کی شرط ناجائز تھی کیونکہ معاوضہ کے جملہ معاہدات مین یقینی ہونا اسکا ضرور ہو اور یہ واجب ہو کہ جس

مقدمہ ۳۹

س ۔ زوجہ نے شوہر پر واسطے ایک ثلث مہر معجل کے نالش دائر کر کے زر مدعوہ کی بابت ڈگری حاصل کی بعد ازان وہ شوہر کی حیات مین مرگئی اور اسکی وفات کے بعد اسکی ہمشیر نے اسکے شوہر پر واسطے بقیہ دو ثلث دین مہر کے نالش کی ایسی صورت مین یہ نالش ہمشیر زوجہ متوفیہ کی شوہر کے نام شرعًا قابل سماعت ہو یا نہین اور بعد وفات زوجہ کے شوہر منجملہ دین مہر مصرحہ دستاویز کے کسی قدر مہر پانے کا مستحق ہو یا نہین ۔

ج ۔ نالش جو زوجہ متوفیہ کی ہمشیر نے اسکے شوہر پر بابت کل دو ثلث دین مہر کے دائر کی ہو قابل سماعت نہین ہو کیونکہ ہمشیر زوجہ کی ایک وارث ہو اور وہ کل مہر کا دعویٰ صرف بذریعہ وصیت کے کرسکتی ہو لیکن ہونا وصیت کا ایک ہی وارث کے حق مین جائز نہین ہو اور چونکہ مدعیہ زوجہ متوفیہ کی ہمشیر ہو لہٰذا اسکو منجملہ اس دین مہر کے جو ہنوز ادا نہین ہوا ہو ایک نصف ملنا چاہیے اور باقی نصف اسکے شوہر کی طرف عود کریگا ۔

اگر علاوہ شوہر اور ہمشیر کے متوفیہ کا کوئی اور وارث ہو تو دین ان دونون کو حصص مساوی نہ پہونچیگا ۔

شرط کی بابت معاہدہ کیا جائے وہ اسوقت فی الواقع وجود رکھتی ہو یا زمانہ آیندہ مین جسکا تعین ہو سکتا ہو دیجا سکے ۔ اصول ۱۲ دفعات ۲ و ۱۴ ۔

مقدمہ ۴۰

س — زوجہ نے شوہر پر دین مہر کی بابت بہ تعین چالیس ہزار روپیہ اور ایک اشرفی کے نالش دائر کی اور طرفین کے رشتہ دارون کی گواہی سے واجب الادا ہونا زر مذکور کا ثابت ہے اور رشتہ دارون کی گواہی سے یہ متحقق کہ زوجہ اور شوہر کے خاندان کا مہر مثل اس مقدار سے کہیں کم نہیں قرار پایا ہے لیکن مدعا علیہ مظہر ہے کہ دین مہر بقدر ادل مقدار معینہ شرع یعنی دس درم کے قرار پایا اور اُسنے واسطے ثبوت اس بیان کے دے گواہ پیش کیے ہین جو اُس سے کچھ علاقہ نہین ایسی صورت مین زوجہ کا بیان قابل ترجیح ہے یا شوہر کا —

ج — بنظر حالات مندرجہ سوال کے زوجہ کا بیان حسب مسئلہ مرقومہ ہدایہ کے قابل ترجیح ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر شوہر اور زوجہ کے باہم بحالت برقرار رہنے نکاح کے درباب مقدار مہر کے تکرار ہو مثلاً شوہر ایکہزار درم بیان کرے اور زوجہ کو دو ہزار کا دعوی ہو تو جو فریق اپنا بیان وجہ ثبوت سے ثابت کرے اُسی کا اظہار قابل اعتبار ہے اور اگر طرفین سے ثبوت موجود ہو تو زوجہ کی جانب کی شہادت پر اعتبار ہونا چاہیے کیونکہ ایسی شہادت سے اسکا استحقاق بسبب مقدار کثیر کے ثابت ہوتا ہے علی ہذا القیاس تاتارخانیہ مین یہ لکھا ہے کہ اگر طرفین سے ثبوت پیش ہو تو جسکا ثبوت مقدار کثیر کی بابت ہو وہی قابل لحاظ و ترجیح ہے اور اگر مقدار مہر کی بابت تکرار ہو

اگر مقدار مہر کی بابت نزاع ہو تو ثبوت مظہرہ زوجہ بمقابلہ شوہر کے قابل ترجیح ہے الا اس صورت مین کہ زوجہ کا مہر مثل مقدار مدعوعہ سے کم ہے اور صورت مین اگر مقدار مہر جسکا ثبوت ہے متحقق نہ ہو تو مہر مثل دلایا جاے —

تو قاضی کو مہر مثل دلانا لازم ہی اور اس امر کی نسبت عالمگیری مین یہ لکھا ہی کہ اگر فیما بین شوہر و زوجہ کے مقدار مہر کی بابت تکرار ہو تو قاضی کو مہر مثل دلانا چاہیے نالش متعلقۂ امور نکاح مین رشتہ دارون کی گواہی کو اشخاص اجنب کی گواہی پر ترجیح ہی چنانچہ اس امر کی نسبت حمادیہ مین یہ لکھا ہی کہ نکاح کی نالش مین فریقین کے واسطہ دارون کی گواہی بہ نسبت شہادت اشخاص اجنب کے مرجح ہی۔ ۱۰

---

۱۰ جس مقدمہ مین یہ فتوی دیا گیا اسکا اپیل صدر دیوانی عدالت مین ہوا تھا اور عدالت مذکور کے مفتیون سے یہ پوچھا گیا کہ بعد معائنہ کاغذات مثل کے یہ لکھین کہ طلاق منظرہ کی نسبت ثبوت کافی ہی یا نہین اور اگر طلاق وقوع مین آیا تو زر دعوہ فی الواقع واجب الادا ہی یا نہین اور فتوی جو پرونشل کورٹ پٹنہ مین دیا گیا صحیح تھا یا نہین بجواب اس استفسار کے قاضی و مفتی نے جواب دیا کہ طلاق بخوبی ثابت ہی اور صرف بلحاظ اس ثبوت کے جو زوجہ کی جانب سے گذرا ہی واجب الادا ہونا زر دعوہ کا شوہر سے پایا جاتا ہی اور بہ نسبت حکم عدالت ماتحت کے مفتی و قاضی نے یہ لکھا کہ فتوی مین جو یہ راے تحریر ہی کہ زوجہ کی طرف کا ثبوت درصورت پیش ہونے منجانب طرفین کے قابل ترجیح ہی یہ راے بعض اہل فقہ کے نزدیک درست ہی مگر باوجود اسکے صحیح مسلمۂ عام نہین ہی اور خلاصہ وقایہ یا سنت رہنمایہ نے بھی اسکو جائز نہین رکھا اور جو فقرہ بجوالہ نسخہ حمادیہ کے لکھا ہی اسکی نسبت مفتی و قاضی مذکور نے یہ تحریر کیا کہ ہمکو یہ فقرہ اس کتاب مین

مقدمہ ۱۴

س - ایک شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو میری زوجہ نہین ہے اور اُسنے جواب دیا کہ تو میرا شوہر نہین ہے لیکن باوجود

کتابمین نہین ملتا یہ امر عجیب معلوم ہوتا ہے کہ فتوی پر وفشل کورٹ مین دیا گیا اُسپر پانچ مفتیون کے دستخط ہین اور استعجاب ہے کہ اُنھون نے ہدایہ کا حوالہ اسطور پر غلط دیا اور شرع کا یہ حکم نہین ہے کہ جملہ صورتون مین زوجہ کے ثبوت کو شوہر کے ثبوت پر ترجیح دیجاے اِلَّا اُس صورت مین کہ زوجہ کا مہر مثل مہر مدعوہ اُسکے سے کم ہو چنانچہ جو عبارت ہدایہ سے منتخب کرکے ذیل مین لکھی جاتی ہے وہ صحیح ہے اور اُسمین جو عبارت زیر مد ہے اُسکو مفتیون نے اپنے فتوے مین نہین لکھا تھا - اگر شوہر اور زوجہ کے باہم بحالت قائم رہنے نکاح کے مقدار مہر کی بابت تنازع ہو مثلاً شوہر ایکہزار درم کہے اور زوجہ کو دو ہزار کا دعوی ہو اور زوجہ کا مہر مثل ایک ہزار سے متجاوز نہو تو شوہر کا بیان قابل اعتبار ہے لیکن اگر دو ہزار یا ہزار سے متجاوز ہو تو زوجہ کا بیان معتبر متصور ہوگا - اور فریقین سے جو فریق اپنے بیان کی تائید مین ثبوت پیش کرے اُسی کا بیان بلحاظ دونون صورتون مذکورۂ بالا کے اعتبار کے قابل ہوگا اور اگر طرفین ثبوت پیش کرین تو مہر مثل کی صورت مین یعنی بحالت متجاوز ہونے مہر مثل کے ایک ہزار درم سے زوجہ کی جانب کا ثبوت قابل اعتبار تصور کیا جاے گا کیونکہ ایسے ثبوت سے استحقاق اُسکا نسبت مقدار زائد کے ثابت ہوتا ہے جس قاعدۂ کلیہ پر یہ مسئلہ شرع کا مبنی ہے وہ یہ ہے کہ اگر زوجہ کا مثل بقدر اُسکے دعوے

اس گفتگو کے زوجہ تا وفات شوہر کے اسکے پاس رہی ایسی صورت مین لفاظ
سے طلاق لازم آتا ہی اور زوجہ ورثہ سے محروم رہ سکتی ہی یا نہین۔

ج۔ بنظر حالات مذکورہ سوال کے زوجہ منجملہ ترکہ شوہر کے حصہ پانے سے محروم نہین رہ سکتی کیونکہ اس طرح کا قول بمنزلۂ طلاق و حرمان ورثہ کے تصور نہین کیا جاتا چنانچہ فتاوی عالمگیری اور فقہ اور کتابون مین یہ لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص زوجہ سے یہ کہے کہ تو میری زوجہ نہین ہی تو ایسے قول سے طلاق لازم نہین آتا گو شوہر کا مقصود اس سے طلاق ہو اور یہی رائے مسلمۂ عام ہی۔ طلاق۔

مقدمہ ۴۲

س۔ ایک شخص نے ۲۰ صفر ۱۲۳۲ھ ہجری مطابق ۷ پوس ۱۲۲۴ سنہ بنگلہ کو یہ بیان کیا کہ مین نے اپنی زوجہ کو حسب قواعد شرع کے ۱۲۱۸ھ مین جسکو ۱۴ برس سے زیادہ عرصہ گذرا تین مرتبہ طلاق دیا ایسی صورت مین طلاق کا نفاذ کس تاریخ سے تصور کیا جائیگا۔

کے یا دعوی سے زائد ہوا و طرفین کچھ ثبوت نہ رکھتے ہون تو زوجہ کا بیان قابل اعتبار ہی کیونکہ وہ بادی النظر مین زیادہ تر قرین قیاس ہی لیکن اگر ایسی حالت مین طرفین ثبوت رکھتے ہون تو شوہر کی طرف کا ثبوت قابل ترجیح ہی کسواسطے کہ ثبوت سے متحقق ہونا کسی ایسے امر کا مقصود ہوتا ہی جو بادی النظر مین واضح نہو۔

ج - حسب حالات مظہرہ سوال کے اگر زوجہ بیان کرے کہ مجھکو شوہر نے طلاق نہین دیا تو شرعاً طلاق اُس تاریخ سے قابل نفاذ ہوگا جب اُسکا اظہار ہوا ہو چنانچہ شرح وقایہ مین یہ لکھا ہو کہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے جسکا نکاح اُسکے ساتھ ایک روز پیشتر تاریخ مظہرۂ طلاق کے ہوا ہو یہ کہے کہ مین نے تجھے کل طلاق دیا اور وہ اُس سے منکر ہو تو طلاق کا نفاذ صرف طلاق اظہار کے وقت سے ہوتا ہو۔

مقدمہ ۴۳

س - ایک شخص شریف ونجیب کی دو زوجہ تھین اور ہر زوجہ سے اولاد تھی بعد اُسکی وفات کے اُسکی ایک زوجہ کے رشتہ دارون نے یہ بیان کیا کہ دوسری زوجہ متوفی کی منکوحہ نہ تھی بلکہ صرف بطور ملازم رکھی گئی تھی اور بسبب امتداد زمانہ کے ہونا نکاح کا بخوبی متحقق نہین ہو سکتا ایسی صورت مین اثبات نکاح کے لیے ثبوت کافی کیا ہو۔

ج - اگر بسبب امتداد زمانہ کے نکاح ہونا اُس عورت کا جسکو فریق ثانی غیر منکوحہ بلکہ صرف بطور ملازم بیان کرتا ہو ثابت نہو اور وہ اپنے تئین متوفی کی زوجہ بیان کرے اور وہ حرّہ ہو نہ کہ جاریہ اور شوہر نے نسب اُسکی اولاد کا تسلیم کیا ہو تو اس طرحکا اقرار شوہر کا واسطے اثبات نکاح زوجۂ مذکورہ کے کافی ہو لیکن یہ امر واسطے

اگر نسب اُس اولاد کا جو حرّہ کے بطن سے ہو تسلیم کیا جاوے تو بھی ثبوت حرّہ کے نکاح کا شخص مقر کے ساتھ کافی ہے۔

ثبوت دعوی مہر کے کافی نہین ہو چنانچہ اشباہ و نظائر مین یہ مرقوم ہو کہ تسلیم نسب سے تسلیم نکاح لازم آتا ہو نہ قبول کرنا مہر کا اور گو اس مقدمہ مین نکاح کا ثبوت نہین ہو لیکن باپ طفل کے نسب سے مقر ہو اور یہی اور امر ثبوت نکاح کے واسطے کافی ہو۔

مقدمہ ۴۴

س۔ زوجہ مطلقہ نے بابت ایام عدت یعنی تین مہینے اور تیرہ یوم کے بقدر چھ روپیہ بارہ آنہ نان و نفقہ کے نالش دائر کی پس سوال یہ ہو کہ بعد عمل مین آنے طلاق حسب شرع محمدی کے زوجہ کو شوہر سے بابت زمانۂ عدت کے نان و نفقہ پانیکا کچھ استحقاق پہونچتا ہو یا نہین اور زمانہ عدت کے واسطے کتنے مہینے اور دن معین ہین۔

زمانۂ عدت بعد طلاق۔ ج۔ اگر زوجہ جسکو شوہر نے طلاق دیا ہو بالغہ ہو تو شرع کے رو سے زمانہ عدت بہیم تین حیض کی مدت تک شمار کیا جائیگا چنانچہ وقایہ مین یہ لکھا ہو کہ زن حرہ کے واسطے زمانہ عدت بہیم تین حیض کی مدت تک شمار کیا جائیگا اور زمانۂ عدت واسطے اُس عورت کے جو صغیر السن ہونے کی وجہ سے حائضہ نہوتی ہو تین مہینے ہین اور زن حاملہ کیواسطے عدت کا زمانہ وضع حمل تک ہو اور اُسی کتاب مین یہ بھی لکھا ہو کہ زن حاملہ کی عدت تا پیدا ہونے زندہ یا مُردہ طفل کے شمار کیجاتی ہو شوہر پر تا زمانۂ عدت کے واجب ہو

زوجہ بابت ایام عدت کے نان و نفقہ کا دعویٰ کر سکتی ہے—

کہ زوجہ کو مصارف خور و پوش و سکونت بعد طلاق کے دی اور شرح وقایہ مین یہ حکم ہے کہ عورت کو طلاق رجعی یا غیر رجعی دیا جاے اور زوجہ کی علیحدگی شوہر سے بسبب کسی الزام کے وقوع مین نہ آئی ہو شلاً افتراق بذریعہ اس اختیار کے جو زوجہ کو وقت بلوغ کے حاصل ہوتا ہے یا ازروے اعتاق یا بسبب غیر مساوی ہونے عمر کے عمل مین آئے تو زوجہ کے واسطے خور و پوش اور مکان تجویز کر دینا چاہیے—

مقدمہ ۴۵

س—طفل غیر صحیح النسب والدین سے کسکی اولاد تصور کیا جاتا ہے اور اگر دونون دعویدار ہون تو کسکے سپرد کرنا چاہیے—

طفل غیر صحیح النسب کیکی اولا نہین ہے مگر مان کو سات برس عمر تک اُسپر اختیار پہونچتا ہے—

ج—شرع کے روسے طفل غیر صحیح النسب والدین سے کسی کی اولاد نہین ہے اور وجود اسکا باطل ہے لیکن بنظر اُسکی پرورش اور پرداخت کے اُسکو سات برس کی عمر تک مان کے حوالہ کرنا چاہیے—اور بعد اس عمر کے طفل کو اختیار ہے والدین سے چاہے جسکے پاس رہے یا اگر اُسکی مرضی ہو تو بالکل علیحدہ رہے—[۱]

[۱] یہ مسئلہ بالکل مطابق احکام قانون انگلشیہ متعلقہ اس امر کے ہے اور قانون مذکور مین یہ حکم ہے کہ جبتک طفل غیر صحیح النسب سات برس کا اپنی مان سے علیحدہ نہین ہو سکتا لیکن شرع محمدی کے بموجب یہ قاعدہ صرف اولاد حرام سے مخصوص نہین کیا ہے بلکہ اولاد صحیح النسب وغیرہ صحیح النسب دونون سے متعلق ہے—

مقدمہ ۴۶

س - ایک عورت عرصہ دراز تک ایک مرد کے ساتھ ہمخانہ رہی لیکن نکاح ہونا اُنکا بخوبی ثابت نہین ہی بعد ازان انمین نفاق ہوا اور وے علیحدہ ہو گئے اب دونون بابت لڑکیون کے کہ جو اُنسے پیدا ہوئین تکرار ہی ایسی صورت مین ان دونون مین سے لڑکیان کسکو ملنی چاہئین -

ج - اگر مرد لڑکیون کو اپنی اولاد بیان کرے تو ایسے بیان کو قطعی تصور کرکے منظور کرنا چاہیے الّا اُس صورت مین کہ عورت کا بظاہر کوئی اور آشنا ہو اور نسب کا ثبوت ایسے بیان سے ہوسکتا ہی اور لڑکیون کی پرورش باپ پر واجب ہی نہ مان پر اور یہ لڑکیان حرہ ہین اور راسی جہت سے کنیز متصور نہین ہوسکتین پس اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہی کہ بنظر انسداد قیاس زنا کے نکاح تصور کرنا چاہیے لیکن اگر مرد یہ قبول کرے کہ لڑکیان بحالت زنا پیدا ہوئی ہین تو فیما بین اُنکے اور اُسکے شرعاً کچھ تعلق نہ ہوگا اور نہ اُسپر اُنکی پرداخت واجب ہوگی - ملے

صحیح النسبی کا خیال کس طرح پر کیا جاتا ہی -

ملے قانون مین اطفال کی نسبت اسقدر رعایت ملحوظ ہی کہ اگر ثبوت نکاح اُنکے والدین کا ممکن ہو تو حتی الوسع اُنکی نسبت غیر صحیح النسبی کا احتمال نہین کیا جاتا ہی -

مقدمہ ۴۷

س- محمود کے دو لڑکے زید و بکر ایک کنیزک کے بطن سے ہوے اور اُسنے اپنی صلب سے ہونا اُنکا حین حیات تسلیم نہین کیا اور نہ رسم نمک چشی ادا کی ایسی صورت مین زید و بکر کو ترکۂ محمود کی نسبت باوجود علم وقوع ان امر کے شرعًا استحقاق ورثہ پہونچتا ہی یا نہین-

کس صورت مین اطفال کا نسب بغیر اقرار مرد کے ثابت ہوسکتا ہی-

ج- ہرچند حیات معلوم نہین ہوتا کہ محمود نے زید و بکر کے نسب کے صراحۃً اقرار کیا لیکن باوجود اس امر کے دونون لڑکون کو اُسکے ترکہ سے ورثہ پانے کا استحقاق پہونچتا ہی کیونکہ گواہون سے یہ ثابت ہوا ہی کہ وہ اُس عورت کے بطن سے ہین جو محمود کے ساتھ رہتی تھی اور کنیز کہلاتی تھین اور دیگر حالات مقدمہ مثلاً شباہت ظاہری اور شہرت سے یہ ثابت ہی کہ زید و بکر محمود کے بیٹے ہین اور انکی مان اسکی منکوحہ تھی اور جن گواہون کو وقوع نکاح سے انکار ہی انکے بیان کا مقصود صاف یہ تھا کہ اُنھون نے یہ امر بچشم خود نہین دیکھا اُنکو اس امر کے وقوع سے بحث نہین ہی کیونکہ اگر ایسا ہو تو یہ صریح جھوٹ اور عداوت ہی علاوہ اسکے مسلمان کو زنا سے متہم کرنا ناجائز ہی اور نہونا شہادت رویت کا بحالت موجود ہونے ثبوت شہرت کے مضر نہین ہی کیونکہ اگر گواہون سنے نکاح کا ہونا ثبوت شہرت کے ہوتا ہی تو وہ اس امر کی شہرت کی نسبت ادائے شہادت نہ کرتے اور وجہ ثبوت سے یہ امر صراحۃً ثابت نہین ہی کہ متوفی نے

نسب اُن لڑکون کا تسلیم نہین کیا اور اگر اس امر کا ثبوت ہوتا تو بھی کچھ
مضر نہوتا کیونکہ لفظ غلام سے بلحاظ اُس معنی عام کے جو ہندوستان مین
رائج ہی غلامی برائے نام مراد ہی یعنی قطع نظر ملازم ہونے یا خرید لیے جانے
وہ فی الواقع آزاد ہوتا ہی اور اسکو کنیز یا غلام کہتے ہین اور واسطے ثبوت
نسب ایسی اولاد کے دعویدار ہونا یا اقرار مرد کا ضرور نہین ہی اسمین اتفاق ہی
کہ واسطے ثبوت نسب اولاد جاریہ کے ہونا دعویداری اور اقرار کا شرعاً
ضرور ہی لیکن تشہیا پشت سے وہ غلامی جسکا شرع مین ذکر ہی ہندوستان سے
مفقود ہی اور گواہون نے جو لفظ غیر منکوحہ بیان کیا ہی اس سے احتمال ہوتا ہی
کہ وہ عورت برائے نام متوفی کی کنیز تھی کیونکہ جاریہ کا نکاح آقا کے ساتھ
جائز نہین ہی اور نمک حبشی کے رسم شرعاً اس مرتبہ واجب نہین ہی کہ آسکے
نہونے سے نسب باطل ہو جائے چنانچہ بتائید اس راے کے
خلاصۃ المفتیین سے عبارت ذیل نقل کیجاتی ہی اور وہ یہ ہی کہ شہادت
سمعی قابل منظوری نہین ہی اِلّا چار صورتون مین اور وے یہ ہین وفات اور
نسب اور نکاح اور درباب قاضی کے۔ نسب کی مثال یہ ہی کہ ایک شخص
نے اورون سے سنا کہ فلان شخص فلان کا بیٹا ہی ایسی حالت مین گو اُسنے
وقوع ولادت اپنی آنکھ سے ندیکھا ہو لیکن وہ حسب مضمون بالا گواہی
دینے کا مجاز ہی علیٰ ہذا القیاس ہم آجتک اس امر کو قبول کرتے ہین کہ حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قحافہ کے بیٹے تھے حالانکہ قحافہ کو ہمنے کبھی دیکھا
نہین اور نکاح کی تمثیل یہ ہی کہ ایک شخص نے ایک مرد کو ایک عورت کے ساتھ

۱ خلاصہ بتائید منظوری شہادت سمعی نسبت حالات نکاح وغیرہ کے۔

ہمخانہ دیکھا ہو اور یہ مشہور ہو کہ عورت اسکی زوجہ ہے ایسی صورت مین
گواہ کو اداے شہادت کا اس مضمون سے اختیار ہو کہ وہ شخص
مذکور کی زوجہ ہی گو گواہ مذکور عقد نکاح کے وقت موجود نہ ہو اور اگر گواہ
ایسی صورت مین معائن ماجرا شنونا اپنا بیان کر کے بلحاظ شہرت کے
اداے شہادت کرین تو ایسی گواہی کو جائز تصور کرنا چاہیے چنانچہ ہدایہ
مین بھی یہی مسئلہ لکھا ہو اور مضمون اسکا یہ ہو کہ گواہان کو کسی صورت مین
غیر چشم دیدہ امر کی نسبت گواہی نہین دینی چاہیے الّا معاملات نسب اور
نکاح اور وفات اور اختیار قاضی اور مصاحبت زن اور مرد کی بابت ایسا
ہو سکتا ہو۔ اگر کوئی شخص کسی معتبر آدمی سے کچھ سُنے تو اسکو امر مسمی کی
نسبت اداے شہادت کا اختیار ہو اور یہ تعبیر رعایۃً کی جاتی ہو مثلاً
اگر کوئی شخص مرد و زن کو مثل زوجہ و شوہر کے ساتھ رہتے ہوئے
دیکھے تو ایسی صورت مین وہ یہ گواہی دیسکتا ہو کہ انکا نکاح ہو گیا ہی
یہی مسئلہ محیط السرخسی اور منۃ الغفار اور بحر الرائق اور دیگر کتب معتبرہ
مین تسلیم کیا گیا ہی۔ ۱

۱ یہ فتوی قاضی القضات نے دیا تھا لیکن محمد رشید مفتی اول نے اُنسے اس
باب مین اختلاف کر کے یہ لکھا ہو کہ نسب کا ثبوت نہین ہو اور زید و بکر کو ترکہ محمود کی
نسبت استحقاق وراثت نہین پہونچتا انکی حجت یہ تھی کہ غلام دو قسم کے ہین ایک
برائے نام اور دوسرے شرعی اور اگر یہ فرض کیا جا کہ زید و بکر کی مان پہلی قسم مین داخل یعنے

مقدمہ ۴۸

س — ایک شخص نے اپنے بیٹے کو عاق کر دیا اور بعد ازان قریب الموت ہونے کی حالت مین اپنی زوجہ یعنی لڑکے کی مان کو

بسبب نام جاریہ ورد حقیقت حرہ تھی تو بنظر ثبوت نسب کے اثبات نکاح ضرور تھا اور اگر غلام شرعی ہونا زید و بکر کا قرار دیا جاے تو واسطے ثبوت انکے نسب کے محمود کیطرف سے اقرار ہونا چاہیے تھا اور علماء اسلام سے جو اس باب مین استفسار کیا گیا تو آنکی راے مین بھی اسی طرح کا اختلاف پایا گیا لیکن بہر حال اختلاف راے صرف درباب لحاظ وقعت شہادت کے پایا گیا نہ درباب اصل مسئلہ شرع کے اگر شہادت سے نکاح کا ثبوت تصور نہ کیا جاے تو محمد رشید کی راے کی صحت مین کچھ شک نہین ہو لیکن اگر شہادت سے اثبات نکاح قرار دیا جاے تو قاضی القضات کی راے بھی صحیح ہے معاجت اور شہرت سے ثبوت ظنی بوجہ کافی حاصل ہوتا ہو اور شہادت سمعی ایسے معاملات مین قابل منظوری ہو عدالت نے لڑکون کے نسب کا ثبوت شہادت سے تصور کر کے مقدمہ بحق انکے تجویز کیا اور مقدمہ مین تین امر متعلقہ شرع طے ہوئے - اول یہ کہ نکاح کا ثبوت از روے شہادت کے جو شہادت رویت سے کسی قدر کم ہو مثلاً مصاحبت اور شہرت اور ثبوت سمعی اور قرائن سے ہوسکتا ہو دوسرے یہ کہ اگر عورت فی الواقع جاریہ ہو یعنے دار الحرب مین اسیر ہوئی ہو یا ایسے اسیر کی اولاد ہو تو اسکا نکاح آقا کے ساتھ شرعاً جائز نہین ہو اور ایسی جاریہ کے بطن سے جو اولاد ہو تو

طلاق دیا اس طرح کا عاق کرنا اور طلاق دینا جائز ہے یا نہیں اور زوجہ متعلقہ شوہر متوفی کے ترکہ سے ورثہ پانے کی مستحق ہے یا نہیں —

ج — اگر کوئی شخص کسی طفل کے نسبت سے اسکی ولادت یا مبارکباد دینے کے وقت منکر ہو تو ایسا انکار شرع کے رو سے جائز ہے اور اگر شخص مذکور بعد اس امر کے اس طفل کے نسب سے منکر ہو تو ایسا انکار شرعاً غیر مؤثر ہوگا چنانچہ وقایہ مین یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص بیٹے کے نسب سے عین ولادت یا وقت ادائے رسم ولادت کے منکر ہو تو اسکا انکار مؤثر ہے ورنہ غیر مؤثر ہوگا اور ایسی صورت مین شوہر اور زوجہ مورد لعن ہونگے ؎۱ اگر ثبات صحت یعنی زوجہ کو طلاق دے تو طلاق درست و جائز ہے اور زن متلقہ کو شوہر کا ورثہ نہیں پہونچ سکتا لیکن اگر شوہر قریب الموت ہونے کی حالت مین زوجہ کو

نسب سے منکر ہونا کس صورت مین جائز ہے —

طلاق جو بحالت قریب الموت ہونیکے دیا جاے —

اسکے نسب کا ثبوت آقا کے اقبال پر منحصر ہے تیسرے یہ کہ اگر عورت محض بلا نام کنیز ہو یعنی ملازم رکھی گئی ہو تو آقا کا نکاح اسکے ساتھ ہے کیونکہ ایسی صورت مین اسپر شرعاً کنیز کا اطلاق جائز نہین ہو سکتا اور اگر ثبوت قرائن سے نکاح کا احتمال ہو تو بغیر ہونے دعوی یا تسلیم نسب بجانب پدر ایسی اولاد صحیح النسب تصور کیجائیگی —

؎۱ فقہ کی اصطلاح مین لعن اسے کہتے ہین کہ شوہر درصورت لگانے الزام زنا کے زوجہ کے باظہار و تائید شہادت خدا کی قسم کھاے اور زوجہ کہے کہ خدا کا غضب نازل ہو — ترجمہ ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۳۴۴ —

طلاق مغلظہ دے اور وہ قبل گزرنے زمانہ عدت زوجہ کے وفات پائے تو طلاق صحیح ہو لیکن اسکو استحقاق ورثہ کا پہونچے گا اور اگر شوہر تا زمانہ عدت [1] زوجہ کے زندہ رہے تو زوجہ وراثت سے محروم ہو جاتی ہو۔ فتاوی نقشبندی مین یہ لکھا ہو کہ اگر کوئی شخص قریب الموت ہونے کی حالت مین طلاق مغلظہ دے اور قبل زمانہ عدت کے وفات پائے تو زوجہ کو اسکا ترکہ پہونچیگا لیکن اگر شوہر بعد گذر جانے زمانۂ عدت کے فوت ہو تو زوجہ ترکہ نہ پائیگی۔

[1] عدت سے یہ مراد ہو کہ زن مطلقہ چند عرصہ تک بنظر تنقیح اس امر کے کہ وہ اپنے پہلے شوہر سے حاملہ ہو یا نہین دوسرے شخص کے ساتھ نکاح نہ کر سکے۔ ہدایہ جلد ۱ ۔ صفحہ ۸۲ ۔

ساتوان باب

نظائر ولایت و نابالغی

مقدمہ

س۔ ایک شخص نے کل جائداد اپنی زوجہ اور نابالغ کے نام ہبہ کی زوجہ کی وفات کے بعد زوجہ کے بھائی نے بذریعۂ اجازت مندرجۂ وصیت نامہ اصل مالک اور حسب تقرر منجانب اپنی ہمشیرہ کے یہ دعویٰ کیا کہ نابالغ اور اُنکی جائداد میرے سپرد کیجائے اور اصل مالک کا بھائی بھی باظہار اس امر کے کہ متوفی کی وراثت کے مجکو پہونچتی ہے دعویدار ہے ایسی صورت مین منجملہ اُن دونون شخصون کے کسکو شرعاً استحقاق ولایت پہونچتا ہے۔

ج

ولایت نکاح نابالغان۔

ح۔ نابالغون کی ولایت شرعاً دو قسم کی ہو یعنی ایک بابت نکاح کے اور دوسری بنظر حفظ مال کے چنانچہ استحقاق ولایت نکاح کا چچا کو لکھا ہو اور وقایہ مین یہ لکھا ہو کہ رشتہ دار پدری بلحاظ قرب حق وراثت کے ولی ہوتا ہو مال کی حفاظت کا اختیار شرعاً پہلے باپ ور

ولایت مال

اسکے وصی کو پہونچتا ہو بعدہ دادا اور اسکے وصی کو پہونچتا ہو اور بعد ازان ولی کے تقرر کا اختیار حاکم وقت اور اسکے کارپرداز کو پہونچتا ہو اور کارپرداز سے یہ مراد ہو کہ کوئی شخص حاکم کیطرف سے واسطے حفاظت جائداد نابالغون کے مقرر کیا جاے اور وہ ولی شرعی تصور کیا جاتا ہو چنانچہ وقایہ مین یہ لکھا ہو کہ پہلے باپ یا اسکے وصی کو ولایت پہونچتی ہو بعد ازان دادا یا اسکے وصی اور بعد حاکم وقت یا اسکے کارپرداز کو۔ مان اور چچا اور ماموں کو جائداد نابالغ کی ولایت کا حق نہین پہونچتا ہو کیونکہ وے اشخاص مذکور الصدر کے شمار مین داخل نہین ہین۔ مان کیطرف سے جو ولی کا تقرر ظاہر کیا گیا ہو وہ کالعدم ہو کیونکہ جب خود مان کو حق ولایت نہین پہونچتا تو وہ یہ حق دوسرے شخص کو نہین دیسکتی ہو اگر ماموں کا تقرر از روے وصیت اصل مالک کے گواہان معقول کی شہادت سے ہو تو اسکو نابالغون کی ولایت کا اختیار شرعاً پہونچیگا۔ اور اگر یہ امر ثابت نہو تو حاکم عصر کو تقرر ولی کا اختیار رہی۔

اصول ولایت دفعات ۵ و ۶ و ۷۔

مقدمہ ۲

س — زید و جمیلہ و عمرو نابالغ ایک جائداد کے بالاشتراک مالک ہین اور عمرو کا استحقاق مساوی اپنے چچا زید کے ہے اور زید کا تقرر بطور ولی کے حسب ضابطہ عمل مین آیا اور زید چچا اور اُسکی زوجہ جمیلہ نابالغ کے ولی اور منصرم اُسکے کُل معاملات ذرکے ہین اور کسی ترکیب سے اُنھون نے نابالغ کی جائداد کا ایک جزو ایک شخص ثالث کے ہاتھ بیع کر دیا اور اُنکو ابتک بیع کے جواز پر باظہار اختیار کُلی نسبت ذات و مال نابالغ کے اصرار ہے ایسی صورت مین اظہار حکم بذریعہ بیعنامہ کے جو حسب ضابطہ مہر اور دستخط اور گواہی سے مصدق ہے جائز و قابل بحالی ہو یا نہین —

نابالغ کی جائداد اراضی کا بیع —

ج — اگر جائداد مشترکہ زید اور جمیلہ اور عمرو کے غیر منقولہ یعنی اراضی کی قسم سے تھی تو باوجود اس امر کے کہ اُنکو نابالغ کی ذات و مال کی نسبت اختیار حفاظت حاصل ہے بیع کرنا جزو جائداد نابالغ کا ناجائز ہے اِلّا ان خاص صورتون مین کہ نابالغ کا حصہ بعوض دو چند قیمت کے بیع ہو سکتا ہو یا علاوہ بیع کرنے جائداد کے کوئی صورت معاش کی نہو یا جائداد کے تلف ہو جانے کا اندیشہ ہو یا نابالغ کی جائداد غصب سے محفوظ رہتی ہو یا اور اسی طرح کی ضرورت واقع ہو پس اگر زید اور جمیلہ نے کسی ایسی صورت مین نابالغ کا حصہ منجملہ اراضی کے بیع کیا تو بیع جائز اور واجب التعمیل ہے اگر

جائداد منقولہ کے بیع کی صورت۔

اگر جائداد مشترکہ وغیر منقولہ نہین ہی بلکہ منقولہ اور بیع کے ہونے سے عائد ہونا نقصان کا نابالغ کو مساوی ہونا نفع ونقصان کا متصور ہو تو زید اور جمیلہ کو حصۂ نابالغ کے انتقال کا اختیار نہین ہی لیکن اگر معاملہ بیع سے صریح یہ ظاہر ہو کہ عمرو کو منافع ہوگا تو زید اور جمیلہ کو اسکے حصہ سے بیع کا اختیار ہی قاعدہ کلیہ شرع کا اس باب مین یہ ہی کہ ولی یا وصی یا کسی شخص کو جو نابالغ کی ذات ومال کا منصرم ہو بحالت یقین نفع کے نابالغ کی جانب سے معاہدہ کا اختیار ہی اور اگر کسی معاہدہ سے نقصان کا احتمال ہو تو یہ لکھا ہی کہ ولی

ولیون کے اختیارات بالعموم۔

قریب کو ایسے نابالغ کی جانب سے انعقاد معاہدہ کا اختیار ہی لیکن ولی بعید یعنی چچا یا بھائی کو نابالغ کی جانب سے ایسے معاہدہ کرنیکا اختیار نہین پہونچتا اور ولی قریب سے باپ یا دادا یا وصی شخص مراد ہین جو حسب ضابطہ ولی مقرر کیے گئے ہو لیکن ولی بعید یعنی چچا اور بھائی کو نابالغ کی جانب سے کسی معاہدہ کا اختیار نہین ہی لیکن جب نابالغ کا سراسر متصور ہو مثلاً ہبہ کرنے یا قرض دینے کی صورت مین تو کسی ولی قریب یا بعید یا منصرم یا کسی شخص کو جسکی حفاظت مین نابالغ ہی اسکی جانب سے معاہدہ کرنے کا اختیار نہین ہی۔

مقدمہ ۳

س۔ ایک شخص ایک بیٹا تین برس کی عمر کا اور ایک لڑکی

ط اصول ولایت وغیرہ دفعہ ۱۴۱ و ۱۵۔

شیر خوارہ اور ایک زوجہ ان بچون کی مان اور ایک سوتیلا بھائی چھوڑ کر مر گیا ایسی صورت مین نابالغون کی ذات کے حفظ کا اختیار شرعاً کسکو پہونچتا ہی اور بعد ایفاے دین زوجہ کے کون شخص نابالغون کی جائداد کے اہتمام اور ولایت کا مجاز ہی۔

مان کا استحقاق ولایت بوجہ اسکے نکاح ثانی کے زائل ہو جاتا ہے۔

ج۔ اگر مان نکاح ثانی نہ کرے تو اُسکو اپنے اطفال کے حفظ کا استحقاق پہونچتا ہی لیکن اگر وہ ایسا کرے تو بمجرد وقوع اِس امر کے استحقاق اُسکا اس باب مین جاتا رہتا ہی اِلّا بحالت طفولیت لڑکون کے اُنکی مان اور اُسکے شوہر ثانی مین طلاق یا اور کسی وجہ سے علیحدگی ہو جاے تو استحقاق اُنکے حفظ کا اُسی کیطرف عود کرتا ہی کیونکہ جو اعتراض اُسکی نسبت اس باب مین تھا وہ زائل ہو گیا۔ لیکن اگر عورت کا نکاح اطفال کے کسی واسطہ دار قریب شلاً اُنکے چچا کے ساتھ عمل مین آئے تو اُسکا استحقاق بابت پرداخت اطفال کے نہین جاتا رہتا پس بہ لحاظ اس قاعدہ شرعی کے اگر اطفال کی مان کا نکاح کسی شخص اجنبی کے ساتھ نہو تو اُسکو اپنے لڑکے کی پرداخت کا اختیار اُسکے ساتوین سال تک ہی کیونکہ اس عمر مین لڑکا بغیر اعانت مان کے اُن افعال کو انجام دیسکتا ہی جو نہایت ضرور ہون جب لڑکے کو اسقدر شعور حاصل ہو یعنے وہ سات برس کا ہو جاوے تو وہ اُسکے ولی حقیقی یا اُس شخص کے جو ولی مقرر کیا گیا ہو سپرد کر دیا جاے اور اگر مان سے علیحدہ کرنے مین کچھ تعرض واقع ہو تو بھی مضایقہ نہین ہی کیونکہ ولی پر تربیت لڑکے کی واجب ہی اور لڑکی

اگر نکاح ثانی کسی رشتہ دار قریب کے ساتھ ہو تو حق مذکور باقی رہتا ہی۔

مان کا اختیار نسبت پرورش اطفال کے کبتک رہتا ہی

مان کا استحقاق لڑکیون کی نسبت

تا ظاہر ہونے علامات بلوغ کے پاس رہے۔ ۱؎

مقدمہ ۴

س۔ اگر کوئی شخص اپنی دختر صغیر السن کی ولایت اپنی زوجہ یعنے مادر دختر کو سپرد کرے تو یہ امر شرعاً درست ہے یا نہیں۔

لڑکی کی ماں ولیہ مقرر ہو سکتی ہے۔

ج۔ اگر کوئی شخص اپنی دختر صغیر السن کی ولایت اپنی زوجہ یعنی اُسکی ماں کے سپرد کرے تو وہ شرعاً مجاز اسکا ہے۔ یہ مسئلہ متعدد کتابون مین خصوصاً باب ہبہ ہدایہ سے بخوبی ثابت ہے۔

مقدمہ ۵

س ۱۔ اگر پٹہ بہر صورت مطابق احکام شرع کے ہو تو وہ صرف بسبب استمراری ہونے یا بوجہ وفات نویسندۂ پٹہ اور فوت ہونے اُسکے قائم مقام کے جسنے پٹہ کو بحال کیا منسوخ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

نہ تو تصریح میعاد۔ یا فوت ہونا احد المتعاقدین منسوخی پٹہ کے واسطے کافی ہے۔

ج ۱۔ اگر پٹہ بہر صورت احکام شرع کے مطابق ہو لیکن دیا جانا اُسکا واسطے دوام کے یا وفات پانا نویسندۂ پٹہ کا واسطے اُسکی

۱؎ اصول ولایت وغیرہ دفعات ۸ و ۹۔

۲؎ اگر ماں ولیہ مقرر نہ کیجاتی تو بھی اُسکو اپنی دختر کی حفاظت کا اختیار اُسکی ایک خاص عمر تک حاصل ہوتا۔ اصول ولایت ونابالغی دفعہ ۸ جو مسئلہ اس مقدمہ کا قرار دیا گیا ہے اُس سے صرف اسی قدر ثابت ہوگا ماں شل اوروں کے ولیہ نامزد ہو سکتی ہے۔

منسوخی کے کافی ہی کسواسطے کہ کل ثبوتون مین میعاد کی تصریح شرائط ضروری سے ہی اور موجود ہونا متعاقدین کا تا انقضی ہونے میعاد اُسکے نفاذ کے واسطے لازم ہی۔

س ۲۔ فرض کیا جاے کہ پٹہ میعاد معینہ کیواسطے جائز تھا اور اصل نویسندہ پٹہ قائم مقام نے اُسکو حسب ضابطہ بحال رکھکر ذکر اُسکا اُس ہبہ نامہ مین کیا جو اُسنے اپنے چھ بیٹون یعنی فریقین اس مقدمہ کے نام لکھا اور جس شخص کے نام پٹہ لکھا گیا وہ نویسندہ پٹہ کا پسر نابالغ ہی اور اُسکا نام حین حیات نویسندہ پٹہ کے بطور مالک درج ہو گیا اور نویسندہ پٹہ حین حیات اپنے پسر نابالغ کی جانب سے جائداد کا منصرم رہا اور اُسکی وفات کے بعد اور بحالت نابالغی مستاجر کے اُسکا برادر عمزاد اُسکی طرف سے مہتمم رہا اور مستاجر مذکور بعد بلوغ جائداد پر بتعمیل جملہ شرائط معاہدہ کے قابض ہو گیا ایسی صورت مین پٹہ جائز و صحیح ہی یا نہین۔

ج ۲۔ اگر پٹہ کا معاہدہ حسب بیان مندرجہ سوال کے باعتبار دیگر حالات کے جائز و صحیح ہی تو اُسکو بنظر حالات مرقومہ اُسکے بحال رکھنا چاہیے کیونکہ مستاجر نویسندہ پٹہ کے قائم مقام نے اُسکو بحال رکھا اور باوجود نابالغی مستاجر کے اُسکی طرف سے اُسکا ولی جائداد کا مہتمم رہا۔ اگر مستاجر نابالغ ہو تو بھی پٹہ جائز ہوگا۔

س ۳۔ قاعدہ یہ ہی کہ جو ہبہ نابالغ کے نام عمل مین آئے اُسکی تکمیل نابالغ کے باپ یا ولی کے قابض کرا دینے سے ہو جاتی ہی ایسی صورت مین اگر مستاجر نابالغ کے ولی کا قبضہ ہو گیا ہو تو یہ

امر قاعدۂ مذکورہ کی روسے واسطے اثبات جواز پٹہ کے کافی ہو یا نہین اور رضامندی نابالغ کی نسبت شرائط معاہدہ بعد اُسکے بلوغ کے واسطے جائز اور واجب التعمیل ہونے پٹہ کے کافی ہو یا نہین۔

ج ۳ - جیسا کہ نابالغ کے باپ یا ولی کا قابض ہونا تکمیل ہبہ بسوے نابالغ کے واسطے کافی ہو ویسا ہی پٹہ کی صورت مین بھی درست ہو الا اُس صورت مین کہ معاہدہ کی کوئی شرط نابالغ کے حق مین مضر ہو شلاً اگر یہ شرط لکھی جاے باوصف عائد ہونے نقصان نسبت جائداد کے سیلاب یا خشکی یا ضایع ہو جانے پیداوار کسی آفت کی وجہ سے متاجر پر ادا کرنا مالگزاری کا واجب ہوگا تو نابالغ کو اختیار ہو کہ در باب ایفا ایسی شرائط کے جو اُسکی نابالغی مین قرار پائی ہون اعتراض پیش کرے کیونکہ جو معاہدہ دراصل باطل ہو وہ زمانہ مابعد مین صحیح و جائز نہین قرار دیا جا سکتا۔

الا اُس صورت مین کہ پٹہ مین کچھ شرائط مضر مرقوم ہون۔

مقدمہ ۶

س - ایک شخص نے قریب الموت ہونیکی حالت مین اپنی زوجہ اور مراماں کے بھائی کو اپنے پسر اور دختر صغیر السن کی ذات و جائداد کا محافظ مقرر کیا لڑکے کی عمر چھ برس اور بیٹی کی عمر صرف دو برس کی تھی - اب پسر نابالغ ایک شخص اجنبی پر بابت کسی قدر مال منقولہ کے نالش دائر کی ہو ایسی صورت مین نابالغ کی نالش شرعاً قابل سماعت ہو یا نہین۔

ج - متوفی کی زوجہ اور اُسکے داماد کے بھائی نے جو سوال داخل کیا اُس سے واضح ہوتا ہی کہ متوفی نے حفاظت اپنے اطفال صغیر السن کی انکے سپرد کی اور اپنی کل جائداد کا امین بھی انکو بنظر پرورش اطفال کے قرار دیا پس زوجہ اور داماد کا بھائی بجمیع الوجود متوفی کے وصی ہین چنانچہ شرح وقایہ مین لکھا ہی کہ جس شخص کو باپ اپنے عیال و اطفال اور جائداد کے حفظ کا اختیار دے وہ انکا وصی کہلاتا ہی - جو شخص حسب ضابطہ وصی قرار دیا جاے اُسکو بیٹے کا ولی تصور کرنا چاہیے چنانچہ وقایہ کے ایک فقرہ سے یہ واضح ہوتا ہی کہ نابالغ ولایت شرع کی رو سے اول باپ بعد ازان اُسکے وصی اور بعدہ دادا کو پہونچتی ہی -

نابالغ اپنے کسی ولی کی مرضی سے نالش کرنیکا مجاز ہی -

جو نالش دو وصیون کی جانب سے بالاشتمال یا ایک کی طرف سے بالانفراد بابت استحقاق یتیم کے دائر ہو وہ شرعاً قابل سماعت ہی چنانچہ وقایہ مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص دو آدمیون کو وصی مقرر کرے تو وے بالانفراد کارروائی کے مجاز نہین ہین اِلّا اُس صورت مین کہ متوفی کی مراسم تجہیز وغیرہ ادا کیجائین یا کوئی دعوی واسطے قائم رکھنے اُسکے حق کے پیش کیا جاے پس جس نالش کا ذکر اس صورت مین ہی وہ صحیح ہی کیونکہ دونون وصیون نے دعوی مرجوعہ نابالغ کی پیروی بالاتفاق کی -

آٹھوان باب

نظائر رقیت

مقدمہ ا

س - ایک شخص مسلمان حاکم وقت کی طرف سے بنظر انسداد فساد منجانب چند ہندوؤن کے متعین ہوا اور جب اُسکو ہندوؤن کی فتح حاصل ہوئی تو اُسنے چند ہندوؤن کو اسیر کیا۔
منجملہ اُنکے ایک لڑکا کم سن تھا اُسکو نامبردہ نے اپنا غلام بنایا اور اُسکو عقائد اسلام تعلیم کرکے اپنا بٹیا قرار دیا اور اُسکی تربیت اور پرداخت فرزند کے طور پر کی ایسی صورت مین لڑکا جسکی پرداخت بطور بیٹے کے ہوئی شرعاً شخص مذکور کا غلام متصور ہوسکتا ہے یا نہین۔

آزادی غلام کی کس طور پر مفہوم ہوتی ہی۔

ج ـ اگر لڑکا حسب قاعدۂ شرع کے غلام قرار دیا تو چونکہ شخص مسلمان
نے اسکو اپنا بیٹا قرار دیا لہذا وہ آزاد تصور کیا جائیگا گو جس شخص نے
اسکو اپنا بیٹا قرار دیا اسکا یہ مقصود نہوا ور واضح ہو کہ سوال سے
غلام ہونا لڑکے کا بخوبی پایا نہین جاتا اگر کوئی شخص کہے کہ فلان میرا
بیٹا ہی یا میری بیٹی ہی تو بلا ثبوت اس امر کے مذکور کو آزاد کرنا مقصود تھا
آزادی غلام کی لازم آتی ہی وجہ اسکی یہ ہی کہ ہر چند بلحاظ معنی اصلی
ایسے اقرار کی آزادی لازم نہین آتی لیکن یہ امر اسکی مراد سے مفہوم
ہوتا ہی اور مقر کے مقصود پر لحاظ نہین کیا جاتا پس اگر شخص مسلمان نے
اس صورت خاص مین لڑکے کو صرف اپنا بیٹا ہی قرار نہین دیا بلکہ
اسکی پرداخت بھی فرزند کے طور پر کی تو اسکو بدرجۂ اولی آزاد تصور
کرنا چاہیے اور جب آزاد ہونا اسکا ایک مرتبہ ثابت ہو جاے تو وہ کسی صورت
مین حالت غلامی کیطرف عود نہین کر سکتا حق ملکیت جو کسی انسان کی ذات پر
حاصل ہوتا ہی وہ اسکے آزاد ہو جانے سے جاتا رہتا ہی کیونکہ انسان اس غرض سے
پیدا نہین کیا گیا ہی کہ اسکی ذات کسی شخص کی ملک تصور کیجاے۔

مقدمہ ۲

س ـ کس قسم کے غلام شرع کی رو سے جائز ہین۔

ج ـ خدا نے انسان کو آزاد پیدا کیا ہی اور اسکی ذات
کسی کی ملک تصور کیجا سکتی الا جو کافر کہ عملداری اطاعت اسلام سے

باہر رہتا ہو وہ مستثنیٰ ہی- اہل اسلام کو اہل حرب پر استیلا کے ذریعہ سے ملکیت حاصل ہوتی ہی اور استیلا کی یہ عبارت ہی کہ کوئی شخص بزور شمشیر مطیع کیا جاے پس ایک شخص دوسرے کی ذات پر صرف استیلا کے ذریعہ سے ملکیت حاصل ہوتی ہی نہ خریداری یا ہبہ یا وراثت کے ذریعہ سے پس اگر کفار کا کوئی شہر بزور شمشیر فتح کیا جاے تو جو شخص اسیر ہون وہی فتح کرنے والے کی ملک جائز تصور کیے جائینگے اور اُسکو اختیار ہی کہ اُنکو قتل کرے یا غلام بنائے یا غازیون مین تقسیم کرے یا وہ اُنکو اہل اسلام کے ملک مین آزاد کرے اور اُنسے جزیہ لے لیکن اگر امام اُنکو غلام بنالے تو وہ اُسکی ملک جائز ہونگے اور انتقال اُنکا بذریعہ بیع یا ہبہ یا وراثت سے ہوسکیگا لیکن اگر بعد اسیر ہوجانے کے وہ مسلمان ہوجائین تو اختیار اُنکے قتل کا جاتا رہتا ہی مگر وہ بدستور غلام متصور ہوتے ہین کیونکہ غلامی کافر ہونے کا نتیجہ ہی اور اسیر کے مسلمان ہوجانے سے اسکی حالت سابقہ غلامی مین کچھ فرق واقع نہین ہوتا کیونکہ غلامی درصورت بخوبی ثابت ہونے استیلا کے اُسپر واجب آتی ہی اسی امر سے واضح ہی کہ غلام اور کنیز سے قواعد واحد متعلق ہین امام یا غازی جنکے قبضہ مین غلام تقسیم کی رو سے آئے ہون بیع ہون یا دیدیے جائین یا حق وراثت کی رو سے دوسرے کی ملک مین داخل ہون تو ایسی حالت مین غلامی کی تین قسمین یعنے بذریعہ خریداری اور ہبہ اور وراثت کے لازم آتی ہین- اگر جاریہ کے بطن سے سواے اُسکے مالک جائز اور آقا کے کسی اور شخص سے اولاد پیدا ہوا اور وہ شخص آزاد ہو یا غلام اور

تصریح اُن مختلف طریقون کی جنسے غلامی لازم آتی ہی-

اُسی آقا کا غلام یا کسی اور شخص کا تو ایسی حالت پر رقیت کا اطلاق ہوگا
اور اُسکو خانہ زاد کہتے ہین لیکن اگر ہونا اولاد کا مالک جائز کے صلب سے
تسلیم کیا گیا ہو تو ایسی اولاد آزاد تصور کیجائیگی اور جب عورت سے ایسی
اولاد ہو وہ بعد وفات اپنے مالک کے حرّہ ہو جاتی ہی اور یہی قاعدہ ایسی
اولاد سے نہایت بعید سلسلہ تک متعلق ہوتا ہی اور اشخاص و عورات آزاد
جو اپنی اولاد کو ایام قحط مین بیچڈالتے ہین یہ امر نہایت نادرست و بیجا
ہی کیونکہ وہ اصول مذکورۃ الصدر کے خلاف ہی اور وہ اصول یہ ہی کہ باستثنائ
کافر کے جو بمخالفت اسلام اسیر کیا جاے اور کسی شخص کی ذات پر ملکیت
حاصل نہین ہوسکتی پس جو شخص بطور جائز آزاد ہو اُسکی ذات پر ملکیت
قائم نہین ہوسکتی اور چونکہ ایسی اولاد اپنے والدین کی ملک سے تصور
نہین کیجاتی لہذا بیع و شرے اُسکا مثل اور اشیا کے جنپر ملکیت بصورت
ناجائز حاصل ہو غیر صحیح ہی اور اگر کوئی شخص آزاد اپنی ذات کو حالت قحط
مین یا بوجہ ہونے تقاضاے شدید نسبت ایسے قرضہ کے جسکا ادا ہونا
اُس سے ممکن نہو بیع کرے تو ایسا بیع بھی نادرست ہی کسواسطے کہ قحط کی صورت
مین بھوکے کو کسی شخص کی لاش سے اپنے پیٹ بھرنے کا اختیار رہی حتی کہ
محتاج کے لیے چوری کرنا بھی جائز ہی اور قرضدار مفلس پر
جرمانہ یا سزا نہین ہوسکتی اہل اسلام کے ملکون مین جو ملک مین
حبش کے باشندون کے خرید و فروخت کا دستور جاری ہو گیا ہی
ہم اُسکے قاعدۂ کلیہ اور حالات مفصل سے مطلع نہین ہین لیکن سبب

ظاہری یہ معلوم ہوتے ہین کہ یا تو حبشی اپنی اولاد کو بیچتے ہین یا مسلمان یا اور قومون کے آدمی انکو فریب دغا سے اسیر کرتے ہین یا خفیہ سواحل بحر شور سے پکڑ لاتے ہین لیکن ایسی صورتون مین انپر غلام جائز کا اطلاق نہین ہوسکتا اور بیع وشری انکا ناجائز ہی لیکن اگر فوج اسلام امام کے حکم انکے ملک پر حملہ کرکے انکو بزور شمشیر اسیر کرے تو وہی غلام جائز ہونگے مگر شرط یہ ہی کہ ایسے حبشی تابع حکومت اور ساکن ملک کفار کے ہون اور وہ ملک ایسا ہو کہ اسمین شخص مسلمان اپنی شرع کے احکام سے بخوبی مستفید نہو سکتا ہو اور ان احکام کے بموجب اسکا حفظ ممکن نہو اور اس ملک مین جو یہ دستور جاری ہوگیا ہی کہ اور شخصون کے لڑکے لیکر مدت دراز یعنے ۷۰ یا ۸۰ برس تک ملازمی مین رکھے جاتے ہین اور بذریعہ اس حیلہ کے وہ اور انکی اولاد خانہ زاد کہلاتے ہین اس سے قواعد مذکورہ ذیل متعلق ہین اگر والدین اپنے اطفال سے نوکری کرائین تو یہ جائز ہی لیکن جب طفل بالغ ہوجائے تو حکومت والدین کی جاتی رہتی ہی اور معاہدہ ملازمی اطفال کا باطل ہوجاتا ہی اور شخص آزاد بعد پہونچنے سن تمیز کے اختیار ہی کہ کسی شخص کی ملازمی اختیار کرے لیکن ایسی ملازمی عرصہ دراز یعنے ۷۰ برس تک نادرست ہی کیونکہ اس طرح کی ملازمی صرف ایک حیلہ ہی اور اس سے غلام بنانا مقصود ہی حالانکہ شخص آزاد کو اختیار رہی کہ منجملہ دونون صورتون مرقومہ ذیل کے کسی صورت مین معاہدہ ملازمی کو فسخ کرے اول اس قسم کے معاہدات مین یہ دستور ہی کہ جو شخص ملازم رکھا جاوے اسکو

تنخواہ اور خور و پوش بطور معاوضۂ محنت کے ملتا ہو اور جسدن آسکو یومیہ ملے
اُسدن اُسپر کام کرنا واجب ہو نہ اور صورت مین ۔

معاہدہ ملازمی کی یہ بھی شرط ہو کہ کام بقدر اجر کے ہو اور تنقیح اس امر کی
بتدریج اور بمرور کسی قدر عرصہ کے ہو سکتی ہو پس جو کام کہ فی الواقع بابت
مزد محنت کے کیا جاے اُس سے اس قسم کے معاہدہ کی تکمیل ہو جاتی ہو
اور ملازم کو اختیار ہو کہ اندر اُس میعاد کے جو در اصل قرار پائی ہو جس وقت
چاہے معاہدہ کو فسخ کرلے لیکن اور قسم کے معاملات مین مثل اجارہ آراضی
وغیرہ کے یہ ہرگز ضرور نہین ہو کہ مستاجر کو اس طرح کا اختیار دیا جاے مگر جو
معاملات واسطے ملازمی عرصۂ دراز کے وقوع مین آتے ہین اور اس حیلہ
سے اشخاص آزاد مطیع اور غلام ہو جاتے ہین مذموم ہین اور ایسی خرابیون کی
اصلاح مناسب معلوم ہوتی ہو لہذا چاہیے کہ اشخاص آزاد کی ملازمی ایک مہینے
یا ایک سال یا غایت مرتبہ تین سال سے زائد نہو اور یہی میعاد واسطے اجارہ
مال وقف کے ہو ۔

طوائف مین بھی یہ دستور ہو کہ لڑکیان والدین سے خرید کی جاتی ہین
یا خود لڑکیون کے ساتھ اس طرح کا معاملہ ہو جاتا ہو قطع نظر ناجائز
ہونے ایسی خریداری کے ایک اور خرابی جو اس دستور سے
پیدا ہوتی ہو یہ ہو کہ لڑکیون کو ناچنا اور گانا اور فاحشہ ہونا بطور
پیشہ کے سکھایا جاتا ہو حالانکہ یہ امور نہایت نادرست اور
شرعًا ممنوع ہین ۔

۱۲

س ۲- آقا کو غلام کی ذات خصوصاً کنیز کی نسبت شرعاً کیا اختیارات حاصل ہین-

ج ۲- آقا کو اختیار ہو کہ غلام یا کنیز سے اسقدر کام لے جہانتک اُسکی طاقت سے ممکن ہو یعنے آقا کو اختیار ہو کہ غلام اور کنیز سے کھانا پکوا ئے اور کپڑے بنوائے اور دُھلوائے یا رنگوائے یا معاملات تجارت مین کام گماشتہ گری کا لے یا مویشی کی پاسبانی سپرد کرے یا زراعت و تردد آراضی یا نجاری یا آہنگری یا زرگری یا کتابت یا نساجی یا اُنکا کپڑا یا جوتہ بنانے یا ملاحی یا ریشم باتی یا آب کشی یا جراحی مثلاً پچھنے لگانا یا اُستاجری یا معماری وغیرہ کا کام لے اور آقا کو اختیار ہو کہ ان کامون سے کسی کام کے واسطے غلام کو کسی شخص کے پاس یا خود بھیجے اور آقا اور امور خانگی مین اپنی ذات یا اپنے اہل خاندان کے واسطے کام لینے کا مجاز ہو مثلاً وہ غسل یا طہارت کے واسطے پانی منگوائے یا تیل ملوائے یا پانون دُھلوائے یا پوشاک پہنانے کا کام لے یا دربانی وغیرہ اُس سے متعلق کرے اور کنیز بالغہ ہو تو اُسکے ساتھ مصاحبت کرے مگر شرط یہ ہو کہ کنیز کا نکاح آقا نے کسی شخص کے ساتھ نہ کر دیا ہو-

خدماتِ متعلقہ غلام

س ۳- وہ کونسے جرم ہین جو درصورت سرزد ہونے آقا کی جانب سے غلام کی ذات خصوصاً کنیز کی نسبت شرعاً قابل سزا ہین اور سزا کس طور پر ہو سکتی ہو-

ج ۳- اگر آقا غلام پر زیادتی کرے یعنی اُس سے ایسا کام لے جو اُسکی طاقت اور قدرت سے خارج ہو مثلاً اُس سے ایسا بوجھ اُٹھوائے

جو وہ نہ اُٹھا سکتا ہو یا اُسکو درخت پر چڑھنے کیواسطے کہے اور یہ امر ممکن نہو تو حاکم وقت کو اختیار ہو کہ آقا کو سزا دے اور جو امر شرع کی رو سے ممنوع ہی اُسکے کرنے کے واسطے اگر آقا غلام سے کہے تو یہ امر بھی نا درست ہی شلاً اگر آقا غلام سے واسطے مار ڈالنے کسی شخص بیگناہ یا کسی مکان مین آگ لگانے یا کسی شخص کے کپڑے پھاڑ ڈالنے یا زنا یا دزدی یا شراب خواری یا اشخاص نیک کی مذمت اور دشنام دہی کیواسطے کہے تو نا جائز ہی اور اگر آقا کسی ایسی زیادتی کا مجرم قرار پائے تو حاکم وقت مجاز ہی کہ اُسکو بطور تعزیر و عقوبت کے حسب قواعد عدالت عبرتاً سزا دے اور اگر غلام یا جاریہ سے گستاخی یا اُسی طرح کا کوئی اور قصور سرزد ہو تو آقا سواے چشم نمائی کے اور سزا دینے کا مجاز نہین ہی کیونکہ احکام تعزیر قصاص کے صادر کرنے کا اختیار صرف حاکم وقت کو ہی پس اگر آقا اپنے اختیار سے متجاوز ہو کر زیادہ سزا دے تو اُسپر تعزیر واجب آتی ہی اگر آقا قبل بلوغ جاریہ کے اُسکے ساتھ مصاحبت کرے اور اُسکو صدمۂ شدید پہونچے یا وہ مرجائے تو حاکم عصر مجاز ہی کہ اُسکو حسب تصریح بالا ازروے قواعد عدالت بذریعۂ تعزیر و عقوبت کے سزا دے —

اگر آقا غلام کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آئے تو اُسکو سزا ہو سکتی ہی لیکن یہ امر واسطے آزادی غلام کے شرعاً کافی نہین ہی —

س ۴ — غلام مستحق آزادی ہی یا نہین اور اگر ہی تو کس بدسلوکی کی وجہ سے اور عدالت کو درصورت ثبوت بدسلوکی کے اختیار صادر کرنے حکم آزادی کا حاصل ہی یا نہین اگر یہ بات ثابت ہو کہ جاریہ سے اُسکے مالک یا مالکہ نے ایام نابالغی مین کسب کرایا

یا مالک نے اُسکے ساتھ بزیادتی مقاربت کرنے کا اقدام کیا تو حاکم سزا کا حکم صادر کرسکتا ہی یا نہین -

ج ۴ - اگر آقا غلام یا جاریہ کے ساتھ زیادتی کرے یا اُسکو ناحق مارے یا اُنکو کھانا کم دے یا اُنسے ایسا سخت و مشکل کام لے جس سے اُنپر تکلیف و ریخ عائد ہو یا اگر آقا قبل بلوغ جاریہ کے اُسکے ساتھ مصاحبت کرے یا اُسکا نکاح کسی شخص کے ساتھ کرکے اُسکے ساتھ مقاربت کرنیکی اجازت لے تو آقا ازروے شرع کے گنہگار تصور کیا جائیگا اور حاکم وقت اُسکو قواعد عدالت کے موافق ازروے تادیب تعزیر کی سزا دیسکتا ہی لیکن درصورت وقوع ایسے جرائم کے آقا کی جانب سے غلام کی آزادی لازم نہین آتی اور نہ حاکم عصر کو کچھ اختیار آزاد کرنیکا حاصل ہی لیکن چونکہ اصل قاعدۂ جواز غلامی کا یہ ہی کہ جو شخص غلام کیا جاوے وہ کافر ہو اور بمقابلۂ و مخالفت اسلام کے اسیر ہوا اس لیے بلحاظ اِس امر کے اور بھی بنظر فروع متعلقہ غلامی جائز کے جو اسی قاعدہ کی بنا پر بذریعۂ خرید یا ہبہ یا وراثت یا خانہ زاد ہونیکی وجہ سے پیدا ہوتے ہین یہ ضرور ہی کہ درصورت قبضۂ جائز غلام یا کنیز کے حاکم وقت تحقیقات کے بعد حکم آزادی کا بلحاظ اصل استحقاق غلام یا کنیز کے صادر کرے اور جو شخص کسیکو بطور ناجائز غلام بنائے اُسکے قبضہ سے غلام یا جاریہ کو لیکر آزاد کرایا جاے -

مقدمہ ۳

س ۱ - دیندار خان مدعی کا باپ ہندو تھا اُسنے قحط مین اپنے

بیٹے کو بضرورت بدجہن اور مسماۃ اصالت کے ہاتھ فروخت کیا اور غلام حسین خان مدعا علیہ اُنکی جائداد کی بابت دعویدار ہی ایسی حالت مین بنیاد رخان اس طرحکی فروخت کے ذریعہ سے شرعاً غلام تصور کیا جائیگا یا نہین —

آزاد شخص کا بیع ہونا شرعاً جائز نہین ہی —

ج ۱ — چونکہ انسان کو دراصل آزادی حاصل ہی لہذا بمجبوری فروخت ہونا کسی شخص کا ایام قحط مین عام اس سے کہ وہ ہندو ہو یا مسلمان مستلزم اسکے غلام جائز ہونیکا نہین ہو سکتا اور جن عالمون کی رائے خلاف اس مسئلہ کے ہی وہ بہت ضعیف ہی اور قول صحیح یہ ہی کہ ایسی فروخت سے غلامی لازم نہین آتی —[1]

س ۲ — رسم آزادی کے واسطے شرع کے بموجب کیا مراتب ضرور اور واجب ہین —

آزادی کس طور پر عمل مین آتی ہے —

ج ۲ — جن الفاظ سے اظہار آزادی ہو سکے وہی واسطے وقوع آزادی کے کافی ہین گو کسی زبان مین تحریر کیے جائین یا کسی دستاویز کا لکھا جانا یا کسی اور رسم کا ایسے موقع پر ادا ہونا واجب نہین ہی —

مقدمہ ۴

س — شرع کا قاعدہ معروف یہ ہی کہ اشخاص آزاد کسی حالت مین فروخت نہین ہو سکتے لیکن باوجود اسکے رائے مسئلہ یہ معلوم ہوتی ہی کہ بیع وشرا[2] انسان کا مصیبت وقحط کے وقت جائز ہی پس سوال یہ ہی کہ پچھلا مسئلہ شرعاً درست ہی یا نہین —

[1] اصول رقیت دفعہ ۱ —

ج — ہر چند یہ مسئلہ نہایت صحیح و معروف ہے کہ خریداری کے ذریعے سے انسان کی ذات پر بالعموم ملکیت حاصل نہیں ہوتی لیکن بعض کتب معتبرہ مثلاً عنایہ و ذخیرہ و محیط مین بطور حدیث امام محمد رح کے لکھا ہے کہ انسان کو قحط اور مصیبت کے وقت یا قرضخواہ کی طرف سے تقاضاے شدید ہونے کی حالت مین اپنی ذات کے فروخت کرنے کا اختیار ہے —

عنایہ سے یہ منقول ہے کہ ایک شخص نے امام محمدؒ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص قحط مین گرسنگی سے مرتا ہو تو وہ اپنی ذات کے فروخت کرنے کا مجاز ہے یا نہین بجواب اُسکے اُنھون نے کہا ایسی صورت مین بیع جائز ہے نہ کسی اور صورت مین دوسرا سوال اُنسے یہ پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ایام قحط مین ایک عورت خرید کی پس اُس عورت کے ساتھ شخص مذکور کو مصاجعت کا اختیار حاصل ہے یا نہین بجواب اسکے اُنھون نے کہا کہ مصاجعت جائز ہے اور جو اولاد ایسی عورت سے ہو وہ شخص مذکور کی صلب سے تصور کیجائیگی اور اگر شخص مذکور نے اُسکو کسی اور کے ہاتھ فروخت کیا ہوتا تو بھی یہی صورت ہوتی —

نسخۂ ذخیرہ مین مرقوم ہے کہ اگر کوئی شخص مقروض ہو اور قرضخواہ اُسپر بجبر و تشدد متقاضی ہو تو ایسی حالت مین شخص مذکور اپنی ذات کو فروخت کر سکتا ہے علی ہذا القیاس محیط مین بھی لکھا ہے کہ کوئی شخص اپنی آزادی کے فروخت کرنے کا مجاز نہین ہے اِلّا اُس صورت مین کہ اس سے کوئی سبیل اداے قرضہ کی ممکن نہو یا وہ افلاس مین اس مرتبہ مبتلا ہو کہ بقاے حیات دشوار ہو یا ایام قحط مین بشدت گرسنگی سے

غلام ہونا شخص آزاد کا شدت افلاس مین جائز ہے —

ہو مردار گوشت یا گوشت انسان کھانے کا اندیشہ ہو بنظر انسداد ان امور کے بہتر ہو کہ وہ کسی کا غلام ہو جاے یہی سبب تھا کہ حضرت یوسف عم کے وقت مین لوگون نے غلامی اختیار کی - اقوال مذکورۃ الصدر سے جو محیط و ذخیرہ مین درج ہین اور بھی حدیث امام محمد رح منقولہ عنایہ سے واضح ہو کہ یہ بالعموم تسلیم کیا گیا ہو کہ شدت افلاس مین غلام ہونا جائز ہو - ؎

مقدمہ ۵

س - واصل بیگ کو عنایت اللہ متوفی نے پرورش کیا تھا ایسی صورت مین متوفی کا ترکہ واصل بیگ کی زوجہ کو پہونچیگا یا نہین -

ج - واضح ہوتا ہو کہ واصل بیگ مالک متوفی کا بیٹا نہ تھا اور نہ اُس سے کچھ قرابت تھی بلکہ بعوض کسی قدر روپیہ کے خرید کیا گیا تھا اور پرورش اُسکی غلامانہ ہوئی پس مالک متوفی کا ترکہ شرع کی رو سے واصل بیگ کی زوجہ کو نہین مل سکتا - مجمع البرکات کے باب موانع الارث مین لکھا ہو کہ رقیت بھی مانع وراثت ہو اور اُس باب مین اسپر لحاظ نہین ہوتا کہ دعویدار غلام محض ہو یا اُسکو کسی قدر آزادی رعایۃً حاصل ہو اور اگر جاریہ صاحب اولاد ہو تو وہ بھی مستثنیٰ نہین ہو جسکو منجملہ دو مالکون کے ایک مالک نے آزاد

کسی قسم کا غلام وراثۃً ترکہ پانیکا مستحق نہین ہو -

؎ اصول رقیت دفعہ ۱۷ -

کر دیا ہو۔ سلہ

مقدمہ ۶

س۔ ایک فاحشہ نے کسی عورت کی لڑکی بعوض ۲۰ روپیہ کے چند عرصہ کیواسطے مول لی اور اُس سے اپنا پیشہ اختیار کرایا ایسا معاملہ جائز ہو یا نہیں۔

ج۔ شرع کے روسے ایسا معاملہ ہرگز جائز نہیں ہو کیونکہ والدین اطفال کی ذات پر طفولیت تک اختیار ہو اور بعد انکے بلوغ کے والدین کا اختیار اُنکی ذات یا مال پر باقی نہیں رہتا لیکن اس مقدمہ مین معلوم ہوتا ہو کہ ماں نے اپنی لڑکی کو جب وہ صرف چھہ برس کی تھی ۹۵ برس کے لیے غلامی مین سپرد کیا بعد سن بلوغ کے کہ انتہاے غایت اُسکی پندرھوان سال ہو والدین کو اطفال پر اختیار نہین رہتا پس غلامی مین دیا جانا لڑکی کا ۹۵ برس کے لیے جائز نہین۔

کتب معتبرہ مین لکھا ہو کہ اگر کوئی شخص حالت طفولیت مین والدین کی طرف سے کسی کا غلام قرار دیا جائے تو اُسکو بعد بلوغ کے غلامی مین رہنے یا بعد فسخ کرنے معاہدہ والدین کے آزادی حاصل کرنے کا اختیار ہو علاوہ اسکے فاحشہ کا پیشہ نہایت مذموم ہو

اگر کسی طفل کے والدین کچھ لیکر اُسکو کسی کے حوالہ کر دین تو طفل مذکور بعد بلوغ کے آزادی حاصل کرنے کا مجاز ہو۔

سلہ اس مقدمہ کے سوال مین ہونا غلام کا مطابق تعریف مرقومۂ شرع کے قرار دیا گیا ہو اور بابت موانع متعلقۂ غلامی کے اصول رعیت کی دفعۂ ۱۱ معائنہ کیجاے۔

اور یہ کبھی روا نہین ہوسکتا کہ فاحشہ دوسری عورت کو ملازم رکھکر اُس سے اپنا پیشہ کرائے اور اس مسئلہ کی تائید اقوال مندرجہٴ ذیل سے ہوتی ہو یعنے فتاوی ابراہیم شاہی مین نسخہٴ تہذیب سے منقول ہو کہ اگر باپ یا دادا یا مان اپنے طفل صغیر کو ملازمی مین سپرد کرے تو جائز ہو لیکن طفل کو بعد بلوغ کے ایسے معاہدہ کے قائم یا باطل کرنے کا اختیار رہو ـ علی ہذا القیاس نسخہٴ ینبوع کے باب ۲۳ سے جو طحاوی کی شرح ہو نسخہٴ ابراہیم شاہی کی کتاب الولایت کے اخیر مین منقول ہو کہ جب کسی طفل کو میعاد مستاجری کے سمجھنے کی تمیز حاصل ہو تو اُسکو پٹہ کے بحال رکھنے یا منسوخ کرنے کا اختیار رہو مگر شرط یہ ہو کہ اس طرح کا معاملہ اسکی ذات کی نسبت مؤثر ہو اور اگر صرف اُسکے مال سے متعلق ہو تو وہ اُسکی منسوخی کا مجاز نہین ہو اور نہ وہ مجاز منسوخی ایسے بیع کا ہو جو اسکی طفولیت مین منعقد ہوا ہو ـ

مقدمہ

س ـ ایک شخص کی زوجہٴ منکوحہ اور ایک یا دو عورات غیر منکوحہ سے اولاد ہو اور یہ عورات غیر منکوحہ اُس شخص کی کنیز تھین لیکن یہ بخوبی معلوم نہین ہوتا کہ یہ عورتین شخص مذکور یا کسی

ـ اس مقام سے بلاشک یہ مفہوم ہو کہ نابالغ کی جانب سے معاہدہ دلایۃ عمل مین آیا ـ

اور کی ملک سے تھین پس سوال یہ ہر کہ ان عورات کی اولاد کو متوفے کی جائداد وراثتہً پہونچتی ہر یا نہین۔

ج۔ اگر عورت ایک شخص کی جاریہ ہو اور کسی دوسرے شخص سے بعد ہونے نکاح کے اولاد پیدا ہو تو ایسی اولاد اپنے باپ کے ورثہ پانیکی مستحق نہین ہر اور وجہ اسکی یہ ہر کہ بسبب زنا کے انکا نسب پدر مذکور کی نسبت تسلیم نہین ہو سکتا اور دوسری وجہ یہ ہر کہ قطع نظر زنا کے ایسی عورت کی اولاد جو کسی شخص غیر کی جاریہ ہو اصل آقا کی ملک متصور ہوتی ہر اور اسی وجہ سے اسکو جائداد کے پانے کا استحقاق نہین پہونچیگا کیونکہ رقیت بھی موانع ارث مین داخل ہر اگر زن غیر منکوحہ شخص مذکور کی ملک سے ہوتی اور وہ یا اسکی ماں دار الحرب مین اسیر ہو کر کنیز قرار دیگئی ہوتی تو ایسی صورت مین مقاربت بغیر نکاح کے بھی جائز اور نسب اسکی اولاد کا درصورت دعویدار ہونے شخص مذکور کے اسی شخص کی نسبت ثابت تصور کیا جاتا اور بعد اسکی وفات کے اولاد مذکور کو اسکے ترکہ سے کسی قدر حصہ پانے کا استحقاق پہونچتا لیکن اگر زن مذکورہ دار الحرب مین اسیر نہو کر حسب قاعدہ جاریہ قرار دیگئی ہو تو ایسی عورت کی بنسبت باعتبار اصطلاح شرعی رق کے جاریہ کا اطلاق نہین ہو سکتا اور ہونا مقاربت کا اسکے ساتھ بغیر نکاح ناجائز ہے اور ایسی اولاد شخص مذکور کی صلب سے تصور نہین کیجا سکتی کیونکہ اثبات نسب کے واسطے یہ ضرور ہر کہ جس عورت کے بطن سے اولاد ہو وہ فراش ہو اور فراش کی دو قسمین ہین یعنے

جو اولاد دوسرے شخص کی جاریہ غیر منکوحہ سے پیدا ہو وہ غیر صحیح النسب اور جاریہ کے آقا کی متصور ہوگی۔

قوی ضعیف چنانچہ زوجۂ منکوحہ فراش قویہ کی قسم میں داخل ہی اور جو اولاد اُسکے بطن سے ہو وہ بغیر دعویدار ہونے شوہر کے بھی شوہر کی صلب سے متصور ہوگی اور اُسکے نسب سے شوہر منکر نہیں ہوسکتا اور جاریہ فراش ضعیفہ کی قسم سے ہی اور جبتک باپ دعویدار نہو ایسی اولاد کا نسب باپ کی نسبت ثابت نہیں ہوسکتا۔ وراثت کا استحقاق نسب کے ثبوت پر موقوف ہی اور اسی وجہ سے زن غیر منکوحہ کی اولاد داخل ورثہ نہیں ہی۔

مقدمہ ۸

س۔ ایک شخص کو ایک جاریہ وراثۃً حاصل ہوئی تھی اُسنے اُس عورت کا کسی اور شخص کے غلام کے ساتھ نکاح کرایا اور جاریہ نے مع شوہر اپنے آقا کے گھر سکونت اختیار کی اور وہان اُنسے اولاد پیدا ہوئی اور غلام کے آقا کے اہتمام اور صرف سے نکاح ہوا تھا اور اُسی نے جاریۂ منکوحہ کی مان کو نذرانہ دیا پس جو اولاد جاریہ اور غلام سے ہوئی اُسکا استحقاق ملکیت غلام کے آقا کو پہونچتا ہی یا جاریہ کے آقا کو اور جاریہ کی مان کو نذرانہ نقد لیکر اپنی بیٹی کے نکاح کرنے کا اختیار ہی یا نہیں اور جاریہ کی مان بھی شخص مذکور کی کنیز ہی۔

ج۔ حسب حالات مظہرۂ سوال کے جاریہ کی مان کو نذرانہ لیکر اُسکے نکاح کرنیکا استحقاق نہ تھا اور داسطے تکمیل اور واجب التعمیل ہونے عقد نکاح کے جاریہ کے مالک کی منظوری لازم ہی۔

چنانچہ اُسکی رضامندی اِس وجہ سے مستنبط ہو کہ وہ بعد دریافت ہونے تجویز نکاح کے کسی طرح حارج اور معترض نہیں ہوا اور جو اولاد جاریہ کے بطن سے بعد نکاح کے ہوئی اُسکی ملکیت جاریہ کے مالک کو پہونچتی ہو اور غلام کے آقا کا دعوی اس باب مین شرعًا درست نہین ہو۔

جو اولاد جاریہ ور غلام سے ہوئی مالک جاریکے ملک سے شمار کیجاتی ہو۔

مقدمہ ۹

س ۱۔ اگر عورت زرخرید کے بطن سے اولاد پیدا ہو تو ایسی اولاد شرع کے بموجب جاریہ کے مالک کی ہوگی یا جاریہ کی۔

ج ۱۔ شرع کے بموجب رق سے وہ شخص مُراد ہو جسکو کسی شخص مسلم نے دار الحرب مین اسیر کیا ہو یا ایسے اسیر کی اولاد سے ہو اور اس طرح کی اولاد آقا کی شمار کیجاتی ہو۔

اولاد جاریہ۔

اور شرح وقایہ مین اور ہدایہ اور کتابون مین لکھا ہو کہ بچّہ بحالت جاریہ یا آزاد ہونے مان کے اُسی کے ساتھ رہتا ہو۔

س ۲۔ انسان کا بیع کرنا یا گروی رکھنا جائز ہو یا نہین۔

ج ۲۔ بیع کرنا یا گروی رکھنا کسی انسان کا جو بحالت آزادی ہو درست نہین ہو چنانچہ شرح وقایہ مین یہ لکھا ہو کہ شخص آزاد کا بیع باطل ہو اور گروی رکھنا اُسکا فعل ناجائز ہو۔

انسان آزاد بیع یا رہن۔

لہ اصول رقیت دفعہ ۱۶۔

مقدمہ ۱۰

س — ایک عورت حرہ نے بعد بلوغ یعنی پندرھوین سال مین رضاد رغبت سے ایک غلام کے ساتھہ نکاح کیا اور ڈیڑھہ برس تک اپنے شوہر کے ساتھہ ایک مکان مین رہی ایسی صورت مین زن حرہ کا نکاح غلام کے ساتھہ صحیح اور جائز تصور کیا جا سکتا ہی یا نہین —

ج — زن حرہ کا نکاح غلام کے ساتھہ جائز اور صحیح ہی اور یہ رائے مطابق مسئلہ مندرجہ نسخۂ قدوری کے ہی اور وہ یہ ہی کہ اگر غلام اپنے آقا کی رضامندی سے زن حرہ کے ساتھہ نکاح کرے تو اسپر دعوی مہر کا پہونچتا ہی اور ایفار دعوی مذکور کے لیے بیع اُسکا ہو سکتا ہی — نکاح زن حرہ کا غلام کے ساتھہ

مقدمہ ۱۱

س — ایک ہندو عورت ایک مسلمان کے ساتھہ بھگانہ تھی اور مسلمان ہوگئی اور بعد ازان وہ ایک اچھوت کے پاس بطور اسکی مدخلہ کے رہی اور ایک بیٹی پیدا ہوئی اور یہ سب زندہ ہین ایسی صورت مین لڑکی کسکی ملکیت سے ہی اور اگر راجپوت کی ملکیت سے ہی تو اسکو اسکے بیع کرنے کا اختیار ہی یا نہین اور اگر اختیار رہی

ملے اصول رقیت دفعہ ۱۴ — معائنہ کیجاے یکن اولاد جو ایسے نکاح سے ہو شوہر کے آقا کی ملک سے تصور کیجاتی ہی —

تو خریدار اُسکو فروخت کرسکتا ہی یا نہین اور اگر وہ بحالت نابالغی خریدار کے پاس رہی تو اُسکو بعد بلوغ کے اپنی آزادی کا اختیار رہی یا نہین اور شرع کے بموجب کس قسم کی رق بیع وشری کے قابل ہی۔

اولاد غیر صحیح النسب کے والدین کو اپنی اولاد کے غلامی مین بیچنے کا اختیار نہین ہی۔

ج ۔ چونکہ بیٹی آزادی کی حالت مین پیدا ہوئی لہذا والدین کو اُسپر استحقاق ملکیت نہین پہونچتا لیکن بالغ ہونے تک وہ مان کے پاس رہیگی اور والدین سے کسیکو ایسی اولاد کے فروخت کرنے کا اختیار نہین ہی جو شخص ایسے طفل کو خرید کرے اُسکی خریداری باطل ہی کیونکہ انسان درحقیقت آزاد پیدا کیا گیا ہی اور غلام ہونا اُسکا درست نہین ہی اِلّا بذریعہ استیلا کے اور استیلا سے یہ مراد ہی کہ حاکم اہل اسلام کوئی ملک کفار سے بفتح حاصل کرکے اُسکے باشندگان زن ومرد سے جو اسیر کیے گئے ہون غلام بنائے اور اگر وہ دین اسلام اختیار کرین تو اُنکی جان بخشی ہونا چاہیے لیکن بلحاظ اُنکے پیشتر سے کافر ہونے کے وہ بدستور غلام شمار کیے جائین اور ایسی صورت مین اُنکی بیع یا ہبہ کرنے کا حاکم عصر کو اختیار رہی پس شرع کے بموجب رقیت صرف ایک صورت مین پیدا ہوتی ہی یعنی بذریعہ استیلا کے ۔ اور غلام تین قسم کے ہین یعنی مملوک و موروث و موہوب اور ان تینون قسمون کی اولاد کو خانہ زاد کہتے ہین اور آزادی انکی بغیر اجازت آقا کے نہین ہوسکتی۔

نوان باب

نظائر وقف

مقدمہ

س — اگر اراضی وقف دین مہر کی بابت زوجہ کو دیجاے تو یہ جائز ہی یا نہین اور جو شخص جائداد مذکور مین شریک ہون اُنکی نسبت دعویدار ہونے کا استحقاق پہونچتا ہی یا نہین اور اگر پہونچتا ہی تو دیا جانا اُسکا بعوض دین مہر کے باطل وکالعدم متصور ہی اور اگر منجملہ شرکاء جائداد مذکور کے ایک شریک دلایا جانا اُسکا بعوض دین مہر کے قبول وتسلیم کرے تو یہ فعل اُسکا بمقابلۂ زوجہ کے وارث کے جائز ہوگا یا نہین —

جائداد وقف کی نسبت استحقاق وراثت نہیں ہوسکتا ہے اور نہ انتقال اسکا بعوض دین مہر کے عمل مین آسکتا ہے۔

ج۔ شرع کے بموجب جائداد وقف کی نسبت استحقاق وراثت نہین پہونچتا اور نہ وہ بیع ہوسکتی ہے اور نہ انتقال اسکا بعوض دین مہر کے [1] عمل مین آسکتی ہے کیونکہ ازروے مسئلہ مسلمہ کے جائداد وقف کسی شخص کی ملک نہین بلکہ خدا کے نام سے منسوب کی گئی ہے اگر جائداد وقف کا متولی اسکو حسب کیفیت مظہرہ مندرجہ سوال کے منتقل کرے تو وہ بسبب وقوع خلاف ورزی شرائط تولیت کے عہدہ سے معزول ہوگا اور اگر مالک وقف کنندہ یا اسکا وصی موجود نہو تو حاکم عصر کو متولی کے تقرر کا اختیار ہے زوجہ کا دین مہر مثل قرضہ کے ہے اور جبتک زوجہ دست بردار نہو یا وہ ادا نہ کیا جاے استحقاق اسکا زائل نہین ہوسکتا اور چونکہ جائداد وقف کی نسبت وراثت کا دعوی جائز نہین ہے لہذا جو دعوی شرکت کی بناپر بذریعہ استحقاق وراثت کے پیش ہوا ہے ناقابل سماعت ہے۔

جائداد وقف کا انتقال اس طرح متولی عہدہ سے معزول کیا جاے۔

اگر کوئی شخص جائداد وقف زوجہ کے نام دین مہر کی بابت منتقل کردے اور متولی ایسے انتقال کو تسلیم کرے تو اسکو بسبب وقوع خلاف ورزی شرائط تولیت کے عہدہ سے برطرف کرنا چاہیے اور بعد اسکی معزولی کے حاکم عصر اسکی جگہ دوسرا متولی مقرر کرے اور یہ متولی بابت پیش کرنے دعوی بازیافت اراضی وقف کے جو دین مہر کی بابت دی گئی ہو مجاز ہوگا۔

[1] اصول وقف دفعہ ۲۔

مقدمہ ۲

س ۱- مکانات وقف کی مرمت مین جو روپیہ صرف ہوا ہو اُسکے ادا کرنے کے لیے متوفی اراضی وقف کے بیع کرنے کا مجاز ہے یا نہین -

ج ۱- اراضی وقف کا بیع یا ہبہ عموماً ناجائز ہے متولی پر فرض ہے کہ ایسی اراضی کے محاصل کو اول مکانات وقف کی مرمت مین صرف کرے اور بعد ازان جو بچے اُسکو اور اخراجات متعلقہ وقف مین خرچ کرے گو وقف کنندہ کی جانب سے کوئی شرط بابت مرمت کے عمل مین نہ آئی ہو- اگر محاصل اراضی مرمت ضروری کے لیے کافی نہو تو متولی کو اختیار ہے کہ اُسقدر اراضی جو اس امر کے لیے مکتفی ہو بیع کرے اسواسطے کہ جملہ صورتون مین محفوظ رکھنا ایسی عمارات کا ایک امر لابد اور واجب ہے ملہ -

اراضی وقف کا بیع متولی کی جانب سے کس صورت مین جائز ہے

س ۲- اگر مکانات وقف کی مرمت کے حیلہ سے اراضی وقف کو متولی بیع کرے اور زر ماحاصل کو فی الواقع وہ ایسے امر مین صرف نہ کرے تو ایسا بیع صحیح متصور ہوگا -

ج ۲- اول سوال کے جواب سے واضح ہوگا کہ اراضی وقف کا

قاعدہ اسصورت مین جب زر حاصل بیجا طور پر صرف کیا جاے -

ملہ جہان تک کوئی اور سبیل حاصل ہونے اخراجات ضروری کی ممکن ہو وہان تک عمل مین لانا بیع کا نہ چاہیے یہ راے بموجب اس قول حسام الدین البخاری کے ہے جو فتاواے حمادیہ و دیگر کتب مین منقول ہے -

بیع متولی کی جانب سے مرمت کے اخراجات ضروری کے لیے عمل مین نہ آئے تو ایسا
بیع ناجائز ہی اسی واسطے وہ بیع جسکا ماحصل اور امور کے لیے کام مین لایا گیا مسترد کیا
جائیگا اور متولی اپنے عہدہ سے بسبب خلاف ورزی شرائط تولیت کے معزول کیا جائے [1]

مقدمہ ۳

س ۱ـ ایک سجادہ نشین کو اسکی ذات خاص اور جائداد وقف کے
صرف کے لیے سند شاہی کے ذریعہ سے اراضی خاص نسلاً بعد نسل حاصل ہوئی
اور معطی الیہ لاولد مر گیا اس صورت مین اسکی مان یا اسکی بہنون کو
اراضی عطیہ کی نسبت استحقاق مالکیت پہونچتا ہی یا نہین اور اگر پہونچتا
ہی تو کس حساب سے ـ

ج ۱ـ عطیہ شاہی کی دو قسمین ہین اول التمغہ جو بعوض خدمات — التمغہ ـ
شخص خاص کے عمل مین آتا ہی اور معطی الیہ کی وفات کے بعد
فرائض کے روسے جائداد مذکور سے حصہ دار اور واسطہ دار
عصبی اسہام معینہ پانے کے مستحق ہوتے ہین ـ عطیہ دوم امور دینی
اور کار ثواب کے لیے عمل مین آتا ہی اور اسکو وقف کہتے ہین
وقف کی نسبت وراثت کا دعوی جائز نہین ہی اور سجادہ نشین کی — وقف ـ
وفات کے بعد اسکی مان اور بہن کا دعوی مثل دعوی اشخاص اجنبی کے — جائداد وقف کی تقسیم
ہے ـ جائداد وقف کے محاصل سے جو شخص حصہ پانے کے — نہین ہوسکتی ہی ـ

[1] اصول وقف دفعات ۲ و ۳ و ۵ و ۶ ـ

مستحق ہین اُنکے حصّون کی نسبت شرع کے بموجب ذکور اور اناث مین کچھ تمیز نہین کی گئی ہو۔ جائداد وقف کی تقسیم ناجائز ہو لیکن اسکے محاصل کے تقسیم کرنے کی اجازت ہو۔ مگر محاصل کی تقسیم ہو سکتی ہو۔

س ۲ - جائداد وقف کے سجادہ نشین کو سند شاہی کے ذریعہ سے کچھ اراضی اپنی پرورش اور جائداد وقف کے صرف کے لیے حاصل ہوئی بعد ازان وہ لاولد مرگیا اُسکی وفات کے بعد اسکے علاتی بھائی نے اُسکی زوجہ کے نام علاتی مذکور کے حصول کے لیے نالش اور حاکم عصر نے یہ فیصلہ کیا کہ اراضی مذکور متخاصمین کے قبضہ مین بالاشتراک و بالحصص رہے بشرطیکہ وہ اور اُنکے ورثا آیندہ کبھی جھگڑا نہ کرین۔ حاکم عصر سے اس جگہ بادشاہ مراد نہین ہو۔ اس صورت مین ایسی تقسیم جائز ہو یا نہین اور اگر ہو تو صرف حین حیات شرکاء مذکور کے قائم رہیگی یا تعمیل اسکی انکے ورثا پر بھی واجب ہوگی۔

ج ۲ - حاکم عصر کو شرعًا اختیار ہو کہ متولی متوفی کے علاتی بھائی کو اراضی مذکور پر قابض کرائے اور اُسکو محاصل سے متوفی کی زوجہ اور بیٹیون کو بھی حصّہ بطور خیرات دلوائے کیونکہ حاکم وقت محاصل کے تقسیم کرانے کا مجاز ہو اور جائداد وقف کی تقسیم کرانیکا اُسکو اختیار حاصل نہین ہو۔ تقسیم حاکم عصر کی جانب سے۔

س ۳ - بعد تقسیم مذکورہ بالا اگر زوجہ اپنے حصّہ کو اپنی بیٹیون کے نام ہبہ کرے تو یہ امر جائز اور صحیح ہو یا نہین۔

ج ۳ - چونکہ زوجہ کو اس جائداد کی نسبت جو اسکو تقسیم حصص کے بعد حاصل ہوئی شرعاً کوئی استحقاق حاصل نہین ہی اور اسکا قائم مقام ہونا جائداد مذکور پر صرف بطور خیرات عمل مین آ سکتا تھا لہذا وہ مجاز نہین ہی کہ ایسی جائداد کو بیٹیون کے نام ہبہ کرے علاوہ ازین اگر وہ ایسا کرے تو اس سے محاصل کا ہبہ لازم آتا ہی اور ایسا ہبہ باطل و نادرست ہی۔

محاصل کا ہبہ معطی لیہ کیجانب سے ناجائز ہی۔

س ۴ - اگر اس تقسیم کے بعد ایک ورسند شاہی بمضمون سابق کے صدور پائے اور اُسکے ذریعہ سے سجادہ نشین کے علاتی بھائی کے بیٹے کو قبضہ حاصل ہو تو اُس سے اس حاکم عصر کا جس سے بادشاہ مراد نہین ہی اور جو حکم بحق متوفی کی زوجہ اور بیٹیون کے اُنکی تقسیم حصص اور استحقاق وراثت کی نسبت نافذ ہو چکا ہی معطل اور منسوخ سمجھا جائیگا۔

ج ۴ - اگر دوسری سند شاہی کا مضمون مثل سابق کے اور اسکی رو سے صرف تقرر متولی کا پایا جاتا ہی اور تقسیم کا ذکر نہین ہی تو اس سے حاکم مذکور کے حکم کی منسوخی عمل مین نہین آ سکتی کیونکہ پہلے سجادہ نشین کی زوجہ اور بیٹیون کو استحقاق وراثت حاصل نہین ہی اور جو منافع مال وقف سے حاصل ہو اُسکے پانے کا استحقاق اُنکی نسبت بغیر کسی وجہ قوی کے زائل نہین ہو سکتا۔

دوسرے متولی کے تقرر سے پہلی تقسیم منسوخ ہوجاتی ہی۔

مقدمہ ۴

س ۱ - محمد رفیق نامی ایک شخص کسی جائداد وقف کا سجادہ نشین

مقرر کیا گیا اور سند تقرر مین یہ تحریر ہوا کہ اسکے بعد یہ خدمت اُسکے فرزندون کو ملے اور بالفعل اُسکے پوتے کی دختر اور اُسکے پرپوتے کا نواسہ اس خدمت پر متسلط ہین اور پرپوتا اس بیان سے عہدہ کا دعویدار ہی کہ پوتے کی دختر اناث سے ہی اور اسی وجہ سے وہ مجاز انصرام خدمات وقف کی نہین ہی اور پرپوتے کا نواسہ شرعاً محمد رفیق کی اولاد مین شمار نہین کیا جا سکتا پس سوال یہ ہی کہ پوتے کی نواسی فرزندان مین داخل ہی یا نہین اور اناث واسطے انصرام خدمات مجاز ہین یا نہین۔

ج ا۔ حسب حالات مرقومۂ سوال کے پوتے کی نواسی محمد رفیق کے فرزندان یعنی اولاد نسبی مین شمار نہین کیجا سکتی کیونکہ جب لفظ فرزندان کا استعمال کسی شخص کی نسبت کیا جاتا ہی تو اس سے تین پُشت کی اولاد نسبی مُراد ہوتی ہی اور کبھی اس سے بھی زیادہ اور نواسہ اپنے باپ کے نسب مین داخل ہی نہ محمد رفیق کے۔

چنانچہ عالمگیری سے واضح ہوتا ہی کہ اگر کوئی یہ ظاہر کرے کہ مین نے فلان اراضی بنظر فائدہ اپنی اولاد کے نامزد کی تو آیندہ اُسکی کُل اولاد کو بلالحاظ ذکور و اناث کے استحقاق وراثت پہونچیگا کیونکہ لفظ اولاد بصورت عام مستعمل ہوا ہی علی ہذا القیاس خزانۃ المفتیین مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی جائداد اولاد کے نام دوام کے لیے نامزد کرے تو تا بقائے نسل اُسکے اور موجود ہونے اولاد ذکور اور اُسکی اولاد کے جائداد ذکور اولاد مین مساوی تقسیم ہوگی اور ذکور

اولاد اناث کسی شخص کے فرزندان متصور نہین کیجاتی۔

کو اناث کی نسبت کچھ ترجیح نہوگی کیونکہ جس بیان کی رو سے جائداد نامزد کی گئی اسمین ذکور و اناث برابر مستحق قرار دیے گئے ہین لیکن اناث کے اطفال بموجب مسئلہ مسلمہ کے اولاد نسبی مین داخل نہین ہین اور اگر یہ جائداد بجاے وقف کیے جانے کے وصیتہً دیگئی ہوتی تو بھی یہی صورت ہوتی اور بموجب اس مسئلہ کے یہ قرار پایا ہی کہ دختر کی اولاد فرزندان مین شمار نہین کی جاتی کیونکہ نسب باپ کی جانب سے حاصل ہوتا ہی نہ ماں کی طرف سے عورات کو جائداد وقف کی سجادہ نشینی کا استحقاق نہین ہی اور یہ امر دستورات ملک کے خلاف ہی کیونکہ سجادہ نشین پر تعلیم و تلقین اپنے مُریدون اور شاگردون کی واجب ہی اور اسکو عام و خاص مجمع مین ہمیشہ اُنکے ساتھ رہنا چاہیے حالانکہ انصرام اس امر کا عورت سے بخوبی نہین ہو سکتا کیونکہ وہ پردہ نشین ہوتی ہی —

عورت جائداد وقف کی سجادہ نشین نہین ہو سکتی۔

س ۲ — محمد رفیق کے پوتے فیض الاسلام کے نام جو سند ہی اسمین درج ہی کہ عہدۂ منصرم متولی اور سجادہ نشین جائداد وقف کا اُسکی ذات اور اولاد کی نسبت قائم و بحال رکھا جاتا ہی ایسی صورت مین اُسکی دختر اور نواسہ پر اولاد کا اطلاق ہو سکتا ہی یا نہین —

ج ۲ — جو سند فیض الاسلام کو ملی ہی اُسمین عہدۂ متولی و منصرم و سجادہ نشین جائداد وقف کا خاص اُسکی ذات اور اُسکی اولاد تک قائم رکھا گیا ہی اور اُسکی دختر بھی اولاد مین داخل ہے کیونکہ اولاد لفظ عام ہی یعنے اطلاق اُسکا پسران و دختران کی نسبت بدرجۂ

مساوی ہی ہر لیکن باوجود اسکے سند کا نفاذ دختر کی نسبت نہین ہو سکتا کیونکہ
اسمین خدمات سجادہ نشینی کے انصرام کا بھی ذکر ہر اور وہ مجاز سجادہ نشینی
نہین ہر اور نواسہ بھی از روے مسئلہ مسلمہ کے خارج ہر کیونکہ اولاد کا اطلاق
باعتبار نسب کے ہوتا ہر حالانکہ نواسہ نانا کے نسب سے نہین ہوتا بلکہ اپنے باپ کے
نسب سے چنانچہ عالمگیری مین یہ لکھا ہر کہ مین نے یہ آراضی بنظر مفاد اپنے بیٹے
اور پوتے کے نامزد کردی اور میرا پسر صلبی اور اسکا بیٹا عام اس سے کہ وہ
جائداد کے نامزد کرنے کے وقت موجود ہو یا بعد ازان پیدا ہو قابض
ہوگا کیونکہ بیٹے اور پوتے کا استحقاق مساوی ہر لیکن از روے مسئلہ
مسلمہ کے دو پشت سے بعد کی اولاد یا نواسے قبضہ مین شریک نہین
ہو سکتے اور اسی مسئلہ کے مطابق مقدمات کی تجویز ہوتی ہر اور یہ قول
محیط السرخسی مین لکھا ہر۔

س ۳۔ واضح ہوتا ہر کہ شاکر علی خان نے محمد رفیق کو اختیار
تلقین و ہدایات و اہتمام طلبۂ مدرسہ اور محتاجین اور جائداد و مکانات
وقف کا دیا اور وعظ اور مدرسہ کی خدمت بھی اسی کے سپرد ہوئی اور
اسکو کل اختیارات دیگر جانشین مطلق قرار دیا اور شاکر علی خان
مذکور نے اس زر کو بھی جو اسکی اور اسکی اولاد اور اہل خاندان کی
وجہ معاش کے لیے مقرر تھا تقسیم کرکے اپنے بیٹے محمد رفیق
وغیرہ کو تفویض کیا اور محمد رفیق نے اپنی درخواست سے عہدہ
متولی و جانشینی مال وقف کی سند خاص اپنی اولاد کے لیے

چونکہ متولی و سجادہ
نشین کا عہدہ
فرزندان تک قائم
رکھا گیا لہذا دختر کو
استحقاق وراثت
نہین پہونچتا کیونکہ
وہ اناث سے ہر
اور اسکا بیٹا بھی
مجاز نہین ہر کس لیے
کہ وہ فرزندان مین
شمار نہین ہو سکتا۔

حاصل کی اور جائداد جو محمد رفیق کی وجہ معاش کے لیے نامزد کی گئی تھی منجملہ اسکے نصف سے زیادہ اسنے مدرسہ اور واسطے مصارف سجادہ نشین او رمتولی کے وقف کرکے وفات پائی بنظر ان حالات کے جو متولی و سجادہ نشین کا عہدہ شرعاً صرف محمد رفیق کی اولاد ذکور تک پہونچتا ہی یا نواسہ بھی اسکی اولاد نسبی مین شمار کیا جائیگا۔

عورت جائداد وقف کی متولیہ ہونے کی مجاز ہی۔

ج ۳۔ ہر چند جائداد وقف کی تولیت اناث کو مثل ذکور کے حاصل ہو سکتی ہی لیکن یہ بخوبی تحقق ہوا ہی کہ محمد رفیق نے سجادہ نشین و متولی کا عہدہ بغیر امتیاز ذکور و اناث کے صرف اپنی اولاد کے لیے مخصوص کر دیا پس جملہ خدمات کا انصرام ایک شخص سے متعلق ہونا چاہیے لیکن یہ بھی ضرور ہی کہ جس شخص کو ایسا انصرام تفویض کیا وہ محمد رفیق کی اولاد ذکور سے ہو کیونکہ جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہی عورات کو جائداد وقف کا سجادہ نشین قرار دینا رواج نہین ہی اور محمد رفیق کا نواسہ حسب تصریح بالا اسکی اولاد نسبی سے شمار نہین کیا جاتا ہی پس دستور مستمرہ کے بموجب جو شخص اولاد ذکور سے نہایت لئیق ہو وہی مستحق پانے خدمات مذکورہ کا ہوگا۔

مقدمہ ۵

س۔ ایک موضع کے باشندون نے باہم روپیہ جمع کرکے مسجد مع چند اور عبادت خانون کے ایمہ یعنے معافی زمین پر جو ایک فقیر کی تھی تعمیر کرائی۔ ان عمارات کی تعمیر کرانے والے کسی اور

فقیر کو نذر و نیاز جمع کرنے کے واسطے مقرر کرنے کے مجاز ہین یا اُس فقیر کو جسکی زمین پر یہ عمارتین بنوائی گئی ہین نذر و نیاز جمع کرنے اور تولیت کے نفاذ کا استحقاق پہونچتا ہی۔ اگر تقرر کا اختیار تعمیر کرانے والونکو حاصل ہو تو جو شخص اُنھون نے مقرر کیا ہو اُسکی وفات کے بعد اُسکا بیٹا استحقاق وراثت کی رو سے اپنے باپ کی جگہ متولی ہو سکتا ہی یا اُس صورت مین تعمیر کرنے والون کو قائم مقام کرنیکا اختیار حاصل ہی۔ اگر فقیر مذکورہ بالا کو متولی ہونے کا استحقاق حاصل ہو تو اُسکی وفات کے بعد عہدہ اُسکے بیٹے کو ملیگا یا کسی اور شخص کو۔

ذکر اُس صورت کا جب مسجد بلا اجازت مالک زمین کے بنوائی جاے۔

ج مسجد کے لفظ مین زمین اور عمارت دونون داخل ہین مسجد نہ صرف زمین سے مراد ہی نہ عمارت سے بلکہ دونون سے مشتمل ہی۔

جزو اعظم اسکا زمین ہی کیونکہ اُسپر مسجد کی بنیاد قائم کیجاتی ہی اور عمارت کا انحصار زمین پر ہوتا ہی اس صورت مین بلا اجازت فقیر کے جو زمین کا مالک ہی مکان بنایا گیا اُسکو شرعاً مسجد نہین کہہ سکتے کیونکہ کسی شخص کو دوسرے شخص کی زمین پر بلا اُسکی اجازت کے مسجد بنوانے کا اختیار نہین ہی اور اگر وہ ایسا کرے تو مسجد مذکور اُس زمین پر سے شرعاً مسمار کر دی جا سکتی ہی اگر فقیر نے جو مالک زمین ہی یہ منظور کیا

وہ صورت جسمین مالک زمین اپنی کو وقف کرے۔

ہو کہ چندہ کرنے والے مسجد بنوائین اور اس امر کے واسطے اُسنے اپنی زمین وقف کر دی ہو تو اس صورت مین چندہ کرنے والے اور فقیر مسجد کے وقف کرنے مین شامل ہین کیونکہ چندہ کرنے والون نے

مکان تعمیر کرایا اور فقیر نے زمین دی جو شخص وقف کرتا ہی وہی شخص متولی مقرر کرنیکا مجاز ہی اس صورت مین چونکہ کُل شخصون کی جانب وقف عمل مین آیا ہی لہذا سبکو بالاجمال یہ اختیار حاصل ہی نہ بالانفراد کسی شخص خاص کو فقیر اور چندہ کرنے والون کو مال وقف اور نذر و نیاز اور محاصل جمع کرنے اور اسکو وقف کے لیے صرف کرنے کے واسطے متولی مقرر کرنا چاہیے

اگر فقیر نے چندہ کرنے والون سے درخواست کی ہو کہ مین محتاج ہون اور اپنے صرف سے مسجد تعمیر نہین کرا سکتا تم سب ملکر میرے فائدہ کے لیے میری زمین پر مسجد بنوا دو تاکہ مین اُسے وقف کردون اور چندہ کرنے والون نے اس امر کو قبول کیا ہو تو اس صورت مین فقیر ایسے مکان کا مالک ہوگا اور مکان مذکور کا وقف کرنا صرف اُسی کی جانب سے تصور کیا جائیگا اور متولی کے مقرر کرنے کا اختیار اُسکو ہوگا اور بعد اُسکی وفات کے یہ استحقاق اُسکے ورثا کو پہونچیگا۔ اس صورت مین اگر چندہ کرنے والون نے بلا رضامندی فقیر کے اُسکی زمین پر مکان بنوایا ہی تو اُنکو یا تو مکان مذکور فقیر کے نذر کرنا چاہیے تاکہ وہ اُسکو بطور مسجد کے وقف کرے یا وہ اُسکو مسمار کرادین کیونکہ حسب بیان سابق کوئی شخص دوسرے آدمی کی زمین پر مکان تعمیر کرانے کا مجاز نہین ہی۔ جو شخص جائداد کا وقف کرے اُسکو متولی کے تقرر کا اختیار ہی وہ چاہے جسکو مقرر کرے اور اُسکے بعد یہ استحقاق اُسکے وارثون کو پہونچتا ہی۔

مالک کی زمین پر دوسرے شخصون کا تعمیر کرانا اُسکے قاعدہ کے واسطے۔

قاعدہ پہلی صورت کی نسبت۔

مواخذ

قاضی خان نے لکھا ہی کہ صرف مکان کا وقف کرنا بغیر اُس زمین کے جسپر اُسکی بنیاد قائم ہو جائز ہی۔ عمارت بغیر اُسکی بنیاد کے مسجد نہین ہی۔ شرح وقایہ مین مندرج ہی اگر کوئی شخص دوسرے آدمی کی زمین پر مکان تعمیر کرائے یا درخت لگائے تو ایسی عمارت کو مسمار یا درختون کو جڑ سے اکھاڑ دینا چاہیے۔ خزانۃ المفتیین مین مرقوم ہی کہ اگر کوئی شخص وقف کرے تو مال وقف کی غور و پرداخت اُسکے ذمہ ہی اور اُسکے بعد وصی کے بشرطیکہ وہ بدرویہ نہون یا نہ ہو گئے ہون۔ بدرویہ ہونے کی صورت مین یہ امر اُنکے اختیار سے چھین کر دوسرے شخص کے سپرد ہوتا ہی اور وصیون کے پھر نیک رویہ ہو جانے کی حالت مین اُنکو بدستور یہ اختیار حاصل ہو جاتا ہی۔ اگر جائداد وقف کا مالک کسی شخص کو متولی مقرر کرکے پھر اُسے معزول کرنا چاہے تو اُسے اختیار ہی کہ ایسا کرے اور خود متولی ہو جاے۔ ہدایہ مین مندرج ہی کہ اگر کوئی شخص دوسرے کی زمین پر غصباً مکان بنوائے یا درخت لگائے تو اُس سے مکان منہدم اور درختون کو اُکھڑوا ڈالنے کے واسطے کہا جائیگا۔

مال وقف کی غور و پرداخت کا اختیار واقف کو حاصل ہی اور بعد اُسکی وفات کے اُسکے وارثون کو۔

مال وقف کی غور و پرداخت کسکے ذمہ ہوتی ہی۔

استثناء

مقدمہ ۲

س - روشن شاہ جسکے قبضہ مین ایک قبرستان اور امام باڑہ تھا ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑ کر مر گیا اس مقدمہ مین بیٹا مدعا علیہ اور بیٹی مدعیہ ہی - مدعا علیہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ اُسکے باپ کی وفات کے بعد وہ جائداد مذکورہ بالا پر قابض ہوا اور قبرستان مین رسوم تدفین کی اجازت دینے سے آسنے ڈیڑھ سو روپیہ حاصل کیا منجملہ اُس محاصل کے آسنے ایک جزو عمارات متعلقہ قبرستان کی ترمیم اور اور کار ثواب مین خرچ کیا اور باقی اپنے صرف مین لایا -

سا لبقاً جو اس باب مین مفتیون سے استفسار ہوا تو اُنھونے جواب دیا تھا کہ اگر جائداد مذکور وقف نہین ہی تو منجملہ اُسکے ایک ثلث مدعیہ کا حق ہی لیکن یہ امر تصریح نہین لکھا کہ وہ جزو جائداد یا محاصل کے خود کے پانیکی مستحق ہی اور اُسکا حصہ کل نقد محاصل سے ملنا چاہیے یا اُس منافع سے جو بعد اخراجات کے بچے - مدعیہ کا بیان ہی کہ اخراجات مین اُسکی منظوری نہین کی گئی -

قبرستان اور عمارات اور امور دینی کے لیے ہون اگر مال وقف مین داخل نہون تو قابل ارث ہین -

ج - معلوم ہوتا ہی کہ قبرستان اور امام باڑہ کے مالک سنے قبرستان مین اپنے ذاتی نفع کے لیے بعوض کسی قدر زر مثل ثمن یا کرایہ کے اشخاص غیر کا دفن ہونا جائز رکھا لہذا ایسے مکانات شرعاً قابل انتقال وراثت ہین اور مالک سابق کے کل وارثون کو وراثةً پہونچ سکتے رہین - علاوہ اسکے مدعیہ کو استحقاق پانے اپنے حصہ شرعی کا منجملہ منافع ۲۰ جو بعد اخراجات کے بچے - مدعیہ کا بیان ہی کہ اخراجات مین اُسکی

کے بعد منہائی اُس قدر زر کے جو حسب بیان مدعا علیہ فی الواقع صرف ہوا ہو پہونچتا ہی - ۱؎

مقدمہ

س ۱ - آراضی متعلقہ درگاہ یا اُسکے محاصل کا تقسیم کرنا شرعاً جائز ہی یا نہین یا رہنا اُنکا صرف جائداد وقف کے سجادہ نشین کے قبضہ مین چاہیے -

ج ۱ - اگر وہ محاصل جو اراضی یا اور جائداد وقف سے وصول ہوتا ہو بغیر نقصان اصل جائداد کے قابل حصول منافع کے ہو تو متعلق ہونا صرف ایسی آمدنی کا مصارف جائداد وقف سے تصور کرنا چاہیے خلاف اسکے اگر محاصل مذکور مثل زر نقد یا طعام کے ہو تو ایسا محاصل داخل خیرات وحسنات ہی اور پہلی قسم کی جائداد کی نسبت صرف محاصل کا استحقاق پہونچتا ہی اور پچھلی صورت مین جائداد وقف کی نسبت استحقاق قطعی حاصل ہوتا ہی جو کچھ بطور خیرات مقرر رہا ہو -

۱؎ ظاہراً یہ رائے کہ جو جائداد امور مذہب سے متلق کیجاے وہ خواہ مخواہ داخل وقف ہوتی ہی غلط قایم کی گئی لیکن دراصل کسی جائداد کو وقف نہین تصور کرنا چاہیے اِلّا اُس صورت مین کہ مالک وقف ہونا بالتخصیص قرار دیا ہو - اور اسمین کچھ شک نہین ہی کہ بلحاظ اسی غلطی رائے کے سوال مذکورۂ بالا پوچھا گیا -

اُسکو پیر کے آن وارثون مین جنسے جائداد وقف کا اہتمام متعلق ہو
تقسیم کرنا چاہیے اور اگر وارث نہون تو جائداد مذکور کے خادمون مین
علی ہذا القیاس جائداد وقف کا منافع بھی وارثون کا حق ہے اور
اُنمین تقسیم ہونا چاہیے لیکن اصول فرائض اس طرح کی تقسیم سے
متعلق نہین ہین بلکہ خلاف اسکے منافع جملہ وارثون کو بالرؤس
پہونچتا ہر یعنے منافع کی تقسیم حصص بلحاظ تعداد حصہ دارون کے
ہونی چاہیے اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ سب حصہ دار باعتبار
علم و دینداری کے مساوی الرتبہ ہین تو ایک کا حصہ دوسرے سے
زیادہ نہوگا یہ مسئلہ مطابق ہدایہ کے ہر چنانچہ اُسمین لکھا ہر کہ جو نذرانہ
پیر کی درگاہ پر چڑھایا جاے وہ اُسکے وارثون کا حق ہر اور یہ ضرور ہی
کہ جو منافع اس طور پر حاصل ہو صرف اُنھین مین تقسیم کرنا چاہیے اور
درصورت نہونے فضیلت باعتبار علم اور دینداری کے
حصہ ایک کا دوسرے سے زائد نہوگا اور اگر وارث موجود نہ ہون تو
درگاہ کے مجاور نذرانہ کے مستحق ہون گے اور خادم بھی نہ ہون تو
محتاجین جو اہل اسلام سے ہون تقسیم کیا جاے ایسی صورتون مین
شرع کی روسے مقرر ہونا متولی یا منصرم اور انسداد تغلب محاصل اور
وقوع تنازع کا اشخاص مستحق مین ضرور ہر اور اگر کل وارثون نے تقرر
متولی یا منصرم کا تسلیم کیا ہو تو اختیار اُسکا جائز ہر اور واضح ہو کہ درباب
جواز تقرر اُس شخص کے جو بمنظوری حاکم وقت یا مفتی کے

نذرانہ جو پیر کے مزار پر چڑھایا جاے وہ اُسکے وارثون کا حق ہر۔
درصورت نہونے وارثون کے درگاہ خادم مستحق نذرانہ ہونگے۔

نامزد ہوا ہو نہایت اختلاف واقع ہی چنانچہ مصنف نسخہ مضمرات کتاب الوقف مین لکھتا ہی کہ جو شخص استحقاق پانے منافع کا جائداد وقف مین رکھتے ہون انکو چاہیے کہ بلا استصواب حاکم عصر یا مفتی کے اپنی تجویز سے متولی یا منصرم مقرر کرین لیکن مصنفان متقدمین ایسی تولیت کا جواز تسلیم نہین کرتے — علماے متاخرین کو قول مذکورہ بالا سے اتفاق ہی اور وجہ اسکی یہ ہی کہ حاکمان زمانۂ حال کی طرف سے زیادتی وسختی اکثر وقوع مین آئی ہی پس مناسب ہی کہ کل شہر کا بالاتفاق متولی مقرر کرین — متولی مقرر کرنے کا کسکو اختیار ہی

مقدمہ ۸

س ۱ — لفظ متولی کے کیا معنی ہین اور تولیت داخل خدمت ہی یا نہین اور اگر ہی تو مقصود اسکا کیا ہی اور قبضہ متولی کا ازروے استحقاق مالکیت ہوتا ہی یا اور کسی ذریعہ سے —

ج ۱ — قبل تعریف معنے تولیت کے لفظ وقف کے معنے کا بیان کرنا ضرور ہی اور وہ یہ ہی کہ کوئی شخص اپنی جائداد کسی نیک کام کے لیے نامزد کر دے اور مقصود اسکا یہ ہو کہ جن شخصون کے نام وہ دیجاے اُسکے منافع سے متمتع ہون اور جب جائداد اس طور پر دیدیجاوے تو ابتدا اگر شخص وقف کنندہ اور بمرتبۂ ثانی حاکم عصر پر مقرر کرنا کسی شخص کا بنظر اہتمام جائداد وقف اور واسطے انسداد انتقال ناجائز یا صرف مین لانے اُسکے خلاف منشا وقف کنندہ کے

لازم ہی اور جو شخص حاکم عصر یا وقف کنندہ کی طرف سے مقرر کیا جائے وہ ناظر اور متولی کہا جاتا ہی اور اس بیان سے واضح ہی کہ متولی اُس عہدہ دار کو کہتے ہین کہ جسے محاصل وقف کی تقسیم واجب کا اختیار ہوتا ہی اور اس خدمت کو تو کہتے ہین اور چونکہ عزل و لقب ایسے عہدہ کا جائز ہی لہذا یہی امر واسطے داخل خدمت ہونے اس عہدہ کے ثبوت کا بل ہی۔ ہدایہ کی کتاب الوقف کے خاتمہ مین لکھا ہی کہ اگر وقف کنندہ اہتمام جائداد کا اپنے تصرف مین رکھے اور وہ بد وضع اور غیر معتبر ہو یا وہ کسی شخص بد روّیہ کو متولی مقرر کرے تو حاکم عصر کو ایسے شخص سے اہتمام واپس کر لینے کا اختیار ہی پس تحریر مذکورہ بالا سے واضح ہی کہ متولی کا قبضہ بذریعہ استحقاق مالکیت کے نہین ہوتا بلکہ صرف بنظر حفظ مقصود شخص وقف کنندہ کے۔ لیکن اگر متولی منجملہ اُن شخصون کے ہو جو جائداد وقف کے منافع پانے کا استحقاق رکھتے ہین تو وہ اپنے حصہ سے محروم نہ رہیگا۔ — ذکر عہدۂ متولی۔

س ۴۔ چند مواضع و بازار واسطے مصارف ایک بڑے ولی کی درگاہ اور اُسکی اولاد کے وقف کیے گئے۔ چنانچہ اس خاندان مین بیس شخص ہین اور انہین سے اکثر ذی اولاد اور پوتے نواسے والے ہین اور بعض لاولد ہین ایسی حالت مین مواضع وغیرہ کا منافع اور نذر و نیاز بیسون شخصون مین تقسیم ہونا چاہیے یا کسی قدر اُنکے عیال و اطفال کو بھی ملنا چاہیے اور اگر ملنا چاہیے تو کس طور پر تقسیم ہوگا۔

ج ۲- جائداد وقف کا منافع اُن بیس۲۰ شخصون مین بطور مساوی تقسیم ہونا چاہیے جنکا سوال مین ذکر ہی اور اگر اُنمین سے کوئی لاولد مرجاوے تو اشخاص باقی ماندہ کے حصص مین اُسی قدر افزائش ہوگی اور جبتک یہ بیسیون شخص زندہ ہین اُنکے اطفال کچھ منافع نہین پا سکتے لیکن اگر اُن بیسیون شخصون سے کوئی مرجاوے تو اُسکی اولاد کو اسقدر حصّہ ملیگا جو اُنکے مورث کو حین حیات ملتا تھا اور اُنکو حصّہ بالاصول ملیگا اور تقسیم فیمابین اُنکے بالرؤس عمل مین آئینگی یہ مسئلہ فقہ کی مختلف کتابون کے مطابق ہی خزانۃ المفتیین مین لکھا ہی کہ ایک شخص نے ایک موضع اس شرط سے وقف کیا کہ یا بندہ وقف اور اُسکی اولاد منافع جائداد سے نسلاً بعد نسل متمتع ہو ایسی صورت مین اولاد نسبی کی ہر شاخ عام اِس سے کہ اُسمین ایک شخص ہو یا چند اشخاص برابر حصّہ پائینگے اور تا بقاے نسل منافع اولاد مذکور مین اِس طور پر تقسیم ہوتا رہیگا اور بمقابلۂ واسطہ داران قریب کے واسطہ داران بعید جنکے مورث زندہ ہون کچھ نہ پائینگے اور اگر ایک مورث چند وارث چھوڑ کر وفات پائے تو وارثان مذکور کو اُسقدر حصّہ پہونچیگا جس سے مورث مذکور متمتع ہوتا رہا ہو اگر حصّہ دارون مین سے کوئی حصّہ دار لاولد مرجاے تو حصّہ اُسکا جائداد اجمال مین داخل ہوجاتا ہی اور جب نسل باقی نرہے تو جائداد وقف بنظر فائدہ محتاجون کے صرف مین آئے علی ہذا القیاس عالمگیری کے دوسرے باب مین جو متضمن وقف ہی نسخۂ مبسوط سے ایک فقرہ منقول ہے

اور وہ یہ ہی کہ اگر کوئی شخص کچھ جائداد دس شخصون مین جو اسکی اولاد نسبی مین اہل ہون وقف کرے تو جبتک یہ دس شخص زندہ رہین گے ہر واحد انمین سے حصّہ مساوی پانے کا مستحق ہی لیکن اُنمین سے چار شخص لاولد اور دو شخص اولاد چھوڑ کر مرجائین اور فیما بین چار اشخاص حی القائم اور اولاد چار حصّہ داران متوفی کے ہو تو منافعہ جائداد وقف کا چھ حصون پر تقسیم ہوکر چار حصّہ اشخاص حی القائم کو اور دو حصہ شرکا رمتوفی کی اولاد کو دیے جائینگے۔

قواعد در باب تقسیم محاصل جائداد وقف مابین اُن شخص کے جنکے نام جائداد وقف ہوئی اور اُنکے اہل خاندان کے ذکور و اناث کا حصہ جائداد وقف مین مساوی ہوتا ہی۔

س ۲ - جس خاندان مین جائداد وقف کیجاے منجملہ اُسکے ذکور کو بہ نسبت اناث کے مساوی حصّہ ملتا ہی یا زیادہ۔

ج ۲ - جائداد وقف مین بیٹے اور بیٹیون کا حصّہ مساوی ہی اِلّا شرط یہ ہی کہ منافع مذکور صرف اولاد ذکور سے متعلق نہ کر دیا گیا ہو - عالمگیری کے باب دوم مین ایک فقرہ سراج الدین وہاج سے اس طور پر منقول ہی کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مین نے اپنی جائداد اولاد نسبی ذکور و اناث کے نام وقف کی تو اولاد اسکی بلا لحاظ دختر و پسر ہونے کے حصّہ مساوی پانے کی مستحق ہوگی۔

مقدمہ ۹

س - جائداد وقف کا سجادہ نشین مرگیا اور اُسکا ایک مُرید جانشین ہو ایسی صورت مین صرف یہی مُرید کل ترکہ متوفی کے پانیکا مستحق ہوگا یا اور بھی مُرید جائداد مذکور کے اہتمام مین مداخلت کرسکتے ہین۔

وراثت سجادہ نشین

ج - جائداد وقف کا اہتمام شرعًا حاکم وقت سے متعلق

ہوتا ہی اسپر دعوی وراثت کا نہین ہونچتا اور نہ وہ بذریعہ ہبہ وغیرہ کے منتقل ہوسکتا ہی اور متوفی نے جو ایک مرید کو اپنا سجّادہ نشین نامزد کیا اُس سے صرف امور دینی کا متعلق کیا جانا بلا لحاظ امور دنیی کے تصور کرنا چاہیے اور اس صورت خاص مین شخص متوفی کا قائم مقام وارث جائداد متصور نہین ہوسکتا کیونکہ کوئی ایسی وجہ نہین ہی جسکی رو سے سجّادہ نشین مذکور کو وراثت کا استحقاق حاصل ہو۔ اور اگر حاکم عصر حق وراثت جائداد وقف کی نسبت جائز رکھے نویسندہ جدید جاری ہونی چاہیے تاکہ جملہ ورثا بقدر اپنے حصص کے متمتع ہوسکین۔

مقدمہ ۱۰

س۔ ایک شخص جو جائداد وقف پر بحیثیت ورثہ کے قابض تھا بغیر مقرر کرنے اپنے جانشین کے مرگیا اور اُسکی وفات کے بعد اُسکے بیٹے جائداد مذکور کی بابت بذریعہ حق وراثت کے دعویدار ہوے ایسی حالت مین یہ جائداد اُسکے وارثون مین تقسیم ہوسکتی ہی یا نہین اور اگر نہین ہوسکتی تو منافع کا اہتمام کس سے متعلق ہونا چاہیے اور متولی متوفی کے بیٹون کو استحقاق تولیت مساوی پہونچتا ہی یا صرف ایک کو۔

ج۔ جائداد وقف سے وراثت کا استحقاق متعلق نہین ہوسکتا لہذا متوفی کے بیٹی بیٹون نے جو وراثت کا دعوے پیش وراثت متولی۔

کیا ہو وہ محض ناقابل منظوری اور چونکہ متولی بغیر نامزد کرنے تولیت کے
اپنے کسی بیٹے کے نام مرگیا لہذا حاکم عصر یا قاضی کو منجملہ پسران
متوفی کے ایک یا دو کو بشرط ضرورت متوفی مقرر کرنے کا اختیار رہی
لیکن آنمین سے جو شخص متولی مقرر کیا جاے اسکا لئیق رہنا ملحوظ
رہے اور اگر اس باب مین سب بیٹے مساوی تو جو عمر مین بڑا ہو
وہ مستحق متصور ہوگا۔

دسوان باب

نظائر متعلقہ مطالبات وکفالت

مقدمہ ۱

س — ایک شخص جو مقروض تھا مر گیا اور اُسکے وارثون نے بوجہ زائد ہونے مطالبہ قرضہ بہ نسبت ترکہ کے ایک دستاویز مشعر لادعوی وراثت لکھدی اور بعد اخلت جائداد سے دست بردار ہو گئے چنانچہ یہ امر ثابت ہی پس ایسی حالت مین جن شخصون سے قرضہ پہلے لیا گیا اُنکو بمقابلہ قرضخواہان مابعد کے ترجیح ہونی چاہیے یا نہین اور در باب ادا کرنے زر قرضہ دستاویزی اور غیر دستاویزی کے کچھ فرق ہی یا نہین اور قرضہ دستاویزی کے قرضخواہ کو مطالبہ غیر

دستاویزی کے دائن پر کسی صورت مین ترجیح ہو یا متوفی کی جائداد کل قرضخواہون کو بلا لحاظ تقدم و تاخیر کے ملیگی۔

قواعد درباب تقسیم ترکۂ شخص مقروض بغرض ادا کرنے مطالبہ قرضخواہان مختلف القسم۔

ج۔ اگر متوفی ترکہ واسطے ادا ے جملہ مطالبات جائز کے مکتفی نہو اور چند قرضخواہ ہون تو کل قرضخواہ بقدر اپنے اپنے مطالبہ کے ترکہ سے حصہ پائینگے مستحق ہین یعنی جس شخص کے مطالبہ کی مقدار کثیر ہو ن زیادہ پائیگا اور جسکی قلیل ہو وہ کم۔ جب مطالبات کی مقدار مین تفاوت ہو تو پھر مساوات پر لحاظ نہوگا بلکہ دستاویزی یا غیر دستاویزی مطالبہ یا پایا قبل یا مابعد لیا جانا اسکا کسی قرضخواہ کے استحقاق کی نسبت موثر نہوگا اور فرق صرف یہ ہی کہ جو قرضہ بحالت بیماری یا قریب مرگ ہونے کے لیا جانا تسلیم کیا جاے اُسکا ادا کرنا تا ایفاے اُس قرضہ کے ملتوی رہنا چاہیے جو متوفی نے حالت صحت مین لیا ہو۔ [1]

مقدمہ ۲

س۔ ایک شخص کو اکتالیس روپیہ اپنے بھتیجے کے دینے تھے اور اُسکی کل جائداد تعدادی دس بگیہ اراضی کے تھے اُسنے قریب بمرگ ہونیکے وقت بحالت صحت حواس یہ وصیت کی کہ ڈھائی بگیہ اراضی واسطے ادا ے قرضہ مذکور کے علیحدہ کردیجاے اور ساڑھے سات بگیھ اُسنے اپنی زوجگان کے نام بابت دین مہر کے ہبہ بالعوض کے ذریعہ

[1] اصول مطالبات وکفالت دفعہ ۲۔

سے منتقل کردی اور دستاویز انتقال حسب ضابطہ دستخط سے مصدق ہوئی لیکن قرضخواہ مذکور اُس دستاویز کی تحریر مین شریک نہین ہوا اور شخص مذکور چند گھنٹہ بعد تحریر دستاویز کے مرگیا چونکہ مضمون ایسی دستاویز کا قرضخواہ کی نسبت منصر ہی لہذا وہ شرعاً قابل بحالی ہی یا منسوخ ہونا چاہیے۔

قرضدار اپنے قریب بمرگ ہونے کے وقت اپنی جائداد بضرت قرضخواہ کے بذ وصیت کی روسے منتقل کرسکتا ہو نہ کسی اور طور پر۔

ج۔ ایک شخص نے بحالت صحت اپنے بھتیجے سے روپیہ قرض لیا اور اُسکے ذمہ زوجگان کا دین بھی ہو اور شخص مذکور نے قریب مرگ ہونے کے وقت ساڑھے سات بگیہ منجملہ دس بگیہ اراضی کے کہ جائداد اُسکی صرف اسی قدر ہی ہبہ بالعوض کے ذریعہ سے اپنی زوجگان کے نام بابت دین مہر کے منتقل کیے اور بقیہ ڈھائی بگیہ واسطے ادا ے مطالبہ قرضخواہ کے علیحدہ کرلیے اور بعد تحریر کرنے اس مضمون کی دستاویز کے اُسنے وفات پائی ایسی صورت مین اگر وہ جائداد جو اوا ے قرضہ کے واسطے علیحدہ کی گئی ہی کافی نہو تو دستاویز ہبہ بالعوض نوشتہ متوفی شرعاً جائز نہو گی بلکہ اراضی کا بیع ہوکر زرِ ثمن اُسکا قرضخواہان اور زوجگان متوفی کے باہم بقدر اُنکے مطالبات کے تقسیم ہونا چاہیے۔ ملہ

ملہ شرع کا ایک مسئلہ یہ ہو کہ ادا کرنا قرض کا وصیت پر مقدم ہے اور تسلیم کرنا قرضہ یا غنی کسی وارث کا بمنزلہ وصیت کرنے جائداد کے ہو چنانچہ اُس صورت خاص مین متوفی نے واجب ہونا قرضہ زوجگان کا کہ وے اُسکی وارث ہین اپنے ذمہ قبول کیا پس اقرار خاص جو متوفی کی جانب سے اُنکی نسبت ہوا مفید نہین ہے بلکہ

مقدمہ ۳

س - ایک شخص کے ذمہ کچھ قرضہ تھا اور اُسکے ادا کرنے کے واسطے جائداد مکتفی نہ تھی نامبردہ نے ایک زوجہ چھوڑکر وفات پائی اور زوجہ نے اُسکی وفات کے بعد منجملہ ترکہ کے اُسی ترکہ سے دعویدار ہین ایسی صورت مین شرعاً کس طور پر عمل ہونا چاہیے -

ج - اگر متوفی کا ترکہ واسطے ادا ے مطالبات کل دعویداروں یا قرضخواہون کے مکتفی نہو تو انمین ترکہ حصۂ رسدی تقسیم ہونا چاہیے اور شرع دین مہر یا نفقہ زوجہ اور قرضہ دیگر قرضخواہون کے کچھ امتیاز نہین ہی بلکہ ہر قسم کا قرضہ جو بحالت صحت لیا گیا ہو جائز ہی الا مرتہن یا اُس شخص کا مطالبہ جسکے پاس متوفی کی جائداد مرہون ہو مرجح ہی اور اُنکو اختیار رہی کہ اپنے مطالبہ کو منجملہ اس جائداد کے جو اُنکے قبضہ مین ہو

مرتہن کو اختیار ہی کہ جائداد مرہونہ سے بعد وفات راہن کے اپنا مطالبہ وصول کرلے -

وے بشمول اور قرضخواہون کے حصۂ رسدی متوفی کے ترکہ سے پانے کی مستحق ہین اگر اسطرح کا اقرار بہ نسبت اشخاص اجنب کے عمل مین آیا ہوتا تو بھی اس طرح کا انتقال بالوصیت مفید نہ ہوتا اور نہ اُنکو اداے قرضہ کی نسبت کچھ ترجیح ہوتی کیونکہ جو انتقال جائداد کا بحالت قریب مرگ ہونے کے عمل مین آتا ہے وہ داخل وصیت ہی اور وصیت کا نفاذ ترکہ کے ایک ثلث سے زائد کی نسبت نہین ہوسکتا اور اجراے وصیت تا ادا ہونے قرضہ کے ملتوی رہنا چاہیے -

اصول وصیت دفعہ ۷۵۶ -

وصول کرین بعد ازان جو کچھ زر فاضل باقی رہے وہ اور دعویداروں مین تقسیم ہونا چاہیے یہ راے مطابق کافی اور دیگر کتب فقہ کے ہی۔

مقدمہ ۴

س۔ ایک مسلمان نے قریب بمرگ ہونے کے وقت ایک شخص کو اطفال نابالغ کا ولی اور مکانات اور اراضیات وغیرہ جائداد کا مہتمم نامزد کیا شخص مذکور نے کچھ روپیہ اطفال کی نابالغی مین واسطے بقایاے مالگزاری سرکار کے جو جائداد کے ذمہ تھی قرض لیا اور بحالت نابالغی اطفال کے قرضہ دائن کو ادا نہین کیا گیا پس سوال یہ ہی کہ اگر بعد بلوغ نابالغان کے دائن اپنا مطالبہ اُنپر اور اُنکے ولی پر پیش کرے تو وہ اپنا قرضہ ولی سے پاویگا یا نابالغان سے۔

ج۔ اگر حسب حالات مظہرہ سوال کے اپنے قرضہ کا مطالبہ نابالغون سے کرے اور یہ ثابت ہو کہ قرضہ مذکور ولی نے بلا کسی فریب یا بغیر کسی طرح کی بدعہدی کے لیا تھا تو وہ نابالغون سے وصول کیا جائیگا۔ کتب اہل فقہ مین کہ جو قرضہ واسطے خورو پوش اور بنظر ادا ے مالگزاری سرکار زمین کسی علاقہ کے منجانب نابالغون کے لے وہ جائز اور صحیح ہی کیونکہ ولی بنظر مفاد نابالغ اور حفظ جائداد کے

قرضہ جو ولی امور ضروری کے واسطے لے۔

ہلہ اصول مطالبات وکفالت دفعہ ۴۰۔

قرضہ لیتا ہو اور وہ نابالغ کی ضروریات مین صرف کیا جاتا ہو چونکہ زر قرضہ قرضخواہ لڑکونکی نابالغی مین ادا نہین ہوا اور وہ اب بالغ ہو گئے ہین لہذا قرضہ مذکور جائداد پسران مذکور سے کہ وہ بالفعل انکے قبضہ مین ہو ادا ہونا چاہیے۔ ۱؎

مقدمہ ۵

س۔ ایک شخص نے ایک جائداد اور آراضی کے مالک کی زوجہ اور بیٹے کے نام بابت جزو جائداد متروکہ متوفی بغرض ایصال مطالبہ کے نالش دائر کی اور زوجہ نے عذر کیا کہ میرے شوہر مجھکو اپنی حیات مین بعوض دین مہر کے اپنی کُل جائداد پر قابض کر دیا ایسی صورت مین کُل جائداد کو دین مہر کے لیے نامزد کیا جائے یا دین مہر کا مطالبہ مثل اور قرضہ کے متصور ہونا چاہیے۔

قرضہ جسکی نسبت قریب مرگ ہونیکی حالت مین اقبال کیا جاے۔

ج۔ دین مہر کا دعویٰ مثل دیگر مطالبات کے تصور کیا جاتا ہو اور ادا کرنا اُسکا ترکہ متوفی سے حسب ترتیب چاہیے اِلّا جب قرضہ کی نسبت متوفی نے قریب مرگ ہونیکے وقت اقبال کیا ہو اور واقعی ہونا اُسکا متحقق نہو وہ قبل ادائے دیگر مطالبات کے ادا کیا جائیگا لیکن اگر حسب حالات مثبتہ اس مقدمہ کے جائداد زوجہ کو دیگئی اور وہ اپنے شوہر کی حیات مین اُسپر قابض ہو گئی تو ایسی جائداد پر ترکہ متوفی کا اطلاق درست نہین ہو اور نہ اُس سے بطور ترکہ استفادہ ہو سکتا ہو۔

۱؎ اصول مطالبات وکفالت دفعہ ۶۔

مقدمہ ٦

س — دو شخصوں نے قرضہ کی بابت ایک دستاویز بالاجمال تحریر کی ور انمین سے بعدازان ایک مرگیا پس کل قرضہ شخص حی القائم سے واجب الادا ہی یا نہین —

ج — اگر منجملہ نویسندگان دستاویز اجمالی کے ہر شخص قرضہ سے مستفید ہوا ہو تو کل قرضہ کا دعوی صرف شخص حی القائم کے ذمہ نہین پہونچ سکتا بلکہ وہ صرف بقدر نصف حصہ کے ذمہ دار ہوگا چنانچہ درالجواہر کے باب قرضہ مین اس مسئلہ کی تائید مین ایک حوالہ مرقوم ہی —

مقدمہ ٧

س — زید و بکر نے ایک دستاویز پر جو عمرو و خالد نے تحریر کی بحیثیت ضامنان اس اقرار سے دستخط کردیے کہ زید و بکر نے جو روپیہ قرض لیا ہی وہ حسب اقساط مندرجہ دستاویز ادا کیا جائیگا بسبب خلاف ورزی معاہدہ کے قرضخواہ نے زید و بکر و عمرو و خالد پر نالش دائر کرکے ڈگری بالاجمال حاصل کی اور بکر و عمرو و خالد روپوش ہوگئے لیکن زید نے اجراے ڈگری مین گرفتار ہوکر کل زر قرضہ دائن کو ادا کردیا اور اس روپیہ کے وصول کے واسطے اب نامبردہ نے وارثان بکر پر کہ وہ ضمانت مین اسکا شریک تھا اور بالفعل مرگیا اور عمرو اور خالد پر نالش بالاجمال دائر کی ایسی صورت مین نالش ضامن کی جسنے قرضہ ادا کردیا ہے

دوسرے ضامن اور اصل دائنان پر بالاجمال قابل سماعت ہی یا نہیں اور دعوی اسکا بمقابلۂ دوسرے ضامن کے وارثون کے شرعاً جائز ہوگا یا نہین اور اگر دوسرے ضامن یا اُسکے قائم مقامان کی نسبت باوصف موجود ہونے اصل دائنان کے جائز تصور کیا جاے اور ضمانت نامہ مین تصریح اس امر کی نہو کہ ضامن کس قدر مطالبہ کا ذمہ دار ہوگا تو ضامن ثانی یعنے بکر سے کس قدر قرضہ لیا جائیگا اور اصل مدیونان عمرو خالد سے کس قدر۔

ذکر اُس صورت کا کہ بحالت موجود ہونے دو ضامنون کے ایک سے کُل قرضہ وصول کر لیا جاے۔

ج۔ یہ نالش اجمال زید یعنے اُس ضامن کی جسنے زر قرضہ ادا کیا ہی بمقابلۂ خالد و عمرو کے قابل سماعت ہی مگر شرط یہ ہی کہ وارثون نے مورث کے ترکہ سے کچھ روپیہ وصول کیا ہو پہلے اصل دائنان ذمہ دار قرضہ ہونگے اور درصورت انکے عدم استطاعت کے نصف قرضہ زید کو ادا کرنا چاہیے اور نصف بکر کے قائم مقامون کو بشرطیکہ قائم مقامان مذکور نے کچھ ورثہ پایا ہو۔ حکم شرع یہ ہی کہ جب دو شخص کسی کی طرف سے بالاجمال ضامن ہون تو جس قدر روپیہ ایک ضامن ادا کرے اُسکا نصف دوسرے ضامن سے وصول ہونا چاہیے اور کُل قرضہ اصل دائن سے واجب الوصول ہوتا ہی کیونکہ جو کچھ روپیہ ایک ضامن ادا کرتا ہی وہ بلا تعین مقدار دونون کے ذمہ عائد ہوتا ہی اگر منجملہ دو ضامنون کے ایک کُل قرضہ ادا کرکے دوسرے ضامن پر نصف قرضہ کے وصول کا دعوی کرے اور بعد ازان دونون ضامن اصل دائن پر بالاشتراک نالش کرین تو یہ بمنزلۂ اس امر کے تصور کیا جائیگا کہ گویا دونون ضامنون نے ابتداءً متفق ہوکر اصل دائن کا قرضہ ادا کیا

ذکر اُس صورت کا کہ منجملہ دو ضامنون کے ایک ضامن قرضہ ادا کرکے نصف اُسکا دوسرے ضامن سے وصول کرے۔

یعنے ایک نے اصالۃً اور دوسرے نے مختارۃً۔ چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ بکر کچھ روپیہ منجملہ دو ضامنون کے ایک ضامن ادا کرے وہ بلا تعین مقدار دونون کے ذمہ عائد ہوتا ہی اور جو شخص ادا کرے دوسرے ضامن نصف پانے کا مستحق ہوتا ہی اور چونکہ یہ روپیہ دائن کی جانب سے ادا ہوتا ہی تو دونون ضامن دائن سے اُس کُل روپیہ پانے کے مستحق ہوتے ہین جو اُنھون نے بالاشتراک یعنے ایک نے خود اور دوسرے ضامن نے اپنے قائم مقام کے ذریعہ سے ادا کیا ہو لیکن اگر ضامن کو قبل دائر کرنے دعوی دوسرے ضامن کے نام دائنان سے قرضہ وصول ہو سکتا ہو تو اُسکو چاہیے کہ کُل قرضہ اُنھین سے وصول کرے چنانچہ فتاوائے عالمگیری مین قوم ہی کہ اگر ایک ضامن بغیر پیش کرنے مطالبہ نسبت دوسرے ضامن کے اصل دائن سے قرضہ وصول کر سکتا ہو تو وہ مجاز ہی کہ تمام وکمال ہزار روپیہ اصل دائن سے وصول کر لے۔ ۱؎

مقدمہ ۸

س۔ صورت مقدمہ یہ ہی کہ قاضی کے محکمہ مین چند دستاویزات کی نقلین پیش ہوئین یعنے ایک نقل اقرارنامہ نوشتہ

۱؎ قاعدۂ کلیہ یہ ہی کہ اگر واسطے ادائے کسی قرضہ کے دو شخص ضامن ہون اور ایک اُنمین سے مرجاے تو ضامن جو زندہ ہی کُل قرضہ کا ضامن تصور نہین کیا جائیگا۔ اصول مطالبات وکفالت دفعہ ۴۔

مدعا علیہ مورخہ ۱۹ - جمادی الثانی ف ۱۳ ہجری و نقل اقرارنامہ نوشتہ انوپ سنگھ مورخہ ماہ وسنہ الیہ و نقل اُس اقرارنامہ کی جو مدعی وغیرہ نے مدعا علیہ کے نام اس مضمون کے تحریر کیا کہ اگر زر قرضہ محاصل سے ادا نہوگا تو پٹہ دوبارہ لکھا جائیگا اور از روے اُن دستاویزات کے قاضی سے استفسار کیا گیا کہ یہ معاملہ بغرض لینے سود ناجائز کے بصورت رہن متصور ہو سکتا ہی یا نہیں۔

ج - تینون دستاویزات کے معائنہ سے معلوم ہوتا ہی کہ نویسندگان پٹہ نے جنکا ذکر سوال مین ہی بابت منافع ایک جائداد خاص کے پٹہ مین ابتدا ۱۲۱۲ ہجری لغایت ۱۲۱۴ ہجری بابت مبلغ ۲ ہزار ۲ سو ۵۰ روپیہ زرپیشگی کے مدعا علیہ کے نام لکھدیا اور واضح ہو کہ روپیہ از روے تصفیہ حساب پٹہ سابقہ کے برآمد ہو کر یہ معاملہ بصورت رہن واقع ہوا اور یہ قرار پایا تھا کہ منافع زر قرضہ مین محسوب ہو لیکن مدعا علیہ نے جو بذریعہ پٹہ کے قبضہ تھا اجارہ جائداد کا انوپ سنگھ کے نام بابت مبلغ ۳ ہزار ۳ سو روپیہ کے کر دیا ایسی صورت مین مبلغ ۱ ہزار ۵۰ روپیہ جو علاوہ ۲ ہزار ۲ سو ۵۰ روپیہ کے بابت منافع جائداد مستاجری مرہونہ کے فاضل برآمد ہوتے ہین اُنکو داخل سود ناجائز تصور کرنا چاہیے اور مسلمانون کے لیے سود کا امر سمجھا حقیقتاً لینا ناجائز و ممنوع ہی [1]

ذکر اس صورت کا کہ جائداد بنظر ادائے مقدار خاص قرضہ کے رہن کیا ہے۔

[1] یہ نالش واسطے زر فاضل اُس قرضہ کے دائر ہوئی جسکو مدعا علیہ نے اراضی مدعی سے وصول کر لیا تھا اور اس مقدمہ کی نسبت سود کا اطلاق ہونا ظاہراً جائز معلوم ہوتا ہی خصوص اس وجہ سے

مقدمہ ۹

س - ایک شخص نے اپنی جائداد آراضی بابت قرضہ تعدادی ۱۲ ہزار
روپیہ کو رہن رکھی بعدہ راہن و مرتہن نے حساب کا تصفیہ کیا اور اُسکے
روسے ۲ ہزار روپیہ راہن کے ذمہ باقی نکلا چنانچہ راہن نے بنظر ادائے
زر باقی کے ایک اقرارنامہ اپنے ضامن کے نام تحریر کرکے قابض کرانا ضامن کا
آراضی پر اس شرط سے قرار دیا کہ ضامن زر باقی ادا کرے لیکن مرتہن سے
رہن نامہ راہن کو واپس نہین کیا اور باوجود تحریر ہونے اقرارنامہ کے راہن
جائداد پر قابض نہ رہا اور نہ مرتہن اور راہن نے قبل ادا کرنے قرضہ ۲ ہزار
روپیہ کے اپنا حق موافق جو جائداد مرہونہ مین واقع تھا بذریعہ ہبہ اپنے

کہ مدعا علیہ کو کسی طرح کا خطرہ نہ تھا کیونکہ مدعی کی جانب سے یہ قرار ہوا تھا کہ اگر اندر
میعاد مشروطہ دستاویز کے قرضہ منافع سے ادا نہو تو بیّنہ کی تجدید عمل مین آئیگی
اور یہ مسئلہ شرع کا معروف ہر کہ لینا سود کا قطعی ممنوع ہر اور جو شخص علاوہ زر اصل
قرضہ کے کسی طرح کا منافع لے یا دے وہ گنہگار تصور کیا جاتا ہر لیکن رواج مین
اس مسئلہ پر چندان عمل نہین کیا جاتا اور حال کے اہل فقہ نے تو یہان تک لکھا ہر
کہ لینا سود کا اُس شخص سے جو مسلمان نہو ناجائز نہین ہر مگر بنظر استعمال یہ امر خفیف
ہر کیونکہ اگر سود کی بابت بالتخصیص شرط ہوئی ہو یا مطالبہ سود کا واجب ہو تو میری
رائے مین باوجود امتناع شرع کے حاکمان عدالت سرکاری کو ایسی نالش مین جو مابین
مسلمانون کے دائر ہو سود لانے مین تامل نہو گا -

بیٹون کے نام منتقل کردیا اور لڑکے نام ایک ہبہ نامہ لکھدیا ایسی صورت مین باوجود ادا ہونے زرباقی قسطون کے ہبہ شرعاً صحیح ہی یا نہین۔

ج۔راہن کو بغیر عمل مین آنے انفکاک رہن اور رضامندی مرتہن کے جائداد کے ہبہ کرنے کا اختیار نہ تھا حالانکہ اقرارنامہ سے یہ نہین پایا جاتا کہ انفکاک رہن عمل مین آیا مرتہن نے ہبہ کی نسبت رضامندی ظاہر کی پس اقرارنامہ سے صرف یہی استنباط ہوسکتا ہی کہ مرتہن کو منظور تھا کہ اگر ضامن آراضی مرہونہ پر قابض رہکر اسکے محاصل سے ۲ ہزار روپیہ یا قسطی اپنا بذریعۂ قسط بندی کے وصول کرتا تو مرتہن کو انفکاک رہن منظور ہوتا اس سے کالعدم ہونا رہن کا لازم نہین آتا بلکہ وہ قاعدہ ہی فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر راہن و مرتہن عمل مین آنا انفکاک رہن کا باخود اقرار دین تو بھی رہن بدستور قائم رہتا ہی الا اُس صورت مین کہ مرتہن بوجہ انفکاک رہن کے قبضہ شی مرہونہ سے دست بردار ہو اور ایسی صورت مین معاہدہ فسخ ہوجاتا ہی اب یہ امر قابل لحاظ ہی کہ زمانۂ تحریر اقرارنامہ محولۂ بالا سے نہ مرتہن کو جائداد مرہونہ پر قبضہ حاصل ہوا اور ضامن کو اور اس سے بخوبی ظاہر ہی کہ جائداد راہن کے قبضہ مین رہی اور اُسنے ضامن کو اسپر قابض نہ کرایا اور نہ مرتہن کا قبضہ بدستور رہنے دیا اگر یہ ثابت ہو کہ انفکاک رہن فی الواقع ہوگیا اور مرتہن نے جائداد مرہونہ راہن کو واپس کردی تو ایسی حالت مین رہن

رہن کسی صورت مین منسوخ نہین ہوسکتا الا بذریعۂ **تصفیہ جائداد** اور ادا ہونے زر رہن کے۔

باطل اور ہبہ کامل ہو اور اگر راہن بغیر مرضی مرتہن کے قابض ہو گیا تو یہ اسکی مداخلت بیجا ہو اور اس فعل سے رہن ناجائز اور ہبہ جائز متصور نہین ہو سکتا چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہو کہ اگر کوئی شخص اپنی جائداد غیر مشترکہ کو بتخصیص و تصریح رہن کرے اور ایجاب عمل مین آئے تو معاملہ کامل اور واجب التعمیل تصور کیا جاتا ہو اور جبتک مداخلت واقعی وقوع مین نہ آئے راہن کو اپنے معاہدہ پر قائم یا اس سے دست کش ہونے کا اختیار رہی پس چونکہ معاہدہ کی تکمیل اس صورت پر ہو جاتی ہو لہذا راہن کا استحقاق ثابت ہو اور اگر راہن جائداد مرہونہ کو کسی اور شخص کے نام ہبہ کے ذریعہ سے منتقل کرے تو ایسا فعل ناجائز ہو کیونکہ وہ بغیر زائل کرنے استحقاق مرتہن کے نافذ نہین ہو سکتا اور یہ بھی ظاہر ہو کہ اگر راہن بذریعۂ مداخلت بیجا کے مرتہن کو بے دخل کرے تو رہن بدستور نافذ رہتا ہو کیونکہ اس وجہ سے معاہدے کی تنسیخ لازم نہین آتی اور نسخۂ مذکورۃ الصدر مین لکھا ہو کہ اگر راہن شئ مرہونہ کو بیع کرے اور بعد اسکے اسی شئ کا ل بیع ثانی بغیر رضامندی مرتہن کے کسی اور شخص کے نام وقوع مین آئے تو منجملہ ان دونوں معاہدون کے صرف وہی معاہدہ جائز ہوگا جسکو مرتہن تسلیم کرے کیونکہ جب بیع اول مرتہن کی رضامندی پر موقوف ہو تو بیع ثانی کی نسبت بھی یہی صورت ہوگی پس اگر مرتہن کو منظور ہو تو دوسری بیع کو

ماخذ متعلقۂ مسئلہ کفالت و رہن۔

تسلیم کرے اگر راہن پہلے شی مرہونہ کو حسب تعدد بیع بالا بیع کرکے
اُسکا اجارہ دوسرے شخص کو دے یا اُسکو دوبارہ بیع کرے
اور مرتہن اس طرح کے اجارہ یا ہبہ یا رہن کو تسلیم کرے تو بیع جو قبل
اجارہ یا ہبہ یا رہن کے ہوا جائز ہی فرق دونون صورتون مین یہ ہی
کہ جب ایک بیع کے بعد دوسرا بیع عمل مین آتا ہی تو مرتہن کہ اُسکا
استحقاق زرثمن سے متعلق ہوتا ہی دونون بیع سے ایک
کو مستحکم قرار دیکر فائدہ اُٹھا سکتا ہی اور جس بیع کو ناہبر دہ
کو تسلیم کرے وہی جائز ہی خلاف اُسکے پٹہ یا ہبہ کی صورت مین
مرتہن کو کچھ فائدہ نہین ہوسکتا کیونکہ ایسی صورت مین اُسکا استحقاق
بابت معاوضہ شی مرہونہ کے ہوتا ہی نہ بابت اُسکے ماحصل کے
پس اگر مرتہن اُن دونون معاملات سے کسی معاملہ کو تسلیم کرے
تو اُس سے رضامند ہونا ناہبردہ کا نسبت زائل ہونے اپنے
استحقاق کے مفہوم ہوتا ہی اور بیع سابق جسکا جواز بلحاظ استحقاق
ناہبردہ کے اُسکی رضامندی پہ موقوف تھا جائز تصور کیا جاتا ہی اس
مسئلہ سے ظاہر ہی کہ اگر مرتہن ہبہ کیا جانا شی مرہونہ کا کسی شخص ثالث کے
نام تسلیم کرے تو ایسی تسلیم سے زائل ہوجانا اُسکے استحقاق کا مفہوم
ہوتا ہی پس اگر اس مقدمۂ خاص مین مرتہن رضامندی اپنی نسبت ہبہ
شی مرہونہ کے ظاہر کی تو ہبہ جائز اور رہن باطل ہی چنانچہ ہدایہ مین
لکھا ہی کہ اگر راہن قرضہ کا ایک جزو ادا کرے تو بھی مرتہن کو

تا وصول ہونے زر باقی کے شوہر ہونہ پر قابض رہنے کا اختیار ہی علی ہذا القیاس اگر راہن و مرتہن برضامندی طرفین معاملہ رہن کو فسخ کرین تاہم باوجود اس امر کے بھی مرتہن کو تا وصول ہونے زر قرضہ یا بری الزمہ قرار دینے راہن کے شو مرہونہ پر قابض رہنے کا اختیار ہی — [1]

س ۱ — ایک شخص جسکے ذمہ زوجہ کا دین مہر تھا مر گیا ایسی صورت مین زوجہ کو بترجیح متوفی کے اور وارثون کے اُسکے ترکہ منقولہ پر بابت مہر کے مطالبہ پہونچتا ہی یا نہین —

ج ۱ — اگر متوفی کے اور وارث زوجہ کا دین مہر ادا کردین تو زوجہ کو بجز اپنے حصۂ شرعی کے شوہر کے ترکہ پر کچھ دعوی نہین پہونچتا لیکن اگر وارثان مذکور دین مہر ادا نکرین تو زوجہ کا دعوی مہر کی بابت شوہر کے ترکہ پر عام اس سے کہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ مقدم ہوتا ہی اور جسقدر جائداد بعد ادائے دین مہر زوجہ کے باقی رہے وہ باہم اُسکے اور وارثان کے حسب حصص وراثت تقسیم ہونی چاہیے —

زوجہ کا مطالبہ بابت دین مہر کے شوہر متوفی کے ترکہ پر پہونچتا ہی —

س ۲ — ایک شیقہ مقرری یعنی پٹہ استمراری مفتی کے روبرو پیش ہوا اور اُنسے دریافت کیا گیا کہ دستاویز مذکور جائز ہی یا نہین اور اگر جائز ہی تو معافیدار نویسندۂ دستاویز کی جائداد پر بذریعہ اُسکے قابض ہونیکا مجاز ہی یا نہین —

ج ۲ — یہ سند مقرری ناجائز ہی کیونکہ اُسکے مضمون سے مستنبط ہوسکتا ہی کہ وہ مشل پٹہ کے ہی اور بابت معاوضہ اس پٹہ کے یہ

اگر واسطے ادا کرنے قرضہ ڈگری نویسندۂ پٹہ کے پٹہ تحریر ہو تو وہ ناجائز ہی —

[1] بنظر توضیح مسائل رہن کے اصول قرضہ کی دفعہ ۱۴ لغایت دفعہ ۲۰ معائنہ کیجائے —

شرط ہوئی ہر کہ معافیدار یعنی مستاجر نویسندہ پٹہ کا قرضہ ادا کرے۔ شرع کی روسے اس طرح کا پٹہ ناقص متصور ہوتا ہر اور اگر شرط پٹہ جائز تصور کیجاے تو بھی پٹہ صرف نویسندہ کی حیات تک قائم رہیگا۔

س ۳۔ اگر بنظر اتمام حجت یہ فرض کیا جاے کہ درصورت ادا ہوجانے دین مہر کے اس جائداد سے جو بالفعل مستاجر کے قبضہ مین ہر یا ازروے شرائط معاہدہ کے پٹہ بسبب وفات احد المتعاقدین کے بحیر نافذ نہوگا تو ایسی صورت مین مستاجر کو اختیار ہر یا نہین کہ جائداد مندرجۂ پٹہ پر قابض رہکر جس طور پر مناسب سمجھے قرضہ ادا کرے یا جائداد مذکور زوجہ کے سپرد ہونی چاہیے۔

ج ۳۔ اگر نافذ رہنا پٹہ کا تسلیم کیا جاے اور دین مہر بغیر فروخت کرنے ترکۂ متوفی کے ادا نہوسکے تو بھی پٹہ بسبب فروخت ہونے جائداد بغرض ادائے مہر کے قائم رہیگا اور زر ثمن سے دین مہر اور اور قرضہ ادا کیا جائیگا اور اگر زر مذکور سے کل قرضداران کا مطالبہ ادا نہو تو وہ فیما بین زوجہ اور قرضداروں کے بحصہ رسدی تقسیم ہوجائیگا مثلاً اگر مہر بقدر ۳ سو روپیہ کے اور دیگر قرضخواہان کا دین ۲ سو روپیہ ہو اور جائداد کے فروخت کرنے سے صرف ۵ سو روپیہ حاصل ہون تو زوجہ کو دین مہر کی بابت ۳ سو روپیہ اور دیگر قرضخواہون کو ۲ سو روپیہ ملینگے یہ صورت بلحاظ قرض کرلینے اس امر کے ہر کہ جائداد رہن نہین ہے

اگر دستاویز پٹہ کا نویسندہ قرضدار ہر جب تو اسکی جائداد بغرض ادائے قرض فروخت ہونی چاہیے۔ زر فروخت بحصہ رسدی تقسیم ہوگا۔

اور اگر جائداد رہن ہو تو پہلے قرضہ رہن ادا ہو جانا چاہیے اور جو کچھ باقی رہے وہ باہم زوجہ اور دیگر قرضخواہون کے بحصہ رسدی تقسیم ہوگا۔ ۱؎

۱؎ یہ فتوی پٹنہ کے برونشل کورٹ کے مفتی نے دیا تھا یہی سوالات عدالت مذکورکے قاضی سے پوچھے گئے تو اُسکا جواب بھی اسی مضمون سے تفصیل کے ساتھ پہونچا وہ یہ ہے۔

اول؎ مقدار دین کی تصریح بذریعۂ تحریر کے ضرور نہین ہے کیونکہ کابین اور دیگر وثائق شرعی صرف بنظر یادداشت کسی معاملہ کی تحریر کیے جاتے ہین جو شرط زبانی متعاقدین کے باہم قرار پائے وہ کافی ہے اور اگر مقدار دین مہر کی نسبت تنازع ہو تو جس قدر دین مہر کا شوہر کی جانب سے تعین ہونا از روے دو گواہون مجاز کے ثابت ہوا اُسی کے مطابق مہر دینا چاہیے اور صورت مین شرعاً دعوی ثابت ہوگا۔

دوم؎ چونکہ یہ دعوی مہر کا ہے لہذا ایفاء اسکا دعوی وراثت پر مقدم ہے انکار وارثون کا مفید نہین ہے اور شوہر کی کل جائداد منقولہ یا غیر منقولہ سے پہلے ادا کرنا دین مہر کا لازم ہے۔

سوم؎ اس سند مقرری سے فی الواقع معاہدہ پٹہ مراد ہے اور جس پٹہ مین میعاد کثیر یا قلیل قرار نہ پائے وہ صحیح و جائز نہین ہے اور چونکہ پٹہ استمراری نہین کوئی شرط خاص مندرج نہین ہے لہذا بسبب نہ ہونے ایسی شرط کے پٹہ شرع کی رو سے جائز و واجب التعمیل نہین ہو سکتا اور اگرچہ دستاویز مین لکھا ہے پٹہ مین ابتدا سنہ ۱۲۰۶

سو برس تک جاری رہیگا اور سو برس کی میعاد کثیر قرار دیجا سکتی ہے لیکن اسمین یہ بھی لکھا ہے کہ وہ تا بقائے نسل بدستور موروثی متصور ہوگا اس سے واضح ہے کہ استمراری ہونا اُسکا صریح مقصود ہے اور اس طرح کی شرط خلاف تعین میعاد کے ہے اور بالفعل کچھ میعاد باقی ہے اور اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ سو برس کی میعاد جو دستاویز مین درج ہو ہنوز نافذ ہے تو بھی وہ صرف مین وحیات متعاقدین کے قائم رہ سکتی ہے چونکہ یہ معاملہ پٹہ کا ہے لہذا اختتام اُسکا بسبب وفات احد المتعاقدین کے وقوع مین آتا ہے کیونکہ اس امر کی نسبت شرع مین صاف لکھا ہے کہ اگر احد المتعاقدین یعنی نویسندہ پٹہ یا مستاجر وفات پائے تو پٹہ ختم ہو جاتا ہے ایسی صورت مین اُس جائداد کو جسکا اجارہ دیا گیا داخل ترکہ متوفی تصور کرنا چاہیئے اور اس سے ادا ہونا دین مہر کا لازم ہو۔

چہارم چونکہ شرع کے رو سے پٹہ کا معاہدہ بسبب وفات نویسندہ کے ختم ہو جاتا ہے لہذا مستاجر پر ادا کرنا دین مہر کا واجب نہین ہے اور نہ وہ اس امر کا مجاز ہے پس اراضی مندرجہ پٹہ نویسندہ پٹہ کی زوجہ کو جو اُسکی وارثہ اور قرض خواہ ہے ملنی چاہیئے۔

گیارھوان باب

نظائر دعاوی و امور متعلقہ عدالت

مقدمہ

س — ایک شخص سے اُسکے چند غلام جاتے رہے اور اُسنے بارہ برس سے زیادہ اُنکی بابت دعوی پیش نہین کیا پس جیسے استحقاق اور قسم کی جائداد کا ایسی صورت مین جاتا رہتا ہو ویسے ہی قابض نہونا شخص مذکور کا نسبت غلامون کے مزیل اُسکے استحقاق کا ہوسکتا ہی یا نہین —

ج — اگر استحقاق کسی شخص کا غلامون یا کسی قسم کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کی نسبت ثابت ہو تو استحقاق اُسکا بوجہ حاصل نرہنے قبضہ ۱۸۰

امتداد زمانہ سے دعوی زائل نہین ہوسکتا

اندراس قدر مدّت کے جو بارہ برس سے زائد یا کم ہو زائل نہین ہو سکتا۔

مقدمہ ۲

س۔ مفتیون کے روبرو ایک مختارنامہ ملاحظہ کے واسطے پیش ہو کر استفسار کیا گیا کہ اُسکے ذریعہ سے مختار کو شرعاً استحقاق بیع کا پہونچتا ہے اور اگر پہونچتا ہے تو بیعنامجات کی تحریر مین کیا بے ضابطگی واقع ہوئی اور اگر شرعاً جائز ہونا اُن دستاویزات کا بلحاظ مجاز ہونے مختار کے تسلیم کیا جائے تو سوال یہ ہے کہ بیعنامہ اور رسید مختار نے حسب طریقۂ معینۂ شرع کے تحریر کیا یا نہین اور جائداد کا

حملہ یہ سوال ظاہراً مطابق قوانین سرکاری کے پوچھا گیا ہے نہ بلحاظ اُصول شرع محمدی کے کیونکہ حسب منشاء قانون کے دعویٰ جائداد منقولہ کا درصورت پیدا ہونے بناء مخاصمت قبل بارہ برس تاریخ ارجاے نالش کے مسموع نہین ہو سکتا اور نہ بابت اراضی یا اور جائداد غیر منقولہ کے اِلّا اُس صورت مین کہ نا انصافی یا بے ایمانی کا اظہار لیکن اس پچھلی صورت مین بعد گذرنے ساٹھ سال کے دعویٰ مسموع نہین ہو سکتا مگر شرع محمدی کے مطابق کسی استحقاق کا دعوی بلحاظ تمادی ایام باطل نہین ہو سکتا اور ہر دعوی کا تصفیہ بلحاظ اُسکی روئداد کے ہونا چاہیئے۔
اُصول دعاوی دفعہ ۱۔ و تنبیہ متعلقہ۔

انتقال بعد دستاویزات مذکور کے شرعاً درست ہی یا نہین اور کیا اعتراض وارد ہوتا ہی۔

ج ۔ مختارنامہ مطابق عبارت و مصطلحات شرع کے مرتب نہین ہوا لیکن اُسکے مضمون سے مستنبط ہو سکتا ہی چیتر سال نراین نے اپنے کُل کاروبار کا انصرام بیجناتھ نراین اپنے بیٹے کے سپرد کیا اور مختارنامہ عام بابت بیع و رہن اور اہتمام اپنے علاقہ کے اُسکے نام لکھدیا پس اگر گواہان مجاز سے ثابت ہو کہ چیتر سال نراین نے اپنے بیٹے بیجناتھ نراین کو فی الواقع اہتمام اپنے کُل کاروبار داد و ستد کا سپرد کرکے اُسکو اجازت کلی بیع یا رہن بالا و طور پر منتقل کرنے جائداد کی دی تو بیجناتھ مذکور کو جائداد کے بیع کا اختیار کُلّی بصورت جائز حاصل ہوگا اور بیعنامہ و رسید غیر صحیح ہین کیونکہ تین دستاویزات کے مضمون سے مستنبط ہو سکتا ہی کہ خود چیتر سال نراین اصل بایع اور نویسندہ دستاویزات تھا اور عبارت مندرجۂ ذیل دستاویز او قاضی کی تصدیق سے واضح ہوتا ہی کہ بیع بذریعہ بیجناتھ اُسکے مختار کے عمل مین آیا پس ایسی دستاویز کی نسبت فی الواقع وثیقہ شرعی کا اطلاق نہین ہوسکتا لیکن اگر گواہون کی شہادت کسی اور ثبوت کے ذریعہ سے ظاہر ہو کہ بیع مختار یا اصل مالک کی جانب سے براہت معاملگی ہوتا تو وہ شرع کے بموجب صحیح و جائز ہوگا اور دستاویزات مین جو ضابطہ کی غلطیان واقع ہوئی ہین اُنکا وقوع نسبت ناواقفیت نویسندۂ دستاویزات مذکور کے تصور کیا جا سکتا ہے اور ایسی غلطیان واسطے عدم

واقع ہونا بیعنا معاملگی دستاویز مین اُس معاہدہ کو جو دستاویز مذکور پر مبنی ہو ناقص نہین کرتا۔

جواز دستاویز کے کافی نہین ہی - ۱؎

مقدمہ ۳

س - ایک شخص نے کنیز خرید کی اور وہ ہنوز بحالت رقیت مین ہی اور اُس سے ایک بیٹیا اور دختر پیدا ہوئی اور کنیز نے دختر کو آقا کی بہن کے سپرد کر دیا چنانچہ دختر مذکورہ ان خدمات کنیزک بجالاتی ہی اب شخص مذکور اپنی بہن سے بابت دلاجانے دختر کنیز زرخرید کے دعویدار ہی اور اپنے دعوی کی تائید مین دختر کی ماں کو بطور گواہ پیش کرتا ہی ایسی صورت مین کنیز زرخرید کی شہادت شرعًا قابل منظوری ہی -

رق کی شہادت ناقابل منظوری ہے۔ ج - حالات مظہرہ سوال سے واضح ہی کہ جو عورت گواہ قرار دیگئی ہی وہ کنیز ہی حالانکہ مسئلہ شرع کے روسے رق کی شہادت شرعًا منظور نہین ہوسکتی پس ماں کی شہادت نسبت دختر کے کہ وہ کنیز ہی مقبول نہین ہوسکتی - ۲؎

مقدمہ ۴

س - عورت لاولد کے شوہر یا باپ کی شہادت ایسے معاملہ

۱؎ اُصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۱۰ -

۲؎ ایضًا

کی نسبت جس سے منافع اور فائدہ عورت مذکورہ کا متعلق ہو قابل منظوری ہی یا نہین ۔

اگر شوہر یا باپ کی شہادت مفید ہو تو نا قابل منظوری ہوگی ۔

ج ۔ جس معاملہ مین عورت کا نفع متصور ہو اُسکے شوہر یا باپ کی شہادت شرعاً منظور نہ ہونا چاہیے ۔ ؎۱

مقدمہ ۵

س ۔ ایک شخص نے اُسوقت جب اُسکا سن سو برس سے بھی زیادہ متجاوز تھا کچھ اراضی بیع کی پس یہ معاملہ جو ایسی زیادہ عمر مین عمل مین آیا جائز اور اُسکے وارثون پر واجب التعمیل ہی یا نہین اور مشتری کے ملازمون کی شہادت بنظر ثبوت بیع منظور ہو سکتی ہی یا نہین ۔

ملازم کی شہادت نا قابل منظوری ہے ۔

ج ۔ اگر بایع بیع کے وقت صحیح الحواس تھا تو معاہدہ بیع بلالحاظ اُسکے وارثون پر واجب التعمیل ہوگا لیکن ملازم کی شہادت جو آقا کے مفید ہو ہرگز مقبول نہین ہو سکتی ۔ ؎۲

مقدمہ ۶

س ۔ بیان یہ ہی کہ جب عمدہ بی بی قائم بی بی کا نکاح غلام حسین کے ساتھ ہوا اُس وقت پچھتر ہزار روپیہ

؎۱ اُصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۱۱ ۔

؎۲ ایضاً ۔

بطور دین مہر قرار پایا اور غلام حسین خان کی زوجہ نے قائم بی بی ایک دختر اور ایک بھائی اور تین بہنین بطور وارث چھوڑ کر وفات پائی بعدازان غلام حسین بھی اپنی مان اور قائم بی بی دختر اور دو زوجہ اور دو بیٹے اور تین دختر چھوڑ کر مر گیا اور عمدہ بی بی نے اپنے مین حیات دین مہر کا نہ کبھی دعوی پیش کیا اور اُس سے کبھی منکر ہوئی اگر ایسی صورت مین غلام حسین خان کے ترکہ پر اُسکے وارث دین مہر کا دعوی کر سکتے ہین یا نہین اور اگر فی الواقع یہ امر ہو تو قائم بی بی یعنی دختر عمدہ بی بی کو کس قدر ترکہ پہونچیگا۔

ج۔ ایک عورت گواہ کا اظہار کہ وہ نکاح کے وقت مجلس عقد مین جب ایجاب وقبول عمل مین آیا موجود تھی اور نکاح اُسکے روبرو ہوا اور غلام نے ۵۰ ہزار روپیہ کا مہر عمدہ بی بی کے واسطے معین کیا۔

اِس بیان سے بادی النظر مین واضح ہوتا ہے کہ اُس گواہ نے فی الواقع غلام حسین کا اس باب مین لیکن جب اُس سے سوال کیا تو وہ مظہر ہوئی کہ عروس کی مان وغیرہ اُسکے پاس موجود تھی اور عروس کی مان نے نوشہ کو پیام اس مضمون کا بھیجا کہ ہماری بیٹی کا مہر بقدر ۵۰ ہزار روپیہ کے معین ہونا چاہیے اور غلام حسین نے ذمہ داری اُس قدر روپیہ کی قبول کی اور ایجاب قبول ہر دون کی مجلس مین عمل مین آیا اور مظہرہ کبھی ایسی مجلس مین حتی کہ وقت نکاح دختران غلام حسین کے بھی موجود نہ تھی پس ایسے گواہ کی شہادت سے جو بھیجا جانا پیام اور موجود نہ ہونا اپنا

مردون کی مجلس مین ظاہر کرتی ہو کہ عروس معاہدہ کے عمل مین آنے کے
واسطے مجلس مذکورہ مین نہین آئی علاوہ اسکے ایسا دستور بھی نہین
ہو مگر یہ قیاس ہو سکتا ہو کہ عورت مذکورہ مکان مجلس عقد کے دو[illegible]ہ پہ
گئی اور وہان اُسنے گفتگو سنی ہو چنانچہ دوسرے گواہ کی شہادت سے
ایسا ہی معلوم ہوتا ہو لیکن چونکہ خود عورت نے یہ امر بیان نہین کیا ہو
لہذا مجرد فرض کرلینا اُسکا شہادت کے لیے کافی نہین ہو علاوہ اسکے
یہ عورت عمدہ بیگم کے وارثون سے ہو اور یہ بیان اُسکا کہ اسکو جائداد
مین حصہ پانیکا استحقاق نہین ہو درصورت آسکے دعویدار ہونے کے زمانہ
(شہادت ایک وارث کی نسبت دوسرے وارث کے) آیندہ مین حق وراثت زائل نہین کرتا کیونکہ ایسے بیان سے استحقاق دوسرے
شخص کا اُسکے حصہ کی نسبت قائم نہین ہوتا اور اُسپر شرعاً دست برداری
کا اطلاق نہین ہو سکتا اور اگر ہوتا تو بھی درباب تاثیر دست برداری کے
نہایت اختلاف رائے واقع ہو اور شہادت ایک اور عورت کی کہ وہ بھی
(شہادت رق) گواہ ہو متناقص ہو علاوہ اسکے یہ اقرار اُسکا کہ وہ عمدہ بی بی کنیز ہو اُسکی
شہادت کو غیر موثر کرتا ہو[1] اور اگرچہ ایک ور مرد و عورت مجلس عقد مین موجود
نہ تھے لیکن شہادت اُنکی اس امر مین کہ اُنھون نے مقرر ہونا مقدار دین مہر کا
مجلس عقد کے ایک مقام متصل سے سُنا صحیح ہو مگر تعداد منظرہ
اُنکی تعداد معینہ شرع سے کم ہو اور واضح ہو کہ دستاویز مہر جو
دعویدار نے یہ بیان تحریر ہونے اُسکے منجانب غلام حسین کے

[1] اُصول دعاوی وغیرہ دفعات ۹ و ۱۰۔

پیش کی ہر گواہون سے بخوبی ثابت ہر اور طرف ثانی کو بھی اُس سے انکار نہین ہر اور اگر یہ بھی تسلیم کیا جاے کہ مہر مشروطہ مہر مثل سے زائد ہر تو بھی معاہدہ واجب التعمیل اور فی الحقیقت بعض گواہون کے بیان سے ثابت ہوا ہر کہ اُس خاندان کی اور دخترون کو ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ مہر ملتا رہا ہر اور شہادت دربارہٗ اقرار غلام حسین کے گو بذاتہ قطعی نہین ہر مگر اس سے ثبوت حاصل ہر اور حیل کا ثبوت نہو سکا پس نتیجہ یہ ہر کہ دین مہر کی مقدار گواہان موجودہ مجلس عقد سے حسب مُراد شرع ثابت نہین ہر لیکن دستاویز مہر صحیح و جائز پائی گئی اور اُسکی نسبت جو گواہ گذرے ہین اُنکی شہادت قابل اعتراض نہین ہر اس دستاویز کے ذریعہ سے عمدہ بی بی کے وارث مستحق پانے اُسکے دین مہر کے منجملہ ترکہ اُسکے شوہر متوفی کے ہین اور منجملہ کُل دین مہر یعنی ۸۵ ہزار روپیہ کے ۱۸ ہزار، ۷ سو ۵۰ روپیہ بابت حصہ اُسکے شوہر کے وضع ہوگا اور قائم بی بی نصف یعنی ۳۷ ہزار ۵ سو روپیہ پائیگی اور بیوہ کے بھائی کو ۷ ہزار ۵ سو روپیہ اور اُسکی تین بہنون سے ہر واحد کو ۳ ہزار ۷ سو ۵۰ روپیہ ملین گے۔

استحقاق دختر کا بمقابلہ شوہر اور بھائی اور بہنون کے۔

مقدمہ

س۔ ایک شخص نے تین زوجہ چھوڑ کر وفات پائی بڑی زوجہ سے ایک دختر تھی کہ وہ روبرو اپنے والدین کے دو بیٹے اور چار دختر چھوڑ کر

مرگئی اور بڑی زوجہ ۶۰ برس سے زیادہ عرصہ تک اپنے شوہر کے ساتھ رہی
اور چند سال بعد وفات شوہر بلا وصول کرنے اپنے دین مہر کے فوت ہوئی
دوسری زوجہ سے بھی ایک دختر تھی چنانچہ وہ ہنوز زندہ ہی اور اس
مقدمہ مین جو واسطے حصول جائداد موروثی کے دائر ہوا ہی مدعیہ ہی تیسری
زوجہ لاولد مرگئی مالک متوفی کی بڑی زوجہ کی اولاد مین چھ دختر و پسر
موجود ہین اور بڑا بیٹا جو مقدمہ مین مدعا علیہ ہی اپنے جواب مین دعوے کی
نسبت اول یہ عذر کرتا ہی کہ جائداد کی کل آمدنی واسطے ادائے دین مہر یافتنی
بڑی زوجہ کے کہ وہ بقدر ۵۰ ہزار کے ہی کافی نہین ہی اور عذر ثانی مدعا علیہ کا
یہ ہی کہ اگر زائد ہونا مالیت جائداد کا مقدار مذکور سے تسلیم کیا جائے تو
مدعا علیہ اور اُسکے بھائی کہ وہ بڑی زوجہ کی دختر کی اولاد سے ہین
بسبب موجود ہونے دیگر ذوی الفروض یا عصبات کے علاوہ دین مہر
مشروطہ کے ترکہ سے آٹھوان حصہ پانے کے مستحق ہین اور تیسرا عذر
مدعا علیہ کا یہ ہی کہ مدعیہ جو اپنے تئین مالک متوفی کی دوسری زوجہ کی
دختر بیان کرتی ہی وہ فی الواقع اُسکی نانی کی کنیز کی دختر ہی اور اسکا نکاح
کبھی مدعا علیہ کے نانا کے ساتھ نہین ہوا اور اس وجہ سے آسکو
جائداد سے کچھ حصہ پانے کا استحقاق نہین پہونچتا لیکن مدعیہ کو اس
اخیر بیان کی صداقت سے انکار ہی اور مدعا علیہ نے کچھ ثبوت امر
مذکور کا پیش نہین کیا ہی اور نہ اُسنے کوئی دستاویز واسطے ثبوت
اس قدر روپیہ کے جسکا وہ معین کیا جانا بابت دین مہر اپنی نانی

کے بیان کرتا ہی پیش کی ہی ایسی صورت مین سوال یہ ہی کہ اگر زن منکوحہ شوہر کے پاس ۶۰ برس سے زیادہ عرصہ تک رہی اور اس عرصہ مین یا اُسکی وفات کے بعد اُسکے ترکہ سے اُسکو دین مہر وصول نہوا ہوا ور وہ بعد ازان مرجائے اور اُسکے ایک لڑکی ہوئی ہو جسنے اپنے والدین کی حیات مین وفات پائی ہو تو ایسی دختر کی اولاد کو منصب نانی کے دین مہر کے دعوی کرنے کا شرعًا پہونچتا ہی یا نہین —

دختر کی اولاد اپنی نانی متوفیہ کے دین مہر کی بابت وصف تمادی ایام بھی دعویدار ہوسکتی ہے۔

ج — مہر معاہدۂ نکاح کا ایک جزو ہی اور یہ مسئلہ مسلمۂ شرع کے ہی کہ جبتک دین مہر ادا نہو یا بخشا نہ جائے وہ بطور قرضہ شوہر کے ذمہ تصور کیا جاتا ہی اور دختر جو والدین کی حیات مین مرگئی اُسکی اولاد نانی کے ذوی الارحام مین داخل ہی اور اگر دعویداران فائق مثل ذوی الفروض یا عصبات کے موجود نہون تو اولاد مذکور اُسکی وارث ہی اور اسی وجہ سے اُنکو دین مہر پانے کا استحقاق پہونچتا ہی اور تمادی ایام شرعًا مانع دعوی مہر نہین ہی زمانۂ حال کے بعض اہل فقہ بلحاظ اس امر کے کہ ان دنون مین اکثر جھوٹے دعوی پیش ہوے یہ اصرار کرتے ہین کہ جو دعوی دین مہر کا بہت عرصہ ہوا اسکا نامنظور کرنا مناسب ہی چنانچہ بموجب راے بعض عالمون کے میعاد سماعت ۳۳ سال ہی اور بعضون کے مطابق وہ بقدر ایک قرن کے اور بعض عالمون نے قرن سے مراد ۳۰ برس اور بعض نے ۸۰ برس لی ہی — پس اگر مقدار مہر بدعوہ ثابت ہو تو تمادی ایام کا قاعدہ حسب تصریح بالا ہوگا اور اگر مقدار اُسکی ثابت نہو تو حسب راے

قواعد تمادی ایام بموجب بعض علماء حال کی بھی راے تسلیم کیجاتی ہے

دو خلفا کے تعین اُسکا بلحاظ مہر شل مدعا علیہ کی نانی اور بھی مدعیہ کی ماں کے ہونا چاہیے ۔ ہے

مقدمہ ۸

س ۔ ایک شخص کسی قدر جائداد کی نسبت بذریعۂ ہبہ منظورہ اور بعد ازان ازروے وراثت کے دعویدار ہوا پس بلحاظ ایسے تناقض کے بطلان بوجہ مختلف ہونے بیان استحقاق کے لازم آتا ہی یا نہین ۔

ج ۔ شرع مین کوئی حکم صریح ایسا نہین ہی جسکی روسے منظور کرنا دعوی وراثت کا ایسی صورت مین کہ اول بذریعۂ ہبہ وبزمانہ مابعد وراثت کی بنا پر پیش کیا جاے جائز ہو بلکہ اگر دعوی وراثت کا بابت زمانہ ماقبل کے ہو تو شرع کی روسے تناقض لازم آتا ہی چنانچہ ابراہیم شاہی مین فصول سے نقل ہی کہ اگر کوئی شخص کسی مکان کی بابت اس بیان سے دعویدار ہو کر اُسنے اپنے باپ سے خرید کیا تھا اور بعد ازان اُسی مکان کی بابت بذریعۂ وراثت کے دعویدار ہو تو اُسکا دعوے منظور ہونا چاہیے لیکن اگر اُسنے پہلے دعوی اپنا مکان کی نسبت بذریعۂ وراثت کے پیش کیا ہو اور بعدہٗ ازروے استحقاق خریداری کے تو ایسا دعوے منظور نہین ہو سکتا کیونکہ بیان دعوی سے تناقض لازم آتا ہی ۔
وجہ اُسکی یہ معلوم ہوتی ہی کہ استحقاق وراثت

دعوی شخص واحد کی جانب سے باظہار خریداری اور بھی ازروے وراثت کے

ملاحظہ اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ا صفحہ تنقیح

نسبت اُس شی کے جو متوفی کی ملکیت سے اُسکی وفات کے وقت نہ تھی قائم
نہین ہوسکتا پس دعوی وراثت کے لیے حاصل ہونا استحقاق ملکیت کا وقت
وفات کے لازم ہو لیکن چونکہ دعوی خریداری کی بنا پر پیش ہوا ہو لہذا حاصل
ہونا حق ملکیت کا قبل وفات مالک سابق کے لازم آتا ہو حالانکہ اس صورت
مین تناقض صریح واقع ہو اور یہ صورت بجنسہ ایسی ہو کہ دعویدار نے اول متعلق
ہونا جائداد کا دوسرے شخص سے اور بعد ازان لینا اُسکا تسلیم پس جو دعوی
خریداری کی بنا پر بعد پیش ہونے دعوی وراثت منجملہ اسی شخص کے مسموع
نہین ہوسکتا لیکن جب دعوی خریداری کا قبل دعوی وراثت کے کیا جاتا
ہو تو اُسکی نسبت یہ صورت صادق نہین آسکتی کیونکہ جب کسی شی کی نسبت
استحقاق بذریعۂ خریداری کے پیش کیا جاتا ہو تو حاصل ہونا استحقاق ملکیت کا
دعویدار کے نسبت قبل وفات مالک سابق کے تسلیم کیا جاتا ہو اور استحقاق
وراثت جو اُسکی جانب سے پیش ہوا ہو وہ بابت جائداد متوفی کے ہو
اور اس صورت مین ایسا تناقض جس سے دعوے نامقبول ہوسکے
لازم نہین آتا چنانچہ ابراہیم شاہی مین لکھا ہو کہ تناقض کی وجہ سے
دعوی صرف اسی صورت مین ناقابل منظوری ہوتا ہے جب اس سے
استحقاق مسلمہ کسی اور شخص کا ردو باطل ہوتا ہو علی ہذا القیاس فصول
عمادیہ مین مرقوم ہو کہ اگر کوئی شخص بیان کرے کہ فلان جائداد فلان
شخص کی ملک سے ہو اور بعد ازان خود اُسکا دعویدار باظہار مالکیت
ہو تو دعوی اُسکا ناقابل منظوری ہو کس واسطے کہ استحقاق مسلمہ دوسرے

شخص کا باطل ہوتا ہی- اور یہی صورت لامحالہ اس دعوی کی نسبت صادق
آتی ہی جو پہلے وراثت اور بعدہ خریداری کی بنا پر پیش ہوا اُسی نسخہ مین یہ
بھی لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص جسکے قبضہ مین کچھ جائداد ایسے الفاظ کہے کہ یہ
جائداد میری نہین ہی یا مجکو اُسکی نسبت کچھ حق و استحقاق نہین پہونچتا
اور یہ الفاظ ایسے وقت مین کہے جائین جب جائداد مذکور کی نسبت بظاہر
کوئی اور شخص دعویدار نہو- اور جب دعوی اُسکی بابت پیش ہو تو شخص
دخیل اصل مالک و مستحق ہونا اپنا ظاہر کرے تو بھی باوجود کہے جانے ایسے الفاظ
کے دعوی اُسکا واجب و جائز ہی کیونکہ ایسے الفاظ کے استعمال سے تسلیم
کرنا استحقاق مالکیت نسبت کسی شخص خاص کے لازم نہین آتا اور تناقض
کی وجہ سے دعوی صرف اُسی صورت مین ناقابل منظوری ہوتا ہی جب دعوی
مابعد سے استحقاق مسلمہ کسی شخص کا ردو باطل ہوتا ہی اسی قاعدہ کی رو سے دعوے
وراثت کا جو زمانہ مابعد کیا گیا ہی دوسرے شخص کے استحقاق کا نسبت کا لعدم
نہین کر سکتا کسواسطے کہ خریداری کے دعوی سے اقرار حاصل ہُنے استحقاق
کسی شخص کے لازم نہین آتا علاوہ اُسکے مابین اُس دعوی وراثت کے جو
خریداری کے پیش ہوا اور اس دعوی وراثت کے جو ہبہ کے بعد رجوع ہو
اور مابین اس دعوی کے جو خریداری کے ذریعہ سے بعد دعوی وراثت اور
دعوی ہبہ یا دعوی خریداری سے کچھ فرق نہین ہی اور دعوی ہبہ
یا دعوے خریداری سے استحقاق مالکیت نسبت کسی اور شخص
کے قائم نہین ہوتا کیونکہ اگر استحقاق مذکور تسلیم کیا جاے تو بھی بذریعہ

دعوے وراثت کے جو بزمانۂ مابعد پیش کیا گیا ہو باطل ہو جائیگا لیکن اگر صورت معکوس ہو تو تسلیم استحقاق لازم آتا ہے کیونکہ وراثت کے دعوے کی رو سے یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ مالک سابق کو تاریخ وفات تک حق مالکیت حاصل تھا اور بعد تسلیم ہو جانے اس استحقاق کے جو دعویٰ یا ہبہ یا خریداری بنظر ابطال وراثت کے پیش کیا جاے تو اُس سے تناقض واقع ہوتا ہی اور بے اختیاری لازم آتی ہی پس اس مقدمہ مین تسلیم ہونا چاہیے اور بلا لحاظ تناقض کے تصفیہ اسکا بموجب رودادکے حسب ضابطۂ معینہ یعنی از روے وجہ ثبوت یا انکار یا اقرار حلفی کے ہونا چاہیے چنانچہ اشباہ و نظائر مین لکھا ہی کہ حاکم کا فیصلہ از روے وجہ ثبوت یا اقرار حلفی کے ہونا چاہیے — ؎۱

دعویٰ جو بذریعہ ہبہ اور وراثت کے پیش ہو۔

فیصلہ کس امر پر مبنی ہوگا۔

مقدمہ ۹

س — مدعی اور مدعا علیہم کے باہم تنازع واقع یعنے مدعی چھ مکانون کی بابت جو مدعا علیہم کے قبضہ مین ہین باظہار ہونے اپنی جائداد موروثی کے دعویدار ہی چنانچہ مدعا علیہم کو اس امر سے اقرار ہے مگر عذر انکا یہ ہے کہ مدعی کے مورث نے ہمارے

؎۱ اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۲۲ و ۲۳۔

مورث کے ہاتھ یہ مکانات بعوض ۵۰۰ روپیہ کے رہن کیے تھے اور نامہ بردگان مظہر رہین اگرچہ ہمارے پاس موجود نہین ہی لیکن یہ امر ہمارے مورث کے بہی کھاتہ مین لکھا ہی مدعی کا جواب یہ ہی کہ مین نے اپنی مان یعنی راہنہ مکانات اور بھی اپنے رشتہ دارون سے یہ سُنا تھا کہ زر رہن صرف بقدر ۶۴۴ روپیہ کے تھا فریقین اپنے اپنے بیانات کی صداقت نسبت مقدار زر رہن کے وجہ ثبوت سے ثابت نہین کرسکتے ایسی صورت مین کس فریق کا اظہار قابل اعتبار رہی مدعاعلیہم کا بہی کھاتہ بغیر تائید کسی اور ثبوت کے بطور شہادت قابل منظور نہی ہی یا انفکاک رہن در صورت ادا ہونے اصل زرقرضہ بمقدار مظہرہ مدعی کے عمل مین آسکتا ہی اور منجملہ فریقین کے کسی فریق سے حلف لیا جاے۔

ج - مدعاعلیہم تسلیم کرتے ہین کہ جو مکانات اُنکے پاس رہن رہین مدعی کی ملک موروثی ہین اور صرف درباب بیان مقدار زر رہن کے اختلاف واقع ہی یعنی مدعی ہونا قرضہ کا بقدر ۶۴۴ روپیہ کے تسلیم کرکے اُسقدر زر زائد سے منکر ہی جسکا مدعاعلیہم کو دعوی ہی اور مدعاعلیہم کی جانب سے مقدار زائد مدعوہ کی نسبت کچھ ثبوت نہین گذرا ہی پس مدعی کا بیان حلفی معتبر متصور ہونا چاہیے کیونکہ اُسکو مقدار زائد مظہرہ مدعاعلیہم کے انکار ہی اور مدعی کو اس امر کا حلف دینا چاہیے اُسنے اپنی مان اور واسطہ دارون سے یہ سُنا تھا کہ مکانات بابت قرضہ تعدادی ۶۴۴ روپیہ کے کفالۃً رہن ہوے تھے اور زائد ہونا زر رہن کا مقدار مظہرہ سے اُسنے کبھی نہین سُنا بہی کھاتہ مدعاعلیہم جسکی تائید مین کوئی ثبوت نہین ہی شہادت مقبول

تنازع مابین دائن ومدیون درباب زر قرضہ رہن کے

مدعاعلیہم جسکی تائید مین کوئی ثبوت نہین ہے بطور شہادت مقبول نہین ہوسکتا۔ ملہ

ساہو بہی کھاتہ خانگی بقید شہادت کے مقبول نہین ہوسکتا۔

مقدمہ ١٠

س - اگر بعد وفات شوہر کے یہ ثابت نہو کہ اُسنے حین حیات کس نیت سے زر نقد و اسباب اپنی زوجہ کو دیا تو درباب نیت شوہر کے زوجہ کا بیان شرعاً قابل اعتبار ہے یا شوہر کے وارثون کا اظہار قابل ترجیح ہوگا۔

تنازع مابین زوجہ اور دیگر وارثان درباب اُس جائداد کے جو اُسکو شوہر سے حاصل ہوئی اختلاف درباب مقدار جائداد اسباب کے جائداد حاصل ہونے کی کیفیت۔

ج - اگر باہمین بیان زوجہ اور وارثون کے اس باب مین اختلاف پایا جاے یعنے وارثون کا یہ اظہار ہو کہ شوہر نے زوجہ کو کچھ اسباب دیا تھا اور زوجہ اسباب مذکور پانے سے منکر ہو تو ایسی صورت مین وارثون پر گواہون کا پیش کرنا واجب ہے اور اگر وہ کچھ ثبوت نہ رکھتے ہون تو زوجہ کا انکار حلفی معتبر تصور کیا جائیگا علی ہذا القیاس اگر اُنکے بیانات مین درباب لیت اسباب موصولہ کے اختلاف ہو یعنے وارثان مذکور اسباب کی ایک مقدار خاص اور زوجہ کم ہونا اُسکا مقدار مذکور سے ظاہر کرے تو بھی اسی قاعدہ کے مطابق عمل ہونا چاہیے - اگر بیانات اُنکے کسی امر کی نسبت مختلف

ملہ اُصول او دعاوی وغیرہ دفعہ ۴۴ - اس مقدمہ کے مدعی کے بلحاظ ایک صورت کے مدعاعلیہ تصور کرنا چاہیئے کیونکہ جسقدر روپیہ کا واجب ہونا اُسنے تسلیم کیا اُس سے زیادہ کی بابت اُسپر دعوی کیا گیا۔

استحقاق نسبت اثاث البیت

ہون یعنی وارث بیان کرین کہ شوہر نے زوجہ کو جائداد بعوض دین مہر کے دی تھی ورزوجہ بیان کرے کہ اسکو بطور ہبہ بغیر دینے معاوضہ کے حاصل ہوئی تو زوجہ پر پیش کرنا گواہان کا واجب ہر اور اگر وہ شہادت نہ گذران سکے تو وارثون کا اظہار حلفی قابل اعتبار ہوگا اگر فریقین کا بیان اثاث البیت کی نسبت مختلف ہو یعنے بیوہ اپنی ملک سے ہونا اس مال کا بیان کرے اور وارثون کا یہ اظہار ہو کہ وہ از ان شوہر تھا اور فریقین واسطے ثبوت اپنے بیان کے گواہ نہ گذران سکین تو اس قدر مال جو خاص عورات کے استعمال کے لیے ہوتا ہو بیوہ کو درصورتیکہ وہ اپنے دعوی کی تائید بحلف کرے سپرد کرنا چاہیے اور جسقدر مال بالعموم قابل استعمال ذکور کے ہو وہ اسی شرط کے ساتھ وارثون کا حق ہوگا اور مال مشترکہ کی نسبت علما کی رائے مین کسی قدر اختلاف واقع ہو چنانچہ امام ابو حنیفہ کا قول ہو کہ جو شخص منجملہ ان اشخاص کے جنکی ملک سے ہونا مال کا بیان کیا گیا ہو موجود ہو وہ بعد لینے حلف کے اسکو پائیگا - اور اس مقدمہ مین شخص حی القائم بیوہ ہے اور بموجب رائے محمد رح کے مال مذکور شوہر کے وارثون کو پہونچنا چاہیے اور رائے ابو یوسف رح کی رائے ہر کہ اسقدر مال جو بلحاظ حیثیت زوجہ کے انکے خاص استعمال مین رہا ہو اسکو ملنا چاہیے اور باقی شوہر کے وارثون کو اور حی القائم رہنا ایک شخص کا منجملہ طرفین کے کچھ فرق پیدا نہین کرتا کیونکہ شوہر متوفی کے قائم مقام اسکے وارث ہین - [1]

---

[1] اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۴۴ - کفایت ۳۰ -

مقدمہ ۱۱

س — مدعیہ ۲۵ یا ۳۰ برس بعد وفات بازید خان نامے ایک شخص کے جو اُسکا باپ تھا دعویدار ہی مدعا علیہ بجواب منظہر ہی کہ مسماۃ رالے بیل مدعیہ کی ماں اُسکے باپ کی حرم اور اُسکی زوجہ مسماۃ بڑی بی بی کی کنیز تھی اور رالے بیل کا نکاح کا ہونا بیان کرتا ہی ایسی صورت مین دعوئے وراثت جو مدعیہ نے پیش کیا ہی ثابت ہی یا نہین اور کس فریق پر تردید نکاح کا بار ثبوت شرعاً واجب آتا ہی یعنے مدعیہ پر جو باوصف اظہار حرم ہونے منجانب مدعا علیہ کے دعویدار ہے شرع کی روسے نکاح ہونا رالے بیل کا جب تک تردید اُسکی مدعا علیہ کی جانب سے نہو محتمل ہوگا —

قاعدہ درصورت نکاح کے —

ج — واضح ہو کہ مدعیہ نے ۲۵ یا ۳۰ برس بعد وفات بازید خان کے مدعا علیہ پر اُسکے ترکے کیواسطے باظہار حق وراثت کے نالش کی ہی مدعا علیہ جواب مین منظہر ہی کہ مسماۃ رالے بیل مدعیہ کی ماں بازید خان کی حرم اور اُسکی زوجہ مسماۃ بڑی بی بی کی کنیز تھی اور رالے بیل کا نکاح بازید خان کے ساتھ کبھی نہین ہوا — اس جواب سے انکار استحقاق وراثت مدعیہ کا جو متوفی کی دختر ہی لازم آتا ہی اور وجہ اسکی یہ ظاہر کی گئی ہی کہ اُسکی ماں کا نکاح بازید خان کے ساتھ نہین ہوا تھا علاوہ اسکے یہ اصرار کیا گیا ہی کہ مدعیہ کی ماں بازید خان کی حرم اور اُسکی زوجہ کی کنیز تھی شرع

کی رو سے ان جملہ دعاوی مین جنمین مدعا علیہ دعوے سے منکر ہو
مدعی پر دعوے کا اثبات واجب ہے اور فی الحقیقت مدعا علیہ پر
ثابت کرنا عدم جواز و نقص دعوے مدعی کا جو مدعا علیہ کے انکار سے
بخوبی واضح ہو لازم نہین ہے اِلّا اُس صورت مین کہ مدعا علیہ کا عذر بنظر
قاعدہ عذرات　تردید دعوی مدعی کے پیش ہوا ور درصورت ثابت ہونے عذر مذکور
خاص کی نسبت　کے مدعی کا اصل دعوے ساقط ہو جاتا ہے مگر ملحوظ رہے کہ ایسے عذر سے
کسی قدر تسلیم کرنا دعوے مدعی کا پایا جاتا ہے ایسی صورت مین مدعی علیہ
تمثیل　پر ثابت کرنا اپنے عذر کا ضرور ہے مثلاً زید عمرو پر بابت قرضہ ایک ہزار
روپیہ کے نالش کرے اور عمرو بنظر تردید دعوے کے ادا کیا جانا
استثنا نسبت　زر قرضہ کا ظاہر کرے ایسی حالت مین عمرو پر ثابت کرنا واجب ہے کہ
عذرات　روپیہ ادا ہو گیا اور اگر وہ یہ امر ثابت نہ کر سکے تو زید کا دعوے
خاص کے　بابت زر مدعوہ کے ثابت ہوگا کیونکہ عمرو کے عذر سے اصل قرضہ کا
اقرار پیدا ہوتا ہے اگر مدعا علیہ کے عذر سے کسی قدر تسلیم کرنا دعوے مدعی
تمثیل　کا لازم نہ آتا اور مدعا علیہ نے انکار کیا ہو تو اور صورت ہوتی مثلاً زید خالد کے
بیٹے عمرو پر جو ہندہ کے بطن سے ہے بابت نصف ترکے خالد کے اس
بیان سے دعویدار ہو کہ وہ عمرو کا برادر علاتی اور خالد کا بیٹا ایک اور زوجہ
یعنی زینب کے بطن سے ہے اور عمرو جواب مین مظہر ہو کہ زینب زید کی
مان اور بکر کی زوجہ تھی اور اسی وجہ سے وہ خالد کی زوجہ نہین ہو سکتی تھی
اور نہ زید خالد کا بیٹا ہو سکتا تھا تو ایسی صورت مین مدعا علیہ کو اختیار ہے

کہ ہونا نکاح کا مابین زینب و بکر کے ثابت کرے اور اگر وہ ثابت کرے تو
دعوی ساقط ہو جائیگا اور اگر ثابت نہ کر سکے تو بھی زید پر ثابت کرنا اس
امر کا لابد ہوگا کہ اسکی مان کا نکاح خالد کے ساتھ ہوا یا وہ ہونا اپنا خالد
کی اولاد سے کسی اور طور پر ثابت کرے ورنہ مستحق نصف ترکے کا نہ ہوگا
اس مقدمہ خاص مین مدعا علیہ منظہر ہی کہ مدعیہ کی مان کا نکاح بازید خان
کے ساتھ نہین ہوا اور بیان کرتا ہی کہ اسکی مان بازید خان کی حرم اور
اسکی زوجہ کی کنیز تھی پس اس جواب سے دعوی مدعیہ کی نسبت انکار
قطعی لازم آتا ہی اگر مدعا علیہ کو منظور ہو تو اُسے اختیار ہی کہ واسطے ثبوت
اس امر کے کہ مدعیہ کی مان زوجہ بازید خان کی کنیز حسب منشاء شرع
کے تھی شہادت پیش کرے اور اگر وہ اس امر کو ثابت کر سکے تو مدعیہ کا
دعوے ساقط ہوگا لیکن اگر وہ ثابت نہ کر سکے یا وہ پیش کرنا ثبوت کا قطعی
منظور نہ کرے تو بھی مدعی پر ثابت کرنا اس امر کا واجب ہی کہ اسکی مان کا
نکاح ہوا تھا یا مدعیہ ہونا اپنا اولاد بازید خان سے کسی اور نہج سے ثابت
کرے ورنہ وہ مستحق وراثت نہوگی جو گواہ کہ نکاح ہونا مادر مدعیہ کا قیاساً بیان
کرتا ہی اُسکو اقرار ہی کہ رسم نکاح اسکے سامنے ادا نہین ہوئی اور اُسنے تسلیم
کرنا نکاح کا بازید خان سے کبھی نہین سنا علاوہ اسکے گواہ مذکور بیان کرتا ہی
کہ میرا قیاس اس امر پر مبنی ہی کہ حافظ رحمت روہیلہ کے عہد حکومت مین زنا
قطعی ممنوع تھا اور اس سے وہ یہ نتیجہ پیدا کرتا ہی کہ تعلق بازید خان کا
مادر مدعیہ کے ساتھ بذریعہ نکاح کے ہوا ہوگا لیکن ایسی شہادت قیاسی شہادت قیاسی

شرعاً قابل منظوری نہین ہو کیونکہ یہ ضرور ہو کہ گواہ کو یقین واثق ہو۔ مدعا علیہ نے تسلیم کیا ہو کہ مدعی کی ماں بازید خان کی حرم تھی مگر جب اس بیان پر ازروے متن کے لحاظ کیا جاتا ہو تو لفظ حرم کے استعمال سے ثبوت موید نکاح حاصل نہین ہوتا اگرچہ بموجب قول بعض علما کے لفظ حرم سے زن منکوحہ مراد ہو لیکن روزمرہ مین اس سے کنیز یا وہ عورت سمجھی جاتی ہو جو شخص کسی کے ساتھ بحالت ہونے یا نہونے نکاح کے سکونت پذیر اور پردہ نشین ہوتی ہو پس چونکہ مدعا علیہ نے صاف بیان کیا ہو کہ مدعیہ کی ماں غیر منکوحہ تھی لہذا لفظ حرم مستعملۂ مدعا علیہ سے صرف زن مدخولہ مراد لینی چاہیے پس جب اسطرح کا لفظ استعمال کیا جاے اور ایک گواہ کی شہادت قیاسی گذرے تو اس سے احتمال موید اس امر کا نہین ہوتا کہ مادر مدعیہ کا نکاح بازید خان کے ساتھ ہوا۔ ؎۱

؎۱ یہ فتوی محمد رشید اور حمید اللہ عدالت کے مفتیون نے دیا اور اُسی کے مطابق فیصلہ صادر ہوا لیکن مولوی امان اللہ نے جو اُسوقت سراج الدین کی جگہ قاضی القضات تھا اس مضمون سے فتوی دیا کہ چونکہ ہونا نکاح کا ثابت ہے لہذا مدعیہ وراثت ہو ہرچند اس راے سے فطانت اور ذی علمی ظاہر ہے لیکن وہ کما حقہ مطابق اس مقدمہ کے نہوئی پس تحریر کرنا اُسکے صحیح ترجمہ کا ضرور نہین ہو۔ مولوی امان اللہ نے تحریر کیا کہ اثبات نکاح کے واسطے پیش ہونا ثبوت موید یا شوہر کا ایجاب ضرور ہو اور گواہ کی شہادت قیاسی سے ثبوت اُسکا نہین ہو سکتا لیکن ساتھ ہی

مقدمہ ۱۲

س — ایک شخص عورت پر واسطے کسی قدر جائداد کے اس بیان سے نالش کی کہ جس شخص کو عورت مذکور اپنا باپ

اسکے انھون نے اس امر پر اصرار کیا کہ جب مدعاعلیہ نے یہ تسلیم کیا کہ مان بازید خان کی حرم تھی تو اس سے دعوی مدعیہ کا ثابت ہوگیا اور مولوی موصوف نے چند نہایت معتبر نسخون کا حوالہ واسطے ثابت کرنے اس امر کے دیا ہے کہ لفظ حرم سے زن منکوحہ پردہ نشین مراد ہے لیکن واضح ہو کہ اس مقدمہ مین حرم کے اصل مقصود معنے کی تنقیح برعکس معنے مظہرہ مدعاعلیہ کے منظور نہ تھی علاوہ اسکے مولوی موصوف نے یہ حجت تحریر کی کہ عرصہ تک یکجا رہنا زن و مرد کا بادی النظر مین ثبوت نکاح ہے اور بغیر ثبوت کے قائم کرنا اشتباہ زنا کا نسبت مسلمان کے کہ یہ امر قیاس سے نہایت بعید ہے داخل گناہ ہے اور جب دو صورتین فرض کیجائین تو منتخب کرنا اس صورت کا چاہیے جو زیادہ تر قابل یقین ہو لیکن واضح ہو کہ اس مقدمہ مین یہ بحث نہ تھی کہ ثبوت نکاح کے واسطے کس درجہ کی شہادت درکار ہے بلکہ بحث یہ تھی کہ مدعیہ کو واسطے ثابت کرنے اپنے دعوی کے کس درجہ کی شہادت درکار ہے بلکہ بحث یہ تھی کیونکہ قاعدہ کلیہ شرع کا یہ ہے کہ بعد انکار مدعاعلیہ کے مدعی اپنے دعوی کا ثبوت پیش کرے اگر یہ نالش بنظر فسوخی نکاح مظہرہ کے دائر ہوئی ہوتی تو فی الواقع نکاح ہونے کا احتمال ہوتا اور استحکام اسکا شہادت سمعی و قرائن ثبوتیہ مثلاً مصاحبت و شہوت وغیرہ سے ہوتا ہے۔ اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۲۱۔

بیان کرتی ہی فی الحقیقت وہ اُسکی بیٹی نہین ہی بلکہ جائداد کی نسبت مجھکو ورثہ استحقاق پہونچتا ہی چنانچہ مدعا علیہا کے حق مین ڈگری صادر ہوئی لہذا مدعی نے فیصلہ کی نارضی سے اپیل دائر کیا ہی اور چونکہ مدعا علیہا دوران نالش مین فوت ہوئی لہذا مدعی اپنے عذر سابقہ سے منحرف ہوکر مظہر ہی کہ وہ فی الحقیقت اُسی شخص کی بیٹی تھی جسکو اُسنے اپنا باپ ظاہر کیا اور مجھکو بذریعہ رشتہ دار ہونے شخص مذکور کے متوفیہ کی جائداد پر بطور وراثت جائز قابض ہونیکا استحقاق پہونچتا ہی اگر یہ پچھلا بیان مدعی کا واقعی تصور کیا جائے تو بھی بوجہ اسکے کہ وہ پہلے مرتبہ منکر ہو چکا ہی اسکو اس بیان سے مستفید ہونیکا منصب ہی یا نہین —

ج — واضح ہوتا ہی کہ مدعی نے حین حیات اس عورت کے جسکی جائداد کی بابت وہ دعویدار ہی یہ بیان کیا تھا کہ وہ اس شخص کی بیٹی نہین ہی جسکو اُسنے اپنا باپ ظاہر کیا تھا اور اب بعد وفات عورت مذکورہ کے مدعی اُسکے ترکہ کی بابت بلحاظ واسطہ داری اُسی شخص کے باہم جسکے اور عورت مذکورہ کے اُسنے نہونا کسی واسطہ کا بیان کیا دعویدار ہی پس یہ دعوی جائداد کا فی الحقیقت بحیلہ تسلیم واسطہ داری کے ہی اور بوجہ تناقض کے شرعًا قابل منظوری نہین فصول اشتروسین لکھا ہی کہ ایک شخص نے دوسرے پر وجہ معاش کا دعوے باظہار بھائی ہونے کے پیش کیا لیکن جس شخص پر دعوے تھا وہ واسطہ داری سے منکر ہوا بعد ازان مدعی نے وفات پائی اور مدعا علیہ اُسکے ترکہ کی بابت باظہار اس امر کے کہ متوفی اُسکا بھائی تھا

دعوی وراثت کا جو ایسے واسطہ پر مبنی ہو جسکے وجود سے دعویدار و پیشتر منکر ہو چکا ہو۔

دعویدار ہو اسپر اُسکا دعویٰ تسلیم نہین ہو سکتا کیونکہ یہ امر شرعاً بمنزلہ تسلیم واسطہ داری کے نہین ہی کیونکہ تسلیم واسطہ داری کے لیے مبرا ہونا تناقض سے ضرور ہی اور یہ دعویٰ فی الحقیقت بابت جائداد کے ہی —

علاوہ اسکے مدعی نے اس صورت مین سوائے انکار اس واسطہ داری کے جسکی بنا پر متوفیہ دعویدار تھی یہ بھی بیان کیا کہ وہ کسی اور شخص کی بیٹی تھی اور بہ ثبوت اس بیان کے اُسنے شہادت بھی پیش کی پس ایسا اقرار شخص مقر پر واجب التعمیل ہی کیونکہ اگر عورت متوفیہ کے باپنے یہ بیان کیا ہوتا کہ وہ کسی اور شخص کے صلب سے تھی تو ایسا اقرار شخص مذکور کی نسبت واجب التعمیل ہوتا اور شخص مذکور کو عورت مذکورہ کی نسبت باظہار اُسکی دختر ہونے کے دعویٰ کرنے کا اختیار باقی نرہتا اور چونکہ مدعی نے عدالت ماتحت مین یہ بیان کیا تھا کہ جس شخص کی عورت مذکورہ اپنے تئین بیٹی ظاہر کرتی ہی وہ لاولد تھا اور یہ جائداد عورت مذکورہ کو غصباً حاصل ہوئی لہذا مدعی کو بطور وارث جائز متوفیہ کے اب دعویدار ہونے کا منصب نہین پہوچتا — [1]

مقدمہ ۱۳

س — یہ بیان کیا گیا ہی کہ ایک شخص کا نکاح ایک عورت

[1] اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۲۲ —

کے ساتھ ہوا اور اس امر کی تائید مین ثبوت بھی پیش ہوا ہی یعنے ایک مرد اور ایک عورت کا یہ اظہار ہی کہ ہم مجلس عقد مین نکاح کے وقت موجود تھے ایک دوسرے مرد اور عورت کا بیان یہ ہی کہ ہمنے اُس شخص کو جسکا شوہر ہونا اظہار کیا گیا ہی نکاح کی نسبت اقرار کرتے ہوئے سنا اور ایک دوسرا شخص ادائے شہادت کرتا ہی کہ زن و مرد جنکا نکاح ہونا بیان کیا گیا ہی مثل زوجہ و شوہر ہمخانہ تھے پس یہ شہادت واسطے اثبات نکاح کے شرعاً کافی ہی یا نہین۔

ج ـ یہ شہادت واسطے ثبوت ادائے رسم نکاح کے شرعاً کافی نہین ہی کیونکہ مختلف گواہ مختلف امور بیان کرتے ہین اور کوئی امر خاص بہ ثبوت ادا ہونے رسم مذکور کے گواہان تعداد معینہ سے بالاتفاق ثابت نہین ہی۔

مقدمہ ۱۴

س ـ ایک مقدمہ اپیلانٹ بحالت دائر رہنے اور قریب الانفصال

ـلہ یہ امر صرف مسئلۂ شہادت سے متعلق ہی گواہون کا اظہار واسطے ثبوت ظن قوی نکاح کے بلاشک ثبوت کافی تصور کیا جاتا اور اُسکے ذریعہ سے جملہ حقوق متعلقۂ نکاح حاصل ہوتے لیکن گو نکاح کا ظن قوی کہ اس قدر شرعاً کافی ہی شہادت سے باعتبار کل حاصل ہوا لیکن باوجود اسکے بھی وہ شہادت واسطے ثبوت صرف ایک امر خاص وقوع نکاح کے کافی تصور نہ کی گئی اور اصول و نظائر متعلقۂ نکاح سے واضح ہوگا کہ جو تعبیر اس جگہ قائم کی گئی ہی تائید اسکی جمیع مسائل نکاح سے ہوتی ہی۔

ہونے مقدمہ کے مرگیا پس مقدمہ کا فیصلہ بمقابلۂ اُسکے وارثون کے ہونا چاہیے یا نہین اور رسپانڈنٹ کا اِستحقاق ثابت ہوا تو اپیلانٹ کے وارث بابت ایفاے دعوی کے ذمہ دار ہین یا نہین یا رسپانڈنٹ پر دائر کرنا نالش جدید کا اپیلانٹ کے وارثون پر لازم ہوگا۔

ج۔ مقدمہ بمقابلۂ اپیلانٹ کے وارثون کے کہ وے اُسکے قائم مقامات جائز ہین تجویز ہونا چاہیے اور اگر رسپانڈنٹ کا استحقاق ثابت اور نالش بابت کسی خاص شی کے ہو تو وہ رسپانڈنٹ کو دلادیجاے یا اگر دعوی زر نقد کا ہو تو وہ اپیلانٹ کے ترکہ سے وصول کرادیا جائے اور اپیلانٹ کے وارثون پر دائر کرنا نالِش جدید کا ضرور نہین ہے۔

اگر ایک فریق نے قبل فیصلہ مقدمہ کے وفات پائی ہو تو بلا ہونے کارروائی جدید کے مقدمہ بمقابلہ اُسکے وارثون کے تجویز ہوسکتا ہے۔

مقدمہ ۱۵

س ۱۔ ایک عورت نے پردے کے پیچھے بیٹھکر اپنا ہاتھ پردہ سے باہر نکالا اور بسماعت گواہون کے ایک دستاویز پر دستخط کرکے یہ کہا کہ مین نے یہ دستاویز اپنے شوہر کے نام تحریر کی اور گواہ وقت طلب ہونے واسطے ثبوت دستاویز کے مظہر ہوے کہ ہمنے دستاویز پر مسماۃ کے کہنے سے تصدیق ثبت کی تھی اور ہم مسماۃ کو بوجہ اُسکے پردہ نشین ہونے کے صورت سے نہین پہچانتے بلکہ اُسکی آواز سے بھی آگاہ نہین ہین ایسی صورت مین ایسے گواہون کی شہادت بنظر ثبوت اس امر کے کہ جس عورت نے دستاویز پر دستخط کیے وہ فی الواقع شخص مذکور کی زوجہ تھی شرعاً کافی ہے یا نہین۔

نظر شناخت عورت پردہ نشین کے یہ ضرور ہی کہ منجملہ اُن گواہون کے جنکے روبرو اُسنے دستخط ثبت کیے ہون ایک گواہ نے اُسے دیکھا ہو -

ج ۱- اگر منجملہ گواہون کے کسی گواہ نے عورت کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہو اور بقیہ گواہون کو گواہ مذکور کی اس تصدیق پر بالاتفاق اطمینان ہو کہ عورت مذکورہ فی الحقیقت اُس شخص کی زوجہ ہی جسکے نام دستاویز تحریر ہوئی تو انکی شہادت واسطے ثبوت شناخت عورت کے کافی ہوگی لیکن اگر ایک گواہ نے بھی اُسے نہ دیکھا ہو تو صرف آواز کے سُننے سے شہادت کافی نہ سمجھی جائیگی -

س ۲- اگر یہ فرض کیا جائے کہ اُس عورت پردہ نشین کو جسنے اپنے دستخط دستاویز پر ثبت کیے صرف ایک عورت نے دیکھا تھا اور بقیہ گواہون کو اُسکے بیان پر اعتبار ہو تو شہادت انکی ایسی صورت مین کافی ہوگی یا نہین -

یہ ضرور ہی کہ گواہ ذکور سے ہو -

ج ۲- امر مذکورہ بالا اُن شخصون کی گواہی سے ثابت نہین ہو سکتا جنھون نے زن پردہ نشین کو اپنی آنکھ سے نہین دیکھا بلکہ اُس عورت کے بیان پر اعتبار کیا جسنے اُسکو دیکھا تھا لیکن اگر گواہون مین سے بجاے عورت کے کسی مرد نے زن پردہ نشین کو دیکھا ہو تو شہادت مؤیدہ بقیہ گواہون کی کافی ہوتی - ؎

؎ اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۹ -

ضمیمہ ۱

وراثت

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۱	شاہ الحق مفلس بنام منیب الحق	عدالت اپیل پٹنہ	۲۲-اگست ۱۸۱۶ء
۲	مسماۃ بی بی کالو بنام علی شاہ	ضلع علی گڈھ	۲۰-جولائی ۱۸۱۶ء
۳	مسماۃ ناسو بنام خادم علی	ضلع بہار	۲۱-جولائی ۱۸۱۴ء
۴	جھجو وغیرہ بنام مسماۃ آلہی بیگم	ضلع بریلی	۵-ستمبر ۱۸۱۲ء
۵	وجیہ النسا خانم وغیرہ بنام مرزا حسین علی	صدر دیوانی عدالت	۵-دسمبر ۱۸۰۶ء
۶	بستی خان مفلس بنام مینا بی بی	ضلع ہوگلی	۷-مارچ ۱۸۱۵ء
۷	شاہ آبادی بنام شاہ علی نقی	صدر دیوانی عدالت	۱۴-جولائی ۱۸۰۳ء
۸	. . . .	عدالت اپیل کلکتہ	۱۳-اگست ۱۸۲۱ء
۹	مسماۃ بدلی بنام روشن	شہر بنارس	۵-جنوری ۱۸۱۵ء
۱۰	سدا بنام فقیرا وغیرہ	ضلع بریلی	۲۱-ستمبر ۱۸۱۸ء
۱۱	بی بی جان و بی بی حنیفہ بنام فیض خان وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۱۱-مئی ۱۸۲۱ء
۱۲	منور النسا وغیرہ بنام زمان خان وغیرہ	عدالت اپیل بریلی	۲۳-نومبر ۱۸۰۳ء
۱۳	مسماۃ شرف النسا وغیرہ بنام امامی خانم	شہر مرشد آباد	۱۶-اپریل ۱۸۱۳ء
۱۴	مسماۃ بھکین مفلس بنام میر جعفر وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۲۱-جولائی ۱۸۱۴ء
۱۵	مسماۃ منی بنام طاہر وغیرہ	ضلع بریلی	۱۹-مئی ۱۸۱۹ء
۱۶	رحم علی بنام شاہ شمس الدین وغیرہ	ضلع شاہ آباد	۲۶-اپریل ۱۸۱۰ء
۱۷	واجد شاہ وغیرہ بنام امام خان وغیرہ	ضلع فرخ آباد	۲۰-جولائی ۱۸۱۸ء
۱۸	مسماۃ جرہو بنام مہر علی	عدالت اپیل پٹنہ	۱۷-ستمبر ۱۸۱۶ء

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۱۹	مسماۃ منی بنام طاہر وغیرہ	ضلع بریلی	۱۹ - مئی ۱۸۱۹ء
۲۰	فرزند علی بنام مرزا اسلامت حسین	ضلع سارن	۲۱ - ستمبر ۱۸۱۹ء
۲۱	. . . . +	ضلع چوبیس پرگنہ	۹ - فروری ۱۸۱۹ء
۲۲	ظہور النسا وغیرہ بنام مہدی علیخان	عدالت اپیل پٹنہ	۱۵ - اپریل ۱۸۱۴ء
۲۳	محمد امین الدین خان بنام محمد حسین الدین خان	عدالت اپیل ڈھاکہ	۶ - نومبر ۱۸۲۱ء
۲۴	شیخ فصیح اللہ بنام میر منور علی وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۲۰ - جولائی ۱۸۱۴ء
۲۵	چمرو وغیرہ بنام پانچو وغیرہ	شہر پٹنہ	۱۶ - جولائی ۱۸۰۷ء
۲۶	مرزا شمس الدین وغیرہ بنام مسماۃ رنجو وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۱۹ - مئی ۱۸۱۴ء
۲۷	منو بی بی وغیرہ بنام برکت اللہ وغیرہ	ضلع بردوان	۲۶ - دسمبر ۱۸۲۱ء
۲۸	شیخ احمد بنام مناجان وغیرہ	ضلع چٹگانون	۳۰ - جولائی ۱۸۳۱ء
۲۹	مرزا صدر الدین بنام میر شاہ علی	ضلع شاہ آباد	۷ - نومبر ۱۸۰۷ء
۳۰	وجیہ النسا خانم وغیرہ بنام مرزا حسین علی	صدر دیوانی عدالت	۵ - دسمبر ۱۸۰۸ء
۳۱	مطیع اللہ بنام محمد قائل وغیرہ	ضلع ندیا	۱۲ - مارچ ۱۸۱۷ء
۳۲	شیخ جیتو بنام شیخ جملہ	شہر ڈھاکہ	۱۳ - جولائی ۱۸۱۵ء
۳۳	. . . . +	شہر چٹگانون	۳ - جنوری ۱۸۱۶ء
۳۴	مسماۃ رحیمن بنام مسماۃ پورن وغیرہ	شہر مرشد آباد	۳۰ - اپریل ۱۸۱۹ء
۳۵	حسرت اللہ خان بنام سید مرتضی خان	ضلع چوبیس پرگنہ	۱۸ - جولائی ۱۸۰۷ء
۳۶	نظام الدین بنام مسماۃ عزت وغیرہ	عدالت اپیل بریلی	۲۹ - نومبر ۱۸۲۰ء
۳۷	. . . . +	ضلع چٹگانون	۲۷ - جون ۱۸۱۷ء
۳۸	مسماۃ چاند بی بی بنام محمد تقی	صدر دیوانی عدالت	۲۷ - اگست ۱۸۱۳ء
۳۹	محمد حافظ بنام محمد نواز	ضلع میمن سنگھ	۲۴ - جون ۱۸۱۷ء
۴۰	زمان بی بی وغیرہ بنام رمضان علی وغیرہ	ضلع باقر گنج	۲۴ - دسمبر ۱۸۲۱ء
۴۱	مسماۃ عقیدہ خانم بنام مرزا جھبو	شہر ڈھاکہ	۱۳ - مئی ۱۸۰۳ء
۴۲	احمد اللہ بنام بہادر علی وغیرہ	ضلع ہوگلی	۱۹ - جولائی ۱۸۰۸ء

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۴۳	+	ضلع ہوگلی	۱۵- مارچ ۱۸۱۹ء
۴۴	محمد زمان بنام درباری سپاہی	ضلع میمن سنگھ	۲- اکتوبر ۱۸۲۰ء
۴۵	چترواس بنام روشن	شہر بنارس	۲۴- جون ۱۸۱۵ء
۴۶	امیر علی بنام بہادر حسین وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۲۷- مارچ ۱۸۱۹ء
۴۷	مانک چند بنام تلوک سنگھ وغیرہ	ضلع سلہٹ	۲۷- فروری ۱۸۲۲ء
۴۸	مسماۃ بنیرہ بی بی بنام شیخ شجاالدین	عدالت اپیل کلکتہ	۱۳- ستمبر ۱۸۱۷ء
۴۹	+	ضلع میمن سنگھ	۱۷- مارچ ۱۸۱۷ء
۵۰	امداد علی بنام محمد کاظم وغیرہ	ضلع بردوان	۲۶- نومبر ۱۸۲۱ء
۵۱	کنور رتن سنگھ بنام فیض اللہ وغیرہ	ضلع بریلی	۲- جولائی ۱۸۱۴ء
۵۲	+	ضلع میمن سنگھ	۳۱- مارچ ۱۸۱۷ء
۵۳	فیض الدین وغیرہ بنام رفیق وغیرہ	ضلع چوبیس پرگنہ	۱۰- دسمبر ۱۸۱۹ء
۵۴	مسماۃ بہلو بنام مقیم وغیرہ	ضلع چٹگانون	۱۵- جنوری ۱۸۲۱ء
۵۵	مانک جہان بنام شہامت علی خان	عدالت اپیل پٹنہ	۲۰- جولائی ۱۸۱۵ء
۵۶	امام بخش وغیرہ بنام ستو بی بی	ضلع بردوان	۲۳- اگست ۱۸۲۱ء
۵۷	سید عبدالعلی بنام سید غلام احمد	ضلع علیگڈھ	۱۰- مئی ۱۸۶۳ء
۵۸	نصرت اللہ خان بنام لحاظ الدین وغیرہ	ضلع ہوگلی	۲۶- مارچ ۱۸۱۶ء
۵۹	سدہ بنام فقیرا وغیرہ	ضلع بریلی	۲۱- ستمبر ۱۸۱۸ء
۶۰	غلام امام عین اللہ بنام مسماۃ سیتیا	عدالت اپیل پٹنہ	۱۸- مئی ۱۸۱۴ء
۶۱	+	ضلع بردوان	۲۴- اگست ۱۸۰۶ء
۶۲	غلام حسین بنام مسماۃ زینب بی بی	صدر دیوانی عدالت	۸- جون ۱۸۰۱ء
۶۳	غلام محی الدین وغیرہ بنام امید علی وغیرہ	عدالت اپیل ڈھاکہ	۳- ستمبر ۱۸۱۶ء
۶۴	قمر علی وغیرہ بنام بصیر محمد	ضلع چٹگانون	۱۷- فروری ۱۸۱۹ء
۶۵	شمس الدین وغیرہ بنام سلیم الدین وغیرہ	ضلع باقرگنج	یکم- ستمبر ۱۸۰۳ء
۶۶	+	ایضاً	+

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۶۷	سید کلیم بنام بی بی منیا	ضلع باقر گنج	+
۶۸	محبت جنگ بنام مسماۃ رحمن غلام حسین	ضلع بریلی	۳- فروری ۱۸۰۷ء
۶۹	مسماۃ حیاتی خانم کلثوم خانم بنام مرزا مہدی	صدر دیوانی عدالت	۳۱- جولائی ۱۸۰۷ء
۷۰	شریف النسا بنام حقیر النسا وغیرہ	ایضاً	۱۶- نومبر ۱۸۲۲ء
۷۱	کالیخان بنام مسماۃ ڈلو بی بی	عدالت اپیل ڈھاکہ	۱۹- مارچ ۱۸۰۸ء
۷۲	گلزاری وغیرہ بنام لالجی مل	ضلع مرادآباد	+
۷۳	کراہت خاں وغیرہ بنام خیراتی وغیرہ	ضلع فرخ آباد	۱۲- اپریل ۱۸۰۲ء
۷۴	مسماۃ رحیمن بنام مسماۃ نورن وغیرہ	شہر مرشدآباد	۲۰- اپریل ۱۸۱۹ء
۷۵	مسماۃ بخنا بی بی بنام مسماۃ عوض وغیرہ	ضلع جسور	۲۶- اگست ۱۸۱۹ء
۷۶	مان بی بی بنام مسماۃ کبیرن	شہر پٹنہ	۳- نومبر ۱۸۰۷ء
۷۷	مہری خانم وعصمت النسا بنام مرزا احسن اللہ وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۱۹- جون ۱۸۱۶ء
۷۸	مسماۃ اینا بی بی بنام مسماۃ گلبدن	شہر ڈھاکہ	۲۵- اپریل ۱۸۱۴ء
۷۹	مسماۃ بھیکن مفلس بنام للو دوت رام	عدالت اپیل پٹنہ	۲۲- مارچ ۱۸۱۴ء
۸۰	عمر دراز بنام فرمان بی بی	ضلع باقر گنج	+
۸۱	رمضان علی بنام محمد زمان وغیرہ	ضلع چٹگانون	۲۳- مئی ۱۸۲۲ء
۸۲	مسماۃ ذہنیان بنام مسماۃ ملکی	شہر بنارس	۴- جون ۱۸۲۱ء
۸۳	کمیا بی بی بنام مہتاب الدین وغیرہ	ضلع چٹگانون	۶- فروری ۱۸۱۷ء
۸۴	جمیل النسا بنام محفوظ علی وغیرہ	ضلع علیگڈھ	۱۹- اگست ۱۸۱۳ء
۸۵	محمد واثق وغیرہ بنام محمد امیر وغیرہ	ضلع باقر گنج	۱۳- فروری ۱۸۲۱ء
۸۶	مسماۃ نسو بنام خادم علی	ضلع بہار	۲۱- جولائی ۱۸۱۴ء
۸۷	ثناء اللہ بنام پھول بی بی وغیرہ	ضلع چٹگانون	۱۲- جولائی ۱۸۲۱ء
۸۸	+	عدالت اپیل بریلی	۱۸- اپریل ۱۸۲۱ء
۸۹	+	ضلع علیگڈھ	۱۷- اپریل ۱۸۱۳ء
۹۰	مراد خان بنام کریم خان	شہر مرشدآباد	۱۷- اپریل ۱۸۰۹ء

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۹۱	مسماۃ زلیخا وغیرہ بنام مسماۃ محرم بی بی	ضلع چٹگانوں	۷-ستمبر ۱۸۲۴ء
	بیع		
۱	مسماۃ فہمید وغیرہ بنام بیچو راے	ضلع سارن	۱۶-جولائی ۱۸۲۱ء
۲	نصرت اللہ خان بنام لحاظ الدین وغیرہ	ضلع ہوگلی	۲۶-مارچ ۱۸۱۷ء
۳	جہان النسا بنام ملیح الدین	صدر دیوانی عدالت	۲۰-مئی ۱۸۱۲ء
۴	منگو وسلیما بنام پران کشن	ضلع باقرگنج	+
۵	مسماۃ منگو بنام میر فرزند علی	شہر پٹنہ	۱۲-دسمبر ۱۸۲۰ء
۶	مہادیوا گندہ بنام مسماۃ عشورن	شہر ڈھاکہ	۲-جولائی ۱۸۲۰ء
۷	شیخ برکت اللہ بنام خوبی وغیرہ	شہر پٹنہ	۳۱-جون ۱۸۱۸ء
۸	کشن سنگھ بنام منگلا	ضلع فرخ آباد	۳-فروری ۱۸۱۷ء
۹	مسماۃ بیبن بنام فیضن وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۲۷-جولائی ۱۸۱۷ء
۱۰	مسماۃ ظہور النسا وغیرہ بنام مہدی علیخان وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۵-اپریل ۱۸۱۴ء
۱۱	رحم علی بنام شاہ شمس الدین	ضلع شاہ آباد	۲۶-اپریل ۱۸۱۰ء
۱۲	مسماۃ خورشید دولت وغیرہ بنام مسماۃ حفظ النسا وغیرہ	+	+
۱۳	عبد النبی بنام سالگرام	ضلع فرخ آباد	۱۰-مارچ ۱۸۱۳ء
۱۴	محمد تقی بنام محمد سجاد وغیرہ	ضلع بیربھوم	۲۷-نومبر ۱۸۱۵ء
۱۵	شیخ معین الدین بنام لعل بی بی	ضلع ہوگلی	۳۱-جولائی ۱۸۲۳ء
	شفعہ		
۱	راؤ امراؤ سنگھ بنام دیوان اجیت سنگھ	ضلع شاہ آباد	۲۳-مارچ ۱۸۲۱ء
۲	شیرخان وغیرہ بنام شہامت علی	ضلع چٹگانوں	۸-جون ۱۸۱۷ء
۳	رادھا کشن تواری بنام دھگرو بناک	شہر پٹنہ	۱۸-مارچ ۱۸۲۰ء
۴	بھوانی پرشاد بنام شیخ کریم	ضلع ٹپرہ	۹-جنوری ۱۸۱۶ء

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۵	محمد دار وغیرہ بنام مسماۃ نورن بی بی وغیرہ	ضلع چھگانوں	۱۹- مئی ۱۸۲۲ء
٦	شہامت اللہ بنام محمد سمیع وغیرہ	عدالت اپیل ڈھاکہ	۲۸- دسمبر ۱۸۲۰ء
۷	محمد زمان بنام محمد ہاشم وغیرہ	ضلع چھگانوں	۴- مارچ ۱۸۱۷ء
۸	گسائیں جیچرپداس وارث کھیپڑاس بنام مجھو وغیرہ	شہر پٹنہ	۱۴- اپریل ۱۸۱۴ء
۹	حنو بنام منو خان و ہلاس	ضلع شاہ آباد	۹- اپریل ۱۸۱۲ء
		ہبہ	
۱	+	ضلع تبدیل لکھنؤ	+
۲	فرخ النسا بیگم بنام میر عبدالکریم	عدالت اپیل پٹنہ	۳۰- جنوری ۱۸۱۶ء
۳	چھجو وغیرہ بنام مسماۃ الٰہی بیگم	ضلع بریلی	۵- ستمبر ۱۸۱۷ء
۴	مسماۃ بھیکن مفلس بنام للوودت رام	عدالت اپیل پٹنہ	۲۲- مارچ ۱۸۱۴ء
۵	مسماۃ نفیضہ وغیرہ بنام فیض اللہ وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۱۸- جنوری ۱۸۱۹ء
٦	سید انجیت بنام خواجہ اراتون	ضلع باقر گنج	۱٦- ستمبر ۱۸۲۰ء
۷	مسماۃ خوبن بنام اصغر علی	عدالت اپیل پٹنہ	۲۹- جنوری ۱۸۱۷ء
۸	شیخ محمد علی بنام مسماۃ حبیبہ وغیرہ	ضلع شاہ آباد	۲۸- مارچ ۱۸۱۲ء
۹	مسماۃ سید النسا بیگم وغیرہ بنام شماصاحب جان وغیرہ	ضلع بیربھوم	۲۷- دسمبر ۱۸۲۲ء
۱۰	غلام تہجت خان بنام شہامت علیخان	عدالت اپیل پٹنہ	۲۰- جولائی ۱۸۱۵ء
۱۱	دیدار خان بنام غلام حسین خان	ضلع فرخ آباد	۱۹- ستمبر ۱۸۱۷ء
۱۲	مسماۃ صغیرہ وغیرہ بنام غلام نبی خان وغیرہ	ضلع بیربھوم	۷- مئی ۱۸۱۸ء
۱۳	مسماۃ حمیدہ بنام امام بخش	عدالت اپیل پٹنہ	۲۸- ستمبر ۱۸۱۸ء
۱۴	بختو خلیفہ وغیرہ بنام بیچو	ضلع چھگانوں	۳- اپریل ۱۸۱۵ء
۱۵	مسماۃ بی بی فہمیدہ بنام مسماۃ بی بی حفیظہ	ضلع شاہ آباد	۱۵- جولائی ۱۸۰۵ء
۱٦	صورت جنگ خان بنام نعمت اللہ خان	عدالت اپیل بریلی	۱۱- مئی ۱۸۲۰ء
۱۷	تارا بی بی بنام ہینو بی بی	ضلع ہوگلی	٦- ستمبر ۱۸۲۳ء

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۱۸	کشن چند نندی بنام مسماۃ لطف النساء وغیرہ	شہر ڈھاکہ	۲۲-اپریل ۱۸۱۵ء
۱۹	احسن علی بنام ارجن وغیرہ	ضلع شاہ آباد	۳۱-اگست ۱۸۱۰ء
۲۰	غلام عباس بنام کالے وغیرہ	ضلع بریلی	۲۱-جولائی ۱۸۲۱ء
۲۱	مسماۃ چاند بی بی وغیرہ بنام محمد تقی	صدر دیوانی عدالت	۲۰-اگست ۱۸۱۲ء
۲۲	مسماۃ منتورہ وغیرہ بنام مسماۃ پیاری وغیرہ	ضلع شاہ آباد	۷-دسمبر ۱۸۲۰ء
۲۳	مسماۃ نبو بی بی وغیرہ بنام فخر الدین	صدر دیوانی عدالت	۱۹-اپریل ۱۸۱۶ء
	وصیت		
۱	خیرات علی بنام ممتاز علی وغیرہ	ضلع الہ آباد	۱۲-دسمبر ۱۸۲۱ء
۲	+	شہر پٹنہ	۱۷-اگست ۱۸۱۳ء
۳	مسماۃ ارمنی بیگم بنام فیض اللہ	عدالت اپیل پٹنہ	۲۵-مارچ ۱۸۲۲ء
۴	محمد حضور بنام بہرام خان	شہر ڈھاکہ	۲۱-ستمبر ۱۸۰۹ء
۵	مسماۃ عشورن بنام امام بخش وغیرہ	ضلع بہار	۱۷-مارچ ۱۸۱۷ء
	نکاح و مہر و طلاق و نسب		
۱	نبی بیگم بنام محمد عاشق	ضلع باقر گنج	۲۶-جولائی ۱۸۱۰ء
۲	+	ضلع بندیل کھنڈ	+
۳	سمر قند بی بی بنام امداد خان	ضلع سلہٹ	۸-فروری ۱۸۲۲ء
۴	مسماۃ صاحب بانو بنام کبیر محمد	ضلع چٹگانون	۲۴-فروری ۱۸۲۱ء
۵	میر شریف علی وغیرہ بنام محمد حسین وغیرہ	ضلع علیگڈھ	۱۸-مئی ۱۸۱۰ء
۶	دینیار خان بنام ورثاء مدن خان و اصالت	ضلع فرخ آباد	۱۹-ستمبر ۱۸۱۶ء
۷	+	ضلع ہوگلی	۲۷-اگست ۱۸۱۹ء

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۸	+	ضلع بندیل کھنڈ	+
۹	+	ایضاً	+
۱۰	شرف النسا بنام خضر النسا وغیرہ	صدر دیوانی عدالت	۱۶- نومبر ۱۸۲۳ء
۱۱	غلام حسین علی بنام مسماۃ زینت بی بی مادر نابالغ ہمت علی	ایضاً	۸- جنوری ۱۸۱۰ء
۱۲	+	+	+
۱۳	مسماۃ صاحب جی بیگم بنام . . .	ضلع ہوگلی	۲۵- جنوری ۱۸۲۳ء
۱۴	تمر چند وغیرہ بنام امداد خان	ضلع سلہٹ	۲۲- مئی ۱۸۱۶ء
۱۵	علی مظفر خان بنام ولی خان وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۹- مئی ۱۸۱۴ء
۱۶	کبیر الدین احمد بنام عصمت بی بی	ایضاً	۲۴- مئی ۱۸۱۷ء
۱۷	مسماۃ پادا بنام امام بخش صوبہ دار وغیرہ	ضلع چوبیس پرگنہ	۱۰- ستمبر ۱۸۱۹ء
۱۸	مسماۃ روپو بنام مسماۃ بدامون	شہر پٹنہ	۶- ستمبر ۱۸۱۸ء
۱۹	سید ابراہیم علی بنام بھگونت سنگھ	ضلع بہار	۲۰- فروری ۱۸۱۲ء
۲۰	مسماۃ کریم النسا مفلس بنام رحم علی	عدالت اپیل پٹنہ	۳۱- جولائی ۱۸۱۲ء
۲۱	موتی بی بی بنام بسنتی بی بی	شہر ڈھاکہ	۲۵- جنوری ۱۸۱۳ء
۲۲	محبت جنگ خان بنام مسماۃ زمین وغیرہ	عدالت اپیل بریلی	۲۳- دسمبر ۱۸۰۹ء
۲۳	مان سنگھ رائے بنام میر مرزا و مسماۃ بہو خانم	ضلع فرخ آباد	۲۵- اپریل ۱۸۱۷ء
۲۴	غلام منصور بنام وجیہ بی بی	ضلع بردوان	۱۰- جولائی ۱۸۲۱ء
۲۵	غلام امام و عین اللہ بنام مسماۃ میتا	عدالت اپیل پٹنہ	۱۸- مئی ۱۸۱۴ء
۲۶	+	ضلع باقرگنج	۱۲- جنوری ۱۸۱۷ء
۲۷	رحم علی بنام شاہ شمس الدین وغیرہ	ضلع شاہ آباد	۲۶- اپریل ۱۸۱۰ء
۲۸	+	ضلع بندیل کھنڈ	+
۲۹	+	صدر دیوانی عدالت	+

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۳۰	محمد علیخان بنام نصیر الدین علیخان وارث جاریہ بیگم متوفیہ	+ +	+ +
۳۱	مسماۃ ظہورن بنام شمشیر خان	ضلع ہوگلی	۱۴-نومبر ۱۸۲۱ء
۳۲	میر نجیب اللہ خان بنام دردانہ خاتون	عدالت اپیل پٹنہ	۵-جنوری ۱۸۰۳ء
۳۳	بہادر خان و نور بی بی بنام کریم بخش	ضلع چوبیس پرگنہ	۲۲-اپریل ۱۸۰۶ء
۳۴	نبیہ بیگم بنام محمد عاشق	ضلع باقر گنج	۲۵-اپریل ۱۸۰۹ء
۳۵	غلام حسین علی بنام زینب بی بی	صدر دیوانی عدالت	۸-جون ۱۸۱۰ء
۳۶	مشرف خان وغیرہ بنام رام نرسنگھ رائے	ضلع میمن سنگھ	۲۴-مئی ۱۸۱۶ء
۳۷	وجیہ النسا خانم بنام مرزا حسین علی	صدر دیوانی عدالت	۵-دسمبر ۱۸۰۶ء
۳۸	پیرن بی بی بنام عمدہ خانم	عدالت اپیل ڈھاکہ	۹-ستمبر ۱۸۱۴ء
۳۹	مسماۃ چاند بی بی وغیرہ بنام پیر محمد	شہر ڈھاکہ	۲۵-اپریل ۱۸۱۵ء
۴۰	مسماۃ چاند بی بی مفلس بنام میر ناصر علی	عدالت اپیل پٹنہ	۲-اگست ۱۸۲۴ء
۴۱	مسماۃ خوب دولت وغیرہ بنام مسماۃ حفیظ النساء وغیرہ	ضلع مرادآباد	+
۴۲	مسماۃ نوازا بنام محمد خان	ضلع چٹگانون	۷-چیت ۱۸۲۳ء
۴۳	چھبو وغیرہ بنام مسماۃ الٰہی بیگم	ضلع بریلی	۵-ستمبر ۱۸۲۱ء
۴۴	مسماۃ نور بی بی بنام امیر محمد	ضلع چٹگانون	۱۹-اپریل ۱۸۱۵ء
۴۵	+	ضلع سلہٹ	۱۹-جولائی ۱۸۲۲ء
۴۶	+	ضلع ہوگلی	۲۳-دسمبر ۱۸۱۹ء
۴۷	مرزا جان وغیرہ بنام اعظم علی وغیرہ	صدر دیوانی عدالت	۲۰-مارچ ۱۸۲۰ء
۴۸	جیون خان صوبہ دار بنام مرزا شیر علی	ضلع چٹگانون	۲۱-اپریل ۱۸۱۹ء

ولایت ونابالغی

۱	محمد سنجی بنام بصیر محمد	ضلع چٹگانون	۷-جولائی ۱۸۲۱ء

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۲	اکبر خان بنام مراد اللہ وغیرہ	ضلع بریلی	۳۱- مئی ۱۸۱۹ء
۳	محمد کاظم بنام مسماۃ عرصہ بی بی	ضلع سلہٹ	۱۸- جولائی ۱۸۲۱ء
۴	مسماۃ سید النسا بیگم وغیرہ بنام مسماۃ جیون خاجان وغیرہ	ضلع بیربھوم	۲۷- دسمبر ۱۸۲۲ء
۵	خواجہ بو محمد خان بنام خواجہ برکت اللہ خان	صدر دیوانی عدالت	۲۰- فروری ۱۸۱۵ء
۶	عظمت اللہ بنام رام بہادر	ضلع چِگانون	۲۲- ستمبر ۱۸۱۵ء
	رقیت		
۱	+	عدالت اپیل بریلی	۹- مئی ۱۸۱۸ء
۲	+	نظامت عدالت	۲۸- اپریل ۱۸۱۸ء
۳	دینداد خان بنام غلام حسن خان	ضلع فرخ آباد	۱۹- ستمبر ۱۸۰۷ء
۴	+	ضلع مراد آباد	۱۴- جولائی ۱۸۱۸ء
۵	مسماۃ منکو بنام حسین علی وغیرہ	ضلع سہارنپور	۲۹- جولائی ۱۸۰۹ء
۶	مسماۃ سبحانی بنام مسماۃ شتابن	ضلع شاہ آباد	۱۸- نومبر ۱۸۱۶ء
۷	مدارس خان بنام خیراتی خان	عدالت اپیل بریلی	۷- مئی ۱۸۱۷ء
۸	قاضی سعید الدین بنام محمد یوسف وغیرہ	ضلع پٹنہ	۱۸- نومبر ۱۸۱۵ء
۹	مسماۃ کریم النسا بنام زہرہ	ضلع بریلی	یکم- نومبر ۱۸۰۳ء
۱۰	مسماۃ جانی بنام طاہر	ضلع چِگانون	یکم- دسمبر ۱۸۱۷ء
۱۱	+	ضلع بندیل کھنڈ	۱۸- ستمبر ۱۸۱۲ء
	وقف		
۱	سید شاہ غلام نجف بنام روشن بی بی	ضلع ہوگلی	۹- مارچ ۱۸۱۹ء
۲	جگناتھ چٹرجی بنام گور تپر وغیرہ	ایضاً	۶- جون ۱۸۱۶ء
۳	+	ضلع آگرہ	۲۱- جون ۱۸۱۳ء

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۴	مسماۃ حیات النساء عبد اللہ بنام فخر الاسلام	صدر دیوانی عدالت	۱۰- جون ۱۸۱۵ء
۵	حسین بخش وغیرہ بنام خیر اللہ	ضلع شاہ آباد	۱۴- مارچ ۱۸۱۹ء
۶	مسماۃ کلثوم بنام اسد علی شاہ	شہر مرشد آباد	۱۳- جولائی ۱۸۱۹ء
۷	شیخ مرتضیٰ وغیرہ بنام شیخ محمد باقر وغیرہ	ضلع آگرہ	۹- جنوری ۱۸۱۵ء
۸	ایضاً ایضاً	عدالت اپیل بریلی	۲۱- مئی ۱۸۱۲ء
۹	. . . .	ضلع جنوبی گمنشد	۱۲- نومبر ۱۸۱۲ء
۱۰	شیخ بھیکن بنام شیخ بہادر	ضلع بیربھوم	۱۸- مئی ۱۸۱۷ء
	دیون وکفالت		
۱	قرضخواہان کلب علی خان متوفی بنام ورثہ کلب علی خان متوفے . . .	ضلع آگرہ	۲۷- جون ۱۸۱۸ء
۲	بستی خان مفلس بنام بینا بی بی	ضلع ہوگلی	۷- مارچ ۱۸۱۵ء
۳	. . . .	ضلع عید بلگھنٹ	+
۴	جیون لال بنام آبادی خانم وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۱۴- فروری ۱۸۱۸ء
۵	قاضی عزیز الدین بنام علی رضا وعزت النساء	ضلع بریلی	۱۰- جنوری ۱۸۱۶ء
۶	موتی رام بنام ناہر وغیرہ	ضلع علیگڈھ	۸- ستمبر ۱۸۱۷ء
۷	رام شنکر سے بنام بے بی بی وغیرہ	ضلع باقر گنج	+
۸	مسماۃ مجگن بنام مرزا یوسف بیگ	عدالت اپیل پٹنہ	۲۱- فروری ۱۸۱۴ء
۹	علی اسمعیل خان بنام بھولا ناتھ	شہر پٹنہ	۳- ستمبر ۱۸۰۸ء
۱۰	مسماۃ فاطمہ بنام الٰہی بخش ورحیم بخش	عدالت اپیل پٹنہ	۴- فروری ۱۸۱۴ء
	دعاوی اور معاملات عدالت کے بیان میں		
۱	رنجار وغیرہ بنام بانو بی بی وغیرہ	ڈھاکہ	۱۵- فروری ۱۸۱۹ء

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۲	چتر سال نراین بنام بھگیاتمہ نراین وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۳ نومبر سنہ ۱۸۱۴ء
۳	محمد سمیع اور چودھری بنام مسماۃ سیرتی بی بی وغیرہ	ضلع پٹنہ	۶ فروری سنہ ۱۸۱۶ء
۴	مسماۃ دنیا بی بی بنام مسماۃ مصری بی بی	شہر ڈھاکہ	۲ مئی سنہ ۱۸۱۱ء
۵	کیول نراین بنام محمد ناصر وغیرہ	ضلع سلہٹ	۲۰ جون سنہ ۱۸۱۶ء
۶	راجہ علی بخش خان بنام قاسم بی بی	صدر دیوانی عدالت	۲۰ جولائی سنہ ۱۸۰۴ء
۷	مسماۃ جان بی بی بنام حکیم واحد علی	عدالت اپیل بریلی	۱۹ جولائی سنہ ۱۸۱۹ء
۸	. . . .	ضلع سارن	سنہ ۱۸۱۳ء
۹	نظام الدین بنام گوبند رائے وغیرہ	ضلع سہارنپور	۹ مارچ سنہ ۱۸۲۱ء
۱۰	میر نجیب اللہ خان بنام دردانہ خاتون	عدالت اپیل پٹنہ	سنہ ۱۸۰۳ء
۱۱	حکیم واجد علیخان مفلس بنام مسماۃ جان بی بی	صدر دیوانی عدالت	۲۲ مئی سنہ ۱۸۱۸ء
۱۲	شہاب الدین بنام شاہ تقی	ایضاً	۱۴ جولائی سنہ ۱۸۱۳ء
۱۳	سراج الدین وغیرہ بنام غوثی	عدالت اپیل پٹنہ	۲۵ جون سنہ ء
۱۴	سیوک رام بنام جگ نندن سنگھ	ایضاً	۱۶ اپریل سنہ ۱۸۱۵ء
۱۵	کالیخان بنام دکھو بی بی	عدالت اپیل ڈھاکہ	۱۹ مارچ سنہ ۱۸۱۶ء

نام کتاب	قیمت
شرح قانون معاہدہ مع توضیحات فیصلہ جات پریوی کونسل ولایت و چیف کورٹ ہاے سہ پریسیڈنسی۔	[illegible]
ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء قانون میعاد سماعت۔	[illegible]
ایکٹ نمبر ۳ بابت ۱۸۷۷ء عیسوی قانون رجسٹری۔	۵ر
ایکٹ ا سنہ ۱۸۹۹ء اسٹامپ جلد ترمیم شدہ مطبوعہ سنہ ۱۸۹۹ء ایکٹ سنہ ۱۸۷۰ء رسوم عدالت مع ایکٹ سنہ ۱۸۹۹ء ترمیم شدہ	[illegible]
دستور العمل دیوانی۔ مرتبہ صاحب جوڈیشل کمشنر اودھ	[illegible]
شرح محمدی۔ مولفہ مگناٹن صاحب وراثت و ہبہ و وصیت و بیع و شفعہ و وقف و نکاح و دعوے وغیرہ جملہ معاملات گورنمنٹ۔	[illegible]
الاحکام۔ نایاب مجموعہ محمدی کے دنیاوی معاملات کے مسائل کا شیعہ و سنی کی کتب معتبرہ سے تمام مع اردو کی تفاصیل اختلافات مذاہب مع نظائر کثیرہ صدر عدالت و ہائیکورٹ و پریوی کونسل مولفہ آنریبل سید امیر علی بیرسٹر ایٹ لا مترجمہ	

نام کتاب	قیمت
سید ابو الحسن مترجم مرحوم دو حصہ میں۔	[illegible]
اصول نظائر دھرم شاستر مولفہ مگناٹن صاحب مترجمہ گورنمنٹ دو حصہ میں یکجائی حصہ اول اصول وراثت و معاہدات و شہادت مع فہرست ردیف وار حصہ دوم نظائر وابستہ مع فہرست ردیف وار	[illegible]
خلاصہ نظائر دھرم شاستر ابتدا سے سنہ ۱۸۷۸ء سے سنہ ۱۸۹۹ء تک مندرجہ انڈین لاء رپورٹ نفاذ کردہ پریوی کونسل و ہر چہار ہائیکورٹ مترجمہ منشی گردھر لال و بابو لچھمن لال وکلاء آگرہ۔	[illegible]
ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۹ء اسٹامپ ہند۔	۵ر
وقار الاسلام فی بیان الاحکام مولفہ مولانا مولوی حاجی محمد بن عبد الصمد۔ یہ کتاب مشروط الامتحان وکالت درجہ اول و دوم و سوم حسب الحکم مجلس عدالت العالیہ ممالک محروسہ حضور نظام الملک حیدر آباد دکن شریک نصاب مطبوعہ عنبر	۲

نام کتاب	قیمت
قوانین متعلقہ مال	
شرح ایکٹ نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء مولفہ کرنل کرنی صاحب بہادر سابق کمشنر فیض آباد مع ترمیم ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۷۹ء و ایکٹ نمبر ۱۳ سنہ ۱۸۸۲ء و ایکٹ نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۹۰ء مالگزاری مع اشتہارات گورنمنٹ و سرکلرات بورڈ مال و نظائر ایکٹ لگان و نظائر ہائیکورٹ مترجمہ بابو دھیان سنگھ مرحوم جو عدالت ججی علیگڈھ کے مترجم تھے اور آخر میں ایک مدت تک مہتمم مطبع ہذا رہے۔	[illegible]
اردو ترجمہ سرکلرات مال اودھ جلد اول۔ یعنی سرکلر آرڈرس آف گورنمنٹ این ڈبلیو پی اودھ و بورڈ آف ریونیو متعلق حسابات سرکاری جسکے دیباچہ میں سکریٹری گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی و اودھ نے لکھا کہ سرکلرات موجودہ محکمہ مال اودھ کی طبع ہذا میں وہی ترتیب رکھی گئی ہے جو سرکلرات بورڈ مال ممالک مغربی و شمالی کی ہے۔ تمام سرکلرات مصدرہ ماقبل یکم جنوری سنہ ۱۸۹۵ء ہیں	

نام کتاب	قیمت
اس مجموعہ مین داخل شدہ ہون منسوخ تصور کیے جائین اور یہ بھی استدعا ہو کہ تمام مراسلات آئندہ مین سرکلر کا حوالہ صرف اسی طرح دیا جاوے کہ وہ اس جلد کے فلان حصہ اور صفحہ وغیرہ مین درج ہو اور آئندہ جو سرکلرات نافذ ہون بذیل اس عنوان کے داخل کیے جائین جس سے متعلق ہون اور ایک جلد بطور تتمہ جاری کی جاویگی مطبوعہ ۱۸۸۶ء۔	[illegible]
منتخب فیصلہ جات بورڈ مال۔ ممالک مغربی و شمالی و اودھ متعلقہ ممالک مغربی و شمالی سن ابتدائے ۱۸۸۸ء لغایت ۱۸۹۵ء مرتبہ بابو بنود بہاری لال بی۔ اے۔	[illegible]
ایکٹ ۱۷ ۱۸۷۶ء جو قانون مالگزاری اودھ۔	[illegible]
منتخب فیصلہ جات بورڈ مال۔ از نمبر ۱ لغایت نمبر ۴۵ متعلقہ ممالک مغربی و شمالی و اودھ بابت ۱۸۹۶ء۔	[illegible]
منتخب فیصلہ جات بورڈ مال۔ اودھ ممالک مغربی و شمالی از نمبر ۱ لغایت نمبر ۴۵	
محاسب حقی نمبر ۵ یا ۶ مطبوعہ سنہ ۱۹۰۳ء۔	[illegible]
قواعد قانون گویان بورڈ مال۔ متعلقہ ملک اودھ مطبوعہ سنہ ۱۹۰۲ء۔	۴؍
قواعد قانون گویان بورڈ مال۔ متعلقہ ممالک مغربی و شمالی مطبوعہ سنہ ۱۹۰۲ء۔	۴؍
قواعد پٹواریان بورڈ مال۔ متعلقہ ممالک مغربی و شمالی مطبوعہ سنہ ۱۹۰۲ء۔	۳؍
قواعد پٹواریان بورڈ مال۔ متعلقہ ملک اودھ مطبوعہ سنہ ۱۹۰۲ء۔	۴؍
ایکٹ نمبر ۲ بابت سنہ ۱۹۰۱ء یعنی ایکٹ مالگزاری ممالک مغربی و شمالی و اودھ۔	۸؍
ایکٹ نمبر ۳ بابت سنہ ۱۹۰۱ء یعنی ایکٹ قبضہ اراضی ممالک مغربی و شمالی۔	۳؍
مرآۃ الآئین۔ دو حصہ سوال و جواب سرکلرات غیر شدہ بورڈ ریونیو ممالک مغربی و شمالی از ابتدائے سنہ ۱۸۵۰ء لغایت سنہ ۱۸۶۸ء مجموعہ سوال مرتبہ منشی محمد ابو المجاہد صاحب ایکٹ نمبر ۱۸ بابت سنہ ۱۸۷۶ء	۱۲؍
قوانین اودھ۔ مجموعہ قوانین لگان اودھ از ابتدائے ۱۸۶۸ء لغایت ۱۸۸۳ء عیسوی یعنی حصہ اول ایکٹ ۱۹ ۱۸۶۸ء لگان مع فہرست مکمل و ضمیمہ وار	[illegible]
ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء عیسوی قانون لگان متعلقہ ممالک مغربی و شمالی۔	[illegible]
انتخاب سرکلرات جوڈیشل کمشنر اودھ مطبوعہ از ماہ نومبر ۱۸۶۳ء لغایت سنہ ۱۸۷۹ء فہرست خلاصہ۔	[illegible]
قوانین متعلقہ فوجداری و مال	
مجموعہ امتحان فوجداری و مال۔ مسمی معین الامتحان امتحان تحصیلداران و اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنران کے لیے کافی مجموعہ مع کارروائی پولیس تین جلد ہین۔	[illegible]
اور علیحدہ علیحدہ بھی بحسب ذیل فروخت ہوتا ہے۔	
جلد اول متعلقہ مال۔	[illegible]
جلد دوم متعلقہ فوجداری۔	[illegible]
جلد سوم متعلقہ پولیس۔	[illegible]